الخیر الساری
فی تشریحات البخاری
کتاب الوضوء، کتاب الغسل، کتاب الحیض، کتاب التیمم
افادات
استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم
مکتبہ امدادیہ
ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان پاکستان
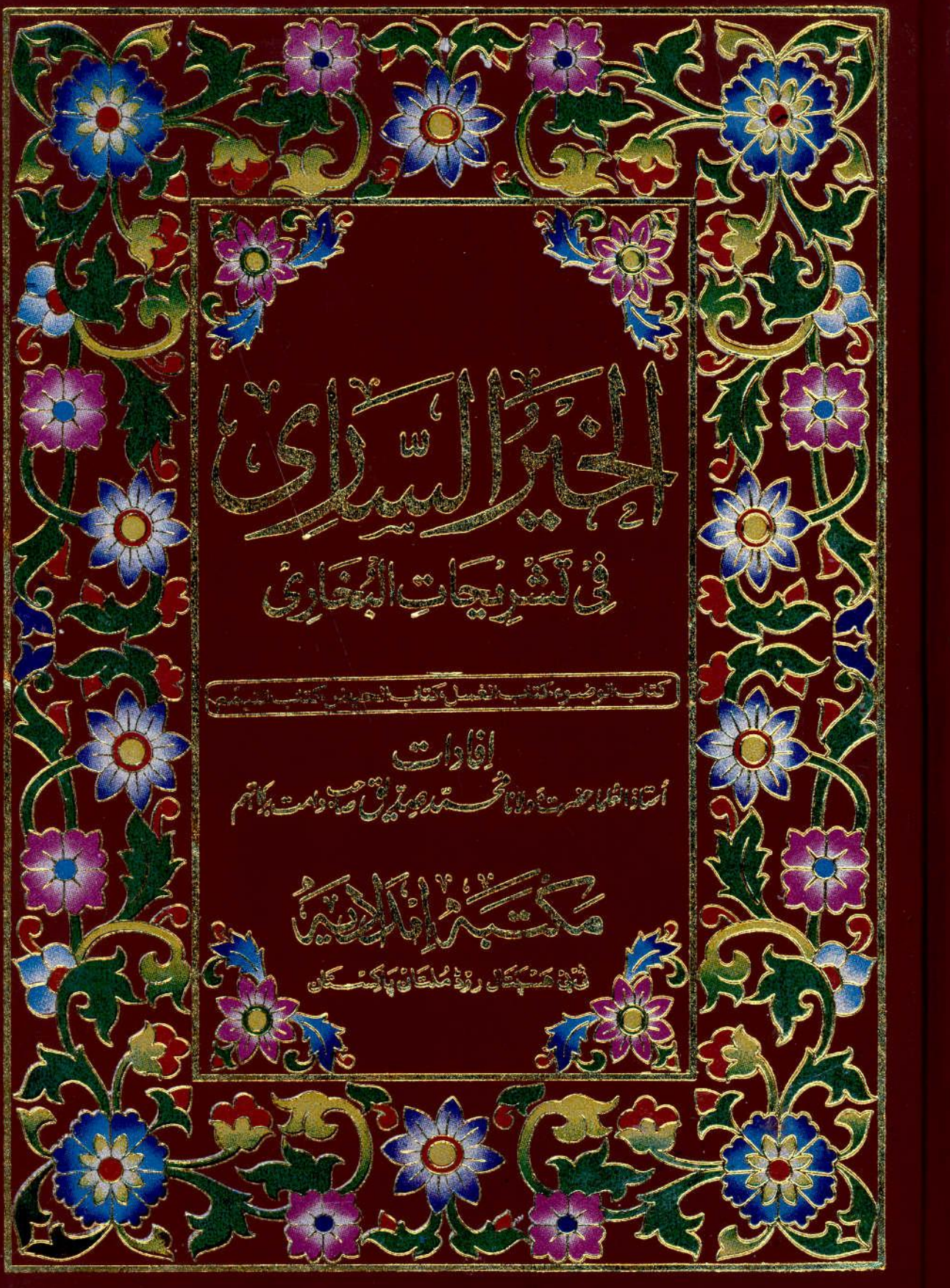
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اَلْخَيْرُ السَّارِیْ

فِیْ تَشْرِیْحَاتِ الْبُخَارِیْ

جلد ثانی

کتابُ الوضوء، کتاب الغسل، کتاب الحیض، کتاب التیمّم

إفادات

اُستاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان پاکستان

ترتیب وتخریج

مولانا خورشید احمد تونسوی مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان

ناشر

مکتبہ اِمدادیہ

ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان پاکستان

فون: ۵۴۴۹۶۵

نام کتاب:...... الخیر الساری فی تشریحات البخاری (جلد ثانی)

افادات:...... استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ (صدر المدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)

ترتیب وتخریج:...... حضرت مولانا خورشید احمد صاحب تونسوی (فاضل ومدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)

کتابت:...... حضرت مولانا خورشید احمد صاحب (مدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)

تزئین وآرائش:...... مولوی محمد یحیٰ انصاری (مدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)

معاونت:...... مولوی محمد اسماعیل، مولوی محمد ناصر جمیل، مولوی محمد شبیر (طلباء جامعہ خیر المدارس، ملتان)

ناشر:...... مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ، ملتان

ملنے کے پتے

۱...... مولانا میمون احمد صاحب (مدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)

۲...... مولانا محفوظ احمد صاحب (خطیب جامعہ مسجد غلہ منڈی، صادق آباد)

۳...... مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور

۴...... قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی

۵...... دار الاشاعت اردو بازار، کراچی

ضروری گذارش

اس کتاب کی تصحیح میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی غلطی معلوم ہو تو ناشر یا مصنف مدظلہ کو ضرور مطلع فرمائیں تا کہ اسکی آئندہ اشاعت میں تصحیح کر دی جائے (شکریہ)

فہرس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللھم صلی علی محمد
وعلی آل محمد

از

آیۃ الخیر حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ خیر المدارس، ملتان وناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

نبیرہ

استاذ العلماء عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہٗ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

امام الانبیاء حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بات کا فیصلہ فرمادیں تو کسی مؤمن مرد یا عورت کو یہ حق نہیں رہتا کہ وہ آپ ﷺ کے ارشادِ گرامی کے سامنے اپنی بات چلائے، ارشادِ ربانی ہے ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾[۱] ''اور نہیں کسی مرد مومن اور نہ کسی مومنہ عورت کے لئے اپنے معاملہ میں کچھ اختیار بعد اس کے کہ خدا اور اس کا رسول اس کام کے بارے میں کوئی فیصلہ صادر فرمادیں'' تمام احادیث مبارکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صادر فرمودہ فیصلے ہیں اس لئے کسی بھی حدیث کو قبول کرنے میں دل میں تنگی نہ ہونی چاہئے۔ مومن کو چاہئے کہ آپ ﷺ کا ہر حکم خوشی کے ساتھ دل سے قبول کرے۔ کمال ایمان ہی نہیں نفس ایمان بھی اس پر موقوف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر دل کی گہرائیوں سے ایمان لایا جائے اور اسے قبول کرنے میں ادنیٰ تامل کو بھی راہ نہ دی جائے۔ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾[۲] میں اسی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔

---

۱ الاحزاب، پارہ ۲۲، رکوع ۲ ۲ (النساء)

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ ”رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرنا جب عمل کو اکارت کر دیتا ہے تو اس کے احکام کے سامنے اپنی رائے کو مقدم کر دینا اعمال صالحہ کے لئے کیونکر تباہ کن نہ ہوگا۔“ (ترجمان السنۃ، صفحہ ۱۴۲، جلد ۱)

واضح رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریفہ کے بعد آپ ﷺ کی شریعتِ مُطہرہ کا فیصلہ آپ ﷺ کا ہی فیصلہ شمار ہوگا اور یہ حکم قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں خود بلاواسطہ آپ ﷺ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی شریعتِ مُطہرہ کی طرف رجوع جاری رہے گا۔

اس لئے ائمہ وعلماءِ امت نے اپنی زندگیاں حدیث رسول ﷺ کے گرد پہرہ دینے میں گزار دیں اور حفاظت حدیث کا فریضہ ائمہ حدیث اور فن حدیث کے ناقدین کے ہاتھوں تاریخ کے ہر دور میں پورا ہوتا رہا۔ بقول مولانا الطاف حسین حالی مرحوم ؎

گروہ اک جویا تھا علم نبیؐ کا لگایا پتہ اس نے ہر مُفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا کیا قافیہ تنگ ہر مُدعی کا
کئے جرح و تعدیل کے وضع قانون نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

محدثین کرام کی اس عظیم وقابل احترام جماعت کی کہکشاں میں سورج بن کر چمکنے والا ایک نام امیر المؤمنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۵۶ھ) کا ہے جن کے بارے میں امام مسلمؒ نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ اِن جیسا محدث روئے زمین پر نہیں ہے۔[1]

امام بخاریؒ کی شہرۂ آفاق تالیف ”الجامع الصحیح“ کو ہر زمانہ میں اس کی خصوصیات وامتیازات کی بناء پر ذخیرۂ احادیث میں ممتاز مقام حاصل رہا ہے اور اس کی تدریس وتعلیم ہمیشہ اہل فن اور نابغۂ روزگار علمی شخصیات نے انجام دی ہے۔ جامعہ خیر المدارس، ملتان میں بخاری شریف کی مسند تدریس کو اپنی زندگی میں میرے جدِ امجد استاذ العلماء عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہٗ نے رونق بخشی۔ حضرت دادا جانؒ انتہائی شفیق اور مربی استاذ تھے۔ آپؒ کے عادات و اعمال اخلاق نبوۃ کا آئینہ تھے اور آپؒ کی زندگی زہد وتقویٰ، اخلاص وللہیت، تدبّر وفراست اور اعتدال واستقامت جیسے اوصاف کا مجموعہ تھی۔ انتظامی مصروفیات اور تبلیغی واصلاحی خدمات کے باوجود آپؒ کا شمار پنجاب میں انگلیوں پر گنے جانے والے ان چند مدرسین میں ہوتا تھا جو اپنے تفہیمی وتدریسی انداز کی بناء پر پورے مُلک میں معروف تھے۔ حضرت

[1] (مقدمہ فتح الباری، صفحہ ۴۸۵)

داداجانؒ کا سبق دریا بکوزہ کی مثال ہوتا تھا۔ اسلوب بیان سلیس اور دلنشین اور تقریر حشو وزوائد سے بالکل پاک ہوتی تھی۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ تفہیم وتدریس میں استاذ خود مشقت برداشت کرے، طلبہ پر بوجھ نہ ڈالے۔'' آپؒ کی پوری تدریسی زندگی اسی اسلوب میں ڈھلی ہوئی تھی۔ لمبی لمبی تقاریر کو اختصار و جامعیت کے ساتھ ذہن نشین کرا دینا حضرت والاؒ کا امتیاز تھا۔ حدیث پاک کی تدریس کے دوران ائمہ مجتہدینؒ کے متدلات وآراء کو اس حسن ترتیب سے بیان فرماتے کہ منشاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم نکھر کر سامنے آجاتا۔ بالخصوص حضرات احناف رحمہم اللہ کے موقف اور دلائل پر شرح صدر کی کیفیت حاصل ہوجاتی، اسی طرح احادیث کا ایسا معنی خیز اور جچا تلا ترجمہ فرماتے کہ تطویلات وتوجیہات کی ضرورت ہی نہ رہتی اور بہت سے اشکالات واعتراضات خود بخود حل ہوجاتے۔

جامعہ خیر المدارس کے موجودہ شیخ الحدیث استاذ مکرم حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم حضرت داداجانؒ کے مایہ ناز اور قابل فخر تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے درس نظامی کی اکثر کتب حضرت داداجانؒ کی نگرانی و سرپرستی اور رہنمائی میں پڑھائیں اور حضرت والاؒ کی زندگی میں حدیث شریف کے اسباق بھی پڑھائے اور اب تقریباً ۱۵ سال سے جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیریؒ کی رحلت کے بعد بحیثیت شیخ الحدیث بخاری شریف پڑھا رہے ہیں۔ استاذ مکرم حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم کے علوم و معارف اور افادات حضرت داداجانؒ کے انداز تدریس کا عکس جمیل ہیں۔ آپ نے اپنی تعلیم کے دوران حضرت داداجانؒ کے افادات و ارشادات کو بالالتزام قلمبند فرمایا تھا۔ آپ کی تدریس کی عمارت اسی سنگ بنیاد پر استوار ہے اور حضرت الاستاذ کی تقاریر میں آپ کو وہی دقت نظر، تبحر علم، تعمق فکر اور فقہ میں دُور رس نگاہ نظر آئے گی جو حضرت داداجانؒ کا طرۂ امتیاز تھی۔ آپ کی املائی تقاریر تحقیق وتفہیم اور نکتہ رسی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اس علمی ذخیرہ کی اشاعت وطباعت فن حدیث کی گرانقدر خدمت ہے۔ گزشتہ سال ان افادات کی پہلی جلد ''الخیر الساری'' کے نام سے منصۂ شہود پر آکر اہل علم وفضل سے خراج تحسین پا چکی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ اب اس کی دوسری جلد زیور طبع سے آراستہ ہورہی ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ خیر کو تا ابد جاری وساری فرمائیں۔ اس سلسلہ میں جامعہ کے استاذ مولانا خورشید احمد ڈیروی حفظہ اللہ کی مساعی بھی لائق تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان افادات کو اپنی بارگاہِ عزت میں قبول فرما کر تمام خلائق بالخصوص طلبہ واساتذہ کے لئے نافع بنائیں۔ آمین!

والسلام

(مولانا) محمد حنیف جالندھری

مہتمم جامعہ خیر المدارس، ملتان

۵/رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مطابق یکم نومبر ۲۰۰۳ء

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اولا:......تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے ہدایتِ انسانی کے لیے قرآن پاک نازل فرمایا اور محمد رسول اللہ ﷺ کو اس کا شارح فرمایا اور حضور ﷺ کی اسوۂ حسنہ کی اتباع کو ضروری قرار دیا۔

ثانیا:......صلوٰۃ وسلام اُس ذات پر جس کے قول وفعل اور تقریر کو حدیث پاک کا نام دیا گیا۔

ثالثا:......اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں اُن محدثین پر جنہوں نے حضور ﷺ کی حدیث پاک کو محفوظ فرمایا اور صحیح اسناد کے ساتھ اُمت تک پہنچایا خصوصاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر، جنہوں نے صحتِ حدیث کا اہتمام کیا اور امت نے اس (بخاری شریف) کو ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' کا لقب دیا۔

رابعا:......ہزاروں رحمتیں نازل ہوں اُستاذِ محترم مولانا خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ پر جنہوں نے محنت کر کے بخاری شریف کا چالیس سال تک درس دیا، آپکے سامنے یہ حقیر ہدیہ ''الخیرالساری فی تشریحات البخاری'' اِستاذ موصوف کی تقریر ہے جس کو مدار بنا کر بندہ نے درسِ بخاری شریف جاری رکھا، اصولاً تمام مضامین حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اس میں کچھ اضافے حالات حاضرہ کے پیش نظر کئے گئے اور کمی کوتاہی بندہ راقم الحروف کی بے مائیگی کی بناء پر ہوئی۔ طلبہ کے رجحان کو دیکھ کر ضرورت محسوس کی گئی کہ اس کو طبع کرا کے طلبہ وطالبات کو فائدہ پہنچایا جائے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائیں اور طلبہ وعلماء سب کے لیے مفید بنائیں۔ (آمین)

اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو اس پر اطلاع فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں اصلاح کر لی جائے۔

فقط

بندہ محمد صدیق غفرلہٗ

خادم الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان

اظہارِ تشکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے حضرت مولانا خیر محمد صاحب مرحوم کی تقریر بخاری، جس کو بندہ نے دورانِ طالب علمی ضبط کیا اور اس کو مدار بنا کر بندہ نے اپنی تدریس جاری رکھی، اور کچھ حالات کے پیش نظر کمی بیشی بھی ہوئی۔

بندہ کی تدریسی تقریر کو مولوی محمد ارشد (مدرس مدرسہ عربیہ رائے ونڈ) نے اہتمام سے ضبط کیا، لیکن اس میں کچھ اغلاط تھیں، جو فوٹو سٹیٹ کے ذریعہ نشر ہو رہی تھیں، بندہ نے اس کی صحت کا اہتمام کیا، مختلف ہاتھوں سے گزرتی ہوئی مولوی خورشید احمد سلمہٗ مدرس جامعہ خیر المدارس، کی نگرانی میں آئی تو انہوں نے نہایت محنت سے تصحیح ہی نہیں کی بلکہ اشاعت کا بھی اہتمام کیا اور مولوی محمد یحییٰ صاحب سلمہٗ نے اس کی تحریر کی۔ اب ''الخیر الساری فی تشریحات البخاری'' کے نام سے دوسری جلد آپ کے سامنے آ رہی ہے۔ اسے حسب سابق مکتبہ امدادیہ، ملتان نے زرِ کثیر صرف کر کے زیورِ طبع سے آراستہ کیا ہے۔ دُعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماویں۔

اگر کوئی غلطی نظر آئے تو اس کی اطلاع فرماویں، تا کہ آئندہ طباعت میں اس کی درستگی کر دی جائے۔

فقط

بندہ محمد صدیق عفی عنہٗ

۱۸/ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ

﴿عرضِ مرتب﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ جل جلالہ کا بے حد احسان ہے جس نے اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا، اور **لا تعدُّ ولاتُحصیٰ** مہربانیوں سے بندہ کو اس لائق بنایا کہ استاذی واستاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت فیوضھم کے ضبط شدہ دروسِ بخاری کو ترتیب وتخریج کا جامہ پہنا کر ''الخیر الساری فی تشریحات البخاری'' (جلد ثانی) کے عنوان سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرسکوں۔

علماء، طلباء وطالبات اور علوم دینیہ کے حصول کے شائقین حضرات کی خواہش کے پیش نظر ''الخیرالساری'' ساری خیر کے ساتھ حاضر ہے۔

''الخیرالساری فی تشریحات البخاری'' کے مندرجات جو درحقیقت بانی خیر المدارس کے وہ ارشادات ہیں جن کو استاذِ محترم مدظلہٗ نے اپنے طالب علمی کے زمانہ میں، حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نوراللہ مرقدہٗ کی تدریس بخاری کو گفتار کی رفتار کے ساتھ قلم کے ذریعے اوراق پر محفوظ کیا۔ اس کے انوارات کی تجلیات کے حصول وقبول کے لئے اپنے قلب وذہن، فکر ونظر کو حضرتؒ پر مرکوز رکھا اور بخاری شریف پڑھی۔ شفیق استاد کی باتحقیق تقریر صدیق (حضرت والا) نے محفوظ کی۔ اس (بیاض صدیقی) کی اہمیت وصداقت جاننے کے لئے حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب نوراللہ مرقدہ شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال کا ایک ہی جملہ کافی ہے مولاناؒ نے فرمایا کہ میں نے اس (بیاضِ صدیقی) کو تدریس بخاری کے دوران زیرنظر رکھا، آپ نے حضرتؒ کے علوم کو خوب ضبط کیا ہے۔ مرتب انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ صرف ضبط ہی نہیں کیا بلکہ تشنگانِ علوم تک پہنچانے کا حق المقدور حق بھی ادا کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ اس سال بھی جامعہ خیر المدارس ملتان کا دارالحدیث حضرت والا کے دروسِ بخاری سے گونجتا رہا ہے۔ اللہ پاک آپ کو تادیر سلامت رکھے اور جامعہ کا دارالحدیث آپ کی تدریس بخاری کے ساتھ آباد رہے۔

الحاصل: اللہ پاک کے فضل وکرم سے ''الخیرالساری فی تشریحات البخاری'' کی دوسری جلد تیار ہوئی، اور اس میں حسبِ سابق ان تمام امور کو منصۂ شہود پر لانے کی کوشش کی گئی جن کا جلد اول میں لحاظ رکھا گیا تھا۔ مجھ جیسے سے اس کام کا ہوجانا اللہ پاک ہی کی مہربانی ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ یہ اساتذہ کی سحرگاہی دعاؤں کا نتیجہ ہے خصوصاً استاذی

حضرت شیخ الحدیث کی شفقت، اعتماد، حوصلہ افزائی اور دعائیں میرا حوصلہ بڑھاتی رہیں جس سے جلد ثانی تیار ہو کر آپ کے ہاتھوں تک پہنچ رہی ہے، بندہ نے حوالوں کے صحیح اندراج میں احتیاط سے کام لیا اور احادیث بخاری کا تحت اللفظ ترجمہ کرنے کی کوشش کی، اور حتی الوسع اسکی صحت کا خیال رکھا۔ کتابت اور تصحیح کرتے وقت الخیر الساری کو اغلاط سے بچانے کی بہت سعی کی لیکن پھر بھی غلطیوں کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اگر کسی قاری اور ناظر کو کتابت یا مضمون میں کوئی غلطی نظر آئے تو مرتب کو آگاہ فرمائیں تو احسانِ عظیم ہوگا، جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

آخر میں، میں ان اساتذہ اور علماء، طلباء کا تہہ دِل سے شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنھوں نے اس کار خیر میں حصہ ڈالا، اور حضرت مولانا یحییٰ صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ انھوں نے الخیر الساری جلد اوّل کی کتابت کو ترتیب اور عمدہ رسم الخط کے ذریعے حسین بنا کر جاذبِ نظر اور واقع فی النفس بنانے کی بھرپور کوشش فرمائی، اور اس جلد ثانی کو بھی بڑی محنت اور محبت کے ساتھ مزین کیا ہے۔ اللہ پاک بندہ کی اس محنت کو شرف قبولیت بخشے اور قارئین کے لئے مفید بنائے، اور آخرت میں والدین، اساتذہ اور اعزہ اور میرے لیے اور جملہ معاونین حضرات کے لئے ذریعہ نجات بنائے (امین)

خورشید احمد

مدرس و فاضل جامعہ خیر المدارس، ملتان

۲۴/ شعبان بروز منگل ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰/ اکتوبر ۲۰۰۳ء

﴿کتاب الوضوء﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

(۹۶)

باب فی الوضوء

ماجاء في قول الله تعالیٰ اذا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ .

یہ باب وضوء کے بیان میں ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرمان عالی میں آیا ہے کہ اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو دھولو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کا اور اپنے پاؤں دھوو ٹخنوں تک۔

قال ابوعبدالله وبين النبى صلى الله عليه وسلم ان فرض الوضوء مرة مرة وتوضأ ايضا

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ وضو میں (اعضاء کا دھونا) ایک ایک مرتبہ فرض ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مرتين مرتين وثلثاًوثلثاً ولم يزد علىٰ ثلاث وكره اهل العلم الاسراف فيه

نے (اعضاء کو) دودو بار بھی دھوکر وضو فرمایا۔ اور تین تین دفعہ بھی، (ہاں) تین مرتبہ سے زیادہ نہیں دھویا اور علماء نے وضو میں اسراف (پانی حد سے زیادہ استعمال کرنے) کو مکروہ کہا ہے

ان یجاوزوا فعل النبی ﷺ.
اوراس کو کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے فعل سے بھی بڑھ جائیں۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

وقع فی بعض النسخ کتاب الطھارۃ وبعدہ باب ماجاء فی الوضوء، وھذا انسب لان الطھارۃ اعم من الوضوء والکتاب الذی یذکر فیہ نوع من الانواع ینبغی ان یترجم بلفظ عام حتی یشمل جمیع اقسام ذلک الکتاب [۱]

غرض بخاریؒ: ......امام بخاریؒ وحی، کتاب الایمان، کتاب العلم سے فارغ ہوئے تو عبادت کو بیان کرتے ہیں کہ وحی، ایمان وعلم سے مقصود ہی عبادت ہے، پھر عبادات میں اہم عبادت نماز ہے، اسے شروع کررہے ہیں، پھر چونکہ نماز بغیر طہارت کے مکمل نہیں ہوتی۔ لھذا طہارت شرط ہوئی جو کہ موقوف علیہ کے درجہ میں ہوتی ہے اس لئے اس کو پہلے ذکر کیا [۲]

سوال: ...... طہارت کے علاوہ اور بھی تو شرائط ہیں نیت، ستر عورت، استقبال قبلہ وغیرہ تو ان میں سے اس کو کیوں مقدم کیا؟

جواب: ...... دوسری شرائط کسی وقت ساقط ہوجاتی ہیں یہ ایک ایسی شرط ہے جو کسی وقت بھی ساقط نہیں ہوتی اس لئے اہتمام سے اس کو پہلے بیان کیا۔

اشکال: ...... بعض نسخوں میں عنوان **کتاب الطھارۃ** ہے تو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں لیکن جن نسخوں میں کتاب الوضوء کا عنوان ہے تو تکرار کا اشکال وارد ہوگا؟

جواب: ...... **کتاب الوضوء** میں جزء یعنی وضوء بول کر کل یعنی طہارت مراد لی گئی ہے کیونکہ وضوء طہارت کا اہم جزء ہے اور باب الوضوء میں وضوء اصطلاحی مراد ہے، وضوء بمعنی طہارت احادیث میں مستعمل ہے فلا بعد۔

کتاب: ......**الکلام فی لفظ الکتاب قد مر عند کتاب الایمان فی الجزء الاول.** [۳]

وضوء: ...... اس لفظ کو تین طرح پڑھا گیا ہے **(ان فی الوضوء ثلاث لغات اشھر انہ بضم الواؤ اسم للفعل وبفتحھا اسم للماء الذی یتوضأ بہ ونقلھا ابن الانباری عن الاکثرین. الثانی انہ بفتح الواؤ**

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۲۲۵ ج۲، تقریر بخاری ص۱۲ ج۲)

فیهما وهو قول جماعات منهم الخلیل قال والضم لا یعرف .الثالث انه بالضم فیهما وهی غریبة ضعیفة حکاها صاحب المطالع وهذه اللغات الثلاث مثلها فی الطهور ۱؎

۱. وَضوء ۲. وُضوء ۳. وِضوء

مخصوص فعل طہارت کو وُضوء (بالضم) سے تعبیر کیا جاتا ہے، کبھی کبھی بالفتح بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اور بعض حضرات نے ان تینوں میں فرق کیا ہے؟ جس کو سمجھنے کے لئے ایک مصرعہ کافی ہے، وَضوء رادر وِضوء آر وُضوء کن۔

ماخذ:......(والوضوء بضم الواو من الوضاء ة وهو الحسن والنظافة ۲؎ ،الوضوء هو الصفاء والنور لغة. ۳؎ وضوء وضاءت سے ہے اس کا معنی حُسن، چمک، روشنی ہے۔

وجہ تسمیہ:...... اس کو وضوء اس لئے کہتے ہیں کہ وضوء کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن چمک نصیب فرمائیں گے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا یارسول اللہ ﷺ قیامت کے دن آپ ﷺ اپنے امتیوں کو کیسے پہچانیں گے آپ ﷺ نے فرمایا کالے گھوڑوں میں اگر کسی کا پنچ کلیانہ گھوڑا ہو کیا وہ دور سے اپنے گھوڑے کو پہچان نہیں لے گا؟ عرض کیا پہچان لے گا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے ہی میں اپنے امتیوں کو پہچان لونگا کیونکہ ان کے اعضاءِ وضوء چمک رہے ہونگے۔ وجہ تسمیہ کے لئے ادنیٰ سی مناسبت کافی ہوتی ہے جامع مانع ہونا ضروری نہیں۔ بعض نسخوں میں کتاب الطهارت کے الفاظ ملتے ہیں وبعده باب ماجاء فی الوضوء ہے۔

﴿اقسام طہارت﴾

طہارت کی کل چار قسمیں ہیں، ابتداءً دو ہیں ۱۔ ظاہری ۲۔ باطنی

ظاہری کی پھر دو قسمیں ہیں۔

طہارتِ حقیقی:...... یہ ہے کہ جسم نجاست وغیرہ سے پاک ہو۔ خون، پیشاب، پاخانہ وغیرہ نہ لگا ہو۔

طہارتِ حکمی:...... حدث یعنی بے وضوئی سے پاک ہو۔

نجاستِ حکمیہ کی وجہ تسمیہ:...... حکمی اس لئے کہتے ہیں کہ ناپاک ہونا بھی ایک حکم ہے اور پاک ہونا بھی شریعت کا حکم ہے، ورنہ نجاست تو نظر نہیں آتی، شریعت نے کہا کہ پاک ہے تو آپ نے بھی کہہ دیا پاک ہے۔

طہارت باطنی کی بھی دوقسمیں ہیں (۱) قلبی (۲) قالبی

قالبی:...... یہ ہے کہ جوارح رذائل سے پاک ہوں۔گناہوں سے پاک ہوں،آنکھ کا بدنظری سے پاک ہونا وغیرہ (برتن ناپاک ہو،گدلا ہوتو جو چیز بھی اسمیں ڈالی جائیگی وہ ناپاک اور گدلی ہوجائیگی) الحاصل جتنا قالب پاک ہوگا اتنا ہی ایمان وعمل بھی پاک ہوگا۔

قلبی:...... دل اخلاقِ رذیلہ اور عقائد رذیلہ سے پاک ہو،شرک،غفلت،حسد،کینہ دل میں نہ ہو۔

آپ ﷺ نے حضرت انسؓ سے ارشاد فرمایا،اگر ہو سکے تو صبح وشام ایسی حالت میں کر کہ تیرے دل میں کسی کے بارے میں غش نہ ہوتو ایسے کرلے یہ میری سنت ہے الخ

طہارتِ دل:...... دل کی اصل طہارت یہ ہے کہ قلب ماسوا اللہ تعالی کے شغل سے پاک وصاف ہو غیراللہ کی طرف التفات بھی نہ ہو اس کو تقوی کا اعلیٰ درجہ کہتے ہیں۔

ظاھری طھارت کا اثر:...... کبھی ایسے ہوتا ہے کہ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے کہ ظاہر کی طہارت اثر کرتے کرتے دل کو بھی پاک کردیتی ہے۔

باطنی طھارت کا اثر:...... اور کبھی باطن کا ظاہر پر اثر پڑتا ہے کہ ایمان ایسا اندر آتا ہے کہ تمام ظاہری نجاستوں کو دھوڈالتا ہے۔

یھاں مقصود بالبیان:...... چار اقسام میں سے پہلی دوقسموں (طہارت ظاہری) کا بیان ہے،دوسری دو قسموں (طہارت باطنی) کا بیان ضمناً آجائے گا۔یہاں طہارت ظاہری کا بیان اصالۃً اور طہارت باطنی کا بیان ضمناً ہے۔

فائدہ:...... ان لوگوں کی غلطی بھی معلوم ہوگئی جو کہتے ہیں کہ جی اندر صاف ہونا چاہیے،دل کا شیشہ صاف ہو (دل کی کوٹھی صاف ہونا چاہیے) اور بس ،اس تقریر سے ﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴾ کی تفسیر وتشریح آسانی سے سمجھ آجائیگی۔

سوال:...... امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں آیت کو کیوں ذکر کیا؟

جواب:...... اس کی تین وجوہات ہیں۔

الوجه الاول:...... تبرکاذکر کیا جیسا کہ امام بخاریؒ کی عادت شریفہ ہے۔[۱]

الوجه الثانی:...... اس آیت کی تفسیر میں اختلاف تھا اس لیے امام بخاریؒ نے اس اختلاف کی طرف اشارہ کرنے کے لئے یہ آیت ذکر فرمادی اور وہ اختلاف یہ ہے کہ آیت قرآنی میں **فاغسلوا** کا امر کس لئے ہے؟ ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ وجوب کے لئے ہے، لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب کہ حدث لاحق ہو جائے الخ

الوجه الثالث:...... چونکہ اس آیت سے وضوء کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اس لئے استدلا لاً اس کو یہاں لائے۔

اشکال:...... مذکورہ بالا آیت پانچ یا چھ ہجری کو نازل ہوئی، تو اگر وضوء کی فرضیت کے لئے اس آیت کو دلیل بنایا جائے تو دو مفسدے لازم آئیں گے۔

المفسدة الاولیٰ:...... پانچ چھ ہجری تک وضوء فرض نہیں تھا تو اگر وضوء کرنا ثابت ہو جائے تو استحباباً کرتے ہونگے (اس میں اختلاف ہے کہ وضو کی فرضیت کب ہوئی اس میں تو اتفاق ہے کہ وضو مکہ میں تھا اور اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ یہ آیت مدنی ہے مگر اختلاف مبداء فرضیت میں ہے۔[۲]

المفسدة الثانیه:...... اس سے یہ بھی لازم آئیگا کہ کوئی نماز بغیر وضوء کے بھی پڑھی ہو اس لئے کہ استحباب ہی تو ہے۔ اس لئے یہ کہنا درست نہیں کہ اس کو استدلالاً **علی وجوب الوضوء** ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ اس کے خلاف دلائل تو یہ بھی موجود ہیں۔

جمله معترضه:...... سوال تو جلد سمجھ میں آجاتا ہے کیونکہ سوال کا منشا جہل ہے اور آدمی میں اصل جہالت ہے ہر شخص کو اپنی اصل سے تعلق ہوتا ہے، اس لئے کچھ لوگ علم نہیں پڑھتے بلکہ وہ علم پڑھانے کا نام لے کر اعتراضات پڑھا دیتے ہیں۔ بریلویوں، رافضیوں، غیر مقلدوں، اور منکرین حدیث کا یہی طریقہ ہے۔

مثلاً پاک پتن کے علاقے کے پیروں نے اپنے مریدوں کے ذہنوں میں ایک بات ڈال رکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے

[۱] (عمدۃ القاری ص ۲۲۵ ج ۲) [۲] (تقریر بخاری ص ۱۳ ج ۲)

ان کے اذہان میں بٹھاتے ہیں کہ اللہ پاک کے حکم کے بغیر پتہ بھی نہیں ہلتا پھر کہتے ہیں کہ ہم جو کرتے ہیں وہ سب اللہ کے حکم سے ہورہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے جو شاعر نے اس شعر میں بیان کی ہے۔

چلا ہستی سے عدم کو بول اٹھی تقدیر		بلا میں پڑنے سے پہلے کچھ اختیار لیتا جا

واقعہ۔ ایک بار میں اپنے بھائی کے پاس گیا تو کئی آدمی اکٹھے ہو کر میرے پاس آ گئے اور یہی سوال کیا جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے لھذا ہمارا کیا گناہ؟ اب جواب کا انتظار کرنے لگے کہ خیر المدارس کا طالب علم آیا ہوا ہے کافی دیر انتظار کرتے رہے بالآخر بھائی کو بھی شرمندگی ہونے لگی اور کہا او مولوی بول، مجھے بلوانے کے لئے تمام حربے استعمال کر لئے میں خاموش رہا تو وہ مایوس ہوئے، تو پھر میں بولا کہ مجھ سے کسی نے سوال کیا ہے؟ تو ایک شخص نے کہا کہ میں نے کیا ہے؟ تو نے تو جواب ہی نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ اب تو سوال کی نسبت اپنی طرف کرتے ہو جب کہ تمھارا تو عقیدہ ہے کہ سب کچھ اللہ ہی کرتا ہے بندے کا کوئی گناہ نہیں میں نے کہا اللہ ہی نے سوال کیا ہے اور اللہ ہی جواب دیگا تو سب خاموش ہو گئے (آمدم برسرِ مطلب)

اشکال کا جواب:...... یہ ہے کہ یہ آیت استدلالِ فرضیتِ وضوء کے لئے نہیں بلکہ استدلال استقرار وضوء کے لئے ہے جس پر کئی دلائل شاہد ہیں

دلیل اول:...... علامہ سیوطیؒ نے تفسیر اتقان میں مختلف باب باندھے ہیں ان میں سے ایک باب **ماتاخر نزوله عن الحکم** یعنی حکم پہلے ہی وحی خفی سے نازل ہو گیا تھا وحی جلی نے آ کر اس کو مستقل کر دیا۔[1]

دلیل ثانی:...... علامہ ابن عبد البرؒ نے بیان کیا ہے کہ ابتداءِ نبوت سے ہی کوئی نماز آپ ﷺ نے بغیر وضوء کے نہیں پڑھی۔

دلیل ثالث:...... **محمد ابن اسحاقؒ** اپنی سیرت کی کتاب میں لکھتے ہیں جس کو علامہ ابن حجرؒ جو شافعی ہیں نے حسن قرار دیا ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے سورۃ قلم کی آیتیں پڑھائیں تو اسی وقت نماز اور وضوء کا طریقہ سکھلا دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابتدائے وضوء ابتدائے نبوت کے وقت ہوا تھا[2]

دلیل رابع:...... مشکوۃ شریف میں دار قطنی کے حوالہ سے ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا **ان جبرئیل**

---

[1] فیض الباری ص ۲۳۱ ج ۱ [2] (بیاض صدیقی ص ۲۰۵) فیض الباری ج ۱ ص ۲۳۱

اتاه فی اول ما اوحی الیه فعلمنی الوضوء والصلوۃ مشکوۃ شریف ص ۴۳ باب آداب الخلاء الفصل الثالث عن زید بن حارثؓ عن النبی ﷺ ان جبرائیل اتاہ فی اول ما اوحی الیہ فعلمہ الوضوء والصلوۃ [۱]

الحاصل:...... ان تمام روایات کے پیش نظر یہ کہا جائیگا کہ یہ آیت استدلال فرضیت وضو کے لئے نہیں بلکہ استدلال استقرار وضوء کے لئے ہے۔

جواب ثانی:...... چونکہ اس آیت کی تفسیر میں ائمہ کرام کے کئی اختلافات ہیں اس لئے اس آیت کی اہمیت کے پیش نظر اس کو لائے۔

اختلاف اول:...... اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ [۲]

سوال:...... وجوبِ وضوء کی علت کیا ہے اس بارہ میں چند اقوال ہیں (اصل موجب تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہیں)

القول الاول:...... اصحاب ظواہر کے نزدیک وجوب وضو کا سبب قیام الی الصلوۃ ہے۔ کہ جب نماز کیلئے کھڑے ہوا کرو تو وضو کر لیا کرو [۳]

قول اول کا جواب اول:...... یہ قول شاذ ہے۔

جواب ثانی:...... اور منقوض بھی ہے کیونکہ اہل ظواہر کے نزدیک بھی اگر باوضوء شخص نماز کیلئے کھڑا ہو تو اس پر نیا وضوء نہیں ہے۔

دلائل جمہورؒ:...... اہل ظواہر جو اس صورت میں بھی وجوب وضوء کے قائل ہیں تو ان کے خلاف ہمارے پاس کثیر دلائل ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

دلیل نمبر ۱:...... حضرت انسؓ سے مروی ہے کنا نصلی الصلوٰتِ کلها بوضوءٍ واحد مالم نحدث [۴]

دلیل ثانی:...... حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے ایک وضوء سے کئی نمازیں

---

[۱] (مشکوۃ ص ۴۳) [۲] (الایہ. پارہ ۶ آیت ۶) [۳] عمدۃ القاری ص ۲۳۰ ج ۲ [۴] (عینی ج ۲ ص ۲۳۰)

پڑھیں۔ابو دائو د ص ۲۶ عن سلیما ن بن بر ید ہ عن ابیہ قال صلی رسو ل اللہ ﷺ یو م الفتح خمس صلوات بو ضو ء واحد الخ.

دلیل ثا لث : ...... حضرت سوید بن نعمانؓ کی روایت میں ہے کہ قام الی الصلوۃ ولم یتوضأ [۱]

القول الثانی : ...... علت وجوب حدث ہے، لیکن یہ قول بھی منقوض ہے کہ ایک شخص کا دن کے دس بجے وضوء ٹوٹتا ہے تو اس پر کوئی بھی وجوب وضوء کا قائل نہیں ہے، کتب سنن میں آپ نے پڑھا کہ ایک دفعہ آپ ﷺ قضاء حاجت کر کے تشریف لائے پانی پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا((ماکنت امرت ان اتوضأ کلما بلت انما امرت اذا قمت الی الصلوۃ)).

القول الثالث : ...... بعض نے کہا ہے کہ علت وجوب حدث ہے مگر وجوب مُوَسَّع ہے تو وجوب تو ہو گیا لیکن قیام صلوۃ تک تاخیر کی گنجائش ہے۔

القول الرابع : ...... امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ دونوں کا مجموعہ علت ہے، یعنی قیام الی الصلوٰۃ مع الحدث ، اس لئے اس آیت میں عبارت محذوف مان لی گئی وانتم محدثون لیکن یہ مذہب بھی منقوض ہے نقض کی صورت یہ ہے کہ قیام الی الصلوۃ کا وقت نہیں اور کوئی شخص قرآن کو ہاتھ لگانا چاہتا ہے تو وضوء اس پر واجب ہوگا [۲]

القول الخامس : ...... امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وجوب کی علت حدث ہے۔

لیکن فاغسلوا کے اندر امر وجوب کے لئے بھی ہے اور استحباب کے لئے بھی، اگر کوئی ایسی چیز نہیں تو پھر وضوء استحبابا ہوگا اس تفصیل کے بعد یہ سمجھیں کہ امام صاحب کے نزدیک علتِ وجوب استباحتہ مالا یحل الا بوضوء ہوئی ۔[۳]

اختلاف ثانی : ...... اِذَا قُمْتُمْ الایہ میں قیام حقیقی ہے یا مجازی؟

قال البعض : ...... حقیقی ہے اس کا صلہ محذوف ہے ای قیام عن المضاجع یعنی جب بستروں سے اٹھو تو ظاہر ہے کہ اس وقت بے وضوء ہوگا۔

---

[۱] (ابوداؤد ص ۲۸) [۲] (فیض الباری ص ۲۳۱) [۳] (فتح الباری ص ۷ ۱۶ لامع الدراری ص ۶۷)

قال البعض : ...... قیام مجازی ہےاور محدثون کی قید محذوف ہےاور معنی یہ ہیں کہ عام طور پر جب ماضی پراذا داخل ہوتا ہےتو اراد کا لفظ محذوف ہوتا ہےاور کلام مجاز پر محمول ہوتا ہے، جیسے وَاِذَا قَرَأتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ای اذا اردت قرأة القرآن فاستعذ باللّٰه.

ایک قول شاذ یہ بھی ہے کہ جب پڑھ چکو (پڑھ لو) تو استعاذہ کرو جمہور کے نزدیک پہلے پڑھنا واجب ہے اور بعد میں استحبابا ہوگا الشئی بالشئی یذکر بات سے بات چلی، فارسی میں کہتے ہیں افسانہ ازافسانہ مے خیزد، حدیث پاک میں آتا ہے اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء (مشکوۃ شریف ص ١٤٦)، جب نماز جنازہ پڑھنے لگوتو دعاء کے لئے نیت خالص کرلو۔

بریلویوں کی شان : ...... پوستی والی ہے ایک پوستی کو قبض کی شکایت رہتی تھی اوراس کا لوٹا بھی بہتا تھا پوستی پیشاب و پائخانہ سے فارغ ہوا تو لوٹا خالی ہو چکا تھا اس نے کہا اچھا تو خالی ہوجاتا ہے تیرا علاج بھی کرلونگا تو اس نے کہا اب پہلے استنجاء کروں گا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا یعنی پہلے استنجاء کرلیا پھر پائخانہ کیا تو یہ بھی کہتے ہیں کہ نیت بعد میں خالص کرو جبکہ نماز جنازہ پڑھ چکو۔

اس پوری تقریر کے مطابق اس آیت میں فعل ابتداءِ فعل کے لئے ہے۔اور کبھی فعل انتہائے فعل کے لئے بھی ہوتا ہے جیسے قرآن پاک میں ہے پارہ ٢٨ آیت ا سورہ طلاق ﴿اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ﴾ یہ ابتدائے فعل کے لئے آنے کی مثال ہے دوسری مثال ﴿فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ﴾ (پارہ ٢٨ سورۃ طلاق آیت ا)، اور کبھی بقائے فعل کے لئے بھی آتا ہے جیسے قرآن پاک میں ہے ﴿اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا﴾ (پ ٨ س انعام آیت ١٥٣) جب کہوتو عدل سے کہو۔

﴿ تیسرا اختلاف فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ میں ہے ﴾

وجوہ جمع ہے وجہ کی، وجہ کی تعریف ما یتواجہ بہ الرجل کو کہتے ہیں اور وہ من منبت شعر الرأس الی الذقن وبین الاذنین ہے۔

وجہ کے تحت چند اختلافات:

اختلاف اول : ...... کان، وجہ (چہرہ) میں داخل ہیں یانہیں؟ اگر داخل ہیں تو ان کا دھونا فرض ہے اگر داخل نہیں

تو دھونا بھی فرض نہیں؟

قول اول: ...... بعض نے دخول کا قول کیا ہے اور پھر فرضیت کا یعنی دخول کے ساتھ ان کا دھونا بھی فرض ہے۔

قول ثانی: ...... بعض نے کہا کہ چونکہ کانوں کے اگلے حصے سے مواجھت ہوتی ہے لھذا وہ دھویا جائے گا آپ ﷺ نے اس جھگڑے کو آسان اور مختصر طریقہ سے نمٹایا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ((الاذنان من الرأس ذلک لان الاذنین تستران بالعمامة والازار والقلنسوة ونحو ها))[1] کان سر کا حصہ ہیں چہرہ کا نہیں فان قلت ان یکون الا ذنا ن من الو جه بهذا المعنی قلت لا یجبذلک لان الاذنین

اختلاف ثانی: ...... آنکھیں دھونے میں داخل ہیں یا نہیں؟ ظاہراً تو داخل ہیں تو ان کو دھونا چاہیے تھا لیکن اندر سے دھوئی نہیں جاتی و فی المسبو ط العین غیر داخل فی غسل الو جه عینی ص ۲۵ ج ۲ نہ دھونے میں آخر کیا حکمت ہے؟

جواب اول: ...... شریعت میں حرج مدفوع ہے کثرت سے دھونے میں حرج ہے اور کثرت سے دھونا اندھا کر دیتا ہے چنانچہ ایسا ہوا بھی ہے ومن تکلف من الصحا بة فیه کف بصر ہ فی آخر عمرہ کا بن عباسؓ وابن عمرؓ [2] اسی لئے ان کو وجہ میں داخل ہونے کے باوجود نہیں دھویا جاتا۔

جواب ثانی: ...... آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے نہیں دھویا الا ماشاء الله.

اختلاف ثالث: ...... فم (منہ) دھونے میں داخل ہے یا نہیں؟

جواب: ...... یہ ہے کہ داخل نہیں فیخر ج داخل العین والا نف والفم (عینی ص ۲۷ ج ۲) کیونکہ عام طور پر آدمی منہ بند رکھتا ہے کبھی کبھی کھولتا ہے البتہ غسل میں منہ داخل ہے۔ کیونکہ وہاں فاطھر وا کا حکم ہے اور ناک کا بھی یہی حکم ہے۔

رابع: ...... ذقن پر ڈاڑھی اُگ آئے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر لحیہ کثیف نہیں ہے تو چونکہ مواجھت ذقن سے ہوتی ہے اس لئے اسے دھویا جائے گا اور اگر لحیہ کثیف ہے تو اس کا خلال کیا جائے گا۔

---

[1] (عینی ج ۲ ص ۲۲۷) [2] (عینی ص ۲۲۷ ج ۲)

سوال: ...... **تخلیل لحیة** غسل میں تو تمام ائمہ کے نزدیک واجب ہے، وضوء میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ...... حسن بن صالحؒ اور ابوثورؒ کے نزدیک واجب ہے، اور جمہور ائمہ کرام کرنزدیک وضوء میں واجب نہیں [۱]

خامس: ...... عذار (رخسار پراُگنے والے بال) کا کیا حکم ہے؟

جواب: ...... اس کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

سادس: ...... **مابین العذار والاذن** کا کیا حکم ہے؟

جواب: ...... اس میں فقہاء کا اختلاف ہے امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ جب داڑھی کے نیچے والے عذار وجہ میں داخل نہیں تو جو اس کے پیچھے ہیں وہ کیسے داخل ہونگے اور کیونکران کو دھویا جائے گا۔

لیکن طرفین کے نزدیک عذار وجہ میں داخل ہیں۔ وجہ کے تحت چھ اختلافات ومسائل تھے جن کو اُوپر ذکر کیا گیا۔

اختلافِ رابع: ...... **وایدیکم الی المرافق:** ایدی ید کی جمع ہے انگلیوں سے کندھے تک کو ید کہتے ہیں (**الید اسم یقع علی هذا العضو من طرف الاصابع الی المنکب** [۲] لیکن یہاں کہنیوں سمیت مراد ہے۔

المرافق: ...... جمع مرفق [۳]، آرام کرنے کا آلہ، اس سے آدمی آرام کے لئے ٹیک لگاتا ہے۔

غسل ید میں مرافق کا حکم: ...... ہاتھ دھونے میں مرافق (کہنیاں) داخل ہیں یا نہیں؟

جواب: ...... اس میں ائمہ کا اختلاف ہے **فقال زفر الغایة لاتدخل تحت المغیا واراد با لغایة الحد وبا لمغیا المحدود** [۴]

امام زفرؒ کے نزدیک کہنیاں داخل نہیں۔

جمہور ائمہ کرام کے نزدیک کہنیاں دھونے کے حکم میں داخل ہیں۔

---

[۱] (عمدة القاری د۲ ص ۲۲۷) [۲] عمدة القاری ص ۲۳۳ ج ۲)

دلیلِ جمہور: ...... آپ ﷺ اور صحابہ کرام سے وضوء کا طریقہ تقریباً تواتر سے ثابت ہے کسی سے مرافق کا چھوڑنا ثابت نہیں تو معلوم ہوا کہ یہ اجماع سے ثابت ہے لھذا امام زفرؒ محجوج بالاجماع ہوئے۔

دلیلِ امام زفرؒ: ...... امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ مرافق غایت ہے اور غایت مغیا میں داخل نہیں ہوتی لھذا مرافق ید میں داخل نہیں ہیں جیسے قرآن پاک میں ہے ﴿اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ﴾ رات تک روزوں کو پورا کرو رات داخل نہیں ہے۔

پہلا جواب: ...... غایت علی قسمین ہے۔۱۔غایت امتداد ۲۔غایت اسقاط۔

غایت امتداد: ...... یہ ہے کہ حکم کا مصداق محلاً ومکاناً کم ہو اور غایت لاکر لمبا کیا جائے۔

غایت اسقاط: ...... یہ ہے کہ حکم کا مصداق زیادہ ہو غایت لاکر کم کیا جائے۔ اتموا الصیام الی اللیل میں صوم مطلق إمساک کو کہتے ہیں ایک گھڑی کے لئے رک گیا تو صائم ہے۔ اس کو غایت (الی اللیل) لاکر طویل کیا ہے، اسی کا نام غایت امتداد ہے اس میں غایت مغیا میں داخل نہیں ہوتی۔ فاغسلوا وجوهكم وايديكم میں ید کا اطلاق مونڈھے تک ہے غایت (الی المرافق) لاکر کندھے کا اسقاط کردیا تو یہ غایت مغیا میں داخل ہوگی۔

دوسرا جواب: ...... آسان جواب یہ ہے کہ یہ ایک عرفی مسئلہ ہے اور عرف کا شرع میں اعتبار ہے۔

للعرف فی الشرع اعتبار   وعلیه الحکم قد یدار

سوال: ...... عرف میں غایت مغیا میں داخل ہے یا نہیں؟

جواب اول: ...... عرف میں غایت کبھی مغیا میں داخل ہوتی ہے اور کبھی نہیں مثلاً ایک شخص کہتا ہے۔

۱۔ قرات القران الی الناس یہاں داخل ہے حالانکہ غایت امتداد ہے

۲۔ اکلت السمکة حتی رأسها یہ غایت اسقاط ہے لیکن غایت مغیا میں داخل نہیں ہے۔

۳۔ اشتریت الارض من هذا الجدار الی هذا الجدار یہ غایت اسقاط کی مثال ہے لیکن یہاں کوئی قطعی حکم نہیں ہے۔ ان کے آپس کے معاملے پر محمول ہے۔

تو ہم کہتے ہیں کہ جب عرف کے لحاظ سے غایت ومغیا کا قاعدہ مجمل اور مبہم ہوگیا تو صحابہ کرام کے عمل کو مدار بنایا جائیگا، اور صحابہ کرامؓ نے کہنیوں کو دھویا ہے تو ہم بھی دھوئیں گے۔

جواب ثانی :...... جب معاملہ مبہم ہوگیا تو احتیاط دھونے میں ہے۔

جواب ثالث:......الی بمعنی مع ہے اس کو غایت والے جھگڑے سے ہی نکال دو۔

اختلاف خامس:......وامسحوا برؤسکم (وامسحوا امر من مسح یمسح مسحا من باب فعل یفعل بالفتح فیهما قال الجوهری مسح برأسه وتمسح بالارض ومسح الارض مساحة ای ذرعها ومسح المرأة ای جامعها ومسحه بالسیف ای قطعه ومسحت الابل یومها ای سارت[۱]

والروس:......جمع رأس وهو جمع کثرة وجمع القلة اَرؤس۔

وامسحوا:......امر تکرار کا مقتضی نہیں ہے لھذا ایک مرتبہ مسح فرض ہوگا۔

مسح رأس:...... مقدار مسح میں اختلاف ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں مطلق مسح رأس فرض ہے اگر چہ تین چار بالوں کے اوپر ہی مسح کیوں نہ ہوجائے تین بالوں پر مسح کرلیا تو فرضیت ادا ہوجائیگی۔ وقال الشافعی الفرض مسح بعض رأسه ولم یحد شیئا [۲]

امام مالکؒ ...... فرماتے ہیں استیعاب راس بالمسح فرض ہے یعنی پورے سر پر مسح کرنا فرض ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ :...... فرماتے ہیں مقدار ناصیہ مسح کرنا فرض ہے [۳]

مبنی الاختلاف:...... مذکورہ بالا اختلاف آیت کی تفسیر میں اختلاف پر مبنی ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں مسح کا حکم ہے اور مسح امرار الید المبتلة تر ہاتھ کا گزارنا، جتنے بالوں پر امرار پایا جائیگا مسح کا حکم پورا ہوجائیگا۔

امام مالکؒ :...... فرماتے ہیں ٹھیک ہے کہ مسح کا حکم دیا ہے لیکن ممسوح کو بھی تو دیکھا جائیگا۔ اور وہ رأس ہے

---

[۱] عمدة القاری ج۲ ص ۲۲۸) [۲] (عینی ص ۲۳۴ ج۲) [۳] (عمدۃ القاری ص۲۳۵ ج۲)

اور راس کی تعریف کیا ہے رأس کہاں سے کہاں تک ہے مسح رأس تب پایا جائیگا جب سارے سر پر مسح کیا جائے گا رأس منتہائے قامت الانسان کو کہتے ہیں جو کہ منبت شعر ہے۔

امام اعظمؒ :...... فرماتے ہیں تم نے امر کو دیکھا مامور کو بھی دیکھ لیا درمیان میں ایک چھوٹی سی با ہے اس کو بھی دیکھ لو قرآن پاک میں وَامۡسَحُوۡا بِرُءِ وسِکُمۡ باء کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ بغیر با کے بھی کہہ سکتے تھے یہاں پر بات کو سمجھنے سے پہلے چار مقدمے ذہن نشین فرمالیں تا کہ بات کی حقیقت تک پہنچنے میں رہنمائی اور آسانی ہو۔

۱۔ عام طور پر باء آلوں پر داخل ہوتی ہے۔

۲۔ مسح بھی آلہ کا محتاج ہے (چنانچہ **وامسحوا برء وسکم** اصل میں **وامسحوا رء وسکم بالایدی** ہے) یہاں آلہ ید ہے دلیل اس کی یہ ہے کیونکہ ید کے بغیر کسی اور چیز سے مسح جائز ہی نہیں کسی اور چیز سے کیا ہوا مسح نہیں ہوگا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ بغیر باء کے کہہ سکتے تھے باء لانے میں کوئی حکمت ضرور ہوگی۔

۴۔ مسلمہ اصولی قاعدہ ہے کہ آلہ سے مراد بقدر ضرورت ہوتا ہے مثلاً **مسحت الجدار بیدی** تو کیا سارا ہاتھ کندھوں تک دیوار پر پھیرا، یہ معنی ہر گز نہیں بلکہ بقدر ضرورت مراد ہے۔

اب پہلے تین مقدموں سے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ جب عام طور پر باء آلوں پر داخل ہوتی ہے، اور مسح بھی آلہ کا محتاج ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بغیر باء کے بھی **وامسحوا رء وسکم** کہہ سکتے تھے تو پھر اللہ تعالیٰ نے باء کو **رء وسکم** پر کیوں داخل کیا؟ ضرور اس کی کوئی خاص وجہ اور خاص مقصد ہوگا، وہ مقصد کیا ہے؟ اس کی طرف مقدمہ نمبر ۴ والا قاعدہ رہنمائی کرتا ہے۔ اور وہ تشبیہ الرأس بالالہ ہے جس طرح آلہ کا بعض مراد ہوتا ہے اسی طرح یہاں ممسوح کا بعض مراد ہے **لھذا وامسحوا برء وسکم** کا معنی وامسحوا بعض **رء وسکم** ہوگا۔ اب بعض متعین نہیں ہے تو آیت مجمل ہوگی، لھذا یہ آیت محتاج بیان ہوگی اب بیان ڈھونڈنا پڑیگا چنانچہ بیان ڈھونڈا تو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت میں ملا پہلے دو مذہب مرجوح ہو گئے کیونکہ اگر آیت کا منشاء استیعابِ رأس ہوتا تو آپ ﷺ کبھی بھی مقدار ناصیہ پر اکتفاء نہ فرماتے اور اگر حضرت امام شافعیؒ والا قول مقصود شرع ہوتا تو آپ ﷺ کبھی تو مقدار ناصیہ سے کم مسح کر کے دکھلاتے۔ اور استیعاب رأس کی جتنی بھی احادیث پائی جاتی ہیں وہ سب استحباب پر محمول ہونگی۔

اختلاف سادس:...... وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ: ارجل رجل کی جمع ہے بمعنی پاؤں، کعبین کعب کا تثنیہ ہے، کعب ابھری ہوئی چیز کو کہتے ہیں کعبہ اور کاعب اسی سے ہیں۔

سوال:...... غسل ارجل فرض ہے یا مسح ارجل؟

جواب:...... غسل اور مسح کا اختلاف اس آیت کی قراۃ کے اختلاف پر مبنی ہے۔

اختلاف:...... غسل اور مسح کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے مختلف مذاہب ہیں چار مذہب یہ ہیں[۱]

۱۔ حسن بصریؒ، محمد بن جریر طبری، ابی علی الجبائی کہتے ہیں کہ غسل اور مسح میں اختیار ہے۔

۲۔ اہل ظاہر کہتے ہیں کہ جمع کرلو۔

۳۔ شیعہ کا بڑا فرقہ کہتا ہے کہ مسح فرض ہے۔

۴۔ اہل سنت والجماعۃ کہتے ہیں کہ پاؤں کا دھونا ضروری ہے۔ اِلَّا یہ کہ موزے پہنے ہوں [۲]

جریر، طبری، اور حسن بصریؒ کا مذہب شاذ ہے بحث میں لانے کی ضرورت نہیں، اصل اختلاف اہل سنت والجماعۃ اور اہل تشیع کے درمیان ہے۔

دلائل اهل سنت:......

دلیل اول:......اَرْجُلَكُمْ کا عطف مغسولات پر ہے تو یہ فَاغْسِلُوْا کے تحت ہوا، معنی یہ ہوگا کہ پاؤں کو دھوو، غسل رجل قرآن سے ثابت ہوا۔

دلیل ثانی:...... حدیث مبارکہ میں ہے کہ نے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا **فنادی باعلی صوتہ ویل للاعقاب من النار** [۳]

دلیل ثالث:...... مواظبت۔ آپ ﷺ سے ایک مرتبہ بھی ثابت نہیں کہ ننگے پاؤں پر مسح کیا ہو حضرت محمد ﷺ قرآن پاک کے شارح ہیں اگر ارجل کے لئے مسح وظیفہ ہوتا تو آپ ﷺ کر کے دکھاتے۔

دلیل رابع:......**خزوج خطایا** والی روایت بھی غسل ارجل پر دلیل ہے۔ کیونکہ اس میں پاؤں دھونے پر خطایا

---

[۱] (عینی ص ۲۳۸ ج ۲) [۲] (عمدۃ القاری ص ۲۳۶ ج ۲ ص ۲۳۸ ج ۲) [۳] (بخاری ص ۱۴ ج ۱)

کا نکلنا بتایا گیا ہے مسح پر نہیں۔

دلیل خامس:...... غسل ارجل پر اجماع ہے امام طحاویؒ حضرت عطاءؒ سے اجماع نقل کرتے ہیں ان سے کسی نے پوچھا **هل بلغک من احد من اصحاب النبی ﷺ انه مسح علی القدمین قال لا**، لھذا اجماع ثابت ہوا.

٢۔عبدالرحمٰنؒ بن ابی لیلیٰ نے بھی اجماع نقل کیا ہے۔

٣۔سعید بن منصورؒ سے روایت ہے **اجتمع اصحاب النبی ﷺ علی غسل القدمین.**

قائل بالمسح کی دلیل:......اَرجلکم کی دوسری قرأت ارجلکم بالجر ہے جس کا عطف رء وسکم پر ہے معنی اس وقت یہ ہونگے اپنے سروں اور اپنے پاؤں پر مسح کرو۔لھذا جیسے سر کا وظیفہ مسح ہے ایسے ہی پاؤں کا وظیفہ بھی مسح ہے ہاتھ منہ دھوئے جائیں سر اور پاؤں پر مسح کیا جائے یعنی دو کا وظیفہ غسل ہوگا اور دو کا مسح۔

جوابات:

جواب اول:...... پاؤں کی دو حالتیں ہیں اور قرأتیں بھی دو ہیں اَرجل بالفتح واَرجلِ بالکسر پاؤں کی دو حالتیں یہ ہیں ا۔حالت تخفف ٢۔عدم تخفف حالت تخفف میں مسح اور عدم تخفف میں غسل ہے۔لھذا دو قراءتوں کا حکم دو روایتوں کا ہوگا۔

جواب ثانی:...... مسح کے دو معنی ہیں اصطلاحی ٢۔لغوی

یہاں پر مسح دونوں معنی میں استعمال ہوا ہے **وامسحوا برؤسکم** میں اصطلاحی مسح مراد ہے اور **ارجلکم** میں لغوی مسح مراد ہے۔عطف اس کا رء وسکم پر ہی ہے۔

اشکال:......اس پر سوال ہے کہ حقیقی ومجازی معنی بیک وقت مراد لینا تو صحیح نہیں آپ نے یہاں دونوں معنی کیسے مراد لے لئے؟

جواب:......اگر ایک فعل کے دو معمول ہوں تو دو معنی لینا جائز نہیں اگر دو عاملوں کے دو معمول ہوں تو دو معنی مراد لینے جائز ہیں، یہاں ارجلکم کا عامل محذوف ہے ای **وامسحوا ارجلکم** اس مسح کے معنی دلک (ملنے) کے ہونگے۔

جواب ثالث: ...... اس کا عطف وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ پر ہے، اور اسکی حالت نصبی ہے اور جس قرآت میں جر پڑھا گیا ہے وہ جر جواری پر محمول ہے۔

سوال: ...... علامہ ابن حاجبؒ نے جر جواری کو لحن اور کلام فصیح کے خلاف قرار دیا ہے، اور قرآن پاک کا ہر لفظ فصاحت سے آراستہ ہے قرآن میں غیر فصیح کیسے؟

جواب: ...... کلام فصیح میں جر جواری ثابت ہے افصح الفصحاء حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک موقعہ پر استعمال فرمایا ہے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ((**من ملک ذارحم محرم فقد عتق علیه**)) اور دیگر فصحاء سے بھی اس کا استعمال ثابت ہے مثلا

۱۔ماء شنٍّ باردٍ ۲۔ حُجر ضبٍ خربٍ ۳۔ابوعبیدہ اور اخفش اور سیبویہ نحوی اس جگہ جر جواری کے قائل ہیں۔

ایک اور سوال: ...... آپ کی بیان کردہ مثالیں تو موصوف وصفت کی ہیں مقام عطف میں تو جرّ جواری ممتنع ہے اور محل نزاع ایسا ہی ہے چنانچہ مولانا عبدالرسولؒ کہتے ہیں۔

گاہ اسمی مے شود مجرور از بہر جوار		ہم از ینجا نزد عامہ جر ارجل شدروا
لیک می گویم بتحقیق از قول نحاۃ		اندریں جر الجوار ار آوری سمع رضا
گوقلیل اندر صفت نادر بتاکید آمدہ		ممتنع در عطف و جائے لبس مقصد سیما

اس کے کئی ایک جوابات دیئے جاتے ہیں جن میں چند یہ ہیں۔

جواب اول: ...... متاخرین نحویوں کا قول متقدمین پر قاضی نہیں اور متقدمین نحوی جر جواری مان گئے ہیں۔

جواب ثانی: ...... نحویوں نے مقام عطف میں بھی جر جواری تسلیم کیا ہے اور قرآن سے بھی ثابت ہے رب ذوالجلال نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ﴿وحورٍ عینٍ﴾[۱] ایک قرات عین جر کی ہے اگرچہ ہماری قرات ضمہ کے ساتھ ہے اور اس کا عطف ولدان مخلدون پر ہے جو کہ اس آیت ﴿وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ﴾[۲] میں ہے لیکن چونکہ درمیان میں ﴿وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ﴾[۳] ہے اس کی وجہ سے جر جواری دیا گیا فرآء نحوی اس کا قائل ہے۔

---

[۱] (پارہ سورۃ آیت ۲۲) [۲] (پارہ ۲۷ واقعہ آیت ۱۷) [۳] (پارہ ۲۷ واقعہ آیت ۱۷)

سبعہ معلقہ میں ملک الضلیل امرءالقیس بھی اسکا قائل ہوا ہے۔

فظل طحاة القوم من بين منضج		صفيف شواء اوقدير معجل

قدیر معجّل کا عطف صفیف پر ہے لیکن شواء کے جوار کی وجہ سے مجرور پڑھا گیا ہے۔

واقعہ:...... ایک مرتبہ امرءالقیس دو ساتھیوں کے ساتھ سفر پر تھا، راستہ میں دونوں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا کہ اسے قتل کر کے سامان چھین لیا جائے، جب امرءالقیس کو قتل کرنے لگے تو اس نے ایک خواہش کا اظہار کیا کہ تم نے مجھے قتل تو کرنا ہی ہے میری دو بچیاں ہیں واپس جا کر ان سے اتنا کہہ دینا ''یا ابنتا امراء القیس ان اباکما'' قاتلوں نے سوچا اس کے پہنچانے اور بتانے میں کیا حرج ہے جا کر کہہ دینگے۔ قتل کر کے مال لوٹ لیا واپس آئے امراء القیس کے گھر جا کر اسکی بیٹیوں کو پیغام سنایا اس کی بیٹیوں نے کہا اندر تشریف رکھیں ہم آپ کی خاطر مدارات کر دیں۔ بیٹیوں نے ان کو بٹھایا اور قوم کو جا کر بتایا کہ ہمارا باپ قتل کر دیا گیا ہے اور قاتل ہمارے گھر آئے ہوئے ہیں، قوم آئی پوچھا تمہیں ان کے قاتل ہونیکا کیسے پتہ چلا بیٹیوں نے جواب دیا کہ امراءالقیس کی طرف سے یہ پیغام لائے ہیں کہ میری بیٹیوں کو یہ جملہ سنا دینا یاابنتی امرء القیس ان اباکما یہ شعر صحیح بنتا ہی نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ یہ مصرعہ نہ ملایا جائے قد قتل وقاتلاه لذيكما مکمل شعر

یاابنتي امرء القيس ان اباكما		قد قتل و قاتلاه لذيكما

جواب رابع:...... یہ کلام حذف عامل کے قبیل سے ہے قاعدہ یہ ہے کہ جب دو عاملوں کے دو معمولین متناسبین ہوں تو فہم مخاطب پر اعتماد کرتے ہوئے ایک عامل کو ذکر کر دیا جاتا ہے اور ایک کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے جآء نی متقلدا سيفا ورمحا ای اخذا رمحا اور جیسے علفتها تبنا وماء باردا ای وسقيتها ماء باردا وامسحوا برء وسكم وارجلكم کو اسی مناسبت سے سمجھا جائیگا کہ واغسلوا محذوف ہے کیونکہ پاؤں کی مناسبت سر کے ساتھ نہیں، ہاتھ کے ساتھ یا بازوؤں کے ساتھ ہے۔

جواب خامس:...... علامہ انور شاہؒ فرماتے ہیں واو بمعنی مع ہے اور جب مفعول معہ کو ذکر کیا جائے تو معیت کبھی مکانی ہوتی ہے اور کبھی زمانی اور کبھی دونوں۔ مفعول معہ اور اس سے پہلے والے معمول کے لئے عامل کا ایک ہونا

ضروری نہیں۔

معیتِ مکانی کی مثال:......سرت والطریق.

معیتِ زمانی کی مثال:......جاء البرد والجبات زمانہ ایک ہے مکان ایک نہیں ورنہ سردی تو پہاڑوں سے آتی ہے تو کیا لحاف بھی پہاڑوں سے آتے ہیں؟

دونوں کی مثال:......

سرت والنیل:...... میں چلا اور دریائے نیل بھی چلا۔ آیت کی اس ترتیب سے مقصود معیت زمانی کو بیان کرنا ہے کہ پاؤں کو دھونا تو ہے مگر اس ترتیب سے (فیض الباری ص۲۳۲)

اعتراض:...... کئی ایک توجیہات بیان کیں پھر بھی مقصد واضح نہ ہو سکا التباس مقصد ہوا کہ پاؤں کا غسل ہے یا مسح؟

جواب:......التباس مقصد نہیں کیونکہ پاؤں کا وظیفہ غسل ہونے پر قرائن موجود ہیں۔

قرینہ اولیٰ:......اس سے قبل مرافق کا حکم بیان ہوا کہ مرافق کا حکم غسل ہے اس کو غایتاً ذکر کیا گیا غسل ارجل کی غایت الی الکعبین ذکر کی گئی ہے اور مغسولات کی غایت ذکر کی جاتی ہے ممسوحات کی نہیں لھذا التباس نہ ہوگا۔

قرینہ ثانیہ:...... اگر مسح مراد ہوتا تو مفسرین میں سے کسی ایک سے تو تفسیر میں پاؤں ننگے ہونے کی حالت میں مسح کا جواز اور حکم منقول ہوتا۔

قرینہ ثالثہ:......ارجل کو مکشوف رہنے میں چہرے اور ہاتھ کے ساتھ زیادہ مناسبت ہے۔

سوال:......ارجل کا وظیفہ جب غسل ہے تو پھر اس کو مغسولات سے الگ کیوں ذکر فرمایا؟

جواب:......امام شافعیؒ کے ہاں تو جواب آسان ہے کہ ترتیب بیان کرنے کے لئے ایسا کیا کیونکہ ان کے ہاں ترتیب واجب ہے ہمارے ہاں استحباب ترتیب کے لئے ایسا کیا۔

جواب ثانی:...... تیمّم میں جس طرح سر کا کوئی حکم نہیں اس طرح پاؤں کا بھی کوئی حکم نہیں ان دونوں کے سقوط میں مساوی ہونے کی وجہ سے مغسولات سے متفرق کر کے ممسوح سے جوڑ دیا لھذا دو نوعیں ہوئیں ا۔ وہ ارکان وضوء جو تیمّم

میں ساقط ہو جاتے ہیں ۲۔وہ ارکان وضوء جو ساقط نہیں ہوتے [1]

سوال :...... یہ جزء ترجمۃ الباب ہے یا بیان آیت؟

جواب:...... اس بارے میں محدثین کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔

القول الاول:...... بعض حضرات نے کہا کہ یہ جملہ جزء ترجمۃ الباب ہے۔لیکن دو وجہ سے یہ جزء ترجمۃ الباب نہیں ہوسکتا۔

الوجه الاول:...... اگر ایسے ہوتا تو ہر جز کی دلیل لاتے روایت لاتے اسکی کوئی روایت ذکر کرتے۔

الوجه الثاني:...... امام بخاریؒ ان پر مستقل ابواب بھی قائم کریں گے۔

القول الثاني:...... یہ جملہ جزء ترجمہ نہیں بلکہ آیت کی تفسیر ہے کہ آیت میں وضوء کا حکم ہے اور اس میں یہ بیان کر رہے ہیں کہ فرض مقدار تو ایک مرتبہ ہے آپ ﷺ نے ایک مرتبہ سے زیادہ بھی دھویا ہے لھذا معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ دھونا فرض ہے اور اس سے زائد بار دھونا سنت ہے [2]

ولم يزد على ثلاث:...... اس سے معلوم ہوا کہ تین سے زائد بار دھونا جائز نہیں تین بار مستحب ہے۔

تائید :...... اس کی تائید حضرت خذیمہؓ کی روایت ہے جس میں آپ ﷺ کے بارے میں ہے **((توضأ ثلثا ثلثا** پھر فرمایا **فمن نقص او زاد فقد اسآء وظلم))** [3]

۲۔حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے **ان النبی ﷺ توضأ ثلاثا ثلاثا ثم قال من زاد على هذا او نقص فقد اساء وظلم** [4]

كره اهل العلم:...... **كره مشتق من الكراهة وهى اقتضاء الترك مع عدم المنع من النقيض وقد**

---

[1] قال ابو عبدالله وبين النبی ﷺ ان فرض الوضوء مرة مرة وتوضأ ايضا مرتين مرتين وثلثاً ولم يزد على ثلاث و كره اهل العلم الاسراف فيه ان يجاوزوا فعل النبی ﷺ .(بخاری ص۲۵ ج۱ فتح الباری ص۱۱۸)

[2] فان قلت فی این وقع بیان النبی ﷺ بان فرض الوضوء مرة مرة قلت فی حدیث ابن عباس " ان النبی ﷺ توضأمرة مرة " وهو بيان بالفعل لمجمل الاية وحديث ابی بن كعبؓ ان النبی ﷺ دعا بماء فتوضاء مرة مرة وقال هذا وضوء لا تقبل الصلوة الابه " ففيه بيان بالقول والفعل وهذا اخرجه ابن ماجه الخ) عينی ص۲۴۰ ج۲ ابن ماجه ص۳۴طبع على نفقة وزراة تعليم اسلام آباد. [3] (هداية ص۱۹ ج۱ مكتبه شركت علميه) [4] (عينی ص ۲۴۲ ج۲)

يعرف المكروه بانه ما يمدح تاركه ولا يذم فاعله كذا قاله الكرماني قلت هذا لا يمشى على اطلاقه وانما يمشى هذا في كراهة التنزيه واما في كراهة التحريم فلا .[1]

اسراف اور تبذیر میں فرق:......الاسراف هو صرف الشئی فيما ينبغي زائدا على ينبغي بخلاف التبذير فانه صرف الشئی فيما لا ينبغي [2]

فيه:......ای في الوضوء واشار بذالک الى ما اخرجه ابن ابی شيبة في مصنفه من طريق هلال بن يساف احدالتابعين قال كا ن يقال في الضو ء اسر اف ولو كنت على شا طئی [3]

كره اهل العلم:......تین مرتبہ سے زائد دھونا مکروہ ہےاس سے امام بخاریؒ کی دوغرضیں ہیں۔

الغرض الاول:......تین مرتبہ سے زیادہ دھونے میں اسراف ہےتو وضوء میں تین بار دھونے سے تجاوز کا نام اسراف ہے۔

الغرض الثاني:......اسراف کاحکم بیان کرنا ہے کہ اسراف مکروہ ہے، مبطل وضونہیں ہے۔

نیز ان لوگوں پر رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر زیادہ دھولیا تو وضوٹوٹ جائیگا جیسے دورکعتوں کی جگہ تین پڑھ لی جائیں تو دو ھی نہیں ہوتی. (فقالوا انه اذا زاد على الثلاث يبطل الوضوء كما لو زاد في الصلوة)

فائده:......حضرت شاہ صاحبؒ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ امام بخاریؒ اس سے ایک اصولی مسئلہ کی طرف اشارہ کر گئے ہیں اوروہ یہ ہے کہ حدیث سے کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہےامام بخاریؒ کا یہی مذہب ہے اس موقف سے تو احناف کی تردید ہوئی کیونکہ احناف کے نزدیک حدیث سے قرآن پاک پر زیادتی جائزنہیں لھذا اس کا جواب دینا ہوگا۔

جواب:......احناف اس زیادتی کا انکارکرتے ہیں جو من حيث الفرضيت والا شتراط ہووہ زیادتی جومن حیث الوجوب والسنیۃ ہوحنفیہ بھی اس کو مانتے ہیں۔[4]

اختلاف:......تین بار سے زائد دھونا جائز ہے یانہیں اس میں محدثین علماء وفقہاء نے اختلاف کیا ہے جس کا خلاصہ

[1] (عینی ص ۲۴۲ ج ۲) [2] عینی ص ۲۴۳ ج ۲) [3] (عینی ص ۲۴۳ ج ۲) [4] فیض الباری ص ۲۳۵

یہ ہے۔

مذهب نمبر ا :......احمدؒ واسحاقؒ فرماتے ہیں لا تجوز الزيادة على الثلاث۔

مذهب نمبر ۲ :......ابن مبارکؒ فرماتے ہیں لا آمن ان ياثم.

مذهب نمبر ۳:......امام شافعیؒ سے اس بارے میں تین اقوال منقول ہیں ا۔ ان الزيادة عليها مكروهة كراهة تنزية ۲. انها حرام ۳.انها خلاف الاولى.

مذهب نمبر ۴:......عندالاحنافؒ تین بار سے زائد دھونا مکروہ ہے۔

فائده :......وقال بعض الشارحين قول البخارى هذا اشارة الى نقل الاجماع على منع الزيادة على الثلاث قلت وفيه نظر فان الشافعيؒ قال فى الام لا احب الزيادة عليها فان زاد لم اكره ان شاء الله تعالىٰ (عینی ص ۲۴۳ ج۲)

فان قلت:......المذكور فى هذا الباب كله ترجمة فاين الحديث

قلت:...... لانسلم ذلک لان قوله "وبين النبى ﷺ فرض الوضوء مرة مرة" حديث لان المراد من الحديث اعم من قول الرسول ﷺ غاية مافى الباب انه ذكره على سبيل التعليق وكذا قوله وتوضأايضا مرتين مرتين حديث لما ذكرنا ولا شک ان كلا منهما بيان للسنة وهو المقصود من الباب وهذا الذى ذكرنا على ما وجد فى بعض النسخ من ذكر لفظ باب ههنا واما على بعض النسخ التى ليس فيها ذكر لفظ باب فلايحتاج الى هذا التكلف(عینی ص ۲۴۳ ج۲)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۹۷)

باب لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور

نماز بغیر پاکی کے قبول نہیں ہوتی

(۱۳۶)حدثنااسحا ق بن ابراھیم الحنظلی قال انا عبدالرزاق قال انا معمر عن ھمام بن منبه
ہم سے اسحاقؒ بن ابراہیم الحنظلی نے بیان کیا کہاانہیں عبدالرزاقؒ نے خبر دی کہاانہیں معمر نے ہمامؒ بن منبہ کے واسطے سے
انه سمع ابا ھریرۃؓ یقول قال رسول اللہ ﷺ لا تقبل صلوٰۃ من احدث
بتلایا کہ انہوں نے ابوہریرۃؓ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بے وضو ہو جائے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی
حتیٰ یتوضأ قا ل رجل من حضر موت ما الحد ث یاابا ھریرۃؓ قال فسآء او ضراط
جب تک (دوبارہ) وضو نہ کرے، حضر موت کے ایک شخص نے پوچھا کہ اے ابوہریرۃؓ! بے وضو ہونا کیا ہے، حضرت ابوھریرۃؓ نے فرمایا (پاخانہ کے مقام سے نکلنے والی ریح) آواز والی یا بے آواز والی ہوا۔[۱]

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض بخاری: ......امام بخاریؒ کا اس باب سے مقصود طہارت کا نماز کے لئے شرط ہونا بیان کرنا ہے۔اسی لئے حضرت ابوھریرۃؓ سے منقول حدیث لائے آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے **لا تقبل صلوۃ بغیر طھور**[۲]

ترجمۃ الباب: ......حدیث پاک کا جزء ہے مکمل حدیث اس طرح ہے۔

واخرجه ابوداؤد والنسائی وابن ماجه من طریق ابی الملیح عن ابیه عن النبی ﷺ قال ((لا یقبل اللہ تعالیٰ صدقة من غلول ولا صلوۃ بغیر طھور))[۳]

[۱] انظر: ۲۹۵۴، (دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض) ابوھریرۃؓ: نام: عبدالرحمن بن صخر: کل مرویات: ۵۳۷۴ [۲] (بخاری ص۲۵ فتح الباری ص۱۱۸ فیض الباری ص۲۳۶) [۳] (عینی ص۲۴۳ ج۲ ابوداود ص۱۰ مکتبہ امدادیہ، ملتان النسائی ص۳۳ ج۱ قدیمی کتب خانہ کراچی ابن ماجه ص۲۴ طبع علی نفقه: وزارۃ التعلیم اسلام آباد)

سوال: ......امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب والی حدیث پاک سے استدلال کیوں نہیں کیا؟ جبکہ وہ ترجمۃ الباب پر صراحۃ دلالت کرتی ہے۔

جواب: ......امام بخاریؒ کی شرائط کے مطابق نہیں تھی اس لئے استدلال نہیں کیا۔[۱]

سوال ثانی: ......مدعیٰ ثابت نہیں ہے آپ نے کہا کہ مقصد امام بخاریؒ نماز کے لئے طہارت کا شرط ہونا بیان کرنا ہے لیکن ترجمۃ الباب اور روایت الباب سے تو نفی قبولیت ثابت ہو رہی ہے نفی صحت نہیں، لھذا دعوی اور دلیل میں مطابقت نہ ہوئی یعنی دعوی عام ہے اور دلیل خاص ہے یہ دعوی تب صحیح ہو سکتا ہے جب صحت اور قبولیت مترادف ہوں بہت مرتبہ ایسے ہوتا ہے کہ نماز شرائط کی حامل ہو کر صحیح ہو جاتی ہے لیکن قبول نہیں ہوتی جیسے صلوۃ ابق (بھاگنے والے غلام کی نماز) **صلوۃ فی ارض مغصوبۃ** اور **لا تقبل صلوۃ جار المسجد الا فی المسجد.**

جواب اول: ......علامہ ابن حجرؒ نے جواب دیا ہے کہ قبولیت دو قسم پر ہے ۱۔قبولیتِ اجابہ ۲۔قبولیتِ اثابہ

قبولیتِ اِجابہ: ......**کون الصلوۃ مستجمعا للشرائط والارکان .**

قبولیتِ اِثابہ: ......**کون الصلوۃ فی حیز مرضاۃ الرب.**

قبولیتِ اِجابہ: ......سے مراد صحت ہے لاتقبل صلوۃ میں قبولیت اجابہ مراد ہے اور وہ صحت کے مرادف ہے تو **لا تقبل بمعنی لا تصح** ہوا۔

جوابِ ثانی: ......استدلال بالکنایہ ہے کہ نماز عباداتِ مقصودہ میں سے ہے اور اسکا مقصد ہی ثواب ہے جب ثواب ہی نہ ملا تو پڑھنے کا کیا فائدہ؟ استلزاماً نفی ثواب سے نفی صحت پر استدلال کیا۔

جواب ثالث: ......حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ **لاتقبل محاورۃً تُرَدُّ** کے معنی میں ہے لھذا جب صحیح نہ ہوئی تو رد کر دی جاتی ہے[۲]

فائدہ: ......اب تک **لا تقبل صلوۃ** کے متعلق عرض کیا گیا (بغیر طہور) میں لفظ غیر کی بحث اب بیان کی جاتی ہے۔

---

[۱] (لامع الدراری ص ۶۷ فتح الباری ص ۱۱۸) [۲] (فتح الباری ص ۱۱۸ فیض الباری ص ۲۳۶)

سوال: ......غیر سے مراد کونسا غیر ہے؟ حرفی یا اسمی۔ اگر غیر سے اسمی مراد لیا جائے تو یہ مغایر کے معنی میں ہوگا مطلب یہ ہوگا **لا تقبل صلوة بمغاير طهور** یعنی طہور کے مغایر سے نماز قبول نہیں ہوتی ٹوپی، کپڑا، عینک سب مغایر طہور ہیں۔
۲۔ اور اگر غیر سے حرفی مراد لیا جائے جو کہ اِلَّا کے معنی میں ہے یعنی **لا تقبل صلوة اِلَّا بطهور** لھذا مطلب یہ ہوا کہ طہور ہی شرط ہے اور کوئی شرط نہیں اس لئے کہ نفی اور اثبات سے حصر ہوتا ہے۔

جواب اول: ...... یہاں غیر اسمی اور حرفی دونوں مراد لئے جا سکتے ہیں لیکن مغایر سے مراد مغایر تام ہے اور وہ حدث ہے۔
یا غیر حرفی مراد لیتے ہیں مگر حصر مبالغہ کے لئے ہے جیسے الحج العرفة اس سے مراد دیگر ارکان کی نفی نہیں ہوتی اس کو حصر اِدّعائی بھی کہتے ہیں۔

جواب ثانی: ...... **کل شئی قلته او قیل اویقال محجوج بالاجماع** کیونکہ سب ائمہ کا اجماع ہے کہ اس حدیث پاک سے طہارت کا شرط ہونا ثابت ہوتا ہے یہ اجماعی مسئلہ ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ بغیر وضوء کے نماز صحیح نہیں ہوگی اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔

حتی یتوضأ: ...... اعتراض: حدیث الباب جس سے تم نے استدلال کیا ہے یہ تو تمہارے خلاف ہے ایک شخص کئی دن تک بغیر وضو کے نماز پڑھتا رہا کسی نے کہا ارے تم بے وضو نماز پڑھتے ہو بلا وضو نماز پڑھنے والے نے اب وضو کر لیا تو اب اس کی ساری نمازیں صحیح ہوگئیں یہ اس حدیث کا ظاہری مطلب ہے کیونکہ حتی غایت کے لئے آتا ہے اور عدم صحت کی غایت ہے۔

جواب: ...... **حتی لا تقبل** کی غایت نہیں بلکہ صلوۃ من احدث کی غایت ہے کہ بے وضو کی نماز وضو سے پہلے صحیح نہیں ہوتی۔

سوال: ...... ترجمۃ الباب ابھی تک ثابت نہیں ہوا کیونکہ ترجمۃ الباب **لا تقبل صلوة بغير طهور** ہے اور روایت الباب میں **حتی یتوضأ** ہے لھذا دعوی عام ہوا اور دلیل خاص۔

جواب: ...... یہ ترجمۃ الباب شارحہ ہے کہ **یتوضأ** بمعنی **یتطهر** ہے وضو حقیقةً یا حکماً تیمّم حکماً وضو ہے [1]

---

[1] (فتح الباری ص ۱۱۹)

مسائل مستنبطه :.......اس حدیث پاک سے چند مسائل مستنبط ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ صلوۃ جنازہ اور سجدہ تلاوت کے لئے طہارت شرط ہے یا نہیں؟ اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ جمہور علماء و محدثین حضرات فرماتے ہیں طہارت شرط ہے اور بعض حضرات (**وحکی عن الشعبی ومحمد بن جریر الطبری**) کے نزدیک طہارت شرط نہیں [1] اور حضرت امام بخاریؒ نے اس باب میں یہ ثابت کیا ہے کہ ہر قسم کی نماز کے لئے طہارت شرط ہے ، جہری ہو، سری ہو، یومی ہو، اسبوعی ہو، حکمی ہو، حقیقی ہو، مکمل ہو، یا جزء اعظم ہو، بلا طہارت نماز نہ ہوگی [2]

تردید:......اس سے ان لوگوں کی بھی تردید ہوگئی جو صلوۃ جنازہ اور سجدہ تلاوت کے لئے طہارت کو شرط نہیں مانتے جنازہ کے لئے طہارت کی شرط نہ ہونے کی نسبت امام شعبی اور محمد بن جریر الطبری کی طرف کی گئی ہے۔[3]

مسئلہ ثانیہ:......یہ حدیث الباب بظاہر مسلک احناف کے خلاف ہے اس لئے کہ مثلاً ایک شخص نے وضو کیا پھر نماز شروع کر دی نماز ادا کرتے ہوئے وضو ٹوٹ گیا تو اب احناف بتائیں اس کی نماز صلوۃ من احدث ہے یا نہیں؟ اگر صلوۃ من احدث ہے تو اس پر بناء صحیح نہیں ہونی چاہیے، عجیب بات ہے کہ جو نماز سے باہر بے وضو ہو تو اسکی تو جائز نہیں ہے اور جس کا نماز میں وضو ٹوٹ جائے اس کی ٹوٹتی ہی نہیں (معترض کہتا ہے) ہم پوچھتے ہیں کہ بے وضو ہونے کے وقت وہ نماز سے خارج ہے یا داخل؟ اگر خارج ہے تو بناء نماز پر تو نہ ہوئی؟ اور اگر داخل صلوۃ ہے تو سوال یہ ہے کہ اس کی یہ نماز ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے صحیح تو نہیں ہے تو غیر صحیح پر بناء کیسے؟

جواب اول:......دوران نماز بے وضو ہو جانے والا شخص حکماً داخل صلوۃ ہے حقیقۃً خارج ہے حکماً داخل ہونے کے لحاظ سے بناء صحیح ہے اور چونکہ حقیقۃً خارج ہے اس لئے صلوۃ من احدث بھی لازم نہ آیا۔

جواب ثانی:......مسئلہ بناء احناف کی اپنی رائے نہیں ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی سے ثابت ہے۔ حدیث پاک میں ہے **دلیل اول:**......**من قاء اورعف فی صلوۃ فلینصرف ولیتوضاء ولیبن علی صلوته ما لم یتکلم** [4]

دلیل ثانی :......من اصا به قئی او قلس او مذی فلینصرف ولیتوضا ثم لیبن

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۲۴۵ ج ۲) [2] (فیض الباری ص ۲۳۶) [3] (عمدۃ القاری ص ۲۴۵ ج ۲) [4] (هدایه ص ۲۳ مکتبه شرکت علمیه ملتان، عینی ج ۲ ص ۲۴۵)

علی صلو تہ۔(ابن ماجہ)

مسئلہ فاقد الطھورین :

سوال :...... یہ حدیث کیا کسی خاص مسئلہ میں حنفیہ کی دلیل ہے؟

جواب :......ایک مسئلہ میں احناف کی دلیل ہےاور وہ یہ ہے کہ جب معلوم ہو گیا کہ محدث کی نماز صحیح نہیں ہوتی اور قبول بھی نہیں ہوتی تو بطور لازم کے معلوم ہوا **لا یصلی من کان محدثا** تو مسئلہ **فاقدالطھورین** میں امام صاحبؒ کی دلیل ہوئی۔

صورۃ مسئلہ ۱ :......ایک شخص ناپاک کوٹھڑی میں قید کر دیا گیا اور پانی بھی نہیں ہے۔

صورۃ مسئلہ ۲ :......یا درخت پر چڑھا ہوا ہے بارش کی وجہ سے درخت پر غبار بھی نہیں ہے اور نیچے درندہ ہے اس نے نماز بھی پڑھنی ہے وقت بھی ساتھ نہیں دے رہا ایسا شخص اب کیا کرے اس میں فقہاء کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مذاھب الائمہ:......

دو بڑے امام ایک طرف ہیں جو **لا یصلی** کے قائل ہیں اور دو چھوٹے امام ایک طرف ہیں جو **یصلی** کے قائل ہیں۔

(۱) اول مذھب یصلی کا ہے۔

یصلی کے قائلین میں سے امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ **یصلی و لا یقضی**۔امام شافعیؒ سے قضاء اور عدم قضاء کے لحاظ سے چار اقوال منقول ہیں۔

۱۔**یصلی وجوبا ویقضی وجوبا.**

۲۔ایک طرف وجوب لگاؤ اور ایک طرف استحباب یعنی **یصلی وجوبا ویقضی استحبابا.**

۳۔**یصلی استحبابا ویقضی وجوبا.**

۴۔دونوں طرف استحباب لگاؤ **یصلی استحبابا ویقضی استحبابا.**

(۲) ثانی مذہب لا یصلی کا ہے۔

دو بڑے اماموں میں سے امام مالکؒ فرماتے ہیں لا یصلی ولا یقضی کہ جب اس پر فرض ہی نہیں ہوئی تو قضاء بھی نہیں امام اعظمؒ فرماتے ہیں لا یصلی ویقضی.

پھر لا یصلی کی دو صورتیں ہیں ا۔صاحبینؒ فرماتے ہیں لا یصلی ولکن یشبہ امام صاحبؒ فرماتے ہیں لا یصلی مطلقا.

دلائل ائمہؒ:......امام احمدؒ اور امام شافعیؒ کی دلیل آنخضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے((اذا امرتکم بشئی فاعملوا ما استطعتم واذانھیتکم عن شیء فا نتھوا))[1]

یہ بزرگ فرماتے ہیں کہ وضو کی طاقت تو نہیں البتہ نماز کی تو استطاعت ہے وہ تو پڑھ لے اس کے بعد دونوں ائمہ کرام کچھ اختلاف کرتے ہیں وہ یہ کہ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جب وقت کے تقاضا کے تحت عہدہ برآ ہوگیا تو اب کچھ نہیں۔امام شافعیؒ فرماتے ہیں آخر بے وضو پڑھی ہے کچھ تو لحاظ کرے۔

امام مالکؒ اور ابوحنیفہؒ کی دلیل:......بھی یہی حدیث ہے کہ جب پڑھنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں تو لغو ہوئی لھذا اب نہ پڑھے۔

ایک اور اختلاف:...... پھر امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وقت میں جب واجب ہی نہ ہوئی تو قضاء بھی نہ کرے لیکن امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ ادا کی دو قسمیں ہیں ا۔ نفسِ وجوب ۲۔وجوب مع صحۃِ ادا۔وقت آجانے کی وجہ سے واجب تو ہوگئی لیکن صحت ادا کے لئے طہارت شرط ہے لھذا صحت ادا نہ ہوئی تو نفس وجوب کے تقاضے کی وجہ سے قضاء کریگا۔

تشبہ بالمصلی:......سوال:......فاقدالطھورین نمازی کے ساتھ تشبہ کرے یا نہ کرے؟

جواب:......مختلف اقوال ہیں راجح مسلک وہی ہوگا جس کے شریعت میں نظائر موجود ہوں۔اور تشبہ کے نظائر شریعت پاک میں کثرت سے ملتے ہیں۔

---

[1] (ابن ماجہ ص ۲ باب اتباع سنت رسول اللہ)

۱۔ کوئی شخص نہار رمضان میں بالغ ہوجائے تو وہ اس دن روزہ داروں سے مشابہت اختیار کرے اگلے دن روزہ رکھے۔

۲۔ کوئی عورت حیض ونفاس سے نہار رمضان میں پاک وصاف ہوئی تو روزہ داروں سے مشابھت اختیار کرے۔

۳۔ کسی کا روزہ ٹوٹ جائے تو اسے بھی تشبہ بالصائم کا حکم ہے۔

۴۔ کسی حاجی سے احرام کے بعد ایسی غلطی ہوجائے جس سے احرام ختم ہوجاتا ہے تو یہ شخص بھی حجاج کرام کے ساتھ مشابہت اختیار کریگا، ان نظائر کے ہوتے ہوئے **فاقدالطہورین بھی تشبہ بالمصلی** کرے۔

اعتراض:...... کتب فقہ میں مسلک احناف لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بے وضو سجدہ کرے تو کافر ہوجاتا ہے۔ **فاقدالطہورین تشبہ بالمصلی** اختیار کرتے ہوئے بے وضو ہی سجدہ کررہا ہے یہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

جواب:...... بے وضوء سجدہ کرنے والے پر کفر کا فتوی لگانے میں تفصیل ہے پرواہ نہ کرتے ہوئے بے وضو سجدہ کرے تو کافر، تکاسلاً بلا وضو سجدہ کرے کہ کون وضو کرے یعنی وضو کی عظمت ہی نہیں اس صورت میں بھی کافر ہوجائیگا۔ لیکن حیاء اور کرامۃ یعنی کرامت وقت کی وجہ سے وضو نہ کرے جیسے **تشبہ بالمصلی** ہے ان کے بارے میں کفر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

حیاء کی مثال:...... دوران نماز وضو ٹوٹ گیا اب شرم کی وجہ سے نماز بلا وضو نماز ادا کررہا ہے تو اس پر بھی کفر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا لیکن بلا وضو شریک نماز رہنا صحیح نہیں صف سے باہر آئے وضو کرے پھر نماز میں شریک ہو یا نئے سرے سے ادا کرے۔

جواب ثانی:...... عندالاحناف یہ مسئلہ متفق علیہ نہیں لھذا اس کو مدار بنا کر احناف پر اعتراض کرنا درست نہیں۔

حضرموت:...... یمن کے شہروں میں سے ایک شہر ہے اور **وھو اسم بلد بالیمن وقبیلة ایضا وھما اسمان جعلا اسما واحدا والاسم الاول منه مبنی علی الفتح علی الاصح الخ**[1]

ماالحدث: سوال:...... حدث واضح چیز ہے اس کے متعلق سوال کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟

---

[1] (عینی ص ۲۴۴ ج ۲) (فتح الباری ص ۱۱۹ بخاری ص ۲۳۷)

جواب اول: ......حدث دو معانی میں استعمال ہوتا ہے ۱۔ حدثِ حقیقی ۲۔ حدثِ مجازی۔

حدثِ مجازی: ......چغلی اور مستہجن بات اور کلام قبیح ان کو بھی حدث کہا جاتا ہے۔[۱]

حدثِ حقیقی: ......بے وضو ہونا، یہاں بتلایا کہ حدث سے عام مراد نہیں بلکہ حدث حقیقی مراد ہے۔

جواب ثانی: ......حدث سے تو واقفیت تھی سوال کا مقصد تفصیل جاننا تھا اس لئے ما الحدث کہا۔

فساء: ......دبر سے بغیر آواز کے ہوا خارج ہو (بضم الفاء و بالمد) [۲]

ضراط: ......ریح نکلتے وقت آواز بھی پیدا ہو تو ضراط ہے (**بضم الضاد وهما مشتركان فى كونهما ريحا خارجا من الدبر ممتازان يكون الاول بدون الصوت والثانى مع الصوت فسا يفسو فسواً**)[۳]

یا با هريرة: ......ابا کے همزہ کو تخفیفاً حذف کر دیا گیا [۴]

سوال: ......حضرموت کے باشندے نے حضرت ابوھریرہؓ سے حدیث کے متعلق استفسار کیا تو حضرت ابوھریرہؓ نے جواباً فرمایا حدث فساء اور ضراط ہے۔ کیا حدث یہی دو چیزیں ہیں؟

جواب اول: ......اعم اور اغلب کا لحاظ کرتے ہوئے جواب دیا کہ حدث کی عام وجہ یہی ہوتی ہے [۵]

جواب ثانی: ......یہ تخصیص مخاطب کے لحاظ سے ہے کیونکہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ سوال کیا گیا پیٹ میں اختلاج ہو تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا [۶]

جواب ثالث: ......یہ تخصیص محل کے لحاظ سے ہے کیونکہ ایسا عام طور پر مسجد میں ہوتا ہے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال بھی مسجد ہی میں ہوا اور مسجد میں عموماً حدث کی یہی صورتیں پیش آتی ہیں۔[۷]

جواب رابع: ......نواقض وضو سے سب سے ہلکی چیز ہوا کا اخراج ہے اس کا حدث ہونا ثابت ہو گیا تو بھاری احداث تو بہ درجہ اولیٰ احداث اور نواقض وضو ہونگے [۸]

جواب خامس: ......یا یوں کہہ لیں (سمجھ لیں) کہ معدن نجاست سے نکلنے والی ہوا ناقض ہے اگر خود نجاست

---

[۱] (تقریر بخاری ص۱۴ ج۲) [۲] (فتح الباری ص۱۱۹) [۳] (عینی ص ۲۴۴ ج۲) [۴] فتح الباری ص ۱۱۹ بخاری ص ۲۵) [۵] (فتح الباری ص۲۳۷) [۶] (فتح الباری ص۱۱۹) [۷] فیض الباری ص۲۳۷ [۸] (فتح الباری ص۲۳۷)

باہر آئے تو بدرجہ اولیٰ ناقض ہوگی۔

مسئلہ:......سوال: مسجد میں وضو توڑنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:......امام مالکؒ مطلقاً حرمت کے قائل ہیں۔

احناف مکروہ کہتے ہیں، معتکف کے لئے مزید تخفیف کے قائل ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۹۸)

باب فضل الوضوء والغر المحجلون من اٰثار الوضوء

وضو کی فضیلت (اوران لوگوں کی فضیلت) جو (قیامت کے دن) وضو کے نشانات سے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہونگے

(۱۳۷)حدثنا یحیی بن بکیر قال ثنا اللیث عن خا لد عن سعید بن ابی ھلال
ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، ان سے لیث نے خالد کے واسطے سے نقل کیا، وہ سعید بن ابی ہلال سے روایت کرتے ہیں
عن نعیم المجمر قال رقیت مع ابی ھریرة ؓ علیٰ ظھر المسجد فتوضأ فقال
وہ نعیم المجمر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) ابو ہریرہؓ کیساتھ مسجد کی چھت پر چڑھا تو انہوں نے وضو کیا پھر کہا
انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان امتی یدعون
کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے کہ میری امت کے لوگ بلائے جائیں گے
یوم القیامة غرامحجّلین من اٰثار الوضوء
وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں

فمن	استطاع	منکم	ان	یطیل	غرته	فلیفعل
تو تم میں سے	جو کوئی	اپنی	چمک	بڑھانا چاہتا ہے	تو وہ	بڑھالے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمتین ظاهرة۔

اس باب میں تین بحثوں کو بیان کیا جاتا ہے۔

البحث الاول:......الغر المحجلون کے اعراب کے متعلق ہے کہ اس پر رفع، نصب، جر میں سے کونسا اعراب پڑھا جائیگا اس بارے میں دوقول شراحِ حدیث نے بیان فرمائے ہیں۔

۱۔مرفوع کی تین صورتیں ہیں

پہلی صورت:......آسان تو یہ ہے اعراب حکائی کے طور پر مرفوع پڑھا جائے۔

دوسری صورت:...... الغر المحجلون کو مبتدا مانا جائے اور اس کی خبر محذوف مانی جائے یعنی مفضلون علی غیرهم[۱]

تیسری صورت:......الغر المحجلون مبتداء من آثار الوضوء کو اس کی خبر مانا جائے ای الغر المحجلون آثار الوضوء .

چوتھی صورت:......بعض حضرات نے کہا ہے کہ ''واؤ'' استینافیه ہے الغر المحجلون مبتدأ ہے۔اور اسکی خبر محذوف ہے تقدیرِ عبارت اس طرح ہوگی الغر المحجلون لهم فضل.

۲۔مجرور پر عطف کی وجہ سے اسے مجرور پڑھا جائے جیسا کہ مسلم کی روایت میں وضو پر عطف کیا گیا ہے تقدیری عبارت اس طرح ہوگی. وفضل الغر المحجلین[۲]

غر:......اغر کی جمع ہے اس کا معنی وہ جانور جس کی پیشانی میں سفیدی ہو۔

---

[۱] عمدة القاری ج ۲ ص ۲۴۶) [۲] (فتح الباری ص ۱۱۹)

محجل: ...... حجل سے لیا گیا ہے بمعنی بیڑی جو پاؤں کو گھیرے ہوئے ہو۔اب اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کے پاؤں سفید ہوں جس کو پنج کلیان بھی کہتے ہیں۔

البحث الثانی: ...... **حدثنا یحییٰ بن بکیر**

اس حدیث پاک سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وضو اس امت کی خصوصیت ہے کیونکہ آپ ﷺ **اِنَّ اُمتی** سے تخصیص فرما رہے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ترمذی شریف میں روایت ہے **ھذا وضوئی ووضوء الانبیاء السابقین**۔ہدایہ شریف میں ہے **ھذا وضوئی وضوء الانبیاء من قبلی** [۱]

جواب: ...... یہ تخصیص امم کے لحاظ سے ہے انبیاء کے لحاظ سے نہیں۔

اعتراض: ...... بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت سارۃ کی طرف جب ظالم بڑھنا چاہتا تھا تو حضرت سارہ نے وضو کیا قامت **تو ضّأت وتصلی** [۲] تو وجہ خصوصیت کیا ہوئی؟

جواب اول: ...... کثرت وضو کے اعتبار سے یہ تخصیص ہے کیونکہ اس امت پر نمازیں باقی امتوں کے لحاظ سے زیادہ فرض ہوئیں کثرت نماز کے لئے کثرت وضو بھی ہوگا۔

جواب ثانی: ...... یا یہ تخصیص وضو علی الوضو کے لحاظ سے ہے کہ اس کی بھی فضیلت ہے جبکہ امم سابقہ کے لئے اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔

جواب ثالث: ...... یا یہ اطالہ غرہ کے لحاظ سے ہے۔

جواب رابع: ...... وضو تو امم سابقہ میں بھی تھا لیکن خصوصیت آثار وضو کے لحاظ سے ہے اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں قیامت کے دن اپنی امت کو ان کے آثار وضو سے پہچان لونگا نیز روایت الباب سے یہی راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ **ان امتی** فرما رہے ہیں یعنی میری امت۔[۳]

البحث الثالث: ...... تیسری بحث اطالہ غرہ میں ہے حضرت ابوھریرۃؓ فرماتے ہیں **فمن استطاع منکم ان یطیل غرته فلیفعل اطالہ غرہ** سے کیا مراد ہے؟

---

[۱] (ہدایہ ج۱ ص۱۹ شرکت علمیہ ملتان) [۲] (عمدۃ القاری ص ۲۵۰ ج ۲) [۳] (فتح الباری ج۲ ص۱۱۹ فیض الباری ص ۲۳۸ لامع الدراری ص ۶۷)

القول الاول:......تین بار سے زیادہ دھونا لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت خذیمہؓ کی روایت ہے **فمن نقص اوزاد فقد اساء** امام بخاریؒ نے بھی فرمایا کرہ العلماء علماء نے اس کو اسراف کہا ہے تو یہ تشریح مجروح بالاجماع ہے۔

القول الثانی:......فرض مقدار سے زیادہ دھونا حضرت ابوھریرہؓ اسی پر عمل کرتے تھے بظاہر یہی محمل ہے۔

القول الثالث:......اطالۂ غرہ سے مراد اسباغ وضو ہے کہ خوب مل کر مواقع وضو کو دھوئے کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے اطالہ غرہ چمک کی زیادتی سے ہوگی، حضرت شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے جو لوگ وضو نہیں کرتے اور نمازیں نہیں پڑھتے وہ شاید حوض کوثر کے پانی سے محروم ہو جائیں۔

اشکال:......جب اطالہ غرہ سے مراد پہلی دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت نہیں ہے تو پھر حضرت ابوھریرہؓ نے دوسری صورت کیوں اختیار فرمائی؟

جواب:...... اس کا جواب میرے نزدیک یہ ہے کہ ادائے عشاق کے قبیل سے ہے حضورﷺ کی ہر بات پر مر مٹنے والے تھے اس لئے وہ بعض اوقات صرف ظاہری الفاظ پر نظر کرتے تھے حضرت ابوھریرہؓ نے ظاہری الفاظ پر عمل کیا۔[1]

مسائل مستنطه من هذا الحديث:......

١. تطويل الغرة وهو غسل شئ من مقدم الرأس وما يجاوز الوجه زائدا على القدر الذى يجب غسله لا ستيقان كمال الوجه.[2]

٢. ما اعد الله من الفضل والكرامة لاهل الوضوء يوم القيامة.

٣. فيه دلالة قطعية على ان وظيفة الرجلين غسلهما ولا يجوز مسحهما.

٤. فيه قبول خبر الواحد وهو مستفيض فى الاحاديث.

٥. فيه الدليل على كون يوم القيامة والنشور.

٦. جواز الوضوء على ظهر المسجد وهو من باب الوضوء فى المسجد وقد كرهه قوم اجازه آخرون.

---

[1] (وقد ثبت عن ابى هريرة رواية رأيا عينى ج٢ ص ٢٤٩) [2] (عمدة القارى ص ٢٤٩ ج٢)

(۹۹)

باب لایتوضأ من الشک حتی یستیقن

جب تک بے وضو ہونے کا یقین نہ ہو محض شک کی بناء پر نیا وضو کرنا ضروری نہیں

(۱۳۸) حدثنا علی قال ثنا سفیان قال ثنا الزهری عن سعیدبن المسیب وعن عبا د بن تمیم
ہم سے علی نے بیان کیا کہا ہمیں سفیان نے بیان کیا کہا کہ ان سے زہری نے سعید بن المسیب کے واسطے سے نقل کیا وہ عباد بن تمیم سے
عن عمه انه' شکٰی الیٰ رسول اللهﷺ الرجل الّذی یخیل الیه انه' یجد الشیٔ فی الصلوة
روایت کرتے ہیں، وہ اپنے چچا (عبداللہ بن زید) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ ایک شخص ہے جسے یہ خیال ہوتا ہے کہ نماز میں کوئی چیز (یعنی ہوا نکلتی) محسوس ہوتی ہے۔
فقال لاینفتل اولا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحا
آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ پھرے یا نہ مڑے جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ پائے

انظر :۱۷۷، ۲۰۵۶

عم: اس سے مراد عبداللہ بن زید بن عاصم بن کعب انصاری مازنی ہیں۔ کل مرویات: ۴۸

تحقیق و تشریح

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله لا ینفتل.

غرضِ باب: ...... امام بخاریؒ اس جگہ پر ایک اصول بیان فرما رہے ہیں جس کو فقہاء نے بہت سی جگہ استعمال کیا ہے اور اس سے بکثرت استدلال بھی کیا ہے۔ اور وہ اصول یہ ہے **الیقین لا یزول بالشک**۔ مثلاً کسی شخص نے وضو کیا تو جب تک وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہو اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔

شک اور یقین کی تعریف:......ظن اور وھم میں فرق یہ ہے فی اللغة خلا ف الیقین وفی اصطلا ح الفقھا ء الشک فیه ما یستو ی فیه طر ف العلم والجھل وھو الو قوف بین الشیئن بحیث لا یمیل الی احد ھما فا ذاقو ی احد ھما وتر ک الاخر ولم یا خذ بما تر جح ولم یطر الآ خر فھو ظن واذعقد القلب علی احد ھما وتر ک الآ خر فھو اکبر الظن[1]

مسئله اختلافیه:...... ترجمة الباب لا یتوضأ من الشک ہے شک سے کونسا شک مراد ہے؟ آیا یہ داخل نماز میں معتبر ہے یا خارج نماز میں۔

۱۔ امام مالکؒ اور حسن بصریؒ فرماتے ہیں خارج نماز میں شک ہوتو وہ معتبر ہے داخل نماز والا نہیں، یعنی اگر داخل نماز میں شک پڑ جائے تو نماز پوری کر لے اور نماز سے نہ نکلے۔ اور اگر خارج نماز میں شک پڑ جائے تو نماز شروع ہی نہ کرے بلکہ جدید وضو کر کے نماز پڑھے[2]

۲۔ لیکن امام بخاریؒ نے کوئی قید ذکر نہیں کی، اور جمہور کا مذہب بھی یہی ہے کہ خارج صلوۃ، داخل صلوۃ سب کو عام ہے عینی ص ۲۵۲ ج ۲ کسی صورت میں نئے سرے سے وضو کرنا بدوں تیقن کے واجب نہ ہوگا۔

قوله شکی:...... معروف ومجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

سوال:......معروف پڑھیں تو فاعل کون ہوگا؟

جواب:......معروف پڑھنے کی صورت میں فاعل کے بارے میں دو احتمال ہیں

۱۔ فاعل ضمیر مستتر ہے جو عبداللہ بن زید عم عباد کی طرف راجع ہے یعنی شا کی عم عباد ہے الرجل مفعول بہ اور مبہم ہے۔

۲۔ بعض حضرات نے الرجل مبہم ہی کو فاعل بنایا ہے مگر محققین نے اس کو صحیح قرار نہیں دیا۔

سوال:......اگر مجہول پڑھیں تو نائب فاعل کون ہوگا؟

جواب:......مجہول پڑھنے کی صورت میں الرجل نائب فاعل ہوگا اس صورت میں نہ شا کی متعین کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی الرجل [3]

---

[1] (عینی ج ۲ ص ۲۵۰) [2] (فیض الباری ص ۲۳۹) [3] (حاشیہ ۷ بخاری ص ۲۵ فتح الباری ص ۱۲۰)

خلاصۂ کلام:......انه شکی یہ علی بناء الفاعل اور علی بناء المفعول دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے۔اگر علی بناء الفاعل ہوتو الرجل منصوب اور اگر علی بناء المفعول ہوتو الرجل مرفوع ہوگا۔

حتی یسمع صوتااویجد ریحا:......**سوال:**......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز ٹوٹنے کے لئے ضروری ہے کہ خارج ہونے والی ہوا کی آواز یا بدبو محسوس کرے اگر کسی کوز کام ہوتو وہ بدبو محسوس نہیں کریگا یا کوئی بہرہ ہوتو وہ آواز سننے سے قاصر رہے گا یعنی آواز نہیں سنے گا تو یہ بی بی تمیزن والا وضو ہو جائیگا۔

قصه:......بی بی تمیزن کا قصہ یہ ہے کہ اس کا خاوند قضاء الٰہی سے فوت ہوگیا تو یہ کئی دنوں تک نماز پڑھتی رہی لیکن وضوء نہیں کیا کرتی تھی آخر ایک دن بچیوں نے امی جان (بی بی تمیزن) سے پوچھ لیا کہ امی جان آپ تو بلا وضو نماز پڑھ لیتی ہیں کیا آپ کا وضوء نہیں ٹوٹتا؟ اس نے جواب دیا اری بچیو! تمہارے ابا کے فوت ہوجانے کے بعد میرا وضو کس نے توڑنا ہے؟ وہ یہ سمجھتی تھی کہ وضوء بس ایک ہی طریقہ سے ٹوٹتا ہے۔

جواب:...... امام بخاریؒ نے یہ ترجمہ شارحہ قائم کیا ہے یعنی اس حدیث کی شرح کردی کہ حدیث پاک کے یہ الفاظ یقین سے کنایہ ہیں۔

سوال:......ان دو کو خاص طور پر کیوں ذکر کیا۔

جواب:......نماز عام طور پر مسجد میں ادا کی جاتی ہے اور مسجد میں یہ اَحداث عموماً پائے جاتے ہیں اس لئے حدیث پاک میں ان کی وضاحت کردی۔

ترجمۃ الباب سے مطابقت:......مطابقة الحديث للترجمة فى قوله " لا ينفتل" الى آخره لانه يفهم منه ترك الوضوء من الشك حتى يستيقن وهو معنى قوله حتى يسمع صوتا او يجد ريحا۔[۱]

لا ينفتل:......بالفاء واللام من الانفتال وهو الانصراف .

اولاينصرف:...... كلمة او للشك من الراوى قال الكرمانى والظاهر انه من عبدالله بن زيد قلت يجوز ان يكون عمن دونه من الرواة. [۲]

حتى يسمع صوتا اى من الدبر اويجد ريحا اى من الدبر.

---

[۱] (عینی ج ۲ ص ۲۵۲) [۲] (عینی ج ۲ ص ۲۵۲)

مسائلِ مستنبطه

الاول:......ان هذا الحديث اصل من اصول الاسلام .

الثانی:......مشروعية سؤال العلماء عما يحدث من الوقائع وجواب السائل.

الثالث:......فيه ترک الاستحياء فی العلم وانه عليه السلام كان يعلمهم كل شی وانه يصلی بوضوء صلوات مالم يحدث.

الرابع:......فيه قبول خبرالواحد [1]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۰۰)

باب التخفیف فی الوضوء

وضو میں تخفیف کرنا

(۱۳۹)حدثنا علی بن عبدالله قال ثنا سفيٰن عن عمر و قال اخبرنی كريب عن ابن عباس
ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے عمرو کے واسطے سے بیان کیا، انہیں کریب نے ابن عباسؓ سے خبردی
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نام حتی نفخ ثم صلیٰ وربما قال اضطجع
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوئے حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے، پھر آپ نے نماز پڑھی اور کبھی (راوی نے یوں) کہا کہ آپ لیٹ گئے
حتیٰ نفخ ثم قا م فصلیٰ ح ثم حدثنا به سفيان مرّة بعد مرة
یہانتکہ خراٹے لینے لگے، پھر کھڑے ہوئے، اس کے بعد نماز پڑھی، پھر سفیان نے ہم سے دوسری مرتبہ حدیث بیان کی

[1] (عینی ج ۲ ص ۲۵۴)

عن عمروعن کریب عن ابن عباسؓ قال بت عند خا لتی میمونة لیلة

کہ عمرو سے انہوں نے کریب سے انہوں ابن عباسؓ سے کہ وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) میں نے اپنی خالہ (ام المومنین) حضرت میمونہؓ کے گھر رات گزاری

فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اللیل فلماکا ن فی بعض اللیل قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تو (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے، جب تھوڑی رات رہ گئی تو آپؐ نے اٹھ کر

فتوضأمن شنّ معلق وضوٓءً خفیفا یخففهٗ عمرو ویقللهٗ

ایک لٹکے ہوئے مشکیزے سے معمولی طور پر وضو کیا، عمرو اس کا ہلکا پن اور معمولی ہونا بیان کرتے تھے

وقام یصلي فتوضأت نحواً مما توضاء ثم جئت فقمت عن یساره

اور آپ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے تو میں نے بھی اس طرح وضو کیا جس طرح آپؐ نے کیا تھا، پھر آ کر آپؐ کے بائیں جانب کھڑا ہوگیا

وربماقال سفیٰن عن شما له فحولني فجعلني عن یمینه ثم صلیٰ ما شا ء اللہ

اور کبھی سفیان نے عن یسارہ کی بجائے عن شمالہ کا لفظ کہا (مطلب دونوں کا ایک ہے) پھر آپؐ نے مجھے پھیرلیا اور اپنی داہنی جانب کرلیا پھر نماز پڑھی جتنی اللہ کا حکم تھا

ثم اضطجع فنا م حتی نفخ ثم اتاه المنا دی فاذن لهٗ بالصلوٰة

پھر لیٹ گئے اور سو گئے حتیٰ کہ خراٹوں کی آواز آنے لگی، پھر آپ کی خدمت میں مؤذن حاضر ہوا اور نماز کی اطلاع دی

فقام معهٗ الیٰ الصلوٰة فصلیٰ ولم یتوضاء قلنا لعمرو

آپؐ اس کے ساتھ نماز کیلئے تشریف لے گئے، پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا (سفیان کہتے ہیں کہ) ہم نے عمرو سے کہا

ان نا سا یقولون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنا م عینهٗ ولاینا م قلبهٗ قال عمرو سمعت عبیلبن عمیر

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں، دل نہیں سوتا تھا، عمرو نے کہا میں نے عبید بن عمیر سے سنا

یقول رؤیا الاِنبیآء وحی ثم قراء اِنِّیٓ اَرٰی فِي الْمَنَامِ اَنِّیٓ اَذْبَحُکَ.

وہ کہتے تھے کہ انبیآء علیھم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں پھر (قرآن کی یہ آیت) پڑھی ''میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں'' (حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب)

راجع: ۱۱۷ ابن عباس: نام: عبداللہ بن عباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں.

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة فی قوله وضواً خفيفاً.

غرض بخاری:...... امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ وضو میں اصل اسباغ اور اتمام ہے، لیکن عند الضرورۃ یعنی جبکہ پانی کی قلت ہو یا وقت کی قلت ہو تو تخفیف جائز ہے [۱]

صُوَرِ تخفیف:...... تخفیف کی دو صورتیں ہیں ا۔کمی ۲۔کیفی

کَمّی تخفیف:...... تین بار دھونا سنت ہے اور یہ تین بار سے کم دھوئے۔

کیفی تخفیف:...... یہ ہے کہ کم ملے اتنا تو بہرحال ضروری ہے کہ ساری جگہ پانی پہنچ جائے۔

حتی نفخ:...... بالخاء المعجمة ای من خيشومه وهو المعبر عنه بالغطيط [۲] سونے والے کے ناک سے جو سوتے وقت آواز آتی ہے اس کو غطیط اور خطیط کہتے ہیں۔

فصلی ح ثم حدثنا به:...... امام بخاریؒ کے ایک استاد علی بن عبداللہ ہیں وہ کبھی اس روایت کو اجمالاً نقل کرتے ہیں اور کبھی تفصیلاً بیان کرتے ہیں۔ استدلال تفصیلی روایت سے ہے اس پر اشکال ہے۔

اشکال:...... تفصیلی روایت میں تو عنعن ہے اس سے استدلال کس طرح کیا؟

جواب:...... اجمالی روایت کے بعد تفصیلی کو یہ بتانے کے لئے نقل کیا ہے کہ استدلال دونوں کے مجموعے سے ہے ایک سے نہیں۔

شن:...... وهو القربة الخلق والجمع اشنان پرانا مشکیزہ۔

یخففه عمر ویقلله:...... تخفیف بمقابلہ تثقیل ہے اور تقلیل بمقابلہ تکثیر ہے اول کا تعلق کیف سے ہے اور دوسرے کا کم سے، لهذا ترجمة الباب مکمل ثابت ہو گیا۔

فجعلنی عن یمینه:...... اس سے ثابت ہوا اگر ایک مقتدی ہو تو دائیں طرف کھڑا ہو۔

---

[۱] فتح الباری ص ۱۳۰ [۲] (عینی ج ۲ ص ۲۵۵، فیض الباری ص ۲۴۰ فتح الباری ص ۱۲۰ بخاری ص ۲۵)

رؤیا الانبیاء وحی:...... اس سے اس بات پر استدلال کیا گیا کہ نبی کا دل نہیں سوتا آنکھیں سوتی ہیں، قصیدہ بردہ کے مصنف نے لکھا ہے۔

لاتنکر الوحی من رؤی فان له قلب اذانامت العینان لم ینم

اعتراض:...... **واقعہ لیلۃ التعریس** سے کچھ لوگ اس حدیث کو مجروح کرنے کے لئے اعتراض کرتے ہیں کہ وہاں صبح کی نماز کے لئے کیوں نہ پتہ چلا؟

جواب اول:...... سورج کے طلوع وغروب کا تعلق آنکھوں کے دیکھنے سے ہے اور وہ سو رہی ہیں دل کا تعلق تو امور غیبیہ کے ساتھ ہے۔

جواب ثانی:...... راجح جواب یہ ہے کہ اعم واغلب کے عتبار سے کبھی کبھی دل پر بھی نیند طاری ہو جاتی تھی، تشریع مسائل کے لئے اللہ پاک کبھی ایسی حالت پیدا کر دیتے تھے!

درجاتِ نوم، اور عدمِ نقضِ نوم کی وجہ:...... اللہ کے نبی کی نیند مثقل نہیں ہوتی اس میں استرخاء مفاصل نہیں ہوتا۔ نیند کے تین درجے ہیں۔

۱۔ نعاس:...... محض آنکھوں پر پہنچ گئی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا ہے مگر نظر کچھ نہیں آتا۔

۲۔ سنہ:...... دماغ کو بھی گھیر لے۔

نوم:...... دل پر بھی پہنچ گئی تو نوم ہے۔

مسئلہ:...... جب شارع علیھم السلام نے نوم کو ناقض وضو قرار دیا ہے منشاء چاہے کوئی بھی ہو خروج ریح یا استرخآء مفاصل وغیرہ، تو اب امت کے لئے نوم ناقض وضو ہونی چاہیے۔ چاہے وہ سبب پایا جائے یا نہ، یہ مسئلہ میں نے اس لئے بتایا کہ آج کل ایسے ٹیکے ایجاد ہو گئے ہیں کہ جس کے لگانے سے تین دن تک دبر سے ریح خارج ہی نہیں ہوتی، چاہے خراٹے مار کر سوتے رہو۔ وضو ٹیکہ لگانے کے بعد آنے والی نیند سے بھی ٹوٹ جائیگا۔

ثم قرأ انی اری فی المنام انی اذبحک:...... اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے کہ رؤیا الانبیاء یعنی انبیاء علھیم السلام کے خواب بھی وحی ہیں، کہ آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا ہے جو دیکھتے ہیں سب صحیح دیکھتے ہیں، اس آیت مبارکہ میں حضرت ابراھیم علی نبینا وعلیہ السلام کے خواب کا ذکر ہے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں، چنانچہ ان کو ذبح کرنے کے لئے لے گئے تو اگر انبیاء علیھم السلام کا خواب وحی نہ ہوتا تو پھر قتل نفس کیسے جائز ہوتا؟ اور پھر قطع رحمی اور سب سے بڑھ کر بیٹے کا قتل؟

وجه استدلال: ...... یہ ہے کہ بیٹے کو قطعی دلیل سے ذبح کیا جاسکتا ہے اور دلیل قطعی جبھی ہوسکتی ہے کہ وحی ہو اور دل وحی کو محفوظ کرتا ہے۔

بے حکم شرع آب خوردن خطا است　　گر بفتوی خون بریزی روا است

مسائلِ مستنبطه

اول: ......ان نوم النبی ﷺ مضطجعا لاینقض الوضوء وکذا سائر الانبیاء علیهم السلام فیقظة قلبهم تمنعهم من الحدث ولهذا قال عبید بن عمیر رؤیا الانبیاء وحی.[1]

ثانی: ......"بت عند خالتی میمونة" فیه جواز مبیت من لم یحتلم عند محرمه.

الثالث: ...... فیه مبیته عند الرجل مع اهله وقد روی انها کانت حائضا.[2]

الرابع: ......فیه تواضعه علیه الصلوة والسلام وماکان علیه من مکارم الاخلاق.

الخامس: ......صلة القرابة.

السادس: ......فیه فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ.

السابع: ......جواز الامامة فی النافلة وصحة الجماعة فیها.

الثامن: ...... فیه جواز ائتمام واحد بواحد.

التاسع: ......فیه جواز ائتمام صبی ببالغ.

العاشر: ...... فیه ان موقف المأموم الواحد عن یمین الامام.

الحادی عشر: ......فیه المبیت عند العالم لیراقب افعاله فیقتدی بها.

الثانی عشر: ...... فیه ان النافلة کالفریضة فی تحریم الکلام لانه علیه الصلوة والسلام لم یتکلم.[3]

---

[1] (عینی ص۲۵۷ ج۲) [2] (عینی ص۲۵۷ ج۲) [3] (بخاری ص۲۵ فتح الباری ص۲۲۱ لامع الدراری ص۲۸ فیض الباری ص۲۲۱ عینی ص۲۵۷ ج۲)

(۱۰۱)

باب اسباغ الوضوٓء

وقد قال ابن عمر اسباغ الوضوٓء الا نقآء

اچھی طرح وضو کرنا، ابن عمرؓ کا قول ہے کہ وضو کا پورا کرنا (اعضاء کا) صاف کرنا ہے

﴿تحقیق وتشریح[۱]﴾

ربط:...... پہلا باب تخفیف کا تھا اور یہ باب اسباغ کا ہے۔

اسباغ وضو کے افراد:......اس کے تین فرد ہیں

۱۔ تمام اعضاء کو الگ الگ دھونا کہ کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

۲۔ تمام اعضاء کو تین بار دھونا اور یہ سنت ہے۔

۳۔ اطالہ غرہ بھی اسباغ کی ایک قسم ہے اور یہ مستحب ہے۔

وقال ابن عمرؓ اسباغ الوضو الانقاء:......اسباغ کی تفسیر وتشریح انقآء سے کرنا تفسیر باللازم ہے۔ انقاء بول کر اتمام مراد لیا گیا ہے کیونکہ اتمام ہوگا تو انقاء بھی ہوگا [۲]

---

[۱] (وجه المناسبتين بين البابين من حيث ان المذكور فى الباب الاول تخفيف الوضو والمذكور فى هذا الباب مايقابله صورة وان كان لابد فى التخفيف من الاسباغ ايضا كما ذكرنا. عينى ص۲۵۸ ج۲ لامع الدرارى ص۲۸)

[۲] (عینی، صفحہ۲۵۸، جلد۲ لامع الدراری ص۶۸)(هذا تعليق اخرجه عبدالرزاق فى مصنفه موصولاً باسناد صحيح و اشاربه الى ان عبدالله بن عمرؓ فسر الاسباغ بالانقاء (عينى صفحه۲۵۸، جلد۲)

(۱۴۰) حدثنا عبداللّٰہ بن مسلمۃ عن مالک عن موسی بن عقبۃ عن کریب مولیٰ
ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے مالک نے موسیٰ بن عقبہ کے واسطے سے، انہوں نے کریب مولیٰ
ابن عباس عن اسامۃ بن زید انہ سمعہ یقول دفع رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم من عرفۃ
ابن عباس سے نقل کیا، انہوں اسامہ بن زید سے سنا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ سے چلے
حتیٰ اذا کان بالشعب نزل فبال ثم توضأ ولم یسبغ الوضوء
جب گھاٹی میں پہنچے تو اتر گئے آپؐ نے (پہلے) پیشاب کیا، پھر وضو فرمایا اور خوب اچھی طرح وضونہیں کیا
فقلت الصلوٰۃ یا رسول اللّٰہ قال الصلوٰۃ امامک فرکب
تب میں نے کہا یا رسول اللہ! نماز کا وقت (آ گیا) آپؐ نے فرمایا نماز تمہارے آگے ہے (یعنی مزدلفہ چل کر پڑھیں گے)
فلما جآء المزدلفۃ نزل فتوضأ فاسبغ الوضوء ثم اقیمت الصلوٰۃ فصلی المغرب
تو جب مزدلفہ میں پہنچے تو آپؐ نے خوب اچھی طرح وضو کیا، پھر نماز کی اقامت کہی گئی تو آپؐ نے مغرب کی نماز پڑھی
ثم اناخ کل انسان بعیرہ فی منزلہ ثم اقیمت العشآء فصلیٰ
پھر ہر شخص نے اپنے اونٹ کو اپنی جگہ بٹھایا پھر عشاء کی اقامت کہی گئی تو آپؐ نے نماز پڑھی
ولم یصل بینہما.
اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔

انظر: ۱۸۱، ۱۶۶۷، ۱۶۶۹، ۱۶۷۲.

اسامۃ بن زید: کل مرویات: ۱۲۸

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فتوضأ واسبغ الوضوء .

حضرت اسامہ کے حالات:......اسا مه بن زيد بن حا رثه بن شر احيل الكلبي المد نی و كا ن مولی النبی ﷺ رو ی له ما ئة حد يث وثما نية وعشر ون حد يثا . ما ت بو ادی القر ی سنة اربع وخمسين علی الا صبح وهو ابن خمس وخمسين اسا مة بن زيد ستة احد هم هذا[1]

عرفة:......عرفة علی وزن فعلة اسم للز ما ن وهو اليو م التا سع من ذی الحجة سميت به لان آدم عر ف جو ابها فان الله تعا لی اهبط آدم فی الهند وحو اء بجد ة فتعارفا الموقف اولان جبريل عليه الصلو ة والسلا م عر ف ابراهيم عليه الصلو ة والسلا م المناسک هنا ک.

مسائلِ مستنبطه

الاول:...... فيه دليل لابی حنيفة و محمد بن الحسن فيما ذهبا اليه من وجوب تاخير صلوة المغرب الی وقت العشاء حتی لو صلی المغرب فی الطريق لم يجز وعليه اعادتها مالم يطلع الفجر[2]

الثانی:...... فيه اشتراک وقت المغرب والعشاء فی المجمع خاصة وكذا وقت الظهر والعصر فی عرفة خاصة وليس ذلک فی غيرهما.[3]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[1](عینی ج۲ ص۲۵۸، عینی صفحہ۲۵۸، جلد۲) [2](عینی صفحہ۲۶۰، جلد۲) [3](عینی ص۲۶۰ ج۲)

(۱۰۲)

باب غسل الوجه باليدين من غرفة وا حدة

چہرے کاصرف ایک چلو (پانی) سے دھونا

(۱۴۱)حدثنا محمد بن عبد الرحیم قال انا ابو سلمة الخزاعی منصور بن سلمة قال
ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیا ن کیا انہیں ابو سلمہ الخزاعی منصور بن سلمہ نے خبر دی
انا ابن بلال یعنی سلیما ن عن زید بن اسلم عن عطآء بن یسار عن
،انہیں ابن بلال یعنی سلیمان نے زید بن اسلم کے واسطے سے خبردی ،انہوں نے عطاء بن یسار سے ،
ابن عباس انهٗ توضأ فغسل وجهه
انہوں نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ (ایک مرتبہ) انہوں نے (یعنی ابن عباسؓ نے) وضو کیا تو اپنا چہرہ دھویا (اس طرح کہ پہلے)
اخذغرفة من مآء فتمضمض بهاواستنشق ثم اخذ غر فة من مآء فجعل بها هٰكذا
پانی کی ایک چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی دیا، پھر پانی کی ایک چلو لی ، پھر اس کو اس طرح کیا (یعنی)
اضافهاالٰی یده الا خریٰ فغسل بها وجهه ثم اخذ غرفة من مآء فغسل بها یده الیمنی
دوسرے ہاتھ کو ملایا، پھر اس سے اپنا چہرہ دھویا پھر پانی کی دوسری چلو لی اس سے اپنا داہنا ہاتھ دھویا
ثم اخذغر فة من مآء فغسل بها یده الیسریٰ ثم مسح برأسه ثم اخذغرفةمن مآء فرش علیٰ رجله الیمنیٰ
پھر ایک اور چلو لے کر بایاں ہاتھ دھویا ،اس کے بعد سر کا مسح کیا ، پھر پانی کی چلو لے کر داہنے پاؤں پر ڈالی
حتیٰ غسلها ثم اخذغرفة اخریٰ فغسل بها یعنی رجله الیسریٰ
اور اسے دھویا پھر دوسرے چلو سے بایاں پاؤں دھویا

ثم	قال	هكذا	رأيت	رسول	الله	صلى الله عليه وسلم	يتوضأ
اس کے بعد کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے							

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة في قوله ثم اخذ غرفة فجعل بها هكذااضافها الى يده الاخرىٰ فغسل بها وجهه

غرفة بالفتح بمعنى المصدر وبالضم بمعنىٰ المعروف وهي مل ء الكف

غرفة واحدة کی صورت:...... یہ ہے کہ چلو میں پانی لے لینا پھر اس کے ساتھ دوسرا ہاتھ ملا کر چہرہ دھو لینا۔

غرض الباب:......امام بخاریؒ اس باب میں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ایک غرفہ لے کر اس کے ساتھ دوسرا ہاتھ ملا کر چہرہ دھونا چاہئے۔ اعضاء وضو میں سے ایک چہرہ ہے جو دونوں ہاتھوں سے دھویا جاتا ہے اور دوسرا مسح دونوں ہاتھوں سے کیا جاتا ہے۔ **اشکال** امام بخاریؒ نے ابواب وضو میں ترتیب نہیں رکھی، سب سے پہلے شرطیت بیان کی ہے ، پھر افضلیت۔ اب اگر طریقہ ذکر کرنا تھا تو مضمضہ واستنشاق کا ذکر ہونا چاہئے تھا اور اگر موجبات وضو کا ذکر کرنا مقصود تھا تو استنجاء اور استجمار وغیرہ کا ذکر ہونا چاہئے تھا[1]

جواب اول:......علامہ کرمانیؒ شارح بخاری نے ہتھیار ڈال دیئے۔ علامہ صاحبؒ نے فرمایا کہ امام بخاریؒ نے کسی ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا، لہٰذا ابوابِ وضو میں ترتیب تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔

جواب ثانی:...... علامہ ابن حجرؒ کہیں کہیں ترتیب بیان فرماتے ہیں، لیکن بعض جگہ وہ بھی ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔

جواب ثالث:......علامہ عینیؒ ترتیب بیان تو کرتے ہیں مگر مناسبتِ بعیدہ ہوتی ہے۔ یہ تینوں حضرات قدیم شراح میں سے ہیں[2]

جواب رابع:......متاخرین شارحین فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ترتیب کا مکمل لحاظ رکھا ہے لیکن امام بخاریؒ کی کچھ عادات ایسی ہیں جن کی وجہ سے بے ترتیبی کا وہم ہو جاتا ہے۔

---

[1] (فتح الباری ص ۱۲۱) [2] (لامع الدراری ص ٦٨)

عادت ۱:......امام بخاریؒ کبھی ایک باب قائم کرتے ہیں پھراس کا تتمہ لاتے ہیں۔ ناظر، تتمہ کو مستقل باب سمجھ کر بے ربطی محسوس کرنے لگتا ہے۔

عادت ۲:......کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ امام صاحبؒ ایک باب قائم کرتے ہیں پھر اس باب کو ثابت کرنے کے لئے ایک حدیث لاتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ باب ثابت ہو رہا ہے لیکن اس حدیث سے ایک اور اہم مسئلہ بھی ثابت ہو رہا ہوتا ہے، اس کے لئے امام بخاریؒ دوسرے باب کا عنوان قائم کر دیتے ہیں۔ اس باب کو باب فی الباب سے تعبیر کرتے ہیں۔

عادت نمبر ۳:......امام بخاریؒ کی تیسری عادت یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ کو باب فی الباب یا تتمہ کے طور پر ذکر کر جاتے ہیں تو پھر اس کو اپنے موقع پر ذکر نہیں کرتے، اس لئے غلط وہم ہو جاتا ہے۔

یہ باب پہلے باب کا تتمہ ہے:......اس سے پہلا باب **اسباغ الوضوء** ہے۔ اس باب سے امام بخاریؒ فرمانا چاہتے تھے کہ (طلبہ کرام) غرفہ چاہے آپ ایک ہی ہاتھ سے لیں لیکن چہرہ دھوتے ہوئے آپ کو دونوں ہاتھ استعمال کرنے پڑیں گے۔

غرفہ بالضم چلو میں لیا ہوا پانی:......غرفہ بالفتح مصدری معنی میں ایک مرتبہ پانی لینا۔

الفَعلة للمرة والفِعلة للحالة ...... المَفعل للظرف والمِفعل للآله

فَرَشَّ علٰی رجله ...... فرش کے تین معانی بیان کئے جاتے ہیں۔[1]

(۱):......ہلکا دھونا۔

(۲):......دھونے سے پہلے جو پانی ڈالا جاتا ہے چونکہ وہ رش کی طرح ہوتا ہے اس لئے تشبیہاً رش کہہ دیتے ہیں۔

(۳):......رش بمعنی دھونا بھی استعمال ہوتا ہے۔[2] مثلاً ترمذی شریف میں روایت ہے **حُتِّیه ثم اقرصیه بالماء ثم رشیه وصلی فیه**۔

---

[1] (فیض الباری ص ۳۴۳) [2] (فیض الباری ص ۳۴۳)

(۱۰۳)

باب التسمیة علیٰ کل حال وعند الوقاع

ہر حال میں بسم اللہ پڑھنا، یہاں تک کہ جماع کے وقت بھی

(۱۴۲)حدثنا علی بن عبد اللہ قال ثنا جریر عن منصور عن سالم بن ابی الجعد عن کریب
ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے جریر نے منصور کے واسطے سے بیان، انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے نقل کیا وہ کریب سے
عن ابن عباس یبلغ به النبی ﷺ قال لوان احدکم اذا اتیٰ اهله قال
وہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں وہ اس حدیث کو نبی علیہ السلام تک پہنچاتے تھے، کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو کہے
بسم اللہ اللّٰهم جنبنا الشیطٰن وجنب الشیطٰن ما
(جس کا مطلب یہ ہے کہ) اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں، اے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور شیطان کو اس چیز سے دور رکھ جو
رزقتنا فقضی بینهما ولد لم یضره
تو (اس جماع کے نتیجے میں) ہمیں عطا فرمائے (یہ دعا پڑھنے کے بعد جماع کرنے سے) میاں بیوی کو جو اولاد ملے گی اسے شیطان نقصان نہیں پہنچا سکتا

انظر: ۳۲۷۱، ۳۲۸۳، ۵۱۶۵، ۶۳۸۸، ۷۳۹۶

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث لاحد شقی الترجمة الذی هو الخاص، وهو قوله عند الوقاع ولیس فیه ما یطابق الشق الاخر الذی هو العام وهو قوله علی کل حال الخ.

اشکال:...... پھر وہی بات کہ امام بخاریؒ نے ترتیب کا لحاظ نہیں کیا۔ کہاں وضو اور کہاں جماع۔ اس میں کیا مناسبت ہے؟

جواب اول:...... قال الکرمانیؒ من ان البخاری لایراعی حسن الترتیب [۱]

---

[۱] عینی صفحه ۲۶۶، جلد ۲ فتح الباری ص ۲۲۱)

جواب ثانی: ......امام بخاریؒ اس باب میں وضوء سے پہلے تسمیہ کا مسئلہ بیان کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کو اپنی شرائط کے مطابق کوئی ایسی روایت نہیں ملی جو تسمیہ عندالوضو کو ثابت کرے اس لئے **تسمیہ عند کل حال و عندالوقاع** کو ذکر کر دیا کیونکہ ان کے لئے دلائل تھے۔ تو جب یہ ثابت ہوا تو قیاساً تسمیہ عندالوضو بھی ثابت ہو گیا کیونکہ وقاع کا موقع تو ایک مستہجن موقع ہے [1]

سوال :......تسمیہ عندالوضو پر استدلال کے لئے تحت الباب میں کوئی حدیث کیوں ذکر نہیں فرمائی؟ ((حدیث **لاوضوء لمن لم یذکر اسم الله علیه ترمذی ص۱۳ مکتبہ ایچ ایم سعید کمپنی**)) ہی ذکر دیتے۔ [2]

جواب: ......تسمیہ عندالوضو پر استدلال کے لئے تحت الباب حدیث تو کیا ذکر کرتے امام بخاریؒ کو تو اس قابل بھی کوئی حدیث نہیں ملی جس کو ترجمۃ الباب میں لاتے اور ذکر کرتے۔ اس لئے تحت الباب میں حدیث نہیں لائے اور لا وضوء والی حدیث اس لئے نہ لائے کہ وہ امام بخاریؒ کی شرائط کے مطابق نہیں تھی۔ [3]

سوال: ......ترجمۃ الباب کے دو جز ہیں (۱) **التسمیة علی کل حال** (۲) **وعند الوقاع**
ترجمۃ الباب کے دو جزوں میں سے صرف دوسرا جزء ثابت ہے۔ پہلے جزء کا ثبوت کیسے ہوگا؟

جواب اول: ......جب **تسمیة عند الوقاع** ثابت ہو گیا تو **علی کل حال** بھی ثابت ہو گیا۔
عند الوقاع صراحةً اور **علی کل حال استدلالاً** ثابت ہوا۔ [4]

جواب ثانی: ...... پہلا جزء بعینہ ایک حدیث کا خلاصہ ہے اور وہ حدیث مشہور یہ ہے **کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یذکر الله علی کل احیانه۔** [5] اس لئے اس جزء کو ثابت کرنے کی ضرورت نہ سمجھی۔

یبلغ به النبی صلی الله علیه وسلم : ......اس سے مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف علی ابن عباسؓ نہیں ہے بلکہ مسند الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے [6]

---

[1] فیض الباری ص۳۴۳) [2] عینی صفحہ ۲۶۶، جلد۲) [3] عینی صفحہ ۲۶۶، جلد۲) [4] فتح الباری ص۱۲۲) [5] مسلم شریف ص۱۶۲ ج۱)
[6] غرضہ ان لیس موقوفاً علی ابن عباسؓ بل هو مسند الی الرسول علیه الصلوة والسلام الخ، عینی صفحہ ۲۶۷، جلد۲)

سوال:......اتنا تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ یوں کہہ دیتے **عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم**۔

جواب:...... چونکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں احتمال تھا کہ ابن عباسؓ نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ سنا ہے یا بالواسطہ۔ یہ الفاظ بول کر اس وہم کو منقطع کر دیا۔ اسی لئے یہ سارا تکلف کیا۔

الی اھلہ ...... یہ تسمیہ کس وقت پڑھنی چاہئے بعض روایتوں میں اذا نزل کے الفاظ ہیں، تو اس روایت اور روایت الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ تسمیہ عند الجماع ہو اس میں اختلاف ہے ۔ امام مالکؒ امام غزالیؒ عند الجماع کے قائل ہیں (عینی ص ۲۶۹ ج ۲)۔ جمہور ائمہ چونکہ ننگے ہونے کی حالت میں مکروہ کہتے ہیں اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ ارادہ جماع کے وقت پڑھ لے۔ اگر ان دونوں روایتوں میں لفظ ارادکو محذوف مان لیا جائے تو الی اہلہ وغیرہ کے مجازی معنیٰ مراد ہونگے اور اگر اس کو حقیقت پر محمول کیا جائے تو تسمیہ قلبی مراد ہوگا نہ کہ لسانی۔

لم یضرہ ......**یجوز بضم الراء وفتحھا ویقال الضم افصح**[۱] گر جماع سے پہلے دعا پڑھ لی جائے تو اللہ پاک کے نام کی برکت سے شیطان نقصان نہیں پہنچا سکتا۔[۲]

سوال ......ضرر سے کیا مراد ہے؟

جواب ۱: ......قال البعض ضرر جسمانی مراد ہے جسم پر یا عقل پر اثر انداز ہوتا ہے۔

جواب ۲:......یا ضرر دینی مراد ہے کہ اس کو گمراہ نہیں کر سکے گا عاق نہیں بنائے گا **و یقال یحتمل ان یوخذ قولہ لم یضرہ عاما فیدخل تحتہ الضرر الدینی ویحتمل ان یوخذ خاصا بالنسبۃ الی الضرر البدنی الخ**[۳]

سوال ...... بڑے بڑے صلحاء کی اولاد گمراہ ہو جاتی ہے ہم تو یہ گمان کریں گے کہ علماء وصلحاء نے وقاع کے وقت دعا پڑھی تو پھر لم یضرہ کا کیسے صدق ہوا کیونکہ ہم حسن ظن رکھتے ہیں۔

جواب ۱: ...... بیان تاثیر ہے لیکن مانع کی وجہ سے زائل ہو سکتی ہے، اس کی ضمانت نہیں ہے مثلاً قرآن مجید میں ہے **ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشآء والمنکر**[۴] جبکہ آپ اس کے خلاف دیکھتے ہیں تو جواب یہی ہے کہ آیت میں بیان تاثیر ہے کہ نماز میں تاثیر یہ ہے کہ وہ فحشآء ومنکر سے روکتی ہے کبھی موانع کی وجہ سے تاثیر نہیں ہوتی۔

---

[۱] (عینی ص ۲۶۸ ج ۲) [۲] (اللھم جنبنا الشیطان الخ عینی ص ۲۶۶ ج ۲) [۳] (عینی ص ۲۶۹ ج ۲) [۴] (پارہ ۲۱ آیت ۴۵ سورۃ عنکبوت)

جواب ۲ ...... مولانا عبید اللہ انورؒ سے سنا کہ علماء وصلحا سے اللہ تعالی ہدایت کا کام لیتا ہے ان پر تو شیاطین کا بس نہیں چلتا ان کی اولادوں کا شیطان بہت پیچھا کرتا ہے شیاطین کی جماعتوں کی جماعتیں لگا دیتا ہے تا کہ وہ آگے ہدایت نہ پھیلا سکیں بلکہ خود گمراہ ہو جائیں۔

جواب ۳ : ...... علماء صلحاء کا امتحان ہوتا ہے کہ وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ ہم ھدایت پھیلا رہے ہیں اگر وہ خود ہدایت پر قادر ہوتے تو اپنی اولاد کو پہلے ہدایت دے دیتے۔

جواب ۴ : ...... کہ ہدایت حاصل ہونے کے لئے جتنے ادب کی ضرورت ہے علماء صلحاء کی اولاد اپنے آپ کو علماء صلحاء کی اولاد سمجھتی ہے اس لئے اتنا ادب نہیں کرتی جتنا عام لوگوں کی اولاد کرتی ہے۔

سوال ...... وہ موانع کیا ہیں۔

جواب ...... خویش واقارب ہیں اور مسموم ماحول ہے۔

لفظی بحث ...... حضرت شاہؒ صاحب فرماتے ہیں کہ لم یضر ایسا کلمہ ہے جس کے آخر میں تینوں اعراب جائز ہوتے ہیں لیکن جب یہ ضمیر منصوب کے ساتھ مل جائے تو ضمہ متعین ہو جاتا ہے۔[1]

مسئلہ تسمیہ عندالوضوء ...... تسمیہ عندالوضوء میں ائمہ کرامؒ کا اختلاف ہے۔ امام احمدؒ واسحاقؒ فرض مانتے ہیں۔ **الثانی انها واجبة وهی روایة عن احمد وقول اهل الظاهر**[2] امام اسحاق پھر نرمی کر جاتے ہیں کہ اگر بھول جائے یا تاویل سے چھوڑ دی تو اعادہ وضوء ضروری نہیں **(وان ترکها سهوا او معتقدا انها غیر واجبة لم تبطل طهارته وهو قول اسحاق بن راهویه کماحکاه الترمذی عنه)**[3]

جمہور ...... فرماتے ہیں کہ تسمیہ عندالوضو سنت ہے۔ امام بخاریؒ جمہور کی موافقت کرتے دکھائی دیتے ہیں کیونکہ تسمیہ عند کل حال اور عندالوقاع جیسے واجب نہیں ایسے ہی یہ بھی واجب نہیں ہے۔

دلیل امام احمدؒ واسحاقؒ ...... ترمذی شریف میں ایک روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا **((لاوضوء لمن لم یذکر اسم اللہ))**[4]

---

[1] (فیض الباری ص ۲۴۴) [2] (عینی ص ۲۶۹ ج ۲) [3] (عینی ص ۲۶۹ ج ۲) [4] (ترمزی ص ۱۳ مکتبہ ایچ ایم سعید)

دلائلِ جمہورؒ

دلیل (۱)...... قرآن پاک میں وضوکا طریقہ بیان ہوااس میں تسمیہ کا کہیں ذکر نہیں کیونکہ قرآن پاک سے وضو کے چار فرض ثابت ہیں اگر اس روایت سے یعنی روایت الباب سے وضو کے وقت تسمیہ کی فرضیت ثابت کریں تو خبرواحد کے ذریعہ قرآن پاک پرزیادتی لازم آئے گی جوجائز نہیں۔

دلیل (۲)...... اگرتسمیہ عندالوضوفرض ہوتی توآنحضرت ﷺ مُسِیءِصلوٰۃ کوفرماتے کہ دیکھ بسم اللہ کے بغیر تیرا وضونہیں ہوگا چار چیزوں کے ساتھ بسم اللہ بھی پڑھنا۔

دلیل (۳)...... مہاجر بن قُنفذ کی روایت ہے کہ بغیر تسمیہ وضو ناپسند کیا تو اس روایت سے وضو بلاتسمیہ مکروہ ثابت ہوتا ہے تم اس کو فرض قرار دے رہے ہو یہ ساری باتیں لاوضولمن لم یذکراسم اللہ کی کمزوری سے قطع نظر کرتے ہوئے ہیں ورنہ امام ترمذی نے تو اس حدیث کا ضعف ثابت کیا ہے۔(حوالہ) **قال ابو عیسی قال احمد لااعلم فی ہذاالباب حد یثا لہ اسناد جیدا**[۱]

امام احمدؒ اور اسحاقؒ کی دلیل کا جواب...... ترمذی والی روایت نفی کمال پرمحمول کی جائے قرآن پاک کواپنے حال پر رہنے دیا جائے حدیث سے سنت مان لی جائے چنانچہ دارقطنی کی ایک روایت ہے جس سے جمہور کے دعوے کی تائید ہوتی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا **من توضأو ذکر اسم اللہ فانہ یطھر جسدہ کلہ ومن تو ضئا ولم یذ کراسم اللہ لم یطھر الا مو ضع الو ضو ء.**

بیان استنباط الاحکام:......

(۱) جماع کے آغاز میں یعنی جماع سے پہلے تسمیہ اور دعاءمذکورہ پڑھنا مستحب ہے [۲]

(۲) مطابقت حدیث ترجمہ سے ظاہر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

---

[۱] ترمذی ص۱۳ [۲] عینی ص۲۶۹ ج۲

(۱۰۴)

باب ما یقول عند الخلآء

بیت الخلاء جاتے وقت کیا دعا پڑھے

(۱۴۳)حدثنا ادم قال ثنا شعبة عن عبد العزیز بن صهیب قال سمعت انسایقول
ہم سے ادم نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے عبدالعزیز بن صہیب کے واسطے سے بیان کیا، انہوں نے حضرت انسؓ سے سنا، وہ کہتے
کان النبی ﷺ اذا دخل الخلاء قال اللهم انی اعوذبک من الخبث والخبآئث
تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب (قضاء حاجت کیلئے) بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو (یہ دعا) پڑھتے (جس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میں ناپاکی سے اور ناپاک چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں
تابعه ابن عرعرة عن شعبة وقال غندر عن شعبة اذا اتی الخلاء وقال موسٰی عن حماد اذا دخل وقال سعید بن زید حدثنا عبدالعزیز اذا اراد ان یدخل

انظر: ۶۳۲۲

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة.

خلاء: ...... وهو بفتح الخاء وبالمد موضع قضاء الحاجة سمی بذالک لخلائه فی غیر اوقات قضاء الحاجة وهو الکنیف والحشن والمر فق والمرحاض ایضا واصله المکان الخا لی ثم کثر استعماله حتیٰ تجو ز به عن ذلک واما الخلا با لقصر فهو الحیش الر طب وقد یکو ن خلا مستعملا فی باب الا ستنجا ء [1]

[1] (عینی ص ۲۷۰ ج ۲)

غرض بخاری: ......امام بخاریؒ نے تسمیہ عندالخلاء بھی تسمیہ عندکل حال کے ضمن میں ثابت کردیا تھا اب بتلا رہے ہیں کہ کونسی دعا پڑھنی چاہیئے دراصل امام بخاریؒ اس باب میں دو مسئلے بیان کرنا چاہتے ہیں (۱) دعاء استعاذہ (۲) ایک اختلافی مسئلہ میں فیصلہ دینا چاہتے ہیں کہ استعاذہ کا محل کونسا ہے۔اس لحاظ سے تین بحثیں ہوئیں (۱) شرح الفاظ استعاذہ (۲) حکمت استعاذہ (۳) محل استعاذہ۔

البحث الاول ......

شرحِ الفاظ ......

(۱): ......**من الخبث والخبائث** خبث دوطرح پڑھا گیا ہے اگر بضم الباء ہوتو جمع الخبیث مراد مذکر جن ہونگے خبائث جمع الخبیثة **(قال الخطابی بضم الخاء والباء جماعة الخبیث والخبائث جمع الخبیثة** [۱] مراد مؤنث جن معنیٰ یہ ہوا کہ پناہ پکڑتے ہیں ہم تیری جنوں اور جنیوں سے۔

(۲): ......خبث بسکون الباء ہوتو اس صورت میں یہ مصدر ہوگا اور ہر نوع خبث کو شامل ہوگا [۲] بمعنیٰ گندگی پھر گندگی دوقسم پر ہے (۱) ظاہری (۲) باطنی ،ظاہری چونکہ عندالقضاء محل خبث کے ملوث بالنجاسة ہوجانے کا خطرہ ہوتا ہے اسلئے اس سے استعاذہ کرنا ہے۔اور خبث باطنی پر بھی محمول ہوسکتا ہے۔کیونکہ خبث باطنی ارکان زبان، جنان تینوں میں ہوسکتا ہے،

خبث فی اللسان: ...... جھوٹ،چغلی

خبث فی الارکان: ...... زناء چوری۔

خبث فی الجنان: ...... حسد،بغض،کفر شرک

سوال: ......خبائث کس کی صفت ہے۔

جواب: ...... یہ موصوف محذوف کی صفت ہوگی موصوف محذوف خصائل مانا جائیگا یا اشیاء، ترجمہ اس طرح ہوگا کہ

---

[۱] عینی ص ۲۷۰ ج ۲ فتح الباری ۲۲ ۱) [۲] (تقریر بخاری ص ۱۲۱ ج ۲)

میں پناہ مانگتا ہوں خصائل خبیثہ سے یا اشیاء خبیثہ سے، اس میں جن اور جنیاں بھی آ جائینگی۔

البحث الثانی:...... حکمت استعاذہ: پہلی حکمت: چونکہ بیت الخلاء گندگی کی جگہ ہے عام طور پر گندی جگھوں پر جن اور جنیاں ہوتی ہیں دیوار، چادر وغیرہ کے کے ذریعے انسانوں سے تو اوٹ کرلی، جنوں سے کیسے پردہ ہوگا تو وہ اس دعاء سے ہوگا۔

دوسری حکمت:...... جن چونکہ گندی جگہ رہتے ہیں گندی جگہ میں ان کو انسان کو ضرر پہنچانے کا زیادہ موقع مل جاتا ہے اس لئے استعاذہ ضروری ہے۔

البحث الثالث:...... محل استعاذہ کیا ہے؟ اس میں امام مالکؒ اور جمہورؒ کا اختلاف ہے۔

مسلک جمہورؒ:...... جمہور بیت الخلاء میں داخل ہونے کے بعد اور ننگا ہونے کے بعد دعاء پڑھنے کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔

امام مالکؒ:...... جواز کے قائل ہیں امام بخاریؒ نے اس جگہ تین روایتیں نقل کی ہیں ۱۔ اذا دخل الخلاء ۲۔ اذا اتی الخلاء[۱] ۳۔ اذا اراد ان یدخل۔

دلیل امام مالکؒ:...... اذا دخل الخلاء امام مالکؒ کی دلیل ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ دخول کے بعد پڑھے[۲]

دوسری روایت دونوں کے موافق ہوسکتی ہے اگر یہ ترجمہ کریں کہ ''داخل ہوجائے'' تو امام مالکؒ کے موافق ہوگی اور اگر یہ ترجمہ کریں ''قریب ہوجائے یعنی بیت الخلاء میں داخل ہونے کے قریب ہوجائے'' تو جمہور کے موافق ہوگی۔ اور تیسری روایت اذا اراد ان یدخل دلیل جمہور ہے۔

دلیل امام مالکؒ کا جواب:...... جمہورؒ کے نزدیک اذا دخل کے معنی اذا اراد الخلاء کے ہیں جیسا کہ آگے بخاری میں آرہا ہے۔

روایات کا اختلاف اور اسمیں تطبیق:...... تینوں روایتیں مختلف ہیں تطبیق کی صورتیں یہ ہیں۔

---

[۱] فتح الباری ص ۱۲۳ بخاری ص ۳۲۶) [۲] (عینی ج ۲ ص ۲۷۱)

الصورة الاولیٰ:...... ذکر علی نوعین یعنی دو طریقوں سے دعا پڑھی جا سکتی ہے۔ ۱۔ قلبی ۲۔ لسانی ذکر لسانی تو دخول سے پہلے ہو اور اگر بھول جائے تو بعد میں ذکر قلبی کر لے۔ **وقال عکرمة لا یذکر اللہ فیه بلسانه بل بقلبه**[1]

الصورت الثانیه :...... اذا جب ماضی پر داخل ہو جائے تو لفظ اراد محذوف ہوتا ہے[2]

مسائل مستنبطه: ...... الاول فیه الاستعاذة باللہ عند ارادة الدخول فی الخلاء وقد اجمع علی استحبابها وسواء فیها البنیان والصحراء [3]

الثانی :......ان الاستعاذة من النبی ﷺ اظهارٌ للعبودیة وتعلیم للامة والا فهو علیه الصلوة والسلام محفوظ من الجن والانس وقد ربط عفریتا [4] وقد ربط عفریتا علی ساریة من سواری المسجد.

تابعه ابن عرعرة من شعبة :...... ای تابع آدم بن ابی ایاس محمد بن عرعرة فی روایته هذا الحدیث عن شعبة کما رواه آدم .

الحاصل:......ان محمدبن عرعرة روی هذاالحدیث عن شعبة کما رواه آدم عن شعبة وهذه هی المتابعة التامة وفائدتها التقویة وحدیث محمدبن عرعرة عن شعبة اخرجه البخاری فی الدعوات وقال حدثنا محمد بن عرعرة حدثنا شعبة عن عبدالعزیز بن صهیب عن انسؓ قال کان النبی ﷺ اذا دخل الخلاء قال اللهم انی اعوذبک من الخبث والخبائث (عینی)

قال غندر عن شعبة:...... هذا التعلیق وصله البزاز فی مسنده عن محمد بن بشار بندار عن غندر عن شعبة عنه بلفظه ورواه احمد عن غندر بلفظ "اذا دخل" [5]

غندر :......بضم الغین المعجمة وسکون النون وفتح الدال المهملة علی المشهور وبالراء ومعناه المشغب وهو لقب محمد بن جعفر البصری ربیب شعبة وقدمر فی باب ظلم دون ظلم. [6]

وقال موسیٰ عن حماد:......هذا التعلیق وصله البیهقیؒ باللفظ المذکور .

---

[1] فتح الباری ص۲۴۳ ا بخاری ص۲۶) [2] عینی ج۲ ص۲۷۲) [3] عینی ج۲ ص۲۷۲)

موسیٰ :...... هو ابن اسماعیل التبوذکی وقدمر غیر مرة.

وحماد :...... هو ابن سلمة بن دینار ابو سلمة الربعی وکان یعد من الابدال .

وقال سعید بن زید الی اخره:...... هذا التعلیق وصله البخاریؒ فی الادب المفرد قال حدثنا ابو النعمان قال حدثنا سعید بن زید قال حدثنا عبدالعزیز ابن صهیب قال حدثنی انس قال " کان النبی ﷺ اذآ اراد ان یدخل الخلاء.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۰۵)

باب وضع المآء عند الخلآء

بیت الخلاء کے قریب پانی رکھنا

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب:......

۱۔ آداب میں سے ہے کہ جب کوئی شیخ واستاد استنجاء اور قضاء حاجت کے لئے جائے اور معلوم ہو کہ ان کو پانی کی ضرورت ہوگی تو پانی مہیا کرنا چاہیے۔

۲۔ دوسری غرض یہ ہے کہ پانی بیت الخلاء میں نہیں رکھنا چاہیے اور نہ اتنا دور کہ پتہ ہی نہ چلے بلکہ قریب رکھنا چاہیے۔

الحاصل:...... دو آداب بتلائے ایک پانی رکھنا چاہیے دوسرا یہ کہ قریب رکھنا چاہیے۔

(۱۴۴)حدثنا عبداللّٰہ بن محمد قال ثنا هاشم بن القاسم قال ثنا ورقآء عن عبیداللّٰہ ابی یزید
ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا ان سے ہاشم بن القاسم نے ان سے ورقاء نے عبیداللہ بن یزید کے واسطے سے بیان کیا
عن ابن عباس ان النبی ﷺ دخل الخلآء
وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بیت الخلاء میں تشریف لے گئے
فوضعت لهٗ وضوءاً قال من وضع هٰذا
میں نے (بیت الخلاء کے قریب) آپ کیلئے وضو کا پانی رکھ دیا (باہر نکل کر) آپ نے پوچھا یہ کس نے رکھا ہے!
فاخبر فقال اللهم فقهه فی الدین.
جب آپ کو بتلایا گیا (کہ کس نے رکھا ہے) تو آپ نے (میرے لئے دعا کی اور) فرمایا اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما

راجع:۷۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة.

وضوء:......بفتح الواو هو الماء الذی یتوضا به وبالضم المصدر وقد مر تحقیقه فی اول کتاب الوضوء.

سوال:...... فہم کی دعا کیوں فرمائی؟ کوئی اور دعا بھی تو کر سکتے تھے۔

جواب:...... آپ ﷺ کے لئے پانی رکھنا بہت فہم کی بات تھی اس لئے آپ ﷺ نے ان کے لئے فہم کی دعا فرمائی[۱] اور تقریر بخاری کے حاشیے (ص ۲۱۶) میں لکھا ہے، حضور ﷺ نے ان کو دعا دی اللهم فقه فی الدین اس لئے کہ انھوں نے فقاہت کا کام کیا کہ ان تین مواقع میں سے موقع انسب کو اختیار فرمایا۔

فاخبر:......ای النبی ﷺ ومیمونة بنت الحارث خالة ابن عباس هی المخبرة بذلک لان

[۱] (بیاض صدیقی)

وضع ابن عباس الوضوء للنبی ﷺ کان فی بیتها.

بیان استنباط الاحکام

الاول:......فیه جواز خدمت العالم بغیر امره .

الثانی:...... فیه استحباب المکافاۃ بالدعاء .

الثالث:...... قال الخطابی فیه ان حمل الخادم الماء الی المغتسل غیر مکروہ وان الادب فیه ان یلیه الاصاغر من الخدم دون الاکابر .وقال الخطابی فی الحدیث استحباب الاستنجاء بالماء وان کانت الحجارۃ مجزئۃ [1]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۰۶)

﴿باب لاتُستَقبل القبلة بغائط او بول الاّعند البنآء جدار او نحوه﴾

پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہیں کرنا چاہیئے لیکن جب کسی عمارت یا دیوار وغیرہ کی آڑ ہو تو کچھ حرج نہیں

(۱۴۵)حدثنا ادم قال ثنا ابن ابی ذئب قال ثنا الزهری عن عطآء بن یزید اللیثی
ہم سے آدم نے بیان کیا ان سے ابن ابی ذئب نے، ان سے زہری نے عطا بن یزید اللیثی کے واسطے سے نقل کیا
عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول الله ﷺ اذااتیٰ احدکم الغائط
وہ حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں جائے

[1] (عینی ص ۲۷۴ ج ۲)

اوغربوا	شرقوا	ظهرهٗ	ولایولھا	القبلة	فلایستقبل

تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ اس کی طرف پشت کرے (بلکہ) مشرق کی طرف منہ کرلو یا مغرب کی طرف

انظر: ۳۹۴

﴿تحقیق وتشریح﴾

روایت ابوایوب انصاریؓ جوکہ مطلق ہے۔ثانی روایت ابن عمرؓ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قضاء حاجت کے وقت آپؐ کا منہ بیت المقدس کی طرف تھا اور پشت بیت اللہ کی طرف تھی۔امام بخاریؒ نے دونوں روایتیں نقل کر کے بتلا دیا کہ ابو ایوب انصاریؓ کی روایت مقید ہے لیکن امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ جب استدلال کے لئے کوئی حدیث نقل کرتے ہیں اور اس سے کوئی مسئلہ ثابت ہورہا ہوتا ہے تو اس کو بھی باب باندھ کر ترجمہ بنادیتے ہیں جیسے **باب من تبرز علی لبنتین**۔لیکن شراح کو اس کا دھیان بھی نہ ہوا تو کہہ دیا کہ ترجمۃ الباب کی کوئی دلیل ہی نقل نہیں کی۔

الحاصل: ...... دونوں روایتیں اسی باب کو ثابت کرنے کے لئے ہیں۔

مسئله استقبال و استدبار:

عندالبول والغائط استقبال واستدبار کے متعلق مشہور مذہب دو ہیں۔

۱۔ قائل بالفصل ۲۔ عدم قائل بالفصل۔

مذھب ثانی میں پھر دو مذھب ہیں

(۱) داؤد ظاہری کہتے ہیں کہ مطلقاً جائز ہے۔

دلیل داؤد ظاهری: ......ابن ماجہ کی ایک روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا **استقبلوا بمقعدتی القبلة** [۱] (۲) دوسرا مذھب یہ ہے کہ مطلقاً **استقبال و استدبار عند البول والغائط** ناجائز ہے یعنی **استقبال و استدبار فی الصحرآء والبنیان** ناجائز ہے۔یہ مذھب امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہے آپ فرماتے ہیں کہ **استقبال و استدبار فی الصحرآء والبنیان** ناجائز ہے [۲]

[۱] ابن ماجه ص ۲۸ وزارة تعلیم اسلام آباد۔ [۲] (عینی ص ۲۷۷ ج ۲) احتج ابو حنیفةؒ بالحدیث المذکور علی عدم جواز استقبال القبلة واستدبارها بالبول والغائط سواء کان فی الصحرآء اوفی البنیان اخذا فی ذلک بعموم الحدیث الی وهو موجود فی الصحرآء والبنیان)

مذہبِ اول: ......

مذہب اول میں تین مذہب ہیں۔

(۱) ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ صحراء میں مطلقاً ناجائز ہے اور آبادی میں مطلقاً جائز ہے۔

(۲) امام احمدؒ اور ایک روایت امام اعظمؒ میں استقبال مطلقا ناجائز ہے اور استدبار مطلقا جائز ہے (یہ امام احمد کا مذہب ہے اور ایک روایت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے بھی ہے)

(۳) استقبال مطلقاً ناجائز ہے اور استدبار آبادی میں جائز ہے، امام ابویوسفؒ کی ایک روایت یہی ہے۔

اختلافِ آئمہ: ......

امامِ اعظمؒ: ...... کے نزدیک استقبال واستدبار مطلقاً مکروہ تحریمی ہیں۔

داؤد ظاہری: ...... کے نزدیک مطلقاً جائز ہیں۔

امام شافعیؒ اور امام مالکؒ: ...... سے روایت ہے کہ دونوں فضاء میں مکروہ ہیں اور آبادی میں غیر مکروہ ہیں۔

امامِ احمد بن حنبلؒ: ...... کے نزدیک استقبال مطلقاً ممنوع اور استدبار جائز ہے[۱]

اصلِ اختلاف: ...... امام صاحبؒ اور ائمہ ثلاثہؒ کے درمیان ہے جس کی بنیاد اجتہاد ہے۔

دلیل امام اعظمؒ: ...... حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کی روایت کو اصل قرار دیا اور اسی کو اپنی دلیل بنایا۔

آئمہ ثلاثہؒ کی دلیل: ...... آئمہ ثلاثہؒ نے ابن عمرؓ کی روایت کو اصل قرار دیا اور اسی کو اپنی دلیل قرار دیا۔ ہر ایک نے حدیثِ مخالف کی توجیہات پیش کیں یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں امام بخاریؒ نے انہیں دو کو نقل کیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی روایات ہیں ان سے اس وقت بحث نہیں۔ روایت ابوایوب انصاریؓ یا روایت ابن عمرؓ میں سے کون سی

---

۱ (بیاض صدیقی ص ۲۱۷) (ثم اعلم ان حاصل ماللعلمآء فی ذلک اربعة مذاهب احدها المنع المطلق وقد ذكرناه . الثانی الجواز مطلقا وهو قول عروة بن الزبير وربيعة الرای وداؤدالخ، عمدة القاری ص ۲۷۸ ج ۲)

روایت راجح اور قاعدہ کلیہ بننے کے لائق ہے؟ تو جواب...... یہ ہے کئی وجوہ سے روایت ابوایوب انصاریؓ قاعدہ کلیہ بننے کے قابل ہے (۱) قاعدہ کلیہ بننے کے قابل وہ روایت ہوتی ہے جو کہ قول (قولی) ہو۔ (۲) اور وہ ہوسکتی ہے جس میں احترام قبلہ ہو۔ (۳) اور وہ ہوسکتی ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے خود فرمایا ہو۔ روایت ابن عمرؓ جو کہ دلیل ائمہ ثلاثہؒ ہے اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی جب تک قیاس کا سہارا نہ لیا جائے یعنی قیاس کو داخل نہ کیا جائے اور قیاس معارض نص ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ روایت ابن عمرؓ سے تو بنیان (آبادی) میں استدبار ثابت ہوا استقبال کو استدبار پر قیاس کیا اور یہ قیاس معارض نص ہے۔ آدھی دلیل حدیث سے ہے اور آدھی دلیل قیاس سے اور وہ معارض نص ہے پھر آپ نے تخصیص بھی کی اور تخصیص بھی ایسی جس کا خود راوی قائل نہیں ہے روای کے فہم کے خلاف تخصیص کر رہے ہیں۔ پھر اس طرف اکیلے ابوایوب انصاریؓ ہی نہیں بلکہ کتنے صحابہؓ کا عمل ابوایوب انصاریؓ جیسا ہے۔

استقبال اور استدبار میں آئمہ کے اختلاف کا انوکھا اور مختصر انداز:...... اللہ جانے کونسا انداز آپ کو پسند آجائے اور یاد کرنے میں آسانی رہے۔ اور وہ انداز یہ ہے دونوں روایتوں میں تعارض ہے عند الشوافع، عند التعارض اولاً تطبیق ہے۔ پھر نسخ ہے پھر ترجیح ہے یہ تو شوافع کا اصول ہے۔ عند الاحناف، اولاً نسخ بعدہ ترجیح ورنہ تطبیق اگر ان میں سے کوئی بھی نہ ہو تو رجوع الی القیاس ہے۔

استاذِ محترم نے فرمایا:...... میں نے اصولیوں اور منطقیوں والی تعبیر بیان نہیں کی کہ **اذا تعارضا تساقطا** کیونکہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ سوء ادبی ہے۔

ترجیح امام بخاریؒ:...... امام بخاریؒ نے مسلک امام شافعیؒ کو ترجیح دی ہے اور ان کے قاعدہ کے مطابق تطبیق دی ہے۔ اور روایت ابوایوب انصاریؓ میں روایت ابن عمرؓ کی وجہ سے تخصیص کی، جمہورؒ اسی کے قائل ہو گئے۔ لیکن احنافؒ کہتے ہیں کہ روایت ابن عمرؓ کے ذریعہ کئی وجوہ سے تخصیص نہیں ہوسکتی (۱) ہوسکتا ہے کہ حضور ﷺ کا رخ مستقبل شام نہ ہو صرف چہرہ ادھر پھرا ہوا ہو: ابن عمرؓ کی نظر فجائی (اچانک) پڑی ہو اور اس نظر میں یقیناً یہ نہیں کہا جاسکتا کہ قضاء حاجت کے وقت آپ ﷺ مستقبل شام ہوں (۲) روایت ابن عمرؓ تب **مُخصّص** بن سکتی ہے جب یقین ہو جائے کہ بیت اللہ اور بیت المقدس محاذات میں (آمنے سامنے) ہیں (۳) اور روایت ابن عمرؓ تب **مُخصّص** بن سکتی ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ آپ ﷺ کا رخ بیت المقدس کی طرف ہو۔ (۴) روایت ابن عمرؓ اس وقت **مُخصّص** ہوسکتی ہے جبکہ حضور ﷺ بیان تشریع کے لئے

بیٹھے ہوں۔اور بیان تشریع میں اعلان ہوتا ہے اور یہ مقام تو مقام تستر (پردے کا) ہے (۵) یہ احتمال بھی ہے کہ استقبال واستدبار سے بچنے کا حکم امت کے لئے ہو آپ کو خصوصیت کی بناء پر رخصت ہو۔اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے حدیث ابن عمرؓ کیسے مُخصّص ہوسکتی ہے...... جب تطبیق نہ ہوسکی تو حنفیہ ترجیح کے قائل ہوگئے۔ کیونکہ داؤد ظاہری کے علاوہ تو کوئی بھی نسخ کا قائل نہیں جس کو جمہورؒ نے رد کردیا ہے۔

روایت ابوایوب انصاریؓ کی وجوہِ ترجیح :...... شافعیہ نے جو تطبیق پیش کی اس کو تو ہم نے مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر رد کردیا ہے۔اب ترجیح کی طرف آیئے ،تو روایت ابوایوب انصاریؓ متعدد وجوہ کی بناء پر راجح ہے۔

(۱) روایت ابوایوب انصاریؓ سنداً اصح ہے امام ترمذیؒ اس کو ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں **احسن شیء فی هذا الباب واصح وابوایوب اسمه خالد بن زید .**

(۲) یہ روایت مذکورہ مسئلہ کے لئے اصرح ہے یعنی زیادہ صریح روایت ہے۔

(۳) امس بالمقام ہے یعنی زیادہ انسب ہے۔

(۴) روایت ابوایوب انصاریؓ قاعدہ کلیہ ہے جو راجح ہے اور واقعہ ابن عمرؓ جزئی ہے۔

(۵) روایت ابوایوب انصاریؓ قولی ہے اور وہ فعلی ہے لھذا راجح ہے۔

(۶) روایت ابن عمرؓ مبیح ہے اور روایت ابوایوب انصاریؓ محرم ہے **والترجیح للمحرم**۔

(۷) روایت ابوایوب انصاریؓ اوفق بتعظیم القبلہ ہے کیونکہ استقبال واستدبار یا تو کشف عورت کی وجہ سے منع ہے یا عدم ساتر کی وجہ سے، صحیح یہ ہے کہ کشف عورت کی وجہ سے منع ہے کیونکہ بنیان (آبادی) میں اگر دیوار ساتر ہے تو صحراء میں فضاء خود ساتر ہے،تو معلوم ہوا کہ علت تعظیم ہی ہے یہی وجہ ہے کہ القاء بزاق الی القبلہ منع ہے حدیث میں ہے کہ جو شخص الی القبلہ تھوک ڈالے تو قیامت کے دن وہ اس کے چہرہ پر ڈالی جائے گی (فروع آداب الاستنجاء عینی ص ۷۹ ج ۲ پر درج ہیں)

(۸) یہ مسئلہ تب زیادہ بوجھل بنتا ہے جبکہ تعارض مانا جائے۔لیکن ہم تعارض ہی تسلیم نہیں کرتے۔کیونکہ تعارض تب ہو سکتا ہے جب ابن عمرؓ کی روایت سے جمہور کا استدلال ہو سکے اور استدلال ہو نہیں سکتا کیونکہ جمہور کا دعویٰ عام ہے اور دلیل خاص ہے۔تقریب ہی تام نہیں۔کیونکہ شافعیہ کا دعویٰ ہے کہ استقبال واستدبار دونوں بنیان میں جائز ہیں

۱؎ (تفصیل تقریر بخاری ص ۲۵ ج ۲)

اور روایت میں استقبال ثابت نہیں اور امام احمدؒ کے نزدیک صحراء و بنیان دونوں میں استدبار جائز ہے اور روایت ابن عمرؓ میں فی الصحراء کا ثبوت نہیں۔ استدلال کو مکمل کرنے کے لئے جمہور ائمہ کو روایت ابن عمرؓ میں قیاس کو شامل کرنا پڑے گا۔ امام شافعیؒ نے استدبار پر استقبال کو قیاس کر کے جائز قرار دیا۔ امام احمدؒ نے جنگلوں کے استدبار کو بنیان کے استدبار پر قیاس کر کے مذہب مکمل کیا اور یہ قیاس معارض نص ہے (یعنی ابوایوب انصاریؓ والی روایت سے معارض ہے فلااعتبار لها)

مجتهد:...... ایک کو اصل بنا کر دوسری کی توجیہات کرتا ہے۔ تو امام اعظم ابوحنیفہؒ نے روایت ابوایوب انصاریؓ کو اصل بنا کر دیگر روایات کی توجیہات کیں اور جمہور نے اس کے برعکس کیا۔ امام اعظمؒ کا مقام اجتہاد میں بلند ہے امام اعظمؒ نے کسی حدیث میں خاص کو عام اور عام کو خاص نہیں کیا جبکہ جمہور نے عام میں تخصیص اور خاص میں تعمیم کی نیز جمہور کی تخصیص فہم راوی کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ راوی حضرت ابوایوبؓ فرماتے ہیں کہ ملک شام میں بیت الخلاؤں کی روایت ہے ہم ملک شام میں آئے تو دیکھا کہ بیت الخلاؤں کے رخ الی القبلہ تھے تو ہم مڑ کر بیٹھ گئے[۱]

الغائط:...... الغوط المتسع من الارض مع طمانينة وجمعه اغواط وغياط وغيطان وكل ما انحدر من الارض فقدغاط . والغائط اسم للعذرة نفسها لانهم كانو ا يلقونها بالغيطان . وقال الخطابى اصله المطمئن من الارض كانوا ياتونه للحا جة[۲]

شرقوا اوغربوا:...... خطاب لاهل المدينة ولمن كانت قبلته علىٰ ذٰلك السمت واما من قبلته الى جهة المشرق او المغرب فانه لايشرق ولايغرب[۳]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

---

[۱] (وفى حديث مالك قال ابوايوبؓ فقدمنا الشام فوجدنا مرا حيض بنيت قبل الكعبة فنخر ف ونستغفر اللّٰهتعالىٰ عينى ص ۲۷۶ ج ۲، ترمذى ج ۱ ص ۸ ایچ ایم کمپنی کراچی) [۲] (عینی ص ۲۷۵ ج ۲) [۳] (عینی ص ۲۷۷ ج ۲)

(۱۰۷)

﴿باب من تبرز علیٰ لَبِنَتین﴾

کوئی شخص دو اینٹوں پر بیٹھ کر قضاء حاجت کرے (تو کیا حکم ہے؟)

(۱۴۶)حدثنا عبد اللّٰہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن یحیی بن سعید عن محمد بن یحیی بن حبان

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا انہیں مالک نے یحییٰ بن سعید سے خبر دی، وہ محمد بن یحییٰ بن حبان سے،

عن عمه واسع بن حبان عن عبد الله بن عمر انه كان يقول ان ناسا يقولون

وہ اپنے چچا واسع بن حبان سے روایت کرتے ہیں، وہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ لوگ کہتے تھے

اذا قعدت علیٰ حاجتک فلا تستقبل القبلة ولا بيت المقدس فقال عبداللّٰہ بن عمر

کہ جب قضاء حاجت کیلئے بیٹھو تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرو نہ بیت المقدس کی طرف (تو یہ سن کر) عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا

لقد ارتقيت يوما علیٰ ظهر بيت لنا فرأيت رسول اللّٰہ ﷺ علیٰ لبنتين مستقبلاً بيت المقدس

کہ ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ بیت المقدس کی طرف منہ

لحاجته وقال لعلک من الّذين يصلون علیٰ اوراكهم

کرکے دو اینٹوں پر قضاء حاجت کیلئے بیٹھے ہیں، پھر ابن عمرؓ نے (واسع سے) کہا کہ شاید تم ان لوگوں میں سے ہو جو اپنی سُرینوں پر نماز پڑھتے ہیں

فقلت لا ادری واللّٰہ قال مالک يعنی الّذی يصلی ولا يرتفع عن الارض يسجد وهو لاصق بالارض

تب میں نے کہا کہ خدا کی قسم! میں نہیں جانتا (کہ آپ کا کیا مطلب ہے؟) امام مالکؒ نے کہا کہ سرینوں پر نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو اس طرح نماز پڑھتے ہیں کہ زمین سے اونچے نہیں اٹھتے سجدہ (اس طرح) کرتے ہیں کہ زمین سے ملے رہتے ہیں

انظر: ۳۱۰۲،۱۴۹،۱۴۸

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله فرأیت رسول اللہ ﷺ علی لبنتین مستقبلا بیت المقدس.

غرضِ امام بخاریؒ ......اس باب سے امام بخاریؒ کی دوغرضیں ہیں۔

اول: ......اصل یہ ہے کہ قضاء حاجت گھر سے باہر ہونی چاہیئے لیکن ضرورت کے تحت گھروں میں بیت الخلاء بنائے جاسکتے ہیں اوران میں قضاء حاجت کرسکتے ہیں۔

ثانی: ...... گھروں میں قضاء حاجت کے لئے بیٹھنے کی جگہ ذرا اونچی ہونی چاہیئے تا کہ قضاء حاجت کے وقت تلویث نہ ہو [1]

سوال: ...... **علیٰ ظهر بیت لنا:** دوسری روایت میں آتا ہے **علیٰ ظهر بیت حفصةؓ** [2] تو بظاہر تعارض ہوا۔

جواب: ...... مالاًیامجازاً روایت الباب میں اپنی طرف نسبت کردی درحقیقت وہ حضرت حفصہؓ ہی کا مکان تھا ظهر بیتنا اور بیت حفصہؓ اور بیت رسول ﷺ کہنا ہرایک صحیح ہے جیسا کہ روایات مختلفہ میں ہے ظهر بیتنا تو اس لئے صحیح ہے کہ بہن کا گھر اپنا ہی گھر ہے اور بیت حفصہؓ کہنا اس لئے درست ہے کہ دراصل وہ مکان انہی کا تھا اور بیت رسول ﷺ اس لئے کہنا درست ہے کہ ازواج مطہراتؓ کے مکانات سارے حضور ﷺ کے تھے [3]

استدلال ائمہ ثلاثہؒ: ......اس روایت سے ائمہ ثلاثہؒ نے استدلال فرمایا کہ جب حضور ﷺ بیت المقدس کا استقبال کئے ہوئے تھے تو کعبہ کا استدبار ہورہا تھا۔ کیونکہ مدینہ کا محل وقوع، مکہ و بیت المقدس کے بیچ میں ہے [4]

احتج به مالک والشا فعی واسحٰق وآخرون فیما ذهبو ا الیه من جواز استقبال القبلة واستدبارها عند قضاء الحاجة فی البنیان [5]

جوابات: ...... جمہورؒ نے اس روایت کے آٹھ جواب دیئے ہیں۔

جواب ۱: ......یہ کہ قاعدہ یہ ہے کہ جب محرم و مبیح میں تعارض ہوجائے تو محرم کو ترجیح ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ ابو

---

[1] (لا مع الدراری ص ۷۱ ینبغی انی یکو ن جلو سه للتبر ز علی شی مر تفع لئلا تصیب النجا سة بدله) [2] عینی ص ۲۸۶ ج ۲) [3] (تقریر بخاری ص ۲۷ ج ۲) [4] (تقر یر بخاری ص ۵۲ ج ۲) [5] (عینی ص ۲۸۱ ج ۲).

ایوب انصاریؓ کی روایت محرم ہے۔ لھذا ابن عمرؓ کی روایت کے بالمقابل راجح ہوگی۔[1]

جواب ۲:...... اصول محدثین میں سے ہے کہ جب قول وفعل کے درمیان تعارض ہوجائے تو قول کو ترجیح دی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوایوبؓ کی روایت قولی ہے تو راجح ہوگی۔

جواب ۳:...... حضرت علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حضور اقدس ﷺ کا فعل خصوصی ہے اور وہ قول عام ہے۔ نیز فعل کے اندر احتمال بھی ہے لھذا وہ قول عام کے مقابل حجت نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ بھی شراح کرام نے جوابات دیئے ہیں جو پہلے ذکر کردیئے گئے مزید تفصیل تقریر بخاری ص ۲۵ ج ۲ پر درج ہے مثلاً نظر سرسری ہے، کہ ایسے وقت میں خود دیکھنے والا صحیح طور پر نہیں دیکھ سکتا اس میں غلطی کا احتمال بھی ہے نیز ائمہ ثلاثہؒ کا استدلال اس روایت سے تب ہو سکتا ہے جب قبلہ کی سیدھ میں بیت المقدس ہو پھر جبکہ آپ کا کعبہ بھی عین قبلہ ہے پھر فعل میں کئی احتمالات ہیں[2]

لعلک من الذین یصلون علیٰ اوراکھم:...... حضرات شراح فرماتے ہیں کہ بظاہر اس جملہ کا کوئی جوڑ نہیں معلوم ہوتا[3]

اس عبارت کی کئی توجیہات کی گئی ہیں۔

توجیہ اول:...... امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ تو ان میں سے ہے جو زمین سے چمٹ کر سجدہ کرتے ہیں۔ زمین سے سرین نہیں اٹھاتے۔ یعنی جو سجدہ کا سنت طریقہ بھی نہیں جانتے تو ان میں سے ہے۔

توجیہ ثانی:...... عورتیں سرین پر نمازیں پڑھتی ہیں۔ اور عورتوں میں جہالت زیادہ ہوتی ہے تو یہ کلام جاہل ہونے سے کنایہ ہوگا۔

توجیہ ثالث:...... کچھ لوگ متشدد تھے شرمگاہ کا استقبال مطلقاً منع سمجھتے تھے۔ جب سجدہ میں جاتے تو خطرہ ہوتا کہ سرین زیادہ اونچی ہونے کی صورت میں شرمگاہ کا استقبال الی القبلہ نہ ہوجائے۔ اس لئے وہ چمٹ کر سجدہ کرتے تھے۔ تو فرمایا کہ تو ان لوگوں میں سے ہے[4]

---

[1] (فیض الباری ص ۲۴۸) [2] (تقریر بخاری ص ۲۵ ج ۲) [3] (تقریر بخاری ص ۲۶ ج ۲) [4] فیض الباری ص ۲۵۳ لعل الذی یسجد و ھو لاصق بطنه او رکبیه کان یظن امتناع استقبال القبلته بفرجه علی کل حال۔ (فتح الباری ص ۱۲۵)

فقلت لاادری :...... ای قال واسع لاادری انامنهم ام لا. ولا ادری السنة فی استقبال بیت المقدس[۱] یعنی شراح نے اس جملہ کی دوتوجیہات کی ہیں۔

توجیہ اول :...... میں نہیں جانتا کہ میں ان لوگوں سے ہوں۔

توجیہ ثانی :...... یا یہ کہ میں نہیں جانتا کہ استقبال بیت المقدس میں سنت کیا ہے؟[۲] لا ادری واللہ انا منهم ام لا او لا ادری السنة فی استقبال الکعبة او بیت المقدس

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۰۸)

باب خروج النساء الی البراز

عورتوں کا قضاء حاجت کیلئے باہر نکلنا

(۱۴۷) حدثنا یحیی بن بکیر قال ثنا اللیث قال حدثنی عقیل عن ابن شهاب عن عروة
ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا، ان سے لیث نے، ان سے عقیل نے ابن شہاب کے واسطے سے نقل کیا، وہ عروہ سے،
عن عائشةؓ ان ازواج النبی ﷺ کن یخرجن باللیل اذاتبرزن الی المناصع
عروہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویاں رات میں مناصع کی طرف قضاء حاجت کے
وهی صعید افیح وکان عمرؓ یقول للنبی ﷺ احجب نسآءک
لیے جاتیں اور مناصع ایک کھلا میدان ہے اور حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ اپنی بیویوں کو پردہ کرایئے
فلم یکن رسول اللہ ﷺ یفعل فخرجت سودة بنت زمعة زوج النبی ﷺ لیلة من
مگر رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل نہیں کیا تو ایک روز رات کو عشاء کے وقت حضرت سودہؓ بنت زمعہ رسول اللہ ﷺ کی

[۱] (عینی ص ۲۸۱ ج ۲) [۲] (فیض الباری ص ۲۵۴)

اللیالی عشآء وکانت امرأة طویلة فناداها عمر الا قد عرفناک یاسودة
اہلیہ جو درازقد عورت تھیں (باہر) گئیں حضرت عمرؓ نے انھیں آواز دی (اور کہا) ہم نے تمہیں پہچان لیا
حرصا علیٰ ان ینزل الحجاب فانزل اللہ الحجاب
اوران کی خواہش یہ تھی کہ پردہ (کا حکم) نازل ہوجائے۔ چنانچہ (اس کے بعد) اللہ نے پردہ (کا حکم) نازل فرمادیا

انظر: ۱۴۷، ۴۷۹۵، ۵۲۳۷، ۶۲۴۰، بخاری شریف ص ۲۶ نورمحمد اصح المطالع کراچی

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله اذا تبرزن الی المناصع.

البراز: ......وهو بفتح الباء الموحدة اسم للفضاء الواسع من الارض ویکنیٰ به عن الحاجة [1]

غرض الباب: ......امام بخاریؒ اس باب میں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ضرورت کے تحت عورتیں قضاء حاجت کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہیں۔ اگرچہ گھر قضاء حاجت کے لئے موضوع نہیں ہیں لیکن پردہ کے تقاضے کے پیش نظر قضاء حاجت گھر میں کرنی چاہیئے تو اس باب سے دو غرضیں ہوگئیں۔

غرض اول: ...... گھر قضاء حاجت کے لئے مناسب ہے۔

غرض ثانی: ...... ضرورت کے تحت باہر نکل سکتی ہیں۔

روایت الباب سے ترجمة الباب ثابت ہوچکا ہے۔

سوال: ......آیت حجاب کب نازل ہوئی؟

جواب: ......اس بارے میں متعدد اقوال ہیں. السنة الخامسة فی قول قتادہ وقال ابو عبید فی الثالثة وعند ابن سعید فی الرابعة فی ذی القعدة [2]

یہ ازواج مطہراتؓ کی خصوصیت ہے کہ ان کورات میں بھی نکلنے سے منع کردیا۔

---

[1] (عینی ص ۲۸۲ ج ۲) [2] (عمدة القاری ص ۲۸۴ ج ۲)

اشکال: ...... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت بعد میں نازل ہوئی اور واقعہ پہلے کا ہے۔ لیکن بخاری کتاب التفسیر ص ۷۰۷ ج ۲ میں مذکور ہے ان سودة خرجت بعد ما ضرب الحجاب لحاجتها الخ [۱] تو اس سے معلوم ہوا کہ واقعہ نزول حجاب کے بعد کا ہے۔

جواب: ...... حجاب دوقسم پر ہے علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے کہ حجاب کی دوقسمیں ہیں۔

ا:......حجاب وجوہ ۲:......حجاب اشخاص [۲]

حجاب وجوہ: ...... یہ ہے کہ منہ کسی کو نظر نہ آئے۔

حجاب اشخاص: ...... یہ ہے کہ سارے بدن کو روکا جائے۔ تو حجاب وجوہ پہلے نازل ہو چکا تھا حضرت عمرؓ ازواج مطہرات کا لئے حجاب اشخاص کا تقاضا کرتے تھے تو کتاب التفسیر میں حجاب وجوہ مراد ہے اور اس جگہ حجاب اشخاص مراد ہے فلا تعارض [۳]

اس حدیث سے پردہ کے حکم کا نزول ثابت ہوا یعنی عورتین باہر نہیں جا سکتی اور ضرورت کے تحت جا بھی سکتی ہیں اس پر دو تین خارجی اشکال ہیں۔

اشکال اول: ...... اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پردہ حضرت سودہؓ کے واقعہ میں نازل ہوا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زینبؓ کے واقعہ میں نازل ہوا۔

جواب اول: ...... اسباب نزول میں تعارض نہیں ہوتا۔

جواب ثانی: ...... قریب زمانے میں دو واقعے پیش آئے تو دونوں کو سبب نزول قرار دے دیا۔

جواب ثالث: ...... ایک واقعہ دوسرے کے مشابہ تھا اس لئے کہہ دیا (انزل) مطلب یہ ہے کہ انزل فی کذا

---

[۱] عینی ص ۲۸۵ ج ۲) [۲] (علامہ عینیؒ عمدۃ القاری ص ۲۸۳ ج ۲ پر لکھتے ہیں کہ حجاب کی تین قسمیں ہیں الحجب ثلاثة الاول الا مر بستر وجوههن یدل علیه قوله تعالیٰ یاایها النبی قل لازواجک وبناتک ونسآء المومنین یدنین علیهن من جلابیبهن الایه . قال عیاض والحجاب الذی خص به خلاف امهات المومنین وهو فرض. الثانی هو الامر بارخاء الحجاب بینهن وبین الناس یدل علیه قوله تعالی واذا سئالتموهن متاعا فاسئالوهن من وراء الحجاب الثالث هو الامر بمنعهن من الخروج من البیوت الا الضرورة شرعیة فاذا خرجن لا یظهرن شخصهن کما فعلت حفصة یوم مات ابوها سترت شخصها حین خرجت وزینب عملت لها قبة لما توفیت.) [۳] (بیاض صدیقی ص ۲۱۹)

اشکال ثانی:...... اوپر ابھی گذرا ہے [۱]

اشکال ثالث:......اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے خروج منع ہے اور ترجمۃ الباب خروج النساء الی البراز ہے، ترجمۃ الباب سے عورتوں کا خروج ثابت ہو رہا ہے تو بظاہر حدیث ترجمۃ الباب کے موافق معلوم نہیں ہوتی۔

جواب:...... امام بخاریؒ کبھی تفصیلی روایات کی بناء پر باب قائم کر دیتے ہیں اور تفصیلی روایت میں خروج کی اجازت ہے، تفصیلی روایت حضرت عائشہؓ سے یہ ہے **عن النبی ﷺ قال قد اذن ان تخرجن فی حاجتکن قال ھشام یعنی البراز** [۲] تفصیلی روایت کے پیش نظر باب قائم کیا لھذا کوئی تعارض نہ ہوا۔

سوال...... آیت حجاب کب نازل ہوئی۔

جواب...... حضرت عمرؓ کہتے میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ آپ کی عورتوں کے پاس اچھے برے سب لوگ آتے ہیں آپ ان کو پردہ کا حکم کرتے تو کیا اچھا ہوتا اس پر آیت حجاب نازل ہوئی [۳] اور شان نزول بھی لکھا ہے، عمدۃ القاری ص ۲۸۴ پر ہے **وسبب نزولها قصة زینب بنت جحش لما اولم علیها وتأخر النفر الثلاثة فی البیت واستحییٰ النبی علیه الصلوة والسلام ان یأمرهم بالخروج فنزلت اية الحجاب**

موافقاتِ عمرؓ:...... بہت ہیں ان میں ایک آیت حجاب بھی ہے [۴]

(۱۴۸) حدثنا زکریا قال ثنا ابو اسامة عن هشام بن عروة عن ابیه عن

ہم سے زکریا نے بیان کیا ان سے ابو اسامہ نے ہشام بن عروہ کے واسطے سے بیان کیا، وہ اپنے باپ سے،

عائشة عن النبی ﷺ قال قد اذن لکن ان تخرجن فی حاجتکن

وہ حضرت عائشہ سے نقل کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے (اپنی بیویوں سے) فرمایا کہ تمہیں قضاء حاجت کے لیے باہر نکلنے کی اجازت ہے

قال هشام یعنی البراز.

ہشام کہتے ہیں کہ حاجت سے مراد پاخانے کے لیے (باہر) جانا ہے۔ راجع: ۱۴۶

[۱] (فیض الباری ص ۲۵۶ ۱لامع الدراری ص ۲۷۱ ۷فتح الباری ص ۱۲۵) [۲] (عینی ص ۲۸۹ ج ۲ بخاری ص) [۳] (عمدۃ القاری ص ۲۸۴ ج ۲) [۴] (عینی ص ۲۸۴ ج ۲)

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان الباب معقود فی خروجهن الی البراز .

اذن :......وهو علیٰ صيغة المجهول . والآذن هواللّٰہتعالیٰ وبنی الفعل علیٰ صیغیة المجهول للعلم بالفاعل .[1]

(۱۰۹)

باب التبرز فی البیوت

گھروں میں قضاءحاجت کرنا

(۱۴۹) حدثنا ابراهيم بن المنذر قال ثنا انس بن عياض عن عبيد الله بن عمر
ہم سے ابراہیم بن المنذر نے بیان کیا، ان سے انس بن عیاض نے عبیداللہ بن عمر کے واسطے سے بیان کیا
عن محمد بن يحيى بن حبان عن واسع بن حبان عن عبداللّٰہبن عمر قال
وہ محمد بن یحییٰ بن حبان سے نقل کرتے ہیں، وہ واسع بن حبان سے، وہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں
ارتقيت علیٰ ظهر بيت حفصة لبعض حاجتي فرأيت رسول اللّٰہﷺ
کہ (ایک دن میں اپنی بہن اور رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ) حفصہؓ کے مکان کی چھت پر اپنی کسی ضرورت سے چڑھا تو
يقضى حاجتهٗ مستدبر القبلة مستقبل الشام
مجھے رسول اللہ ﷺ قضاء حاجت کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ اور شام کی طرف پشت کیے ہوئے نظر آئے

[1] (عینی ص ۲۸۵ ج ۲. فتح الباری ص ۱۲۶ ا بخاری ص ۲۶)

راجع: ۱۴۵ۛ

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة .

غرض بخاری:...... چونکہ تَبَرُّز فی البیوت کی صورت میں گھر میں بدبو کا پایا جانا ظاہر ہے۔ لھذا قضاء حاجت گھر سے باہر ہو تو بہتر ہے لیکن ضرورت کے پیش نظر تبرُّز فی البیوت بھی جائز ہے اسی لئے امام بخاریؒ نے باب قائم کیا اور استدلال میں ابن عمرؓ والی روایت ذکر کی کہ حضور ﷺ گھر میں قضاء حاجت کررہے تھے۔ [1]

حضرت شاہ صاحبؒ کا استدلال:...... حضرت انور شاہ صاحبؒ نے امام بخاریؒ کے اس باب سے یہ استدلال کیا ہے کہ امام بخاریؒ نے مسئلہ استقبال واستدبار میں روایت ابن عمرؓ کو مدار نہیں بنایا۔ اگر مدار بنایا ہوتا تو اس روایت پر دوسرا باب نہ باندھتے ۔ جبکہ امام بخاریؒ نے اس پر دوسرا باب باندھا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ دراصل ابن عمرؓ کا مقصود ان لوگوں کا رد ہے جو استقبال الی بیت المقدس کو منع کرتے ہیں فرمایا کہ میں نے تو حضور ﷺ کو استقبال الی بیت المقدس کرتے دیکھا ہے۔ لھذا اس روایت (ابن عمرؓ) کا استقبال واستدبار الی بیت اللہ سے تعلق نہیں [2]

ارتقیت:...... ای صعدت .

عن ظھر بیت حفصةؓ:......

اعتراض:...... دوسری روایت جو اس کے بعد آرہی ہے اس میں ہے. علی ظھر بیتنا تو بظاہر دونوں میں تعارض ہوا۔

جواب:...... بیت حفصة بیته او کان لها بیت فی بیت عمر رضی اللہ تعالی عنه یعرف بها او صار الیها بعد. تفصیلی جواب صفحہ ۷۴ پر گذر چکا ہے وہاں دیکھ لیں۔

سوال:...... روایت ماضیہ میں مستقبل بیت المقدس ہے اور آنے والی روایت میں بھی یہی ہے جب کہ اس روایت میں مستقبل الشام کے الفاظ ہیں ان میں کیا فرق ہے۔

جواب:...... عبارتیں مختلف ہیں معنیٰ ایک ہے. لانها فی جهة واحدة فافهم [3]

---

[1] (فتح الباری ص ۱۲۶) [2] (فیض الباری ص ۲۵۸ [3] (عینی ص ۲۸۶ ج ۲).

(۱۵۰)حدثنا يعقوب بن ابراهيم قال ثنا يزيد بن هارون قال انا يحيىٰ عن

ہم سے یعقوب بن ابراھیم نے بیان کیا ان سے یزید بن ہارون نے انھیں یحیٰ نے

محمد بن يحيىٰ بن حبان ان عمه واسع بن حبان اخبرهٗ ان عبد الله بن عمر اخبرهٗ قال

محمد بن یحیٰ بن حبان سے خبر دی، انھیں ان کے چچا واسع بن حبان نے بتلایا انھیں عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی وہ کہتے ہیں

لقد ظهرت ذات يوم علىٰ ظهر بيتنا فرأيت رسول الله ﷺ قاعدا علىٰ لبنتين مستقبل بيت المقدس

کہ ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو مجھے رسول اللہ ﷺ دو اینٹوں پر (قضاء حاجت کے وقت) بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے نظر آئے

راجع:۱۴۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

لقد ظهرت ...... اى علوت وارتقيت.

ذات يوم: ......معناه يوما۔

مستقبل بيت المقدس : ......نصب على الحال۔

(۱۱۰)

باب الاستنجاء بالماء

پانی سے طہارت حاصل کرنا

(۱۵۱)حدثنا ابوالوليد هشام بن عبدالملك قال ثناشعبة عن ابى معاذواسمهٗ عطاء بن ابى ميمونة

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے ابومعاذ سے جن کا نام عطاء بن ابی میمونہ تھا، نقل کیا

قال سمعت انس بن مالک یقول کان النبی ﷺ اذا خرج لحاجته
انہوں نے انس بن مالک سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کیلئے نکلتے
اجیء انا و غلام معنا اِداوۃٌ من مآء یعنی یستنجی به
تو میں اور ایک لڑکا اپنے ساتھ پانی کا ایک برتن لے آتے تھے، مطلب یہ ہے کہ اس پانی سے رسول اللہ ﷺ طہارت کیا کرتے تھے۔

انظر: ۱۵۱، ۱۵۲، ۲۱۷، ۵۰۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة فی قوله یعنی یستنجی به.

غرض الباب:...... امام بخاریؒ یہ باب لا کر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ استنجاء بالمآء آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ اور اس باب سے ابن حبیب مالکی کی رد بھی مقصود ہے اور بعض صحابہؓ کے قول کا بھی جواب ہے (**لان البخاری قصد بهذه الترجمة الرد علی من کره الاستنجاء بالماء وعلی من نفی وقوعه من النبی ﷺ**)[۱]

ابن حبیب مالکی کہتے ہیں کہ استنجاء بالماء جائز نہیں ہے (**وعن ابن حبیب من المالکیة انه منع الاستنجاء بالماء لانه مطعوم**)[۲] اور حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے منقول ہے کہ کسی نے ان سے کہا آپ پانی سے استنجاء کرنے سے منع کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا اگر میں ہاتھ سے استنجاء کروں گا تو میرے ہاتھ میں بدبو ہوگی[۳]

جمہورؒ کا مذہب:...... جمہورؒ جواز کے قائل ہیں آپ ﷺ سے اور صحابہ کرامؓ سے بھی ثابت ہے[۴] ائمہ مجتہدینؒ میں امام محمدؒ فرماتے ہیں الجمع احسن (استنجاء بالحجارہ اور استنجاء بالماء کو جمع کرنا بہت اچھا ہے) لیکن اس پوستی کی طرح الٹ نہ ہو جائے جس کا لوٹا بہتا تھا (یہ قصہ پہلے گزر چکا ہے)

استنجاء بالماء کے اثبات پر دلائل:......

دلیل نمبر ۱:...... ترمذی شریف میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کے حکم پر فرماتی

---

[۱] (عینی ص۲۸۷ ج۲) فتح الباری ص۲۲۶ اراد بهذه الترجمة الرد علی من کرهه وعلی من نفی وقوعه من النبی ﷺ)
[۲] (عینی ص۲۸۷ ج۲) [۳] (عینی ص۲۸۷ ج۲) [۴] (ومذهب جمهور السلف والخلف والذی اجمع علیه اهل الفتوی من اهل الامصار ان یجمع بین الماء والحجر فیقدم الحجر اولا ثم یستعمل الماء عینی ص۲۹۰ ج۲)

تھیں مر ن ازواجکن ان یغسلو اثر الغا ئط والبول فاِ ن النبی ﷺ کا ن یفعله[۱]

دلیل نمبر ۲: ......ابوداؤد شریف میں ہے فقضی حاجته فخرج علینا وقدا ستنجی با لماء.

دلیل نمبر ۳: ......اہل قباء کی فضیلت میں گیارہویں پارہ کی آیت نازل ہوئی ﴿فِیْهِ رِجالٌ یُحِبُّوْنَ اَنْ یَتَطَهَّرُوْا﴾[۲] اوراھل قباء نے اجتہاد سے کام لیا تھا کہ ڈھیلے کے بعد پانی سے استنجاء کرتے تھے۔

دلیل نمبر ۴: ...... حضرت ابوھریرہؓ کی روایت میں ہے کہ میں پانی پیچھے لیکر جا تا جب آپ ﷺ بیت الخلاء تشریف لے جاتے تھے[۳] ایتته بماء فی ثو ر فا ستنجی.

دلیل نمبر ۵: ......ابن ماجہ میں تو صراحۃ موجود ہے۔حضرت عائشہؓ نے فرمایاما ر أیت رسو ل الله ﷺ خر ج من الغا ئط الا مس ما ء [۴]

دلیل نمبر ۶: ......روایت جریرؓ میں ہے۔ ان النبی ﷺ دخل الغیضة فقضی حا جته فاتا ہ جریر با د او ۃ من ما ء فا ستنجی منها ومسح یده با لتر اب [۵]

دلیل نمبر ۷: ......روایت الباب میں ہے اجیٓء انا وغلا م معنا اداوۃ من ما ء یعنی یستنجی به یہی روایت اگلے دو بابوں میں بھی لفظوں کی کمی وبیشی کے ساتھ منقول ہے۔

دلیل نمبر ۸: ...... گزشتہ صفحہ پر باب وضع الماء عند الخلا ء کے تحت روایت درج ہے حضرت ابن عباسؓ نے کہافو ضعت له وضوا [۶]

دلیل نمبر ۹: ...... مسلم شریف میں حضرت انسؓ سے مروی ہے فخر ج علینا وقد استنجی با لماء[۷]

دلیل نمبر ۱۰: ......ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں لکھا ہے فیخر ج علیها وقد استنجی با لماء[۸]

دلیل ابن حبیبؒ: ...... آپ ﷺ نے کھانے کی چیزوں سے استنجاء کرنے سے منع کر دیا تھا یہاں تک کہ جنوں کی خوراک ہڈی کے استعمال سے بھی روکا۔توانسانوں کی خوراک مشروب (پانی) سے استنجا کرنا کیسے جائز ہے[۹]

---

[۱] (عینی ص ۲۹ ج ۲) [۲] الایہ سورۃ توبہ رکوع ۱۳ آیت ۱۰۸ [۳] (ابو دائو د ص ۸) [۴] (ابن ماجہ ص ۳۰) [۵] (عینی ص ۲۸۸ ج ۲) [۶] (عینی ص ۲۸۸ ج ۲) [۷] (عینی ص ۲۸۸ ج ۲) [۸] (عینی ص ۲۸۸ ج ۲) [۹] (تقریر بخاری ص ۷۰ ج ۲ عینی ص ۲۸۷ ج ۲)

جواب اول: ...... ابن حبیب نے قیاس کا سہارا لیا ہے اور قیاس بہت اچھا ہے مگر چونکہ معارض نص ہے اس لیے اس پر عمل ممکن نہیں۔

جواب ثانی: ...... مانا کہ پانی مطعومات سے ہے۔ لیکن اس کی اور بھی شانیں ھیں۔ مثلا ﴿وَاَنْزَلْنَامِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا﴾[۱] پانی کو شان طہوریت حاصل ہے آپ کا قیاس تب صحیح ہوتا کہ جب پانی میں صرف یہی ایک شان (مطعوم ہونے کی) ہوتی۔

جواب ثالث: ...... اگر آپ کا قیاس تسلیم کرلیا جائے تو کپڑے کو منی (مادہ تولید) لگ جانے اور برتن خراب ہوجانے کی صورت میں پانی کا استعمال مطعوم ہونے کے پیش نظر مشکل ہوجائے گا۔

جواب رابع: ...... ابن حبیبؒ کا قول شاذ ہے اور شاذ کو مذھب کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ **والحق مع الجمھور.**

غیر مقلدین کا اعتراض اور اس کا جواب: ...... اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ غیر مقلدین حنفیوں کو چڑانے کے لئے کہہ دیتے ھیں۔ اول من قاس ابلیس سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا۔ ابلیس کا دعوی تھا کہ میں بہتر ہوں قیاس کیا کہ آگ مٹی سے افضل ہے، دوسرا مقدمہ آگ سے پیدا کیا ہوا افضل ہوتا ہے۔ نتیجہ نکالا انا خیر میں افضل وبہتر ہوں۔ ایک اور مقدمہ ملایا و الخیر لا یسجد للمفضول.

جواب: ...... ہم کہتے ہیں۔ آپ بھی تو قیاس کررہے ہیں اور آپ کا قیاس قیاس مع الفارق ہے۔ اور ابلیس کا قیاس معارض نص ہے۔ اور مجتھدین کا قیاس مظہر نص ہوتا ہے۔

﴿مسئلہ استنجاء بالماء﴾

فرض، واجب، سنت، مستحب ؟

احناف کے نزدیک تفصیل ہے۔

فرض: ...... اگر نجاست موضع نجاست سے تجاوز کرجائے اور درھم سے زائد ہو تو استنجاء بالماء فرض ہوگا۔

واجب: ...... اگر موضع نجاست سے متجاوز ہو اور بقدر درھم ہو تو استنجاء بالماء واجب ہے لیکن درھم سے کم ہو

[۱] (آیت نمبر رکوع پارہ نمبر ۱۹)

تواستنجاء بالماء واجب نہیں ہوگا۔

سنت :...... اگرنجاست موضع نجاست سے متجاوز نہ ہوتو استنجاء بالماءسنت ہے۔

مستحب :...... اوراگرتلویث نہ ہوتو مستحب ہے، یہ تفصیل کبیری میں مذکور ہے۔

فائدہ :...... علامہ ابن ہمامؒ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں استنجاء بالماء سنت، مستحب نہیں بلکہ واجب ہے وجہ یہ بتائی کہ پہلے زمانہ میں قضاحاجت کرنے والے یبعرون بعرا وفی زماننا یاکلون ویشربون ویثلطون ثلطا.

اجیء انا وغلام :...... یہ غلام کون ہے؟ بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا آدمی ہے جو آنحضرتﷺ کا خادم ہے۔

سوال :...... مشہور ومعروف خدام کتنے ہیں؟

جواب :...... مشہور ومعروف خدام چار ہیں جن کے اسماءگرامی یہ ہیں ۱حضرت انسؓ۔۲حضرت ابوھریرۃؓ۔
۳۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔۴حضرت جابرؓ۔

سوال :...... اس حدیث پاک میں کونسے خادم مراد ہیں؟

جواب اول :...... قال البعض عبداللہ بن مسعودؓ، مگر یہ جواب دووجہ سے درست نہیں۔

۱۔ بعض روایات میں خادم من الانصار آیا ہے[1] اور یہ انصاری نہیں مہاجر ہیں۔

۲۔ غلام کا لفظ چھوٹے عمر والے پر بولا جاتا ہے اور یہ تو بڑی عمر والے تھے۔

جواب ثانی :...... بعض حضرات نے کہا کہ حضرت جابرؓ ہونگے لیکن یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ ان کی عمر بھی غلاموں والی نہیں ہے۔

جواب ثالث :...... بعض حضرات نے حضرت ابوھریرۃؓ کا نام لیا ہے مگر یہ بھی نہیں ہوسکتے کیونکہ یہ انصاری نہیں ہیں

جواب رابع :...... بعض حضرات نے کہا کہ عبارت میں قلب ہوگیا ہے اصل عبارت اس طرح ہے اجی وانا غلام لیکن کہاں تک چلوگے۔اگلی روایت میں تبعته انا وغلام منّا معلوم ہوا کوئی اور ہے۔

جواب خامس :...... اگر مان لیا جائے کہ پتہ نہیں تو بات آسان ہے علامہ انورشاہؒ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن حجر

[1] وصرح الاسماعیلی فی روایته وغلام منا ای من الانصار عینی ص۲۸۹ج۲)

عسقلانیؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ کو متعین کیا ہے ولکن لا ادر ی من این عینه.

غلام کی تعریف:.......

ا:......هو الذی طرشا ربه.

۲:...... وقیل هو من حین یولد الی ان یشب.

۳:...... وزعم الزمخشر ی ان الغلام هو الصغیر الی حد الا لتحاء.

۴:...... وفی المخصص هو غلام من لدن فطامه الی سبع سنین.[۱]

یعنی یستنجی:...... من کلا م انسؓ وفاعل یستنجی رسو ل الله ﷺ.[۲]

(۱۱۱)
باب من حمل معهٗ الماء لطهوره
وقال ابو الدرداء الیس فیکم صاحب النعلین والطهور والوسادة.

کسی شخص کے ہمراہ اس کی طہارت کیلئے پانی لے جانا

حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا کہ کیا تم میں جوتے اُٹھانے والے، پاک پانی لے جانے والے، اور تکیہ رکھنے والے نہیں ہیں؟

(۱۵۲)حدثنا سلیمان بن حرب قال ثنا شعبة عن عطآء بن ابی میمونة قال سمعت انسا
ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، وہ عطاء بن ابی میمونہ سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے انسؓ سے سنا
یقول کان النبی ﷺ اذاخرج لحاجته تبعته انا وغلام منا معنا اداوة من ماء

[۱] (عینی ص ۲۸۹ ج ۲، فیض الباری ص ۲۵۸) [۲] (عینی ص ۲۹۰ ج ۲) فتح الباری ص ۱۲۶ بخاری ص ۲۷)

وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ قضاء حاجت کے لئے نکلتے میں اور ایک لڑکا دونوں آپؐ کے پیچھے جاتے تھے اور ہمارے ساتھ پانی کا ایک برتن ہوتا تھا

راجع: ۱۵۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة.

غرض امام بخاریؒ: ...... گزشتہ باب میں یہ بتلایا کہ استنجاء بالماء جائز ہے اور یہ کہ لوٹا وغیرہ بیت الخلاء میں بالکل قریب نہیں لے جانا چاہئے اس باب سے یہ ثابت کررہے ہیں کہ ضرورت کے وقت لے جایا بھی جاسکتا ہے۔ اور بیاض صدیقی میں لکھا ہے کہ حدیث وہی ہے جو مذکور ہے مگر دوسرا مسئلہ استنباط کرنا مقصود ہے وہ یہ کہ پانی ساتھ لے جانا بھی جائز ہے ص۲۲۰ (تقریر بخاری میں ہے کہ اس سے قبل یہ بیان فرمایا تھا کہ جب استنجاء کرنے جائے تو شاگرد وغیرہ کو چاہئے کہ پانی رکھ دے تاکہ استنجاء سے جلدی فارغ ہوجائے تو اب یہاں یہ بیان فرماتے ہیں کہ اولیٰ یہ ہے کہ ساتھ ہی پانی لے جائے تاکہ جلدی سے پاکی حاصل ہوجائے۔

وقال ابو الدرداءؓ الیس فیکم صاحب النعلین والطهور والوسادة: ...... ابو الدرداؓ انصاری صحابی ہیں۔ عراق تشریف لے گئے تو عراقی آپ سے مسائل پوچھنے لگے۔ تو آپؐ نے فرمایا الیس فیکم صاحب النعلین۔ صاحب نعلین سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ اس سے ایک ادب بھی معلوم ہوا۔ کہ جب بڑا آدمی معلوم وموجود ہوتو مسائل کے حل کے لئے اس کی طرف بھیجنا چاہئے۔

ابو الدرداءؓ: ...... ابودرداءؓ کا نام عویمر بن مالک بن عبداللہ بن قیس ہے۔ افاضل صحابہ میں سے ہیں دمشق میں انتقال ہوا۔ دمشق میں باب الصغیر کے پاس آپ کی قبر مبارک ہے [1]

انا وغلام: ...... غلام سے کون مراد ہیں مختلف اقوال ہیں جن کی تفصیل گزشتہ باب میں گزرچکی ہے وہاں دیکھ لی جائے (مرتب)

---

[1] (عینی ص۲۹۱ ج ۲ صاحب النعلین ای صاحب نعلی رسول اللہ ﷺ لان عبداللہ کان یلبسهما ایاه اذا قام فاذا جلس ادخلهما فی ذراعیه واسناد النعلین الیه مجازا لاجل الملابسة وفی الحقیقة صاحب النعلین ہو رسول اللہ ﷺ عینی ص۲۹۱ ج ۲)

(۱۱۲)

باب حمل العنزة مع الماء فی الاستنجاء

استنجاء کیلئے پانی کے ساتھ نیزہ (بھی) اٹھانا

(۱۵۳)حدثنا محمد بن بشار قال ثنا محمد بن جعفر قال ثنا شعبةعن عطآء بن ابی میمونة
ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، ان سے محمد بن جعفر نے، ان سے شعبہ نے عطآء بن ابی میمونہ کے واسطے سے بیان کیا
سمع انس بن مالک یقول کان رسول اللهﷺ یدخل الخلاء
انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللهﷺ بیت الخلاء میں جاتے تھے
فاحمل انا وغلام اداوة من ماء وعنزة یستنجی بالماء
تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن اور نیزہ لے کر چلتے تھے، پانی سے آپؐ طہارت کرتے تھے
تابعه النضر وشاذان عن شعبة العنزة عصا علیه زُجّ
(دوسری سند سے) نضر اور شاذان نے اس حدیث کی شعبہ سے متابعت کی ہے، عنزہ لاٹھی کو کہتے ہیں جس پر پھل لگا ہوا ہو

راجع: ۱۵۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله وعنزة یستنجی بالماء

عنزہ:......وہ نیزہ ہے جس کے نیچے پھل لگا ہوا ہو۔ اور اس کی لمبائی لاٹھی سے کچھ زائد اور رمح سے کچھ کم [۱]

غرض الباب:......اس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ حضور ﷺ نیزہ پاس رکھا کرتے تھے کیونکہ وہ ڈھیلا اکھاڑنے میں فائدہ دیتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپؐ استنجاء بالحجارة کا سامان ساتھ رکھا کرتے تھے [۲]

---

[۱] وفی مفاتیح العلوم لابی عبد الله محمد بن احمد الخوارزمی هذه الحبة وتسمی العنزة کان النجاشی اهداها للنبی ﷺ فکانت تقام بین یدیه اذا خرج الی المصلی وتوارثها من بعده الخلفاءؓ و فی الطبقات اهدی النجاشی الی النبی ﷺ ثلاث عنزات فامسک واحدة لنفسه واعطی علیا واحدة واعطی عمر واحدا (عینی ص ۲۹۲ ج ۲) [۲] (ایضاح صدیقی ص ۲۲۰)

الخلاء:...... با لمد هو التبر ز والمر اد به ههنا الفضا[1]

عنزہ:......

نیزہ پاس رکھنے کی حکمتیں:......

(۱) سترہ کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(۲) دشمن سے حفاظت کے لئے۔

(۳) کتے سے حفاظت کے لئے

(۴) اس کے ساتھ ڈھیلا بھی اکھیڑا جاسکتا ہے۔

(۵) زمین کو نرم کرنے کا کام بھی دیتا ہے تاکہ پیشاب کی چھینٹوں سے بچا جاسکے

(۶) اس پر ٹیک بھی لگائی جاسکتی ہے

(۷) سامان بھی لٹکایا جاسکتا ہے [2]

(۱۱۳)

باب النهی عن الا ستنجآء باليمين

دائیں ہاتھ سے طہارت کرنے کی ممانعت

(۱۵۴)حدثنا معاذبن فَضَالة قال ثنا هشام هو الدستوآئی عن يحيىٰ بن ابی كثير
ہم سے معا ذبن فضالہ نے بیا ن کیا ،ان سے ہشام دستوائی نے یحیٰ بن ابوکثیر کے واسطے سے بیان کیا

[1] (عینی ص۲۹۲ ج۲) [2](وکا نت الحکمة فی حملها کثیر ة منها لیصلی الیها فی الفضا ء ومنها لیتقی بها کید المنا فقین والیهو د ومنها لا تقاء السبع والمو ذیا ت من الحیو انا ت ومنها لتعلیق الا متعة .ومنها للتو کا ء علیها . عینی ص۲۹۳ ج۲)
(تابعه النضر وشاذان عن شعبة). بخا ری عینی ص۲۹۳ ج۲(فتح الباری ص ۲۷ ۱ بخاری ص ۲۷ای تا بع محمد بن جعفر النضر بن شمیل وحد یثه مو صو ل عند النسا ئی (عمدةالقاری ج۲ص۲۹۳)(وشاذان)(فتح الباری ص۲۷ ۱ بخاری۲۷) با لر فع عطف علی النضر . ای تا بع محمد بن جعفر بن شا ذان وحد یثه مو صو ل عند البخا ر ی فی الصلا ة علی ما یاء تی ان شا ء الله تعا لی وهولقب الا سو د بن عا مر الشا می البغد اد ی . (عینی ص۲۹۳ ج۲)(العنز ة عصا علیه زج).(فتح الباری ص۲۷ ۱ بخاری۲۷) هذاا لتفسیر وقع فی روایة کر یمة لا غیر الز ج بضم الزای المعجمة وبا لجیم المشد دة هو السنا ن وفی العبا ب الز ج نصل السهم والحد ید ة فی اسفل الر مح والجمع زججة وز جا ج (عینی ص۲۹۳ ج۲)

عن عبداللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا شرب احدکم
وہ عبداللہ بن ابوقتادہ سے وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی پانی پیئے
فلایتنفس فی الاناء واذااتی الخلآء فلایمس ذکرہٗ بیمینہ ولایتمسح بیمینہ
تو برتن میں سانس نہ لے، اور جب بیت الخلاء میں داخل ہو تو اپنے عضو کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے، اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے

انظر: ۱۵۴، ۵۶۳۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة فی قوله ولا يتمسح بيمينه.

ابیہ: ...... اس سے مراد ابی قتادہ ہیں جن کا نام حارث یا نعمان یا عمرو ابن ربعی مدنی ہے. **کل مرویات: ۱۷۰**

غرض امام بخاریؒ: ...... یہ ہے کہ استنجاء بالیمین مکروہ ہے۔ عند الجمہور مکروہ ہے اور عند الظواہر حرام ہے بیاض صدیقی میں ہے کہ اس باب سے آداب استنجاء کا بیان مقصود ہے۔ کہ دائیں ہاتھ کا استعمال نہ کرے مگر معذور مستثنیٰ ہے اور یہ نہی تنزیہی ہے کیونکہ دوسری جگہ حضور ﷺ نے قاعدہ کلیہ بیان فرمایا ہے کہ اچھے کاموں میں دایاں ہاتھ افضل ہے اور مکروہ کاموں میں بایاں ہاتھ استعمال کیا جاتا ہے!

فلا يتنفس فی الا نا ء : ......التنفس له معنيا ن احد هما ان يشرب ويتفس فی الا نا ء من غير ان يبين عن فيه وهو مكر وه والا خر ان يشر ب الماء وغيره من الا نا ء بثلا ثة انفا س فيبين فاه عن الا نا ء فی كل نفس [۱] **برتن میں سانس نہ لے:** ...... آنحضرت ﷺ نے پانی پینے کا ادب سکھلایا۔ اس جملہ کا مطلب یہ نہیں کہ سانس نہ لے بلکہ مطلب یہ ہے کہ برتن میں سانس نہ لے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک سانس میں نہ پیئے بلکہ تین سانس لے [۲] اس کا مطلب یہ ہوا کہ پانی سے منہ ہٹا کر سانس لے۔

وجوہ ادب: ......

(۱) کیونکہ پانی میں سانس لینے سے تھوک مل جانے کا اندیشہ ہے جس سے دوسرے پینے والے کو نفرت ہوگی

[۱] (عینی ص ۲۹۵ ج ۲) [۲] (ترمذی ج ۲ ص ۱۱) [۳] (عینی ص ۲۹۵ ج ۲) — [ا] عینی ص ۲۲۰

ہے

(۲) بعض اوقات بدبودار سانس سے ذائقہ خراب ہو جاتا ہے۔

(۳) بسا اوقات اچھو یا چھینک آ جایا کرتی ہے۔

(۴) اور کچھ بھی نہ ہو تشبہ با لدو آب تو ہو ہی جائے گا۔ یہ بھی ٹھیک نہیں [۱]

فلا یمس ذکرہ ولا یتمسح بیمینہ:...... مس ذکر اور تَمَسُّح بالیمین دونوں مکروہ ہیں اور اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

اول بحث ولایتمسح بیمینہ:...... میں ہے کہ یہ "نہی" کونسی ہے؟ اس میں جمہورؒ اور اصحاب ظواہر کا اختلاف ہے۔ جمہورؒ کے نزدیک نہی تنزیہی ہے۔ علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ اس پر عمل نہیں ہو سکتا کیونکہ ایک طرف استنجاء بالحجارۃ سنت ہے دوسری طرف مس ذکر دائیں ہاتھ سے ٹھیک نہیں [۲] کیونکہ جب ڈھیلا دائیں ہاتھ سے پکڑے گا تو بایاں ہاتھ ذکر کو لگائے گا تو دائیں ہاتھ سے استنجاء لازم آئے گا اور اگر ڈھیلا بائیں ہاتھ سے پکڑے گا تو دایاں ہاتھ ذکر کو لگائے گا تو مس بالیمین لازم آئے گا۔ علامہ خطابیؒ نے حیران کر دیا، خراسان کے علماء حیران ہو گئے [۳]

دوسری بحث فلا یمس ذکرہ بیمینہ ولا یتمسح بیُمینہ:...... میں ہے، علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کے دونوں جملوں میں بظاہر تعارض ہے، اس لیے کہ جملہ اولی کا تقاضا یہ ہے کہ مَس ذکر بالیمین نہ ہو اور جب مَس بالیمین نہ ہوگا تو بائیں سے کیونکر استنجاء کرے گا، اس لئے کہ بائیں سے تو ذکر کو پکڑے گا اور دوسرے جملہ کا تقاضا یہ ہے کہ دائیں سے استنجاء نہ کرے، تو اگر بائیں سے استنجاء کرے گا تو ذکر دائیں سے پکڑنا ہوگا۔

حلہ الاول للخطابیؒ:...... علامہ خطابیؒ نے ہی ایک حل پیش کیا کہ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی دیوار ہو تو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر دیوار سے مَل کر پیشاب خشک کرے ورنہ ڈھیلا دونوں ایڑیوں میں لے کر سرین کے بل بیٹھ کر

[۱] فان قلت قد صح عن انسؓ ان النبی ﷺ کا ن یتنفس فی الا نا ء ثلا ثا قلت المعنی یتنفس فی مدۃ شر بہ عند ابا نۃ القدح عن الفم لا التنفس فی الا نا ء (عینی ص ۲۹۵ ج ۲) [۲] (وقد اورد الخطا بی ھھنا اشکا لا وھو انہ متی استجمر بیسا رہ استلزم مس ذکرہ بیمینہ ومتی مسہ بیسا رہ استلزم استجما رہ بیمینہ و کلا ھما قد شملہ النھی عینی ص ۲۹۶ ج ۲) [۳] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۲۸) [۴] ثم اجا ب عن ذلک بقو لہ انہ یقصد الا شیا ء الضخمۃ التی لا تزول بالحر کۃ کا لجد ار ونحوہ من الا شیاء البارز فیستجمر بھا بیسارہ فان لم یجد فلیلصق مقعدتہ بالارض ویمسک ما یستجمر بہ بین عقبیہ او ابہا می رجلیہ و یستجمر بسیا رہ فلایکون متصر فافی شئی من ذلک بیمینہ (عینی ج ۲ ص ۲۹۶، تقریر بخاری ج ۲ ص ۲۸)

بائیں ہاتھ سے ذکر پکڑ کر اس ڈھیلے سے رگڑے ۴

حله الثاني للعلامة البغويؒ:...... علامہ ابن حجر عسقلانیؒ علامہ خطابیؒ والے حل کا انکار کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اتنا مشہور مسئلہ اور پھر اس کا کوئی حل ہی نہ ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے، علامہ خطابیؒ نے جس کو بیان کیا ہے وہ هیت مستنکرہ ہے۔ لھذا اس کا بہترین حل وہ ہے جو علامہ بغویؒ اور امام غزالیؒ نے پیش کیا کہ دائیں ہاتھ میں ڈھیلا لے اور بائیں سے ذکر پکڑے، کیونکہ جو ہاتھ ذکر کے ساتھ لگتا ہے وہی استنجاء والا شمار ہوتا ہے اب ڈھیلے والا دایاں ہاتھ نہ لگنے دے، اس صورت میں مس ذکر بالیمین نہیں ہوگا، اور استنجاء بالیمین بایں معنی ہوگا کہ دایاں ہاتھ حامل الطھور ہے، جیسے لوٹا دائیں ہاتھ میں پکڑا ہوتا ہے، تو اس کو اعانت استنجاء بالیمین کہیں گے ۱

حله الثالث للعلامة طيبيؒ:...... علامہ طیبیؒ نے ایک حل پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ حدیث براز کے ساتھ مخصوص ہے ۲ ورنہ بول والا تو مس ذکر بالیمین اور استنجاء بالیمین کرسکتا ہے، حضرت خلیل احمدؒ سہارنپوری اس بحث میں فرماتے ہیں کہ جب صورت عمل سامنے نہ ہو تو بڑے بڑے فحول پریشان ہوجاتے ہیں، حضرت سہارنپوریؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ حضرات ہمارے علاقہ کے ایک بچہ کو بھی دیکھ لیتے تو مشکل پیش نہ آتی۔

تینوں حلوں کے جواب:...... اب رہی یہ بات کہ ان کے حل کیسے ہیں؟

(۱) علامہ خطابیؒ کے حل کو تو حافظ ابن حجرؒ نے ھیئت مستنکرہ قرار دے دیا ہے لھذا یہ معتبر نہیں۔

(۲) علامہ طیبیؒ نے تخصیص کی ہے اسکی بھی کوئی دلیل ہونی چاہیے جبکہ کوئی دلیل موجود نہیں لھذا تخصیص چہ معنی دارد؟

(۳) علامہ بغویؒ کے حل میں ڈھیلے کو پانی کے لوٹے اٹھانے اور پکڑنے پر قیاس کیا گیا ہے۔ اور یہ قیاس کرنا دو وجہ سے صحیح نہیں (۱) ایک تو اس وجہ سے کہ لوٹا منفصل ہوتا ہے ڈھیلا نہیں (۲) دوسرا اس وجہ سے کہ ڈھیلا ناپاک ہوجاتا ہے، تو حامل نجاست ہوا جبکہ لوٹے میں ایسا نہیں۔

مسائل مستنبطہ......

(۱) برتن میں سانس لینا مکرہ ہے۔

(۲) ایک ہی سانس میں پانی پینا جائز ہے۔

(۳) مس ذکر بالیمین مکروہ ہے۔

(۴) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ استنجاء بالیمین بھی مکروہ ہے ۳

---

۱ (عینی ج ۲ ص ۲۹۶) ۲ (عینی ج ۲ ص ۲۹۶) ۳ (عینی ج ۲ ص ۲۹۶)

(۱۱۴)

باب لایُمسِک ذکرہٗ بیمینه اذابال

پیشاب کے وقت اپنے عضو کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے

(۱۵۵)حدثنا محمدبن یوسف قال ثنا الاوزاعی عن یحییٰ بن ابی کثیر عن عبداللہ ابی قتادة
ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے اوزاعی نے یحییٰ بن ابوکثیر کے واسطے سے بیان کیا، وہ عبداللہ بن ابی قتادہ کے
عن ابیه عن النبی ﷺ قال اذا بال احدکم فلا یاخذن ذکرہٗ
واسطے سے بیان کرتے ہیں وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنا عضو
بیمینه ولا یستنجی بیمینه ولا یتنفس فی الاناء
اپنے داہنے ہاتھ میں نہ پکڑے نہ داہنے ہاتھ سے طہارت کرے، نہ (پانی پیتے وقت) برتن میں سانس لے

انظر: ۱۵۳

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله اذا بال احدکم فلا یأخذن ذکرہ بیمینه.

غرض الباب :...... اس باب کی دو غرضیں ہیں۔

۱:...... قال البعض امام بخاریؒ کا مقصود تخصیص کرنا ہے۔ کہ نهی عن مس ذکر استجاء کے ساتھ خاص ہے۔ دیگر اوقات میں مس کرسکتا ہے[۱]

۲ :...... دوسری غرض یہ ہے کہ مس ذکر بالیمین بالکل نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جب حالت ضرورت میں منع ہے تو اور حالتوں میں کیسے جائز ہوگا؟[۲] مس ذکر بالیمین اس لیے منع ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر کئی اعتبار سے

---

[۱] فتح الباری ص ۱۲۸ اشاربهذه الترجمة الی ان النهی المطلق عن مس الذکر بالیمین کما فی الباب قبله محمول علی المقید بحالة البول فیکون ما عداه مباحا) [۲] (فیض الباری ص ۲۵۹ النهی عن الاساک عام عند البول وغیرہ)

فضیلت اور شرافت حاصل ہے۔

(۱) اس لئے کہ جنتیوں کو اعمال نامے دائیں ہاتھ میں پکڑائیں جائیں گے، تو ان کو اصحاب الیمین کہا جائے گا۔

(۲) حدیث پاک میں ہے ((عن عائشةؓ قال النبی ﷺ ان الله يحب التيامن فی کل شئی حتی فی طهوره وتنعله وترجله وشأنه كله)) [۱]

(۳) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا دایاں ہاتھ طہور اور طعام کیلئے ہوتا تھا، پوری حدیث اس طرح ہے ((وکانت یده الیسری لخلائه وما کان من اذی)) [۲]

(۴) حدیث پاک میں ہے کلتاهما یمین کہ اللہ پاک کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔

فلایأخذن:......جواب الشرط وهو بنون التاکید فی روایة ابی ذر وفی روایةغیره بدون النون. [۳]

ولا یستنجیٰ بیمینه:......اعم من ان یکون بالقبل او بالدبر وبه یرد علی من یقول فی الحدیث السابق لفظ لا یتمسح بیمینه مختص بالدبر [۴]

ولا یتنفس:...... اس میں دو وجہیں جائز ہیں، (۱) لا نافیہ ہو تو سین مضموم پڑھا جائے گا۔ (۲) لا ناھیہ ہو تو اس وقت سین مجزوم پڑھا جائے گا [۵]

(۱۱۵)
باب الاستنجاء بالحجارة
ڈھیلوں سے استنجاء کرنا

(۱۵۶) حدثنا احمدبن محمد المکی قال ثنا عمروبن یحیی بن سعید بن عمروالمکی عن جده

ہم سے احمد بن محمد المکی نے بیان کیا، ان سے عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو المکی نے اپنے دادا کے واسطے سے بیان کیا وہ

عن ابی هریرة قال اتبعت النبی ﷺ و خرج لحاجته

ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے گیا اور آنحضرت ﷺ رفع حاجت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے

[۱] (ھدایہ ج ۱ ص ۲۲ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان) [۲] (عینی ج ۲ ص ۲۹۶) [۳] (عینی ج ۲ ص ۲۹۷) [۴] (عینی ج ۲ ص ۲۹۷) [۵] (عینی ج ۲ ص ۲۹۷)

وکان لا یلتفت فدنوت منه فقال ابغنی احجارا استنفض بها اونحوہٗ
آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ (چلتے وقت) ادھر ادھر نہیں دیکھا کرتے تھے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے آپ کے قریب پہنچ گیا (مجھے دیکھ کر) آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ مجھے ڈھیلے ڈھونڈ دو تاکہ میں اس سے پاکی حاصل کروں یا اسی جیسا کوئی لفظ فرمایا
ولاتاتنی بعظم ولاروث فاتیتہٗ باحجار بطرف ثیابی فوضعتھا الیٰ جنبہ
اور کہا کہ ہڈی اور گوبر نہ لانا، چنانچہ میں اپنے دامن میں ڈھیلے (بھر کر) آپ کے پاس لے گیا اور آپ کے پہلو میں رکھ دیئے
و اعرضت عنہ فلما قضیٰ اتبعہٗ بھن
اور آپ کے پاس سے ہٹ گیا جب آپ (قضاء حاجت سے) فارغ ہوئے تو آپ نے ان ڈھیلوں سے استنجاء کیا

انظر: ۳۸۶۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله ابغنی احجارا استنفض بها.

لا یلتفت:......فکان النبی ﷺ اذامشی لایلتفت ورا ئه وکان هذاعادةمشیه علیه الصلوٰة والسلام[۱]

فدنوت منه:......اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے نزدیک قرب وبعد مختلف تھا تو یہ اختلاف عالم الغیب کے نزدیک نہیں ہوا کرتا[۲] اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ دور تھے ہر جگہ حاضر ناظر کے تو قریب نہیں ہوا جاتا۔

استنفض بها:......صفائی حاصل کروں میں، اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوتا ہے۔

لاتاتنی بعظم ولاروث:......اس سے بتایا کہ استنجاء ڈھیلوں سے کرنا چاہیے ہڈی وگوبر سے نہیں کرنا چاہیے۔

عظم:......ہڈی سے استنجاء کئی وجوہ سے درست نہیں (۱) زخمی ہونیکا اندیشہ ہے، (۲) چکنا پن کی وجہ سے قالع نجاست نہیں ہے۔ (۳) جنوں کی خوراک ہے[۳]

---

[۱] (عینی ج۲ ص۲۹۹ فتح الباری ص۲۸ ۱ بخاری ص۲۷) [۲] (بیاض صدیقی ص۲۲۱) [۳] (ان ابا هریرة قال للنبی ﷺ لما فرغ ما بال العظم والروث قال هما من طعام الجن. عینی ج۲ ص۲۹۹) (روی ابو عبدالله الحاکم فی الدلائل ان رسول الله ﷺ قال لا بن مسعودؓ لیلة الجن اولئک جن نصیبین جاؤنی فسئا لوالزاد فمتعتهم بالعظم والروث فقال له وما یغنی منهم ذلک یا رسول الله قال انهم لا یجدون عظما الا وجدو اعلیه لحمه الذی کان علیه یوم اخذ ولا وجدو اروثا الا وجدوا فیه حبه الذی کان یوم اکل فلا یستنجی احد لا بعظم ولا بروث. عینی ج۲ ص۳۰۰)

ولا روث: ...... معنی گوبر۔اس سے استنجاء بھی کئی وجوہ سے درست نہیں۔

۱. اس لئے کہ وہ خود ناپاک ہے تو پاک کیسے کریگا۔

۲. جنوں کے جانوروں کی خوراک ہے۔

۳. چکنا پن ہے ازالہ نجاست نہیں کریگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استنجاء اس چیز سے ہوگا(۱) جو قالع نجاست ہو(۲) محترم بھی نہ ہو(۳) قیمتی بھی نہ ہو[۱]

حدیث سے قاعدہ کلیہ کا استخراج: ...... احناف نے اس مثبت و منفی حدیث سے ایک قاعدہ کلیہ نکالا جو یہ ہیکہ **یجوز الاستنجاء بکل شئی قالع غیر محترم تافہ** (معمولی چیز)۔اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ **اکتفاء بالحجارہ** جائز ہے[۲]

مسئلۂ اختلافیہ: ...... استنجاء بالحجارہ میں ایک بحث یہ کی جاتی ہے کہ عدد مقصود ہے یا انقآء (صفائی) اس میں آئمہ حضراتؒ کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ استنجاء بالحجارہ سے انقاء مقصود ہے امام شافعیؒ کا مذہب اور امام احمدؒ سے ایک روایت ہے کہ عدد مقصود ہے۔ تفصیل سے پہلے دو فقہی جزیئے یاد کرلیں۔ جو فقہ حنفی اور فقہ شافعی میں پائے جاتے ہیں۔

جزئیہ اولی: ...... فقہ حنفی میں لکھا ہے کہ اگر دو ڈھیلوں سے انقاء (صفائی) ہوجائے تو تین استعمال کرلینے چاہئیں۔

جزئیہ ثانیہ: ...... فقہ شافعی میں لکھا ہے کہ اگر تین سے انقاء نہ ہو تو چوتھے کو استعمال کرلینا چاہیے۔ عجیب بات ہے کہ دو سے انقاء نہ ہو تو حنفیہ تین کے طالب ہیں اور شافعیہ تین سے انقاء نہ ہونے کی صورت میں تین سے ھارب ہیں اور چوتھے کے طالب ہیں تو آخر اختلاف کیا ہے؟

جواب: ...... یعنی تعجب کا جواب یہ ہے کہ ثمرۂ اختلاف سے حقیقت آشکارا ہوجائے گی، اور ثمرۂ اختلاف یہ ہے کہ دو ڈھیلوں سے انقاء ہوجائے تو شافعیہ کے نزدیک تثلیث واجب ہے اور حنفیہ کے نزدیک سنت ہے اور اگر تین سے

---

[۱] (فیض الباری ص ۲۵۹ بکل شئی طاھر قالع للنجاستہ) [۲] (فیض الباری ص ۲۵۹)

انقاء نہ ہو تو شافعیہ کے نزدیک ایتار واجب ہے جبکہ ہمارے نزدیک انقاء واجب ہے۔

دلائل احنافؒ:......

دلیل اول:...... اگلی حدیث اخذ الحجرین و القی الروثہ الخ.

روثہ:...... چونکہ انقاء کرنے والا نہیں تھا اس لیے اسکو پھینک دیا اور دو کو استعمال کر لیا دو کے استعمال سے معلوم ہوا کہ عدد مطلوب نہیں ہے، بلکہ انقاء مقصود ہے۔

اعتراض:...... شافعیہ تیسرے ڈھیلے کو ثابت کرنے کے لیے ایک حدیث پیش کرتے ہیں۔ جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیسرا ڈھیلا لاؤ [۱]

جوابِ اول:...... اولاً تو وہ حدیث ضعیف ہے جس میں تیسرا ڈھیلا لانے کا حکم ہے۔

جواب ثانی:...... اگر حکم دیا بھی ہو تو لانا ثابت نہیں ہے، اگر وہاں سے مل سکتا تو ابو ہریرہؓ پہلے ہی لے آتے۔

جواب ثالث:...... شافعیہ نے اس سلسلہ میں جتنی بحثیں کی ہیں اپنے مقتدا و پیشوا کے خلاف کی ہیں، امام ترمذیؒ نے شافعی ہونیکے باوجود استنجاء بالحجرین کو اس جگہ تسلیم کیا ہے۔

احنافؒ کی دلیل ثانی:...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جب کوئی استنجاء کے لیے جائے تو تین ڈھیلے لے جائے۔ **فانها تجزی عنه** [۲]

دلیل ثالث:...... ابوداود شریف میں روایت ہے **من فعل فقد احسن و من لا فلا حرج**.

نظیر:...... آپ اسکو ایک مثال سے سمجھ لیں۔ تین ڈھیلوں کا ذکر تو ایسے ہی ہے جیسے کسی مُحرِم کے کپڑے کو خوشبو لگی ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ دھونے کا حکم دیا اس پر علامہ نوویؒ شافعی فرماتے ہیں کہ یہ اکثری ہے اور غالب کے لحاظ سے ہے کہ اتنی بار دھونے سے خوشبو عموماً زائل ہو جاتی ہے حکم احترازی نہیں۔

دلیل رابع:...... جملہ تطہیر نجاسات میں انقاء کا اعتبار ہوتا ہے، لھذا یہاں بھی انقاء کا ہی اعتبار ہوگا۔

---

[۱] (وقد قال ابو الحسن بن القصار المالکی روی انه اتاه بثالث لکن لا یصح عینی ج۲ ص۳۰۵) [۲] (ابو داود ص۷ فلیذهب معه بثلثة احجار یستطیب بهن فانها تجزی عنه ابو داود ص۶)

احنافؒ کی دلیل خامس:...... انقاء بالاتفاق ہیں متروک نہیں ہوتا، اور تثلیث بالاتفاق متروک ہوجاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تثلیث بالاتفاق مطلوب نہیں ہے اور انقاء بالاتفاق مطلوب ہے۔

(۱۱۶)

باب لایستنجی بروث

گوبر سے استنجاء نہ کرے

(۱۵۷) حدثنا ابونعیم قال ثنا زهیر عن ابی اسحاق قال لیس ابو عبیدة ذکره
ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، ان سے زہیر نے ابواسحٰق کے واسطے سے نقل کیا، ابواسحاق کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابوعبیدہ نے ذکر نہیں کیا
ولکن عبد الرحمن بن الاسود عن ابیه انهٔ سمع عبد الله یقول
لیکن عبدالرحمٰن بن الاسود نے اپنے باپ سے ذکر کیا ہے، انہوں نے عبداللہ (ابن مسعودؓ) سے سنا، وہ کہتے تھے کہ
اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الغائط فامرنی ان آتیه بثلاثة احجار فوجدت حجرین
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، رفع حاجت کے لئے گئے تو آپ نے مجھے فرمایا کہ میں تین ڈھیلے تلاش کر کے لاؤں، مجھے دو ڈھیلے ملے
والتمست الثالث فلم اجد فاخذت روثة فاتیتهٔ بها فاخذ الحجرین والقی الروثة
تیسرا ڈھونڈا مگر مل نہیں سکا تو میں نے خشک گوبر اٹھالیا اس کو لے کر آپ کے پاس گیا آپؐ نے ڈھیلے (تو) لے لئے مگر گوبر پھینک دیا
وقال هذا رکس وقال ابراهیم بن یوسف عن ابیه عن ابی اسحاق حدثنی عبد الرحمن.
اور فرمایا یہ ناپاک شئے ہے (اور یہ حدیث) ابراہیم بن یوسف نے اپنے باپ سے بیان کی انہوں نے ابواسحاق سے سنا، ان سے عبدالرحمٰن نے بیان کی

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله والقی الروثة وقال هذا رکس

تحقیق و تشریح

بثلاثۃاحجار:...... تین کا عدد ضروری ہے یا نہیں اس میں آئمہؒ کے مابین اختلاف ہے۔[۱]

امام شافعیؒ کے نزدیک ایتار بضمن ثلاث (تین) ضروری ہے یعنی تین ڈھیلے واجب ہیں، ورنہ وجوب ذمہ رہے گا [۲]

امام اعظمؒ کے نزدیک:...... ایتار استحباب کی بناء پر ہے، وجوب کے درجہ میں نہیں ہے کیونکہ اصل مقصود استنجاء سے انقاء ہے تو تین چونکہ اکثر انقاء کردیتے ہیں اس لیے حضورﷺ نے ترغیب دی ورنہ یہ نہیں کہ تین کا ہونا ضروری ہے بلکہ استحباب پر محمول ہے چنانچہ فقہاء نے تینوں میں ترتیب بھی بیان کی ہے کہ گرمیوں اور سردیوں میں ایسی ایسی ترتیب ہونی چاہیے مگر واجب تنقیح نجاست ہے۔ اگر ایک کافی ہوجائے تو ایک اور ایک کافی نہ ہو تو تین، پانچ یا سات مگر اکثر طور پر تین سے تنقیح ہوجاتی ہے اس لیے تین کا ذکر ہے۔

دلیل امام اعظمؒ:...... ابوداؤد میں ایک روایت ہے **فلیذھب معه بثلثة احجار یستطیب بھن فانھا تجزیٔ عنه**[۳] تو اس سے معلوم ہوا کہ تین درجہ کفایت میں ہے ورنہ وجوب تین کا نہیں البتہ ایتار مستحب ہے **لان اللہ وتر یحب الوتر**۔ اور امام شافعی کا تثلیث کو ضروری کہنا صرف استنجاء میں ہے دیگر مقامات پر امام شافعیؒ بھی تثلیث کو ضروری قرار نہیں دیتے جیسے محرم کے بارے میں طیب (خوشبو) زائل کرنے کیلئے [۴]

قال لیس ابوعبیدۃؓ:......

سوال:...... اس عبارت کو لانے کا مقصد کیا ہے؟

جواب:...... یہ عبارت لاکر ابو اسحٰقؒ اپنی روایت کو متصل بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے کہ حدیث کی سند میں دو واسطے ہیں۔ ۱. کبھی طریق ابی عبیدہؒ سے روایت کرتے ہیں۔ ۲. کبھی طریق عبدالرحمٰنؒ سے۔ ابوعبیدہؒ والا طریق متصل نہیں ہے۔ طریق عبدالرحمٰن متصل ہے۔ تو ابو اسحاق کہتے ہیں کہ یہ روایت دو طرح سے مروی ہے ایک ابوعبیدہ عن ابن مسعود اور ایک عبدالرحمٰن بن الاسود عن ابیه عن ابن مسعود ہے کیونکہ یہ اگرچہ نازل بدرجۃٍ ہے عن ابی عبیدہ عن

---

[۱] فتح الباری ص ۲۹۱ بخاری ص ۲۷. بیاض صدیقی ص ۲۲۱ [۲] ہدایہ ج ۱ ص ۷۹ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان [۳] ابو داود ص ۷ [۴] بیاض صدیقی ص ۲۲۱، ۲۲۲

ابن مسعودؓ ہے مگر اس کا اتصال یقینی ہے اور ابوعبیدہ کی روایت اگر چہ بیک درجہ عالی ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ ابو عبیدہ کا لقاء اپنے باپ سے ہے یا نہیں؟ تو چونکہ اس کا احتمال ہو گیا اس لیے اس کو میں نے ذکر نہیں کیا، حاصل یہ ہے کہ ابواسحٰق دو اساتذہ سے روایت کرتے ہیں اول۔ عن ابی عبیدہ عن ابن مسعود۔ دوسرے عبدالرحمٰن بن الاسود عن ابیہ عن ابن مسعودؓ تو ابواسحٰق کہتے ہیں کی یہ روایت مجھ سے عبدالرحمٰن بن الاسود نے بیان کی نہ کہ ابوعبیدہ نے یعنی میں اس وقت ابوعبیدہ کی روایت نہیں بیان کر رہا ہوں بلکہ عبدالرحمٰن بن الاسود سے نقل کر رہا ہوں [1]

سوال:...... ابواسحٰق کے بارے میں مُدلّس ہونیکا طعن ہے۔ اور مدلس جو عنعنہ سے روایت کرے تو وہ سند کمزور ہوتی ہے، امام بخاریؒ کیسے اس روایت کو بخاری شریف میں لائے؟

جواب ۱:...... اس کا یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے دوسری سند ذکر کر کے اس روایت کے عنعنہ کو ختم کر دیا دوسری سند وہ ہے جس میں ابواسحٰق تحدیث (حدثنا) سے بھی روایت کرتے ہیں۔

جواب ۲:...... دوسرا جواب یہ ہے کہ محدثین روایتوں کی تضعیف و توثیق میں مجتہد ہوتے ہیں، لھذا امام بخاریؒ ابو اسحٰق کی وہ روایت جو عبدالرحمٰن بن اسود سے ہے اس کو ترجیح دے رہے ہیں اور امام ترمذی ابوعبیدہ والی روایت کو۔

سوال:...... طریق ابوعبیدہؒ منقطع کیوں ہے؟

جواب:...... اس لئے کہ ابوعبیدہؒ کا اپنے باپ سے سماع ثابت نہیں۔ (فائدہ) یہ وہ مقام ہے جہاں شاگرد نے استاد کی مخالفت کی ہے وہ اس طرح کہ جس روایت کو امام بخاریؒ مرجوح قرار دے رہے ہیں اس کو امام ترمذیؒ ترجیح دے رہے ہیں۔ یہاں دو اصول مستنبط ہوئے۔

اصولِ اول:...... ایک مُحدّث کے نزدیک اگر ایک حدیث مرجوح ہے تو ضروری نہیں کہ وہ دوسرے پر بھی حجت ہو، ہر مُحَدّث حدیث کی صحت وضعف میں خود مجتہد ہوتا ہے۔

اصولِ ثانی:...... یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد والوں کا کوئی قول امام اعظمؒ کے خلاف حجت نہیں۔ (افسوس) اس ملک میں بڑا ظلم ہونے لگا کہ بعد والوں کی باتوں کو لیکر پہلوں کو ضعیف قرار دیا جانے لگا۔

---

[1] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۳۰)

سوال: ...... امام ترمذیؒ ابوعبیدہ کی روایت کو منقطع مان کر متصل پر ترجیح دے رہے ہیں ایسے کیوں؟

جواب: ...... اسکی چند وجوہ ہیں۔

الوجہ الاول: ...... ابوعبیدہ والی روایت کو ابواسحاق سے نقل کرنے والے اسرائیل ہیں اور وہ دوسروں کی بنسبت راجح ہیں۔

الوجہ الثانی: ...... محتف بالقرائن ہونیکی وجہ سے بعض اوقات محدث کے نزدیک کچھ ایسے قرائن ہوتے ہیں کہ جن کی بناپر وہ منقطع کو متصل پر ترجیح دے دیتا ہے۔

الوجہ الثالث: ...... ابوعبیدہ کے متعلق کہا جاتا ہے اعلم بروایات ابیہ، اگرچہ باپ سے سماع ثابت نہیں ہے[۱]

(۱۵۸) حدثنا محمدبن یوسف قال ثنا سفیان عن زید بن اسلم عن عطآء بن یسار
ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے سفیان نے زید بن اسلم کے واسطے سے بیان کیا، وہ عطاء بن یسار سے
عن ابن عباسؓ قال توضا النبی ﷺ مرة مرة
وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو میں اعضاء کو ایک ایک مرتبہ دھویا

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس کے بعد مرتین مرتین کا باب ہے اور اسکے بعد ثلث مرات کا باب ہے۔

غرض امام بخاریؒ: ...... امام بخاری نے یہ باب باندھ کر ثابت کیا کہ فرض درجہ ایک بار ہے۔ دو مرتبہ جائز ہے۔ اور سنت تین تین مرتبہ ہے[۲] امام بخاریؒ نے جب تین باب باندھے تو تینوں کے مجموعہ سے مجموعہ بھی ثابت ہو گیا

[۱] (لامع الدراری ص ۷۲) [۲] (فیض الباری ص ۲۶۱ الا ان السنہ الکاملہ ثلاثا ثلاثا ولا اصل فی الواجب غسل الاعضاء مرة مرة والزیادة علیها سنة عینی ج ۳ ص ۸)

توکل چارطریقوں سے وضوٗ ثابت ہوگیا چوتھا طریقہ جمع کا ہے۔

مرةً:...... ظرفیت کی بنا پر منصوب ہے۔

سوال:...... اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے اور لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ نے تمام عمر میں ایک بار وضوٗ کیا جب کہ ایسا نہیں اور یہ بات تو ظاہر البطلان ہے۔

جواب اول:...... لا یلزم بل تکرار لفظ مرة یقتضی التفصیل والتکریر[1]

جواب ثانی:...... ان المراد انه غسل فی کل وضؤ کل عضو مرة مرة لان تکرار الوضؤ من رسول الله ﷺ معلوم بالضرورة من الدین هکذا قاله الکرمانی[2]

(۱۱۸)

باب الوضوء مرتین مرتین

وضو میں ہر عضو کو دو دو مرتبہ دھونا

(۱۵۹) حدثنا الحسین بن عیسیٰ قال ثنا یونس بن محمد قال انا فُلَیْحُ بن سلیمان
ہم سے حسین بن عیسیٰ نے بیان کیا، ان سے یونس بن محمد نے انہیں فلیح بن سلیمان
عن عبدالله بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن عباد بن تمیم
نے عبداللہ بن بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے واسطے سے خبر دی، وہ عباد بن تمیم سے نقل کرتے ہیں
عن عبد الله بن زیدؓ ان النبی ﷺ توضأ مرتین مرتین
وہ عبد اللہ بن زیدؓ کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے وضو میں اعضاء کو دودو بار دھویا

[1] (عینی ج ۳ ص ۳) [2] (عینی ج ۳ ص ۳ فتح الباری ص ۱۳۰ ای اکل عضو)

﴿تحقیق وتشریح﴾

ای هذاباب فی بیا ن الوضؤمرتین مرتین لکل عضو .

عبداللہ بن زید:...... یہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں،اور صاحب رؤیا اذان عبدالله بن زید بن عبد ربه ہیں۔

مرتین مرتین:...... ظرفیت کی بنا پر منصوب ہے۔

(۱۱۹)

﴿باب الوضوء ثلثا ثلثا﴾

وضو میں ہر عضو کو تین تین بار دھونا

(۱۶۰)حدثنا عبد العزیز بن عبد الله الا ویسی قال حدثنی ابراهیم بن سعدعن ابن شهاب
ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ الاویسی نے بیان کیا،ان سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا،وہ ابن شہاب سے نقل کرتے ہیں انھیں
ان عطآء بن یزید اخبرہٗ ان حمران مولیٰ عثمان اخبرہٗ انهٗ رأیٰ عثمان بن عفان رض
عطابن یزید نے خبردی،انہیں حمران حضرت عثمانؓ کے مولیٰ نے خبردی کہ انھوں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو دیکھا ہے
دعا بانآء فافرغ علیٰ کفیه ثلٰث مرار فغسلهما
کہ انھوں نے (حمران سے) پانی کا برتن مانگا (اور لے کر) پہلے اپنی ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر انھیں دھویا
ثم ادخل یمینهٗ فی الا نآء فمضمض وا ستنثر ثم غسل وجهه ثلٰثا
اس کے بعد اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور (پانی لے کر) کلی کی اور ناک صاف کی ، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا

ویدیه الی المرفقین ثلٰث مرار ثم مسح برأسه ثم غسل رجلیه ثلٰث مرار الیٰ الکعبین
اور کہنیوں تک تین بار اپنے ہاتھ دھوئے پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر ٹخنوں تک تین مرتبہ اپنے پاؤں دھوئے
ثم قال قال رسول الله ﷺ من توضا نحووضوئی هٰذا ثم صلیٰ رکعتین
پھر کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعت ایسی پڑھے
لا یحدث فیهما نفسه غفرله ما تقدم من ذنبه
جن میں اپنے آپ سے کوئی بات نہ کرے (یعنی خشوع وخضوع سے نماز پڑھے) تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کردئے جاتے ہیں
وعن ابراهیم قال صالح بن کیسان قال ابن شهاب و لکن عروة یحدث عن حمران
اور روایت کی عبدالعزیز نے ابراہیم سے، انہوں نے صالح بن کیسان سے، انہوں نے ابن شہاب سے، لیکن عروہ حمران سے روایت کرتے ہیں
فلما توضأ عثمانؓ قال لاحدثنکم حدیثا لولا اٰیة ماحدثتکموه
کہ جب حضرت عثمانؓ نے وضو کیا تو فرمایا، میں تم سے ایک حدیث بیان کروں گا اگر (اس سلسلہ میں) آیت (نازل) نہ ہوتی تو میں حدیث تم کو نہ سناتا
سمعت النبی ﷺ یقول لایتوضارجل فیحسن وضوٓءه و یصلی الصلوٰة
میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ (ﷺ) فرماتے تھے کہ جب بھی کوئی شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے اور (خلوص کے ساتھ) نماز پڑھتا ہے
الاغفرلهٗ ما بینهٗ وبین الصلوٰة حتی یصلیها
تو اس کے ایک نماز سے دوسری نماز کے پڑھنے تک کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں
قال عروة الاٰیة اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا
عروہ کہتے ہیں وہ آیت یہ ہے (جس کا مطلب یہ کہ) جو لوگ اللہ کی اس نازل کی ہوئی ھدایت کو چھپاتے ہیں جو اس نے لوگوں کے لئے اپنی کتاب میں بیان کی ہے، ان پر اللہ کی لعنت ہے اور (دوسرے) لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے

انظر: ۱۶۰، ۱۶۴، ۱۹۳۴، ۶۴۳۳

عثمان بن عفان: کل مرویات: ۱۴۶

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

تحدیث نفس کے بارے میں قاضی عیاضؒ اور علامہ نوویؒ کا اختلاف:......قاضی عیاضؒ عموم پر محمول کرتے ہیں کہ تحدیث بالکل نہ ہو۔ نہ دنیوی، نہ اخروی، نہ اختیاری، نہ غیر اختیاری۔ پھر جا کر یہ درجہ ملے گا [۱]

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ تحدیث دنیاوی خیالات کے ساتھ مقید ہے، آخرت کے خیالات مضر نہیں ہیں اسی طرح دینی خیالات بھی مضر نہیں ہیں مثلاً قرآن کے معنی سوچ رہا ہے اور اسی طرح غیر اختیاری بھی معاف ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ((ان الله تجاوز عن امتي ماوسوست به صدرها مالم تعمل به او تتكلم)) [۲]

علامہ ابن حجرؒ نے علامہ نوویؒ کی تائید کی ہے، کہ ہجوم کر کے جو آجاتے ہیں کہ جن کو دفع نہیں کر سکتا وہ معاف ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ علامہ نوویؒ تحدیث کی تقیید کرتے ہیں کہ دنیوی خیالات ہوں اور اختیاری ہوں، دینی اور اخروی خیالات چاہے اختیاری ہوں چاہے غیر اختیاری لا باس بہ۔

بہتر:......اس اختلاف کے باوجود اتفاقی طور پر بہتر یہی ہے کہ بالکل نہ آئیں تو اعلیٰ درجہ ہے [۳]

دو درجے:......

۱:......معافی کا درجہ ۲:......انعامی درجہ

انعامی:......درجہ یہ ہے کہ بالکل تحدیث نہ ہو، اور یہ درجہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاءؒ کے ساتھ خاص ہے۔

حضرت الاستاذ مدظلہ کی قاری فتح محمد صاحبؒ سے دو رکعت پر بات:......حضرت الاستاذ مدظلہ نے فرمایا کہ میں نے مدینہ منورہ میں حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ ساری زندگی گزر گئی مگر دو رکعتیں پڑھنی نہیں آئیں، دعا فرمائیں کہ کم از کم دو رکعتیں ہی پڑھنی آجائیں۔ تو یہ سن کر قاری فتح محمد صاحب رو پڑے اور میں بھی رو پڑا۔ حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ کا رونا تو، تو اضعاً تھا اور میں حقیقۃً رویا۔

---

۱ (قال القاضي عياض يريد بحديث النفس الحديث المجتلب والمكتسب واما مايقع في الخاطر غالبا فليس هو المراد عيني ج ۳ ص ۷) ۲ (مشكوة شريف ص ۱۸)
۳ (التحقيق فيه ان حديث النفس قسمان مايهجم عليها ويتعذر دفعها ومايترسل معها ويمكن قطعة فيحمل الحديث عليه دون الاول لعسر اعتباره (عيني ج ۳ ص ۷)

دو رکعتوں کا ایک اور واقعہ:......حضرت مولانا عبدالحیؒ صاحب اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے پاس بیعت کے لئے گئے، انھوں نے حضرت سید احمد شہیدؒ کے پاس بھیج دیا، سید احمد شہیدؒ عمر میں ان سے چھوٹے تھے، سید احمد شہیدؒ نے ہدایۃ النحو تک کتابیں پڑھی تھیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے پاس آئے، عرض کیا کہ مجھے الفاظ پیلے پیلے نظر آتے ہیں، فرمایا پڑھائی چھوڑ دو خدا تمہیں (اپنی رحمت سے) خود علم دے دیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا دنیا والوں نے دیکھا کہ اللہ پاک نے آپ کو کس قدر علم اور اس کے انوارات سے نوازا۔

بہر حال جب یہ دونوں حضرات سید احمد شہید کے پاس آئے ان کو دیکھ کر دل میں خیال آیا کہ اس لونڈے سے ہمیں کیا ملے گا تو ان کو کشف ہو گیا، سید احمد شہیدؒ نے ان سے فرمایا سنت کے مطابق دو رکعت پڑھ کر آؤ۔ بیعت کرلوں گا ساری رات وہ دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے، پوچھا تو بتلایا کہ جب بھی دو رکعت پڑھ کر لوٹنے لگتے تو خیال آتا کہ صحیح نہیں پڑھی گئیں، دوبارہ پڑھتے ہیں، اسی طرح رات گزر گئی۔

جہاد کے لیے جب بالاکوٹ تشریف لائے تو شاہ اسمٰعیل شہیدؒ وغیرہ کا خیال تھا کہ علماء سرحد کے سوالات کے جوابات ہمیں دینا پڑیں گے لیکن ہمیں جوابات دینے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی، آپ یعنی سید احمد شہیدؒ نے ہر قسم کے جوابات دیئے، جس قسم کا بھی سوال پوچھا گیا، فلسفہ کا ہو یا فقہ کا۔ آپ نے فوراً جواب دیا۔ پھر ہم نے آپ سے پوچھا کہ ایسے عجیب وغریب فلسفی وفقہی سوالات کے جوابات آپ نے کیسے دے دیئے، تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے امام ابوحنیفہؒ اور حضرت بوعلی سینا کی روح کو حاضر کر دیا، جب وہ فقہی سوال کرتے تو امام ابوحنیفہؒ کی روح کیطرف توجہ کرتا اور جب فلسفی سوال ہوتا تو بوعلی سینا کی روح کی طرف رجوع کرتا [۱]

غفرله ماتقدم من ذنبه:......يعنى من الصغائر دون الكبائر كذاهو مبين فى مسلم وظاهر الحديث يعم جميع الذنوب ولكنه خص بالصغائر والكبائر انماتكفره با لتوبة وكذلک مظالم العباد [۲]

اشکال:......اس جملہ کا سنن کی روایات سے تعارض ہے جن میں ہے کہ وضوء سے ہی سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں [۳] اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وضوء مع صلوۃ رکعتین سے معافی ہوتی ہے [۴]

جواب اول:...... سنن کی روایات اس کیلئے ناسخ ہیں کیونکہ انعامات امت پر بتدریج ہوئے ہیں۔

---

[۱] (فتح الباری ص ۲۶۱ بخاری ص ۲۷ فیض الباری ص ۲۴۲) [۲] عینی ج ۳ ص ۷) [۳] من توض هكذا غفر له ما تقدم من ذنبه وفى الصحيح من حديث ابى هريرة اذا توضا العبد المسلم خرجت خطاياه عينى ص ۱۳ ج ۲) [۴] تقرير بخارى ج ۲ ص ۳۲)

جواب ثاني: ...... قاعدہ ہے کہ جب کوئی عمل مصادف گناہ ہوجائے تو گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اگر مصادف للذنوب نہ ہو یعنی گناہ پہلے ہی معاف ہو چکے ہوں تو ترقی درجات ہوتی ہے[۱] اس سے ان احادیث کا تعارض بھی رفع ہوگیا، جس میں جمعہ الی الجمعہ اور عید الی العید مغفرت کا ذکر ہے [۲]

جواب ثالث: ...... گناہوں کی اقسام کے اعتبار سے یہ اختلاف ہے۔ کہ بعض گناہ صرف وضوء سے اور بعض وضوء اور نماز سے معاف ہوجاتے ہیں۔

جواب رابع: ......**ويحتمل ان يكون ذلك با ختلاف الاشخاص فشخص يحصل له ذلك عند الوضوء آخر عند تمام الصلوة** [۳]

قال ابن شهاب: ...... ابن شہاب اپنے دوسرے استاذ کا حوالہ دیکر اگلی بات بیان کرتے ہیں یاد رہے کہ اس سے پہلی روایت میں استاد عطاء تھے [۴]

فلماتوضأعثمانؓ: ...... یہ الفاظ اس حدیث میں ہیں پہلی میں نہیں۔

لولاية: ...... اگر آیت نہ ہوتی۔

سوال: ...... کونسی آیت کی طرف اشارہ کیا؟

جواب: ...... وہ آیت یہ ہے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا﴾ [۵]

سوال: ...... یہ آیت نہ ہوتی تو کیوں بیان نہ کرتے؟ اس کے علاوہ بھی تو آپ ﷺ کا حکم ہے کہ میرا حکم پہنچاؤ۔

جواب: ...... آیت سے خاص یہی آیت مراد نہیں بلکہ اس مضمون کی ہر آیت وحدیث مراد ہے۔

وجہ عدم بیان: ......

۱: ...... غلبہ رجاء والوں سے خوف زدہ ہوکر کہ اگر بیان کرتا ہوں تو غلبہ رجاء والے دو رکعت پڑھ کر فارغ ہوکر بیٹھ جائیں۔

۲: ...... دوسرا خوف یہ ہے کہ غلبہ عقل والے کہیں گے کہ اتنے سے عمل سے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے

---

[۱] (عینی ج ۳ ص ۱۳) [۲] (عینی ج ۳ ص ۱۳) [۳] (عینی ص ۱۳ ج ۳) [۴] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۳۳) [۵] پارہ ۲ (عینی ج ۳ ص ۱۲)

کیا؟ بعض لوگوں کو فضائل کی حدیثیں سن کر کھجلی ہونے لگتی ہے کہ تھوڑے سے عمل پر اتنا زیادہ ثواب کیسے مل جاتا ہے؟ تمہیں کیا تکلیف ہے؟

قسمت پڑیوں میں دس روپے کی پرچی پر دس لاکھ انعام کے طور پر مل جائیں تو بڑے خوش ہوتے ہیں سوال یہ ہے کہ تم وہ کیوں دیتے ہو؟ فرق صرف اتنا ہے کہ تم لوگوں سے اکھٹے کر کے دس لاکھ دیتے ہو اور اللہ تعالیٰ تو اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتے ہیں۔

مسائل مستنبطه:......

(۱) عالم پر فرض ہے کہ وہ دوسروں تک علم پہنچائے۔

(۲) عبادت اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے ہو۔

(۳) ان جیسے اعمال سے صغیرہ گناہوں کی معافی ہوتی ہے[۱]

(۱۲۰)

باب الاستنثار فی الوضوء

وضو میں ناک صاف کرنا

ذکرہٗ عثمان وعبداللہ بن زید وابن عباس عن النبی ﷺ

اس کو عثمان اور عبداللہ بن زید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے۔

(۱۶۱) حدثنا عبدان قال انا عبداللہ قال انا یونس عن الزھری قال اخبرنی ابو ادریس
ہم سے عبدان نے بیان کیا، انھیں عبداللہ نے خبر دی، انھیں یونس نے زہری کے واسطے سے خبر دی، انھیں ابوادریس نے بتایا

[۱] (عینی ج ۳ ص ۱۳ فتح الباری ص ۱۳۱ بخاری ص ۲۸ فیض الباری ص ۲۶۲)

انهٗ سمع ابا هریرةؓ عن النبی ﷺ انهٗ قال من تو ضأ فلیستنثر
انھوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جوشخص وضو کرے اسے چاہیئے کہ ناک صاف کرے
و من استجمر فلیوتر
اور جوکوئی ڈھیلے سے استنجاء کرے اسے چاہیئے کہ طاق عدد (یعنی ایک یا تین یاپانچ یاسات)ہی سے کرے

انظر: ۱۶۲

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله من توضأ فلیستنثر

سوال: ...... یہ ہے کہ اصولاً کلی کا ذکر مقدم ہونا چاہیے تھا لیکن امام بخاریؒ نے استنثار کو مقدم بیان فرمایا اس کے بعد مضمضہ کا ذکر فرمایا، خلاصہ یہ کہ ترتیبِ وضو کے خلاف کیوں کیا؟ استنثار کا ذکر پہلے آ گیا کلی کا ذکر نہیں کیا تو یہ ترتیب کے خلاف ہوگیا۔

اس کے شراح نے کئی جواب دیے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

جواب اول: ...... علامہ کرمانیؒ نے یہ کہہ کر جان چھڑالی کہ جی کسی ربط کا لحاظ نہیں ہے۔

جواب ثانی: ...... علامہ عینیؒ مناسبت بعیدہ بیان کرتے ہیں کہ وضوٗ کا بیان ہو رہا ہے اور استنثار وضوٗ سے متعلق ہی تو ہے اس سے باہر تو نہیں ہے۔

جواب ثالث: ...... لیکن بعض حضرات فرماتے ہیں کہ استنثار کو مقدم کرنیکی کوئی وجہ ضرور ہے۔ اور یہاں بیان اہمیت کی وجہ سے مقدم کیا کیونکہ امام احمد بن حنبلؒ اس کو وضوٗ میں واجب کہتے ہیں[۱]

جواب رابع: ...... علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی ایک جواب دیا ہے کہ ناک میں منہ کی بنسبت زیادہ تستر ہے اور اس میں تلویث بھی زیادہ ہے اور باطن کی صفائی ظاہر کی صفائی سے مقدم ہوتی ہے پھر جبکہ تلویث بھی زیادہ ہو تو اس اولویت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے مقدم کیا۔ کیونکہ ناک میں تطہیر باطن ہے [۲]

---

[۱] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۴۴) [۲] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۴۴)

جواب خامس:...... امام بخاریؒ نے یہ بے ترتیبی اختیار کر کے اشارہ کر دیا کہ وضوء میں ترتیب ضروری نہیں ہے۔

استنثار:...... کے معنی ناک جھاڑنا، نثرہ۔ ناک کی چونچ کو کہتے ہیں۔ تو استنثار کے معنی ہوں گے نثرہ (چونچ) کو حرکت دینا۔ تو اس میں چونکہ حرکت نثرہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو استنثار کہتے ہیں۔

استنشاق:...... پانی چڑھانے کو کہتے ہیں۔ تو وہ لزومی طور پر ثابت ہو گیا!

من استجمر فلیو تر:...... اس جملہ کے دو معنی ہیں۔

ا:...... **استجمار وهو مسح محل البول والغائط بالجمار،** جمار چھوٹے پتھر کو کہتے ہیں تو اس کا مطلب ہوگا استعمال جمار یعنی ڈھیلے کا استعمال۔

۲:...... دُھونی دینا۔ تو دونوں کام تین تین مرتبہ ہونے چاہیں لیکن تثلیث چونکہ اقل درجہ وتر ہے اس لئے تثلیث سے ترجمہ کر دیتے ہیں۔ لیکن کبھی تثلیث سے انقاء (صفائی) نہ ہو تو ایتار مستحب ہو جاتا ہے۔

(۱۶۲) حدثنا عبدالله بن یوسف قال انا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هریرةؓ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انھیں مالک نے ابوالزناد کے واسطے سے خبر دی، وہ اعرج سے، وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے

لے ذکره عثمان وعبد الله بن زید وابن عباسؓ عن النبی ﷺ (عینی ج۳ ص۳) ای ذکر الاستنثار فی الوضوء عثمان بن عفان الخ فتح الباری ص ۱۳۱ بخاری ص۲۸ لامع الدراری ص۷۵ والمعنی ان هؤلاء رووا الاستنثار فی الوضوء اما الذی رواه عثمانؓ فقد اخرجه موصولا فی الباب الذی قبله واما الذی رواه عبد الله بن زید فقد اخرجه موصولا فی باب المسح واما حدیث ابن عباسؓ فقد اخرجه موصولا فی باب غسل الوجه من غرفة عینی ص۱۴ ج۳)

ان رسول اللهﷺقال اذا توضأ احدکم فلیجعل فی انفه مآء

نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اسے چاہیئے کہ اپنی ناک میں پانی دے

ثم لیستنثر و من استجمر فلیوتر

پھر (اسے) صاف کرے اور جو شخص ڈھیلوں سے استنجاء کرے اسے چاہیئے کہ بے جوڑ عدد (یعنی ایک یا تین یا پانچ) سے استنجاء کرے

واذا استیقظ احدکم من نومه فلیغسل یدهٗ قبل ان یدخلها فی وضوئه

اور جب تم میں سے کوئی سو کر اٹھے تو وضو کے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اسے دھولے

فان احدکم لا یدری این باتت یده

، کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا

راجع: ۱۶۱

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله ومن استجمر فلیوتر

ربط: ...... یہ باب فی الباب کے قبیل سے ہے دراصل پہلے باب کی دلیل بیان ہورہی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ جب کسی باب کیلئے کوئی دلیل قائم کرتے ہیں اور اس باب میں کوئی اہم بات پیش آجاتی ہے تو اس کا بھی باب باندھ دیتے ہیں یہاں بھی ایسے ہی ہوا ہے۔

واذااستیقظ احدکم من نومه: ...... حدیث کے اس جملہ کے تحت دو بحثیں ہیں۔

البحث الاول: ......

سوال اول: ...... **من نومه** اس قید کی کیا ضرورت تھی؟ کیا کوئی کسی دوسرے کی نیند سے بھی جاگتا ہے یعنی من نومه کہنے میں کیا حکمت ہے؟ جیسے متنبی کہتا ہے۔ **ماالخل الامن اود بقلبه. وادیٰ بطرف لایریٰ بسوائه**

جوابِ اول: ...... دراصل غشی سے احتراز ہے۔

جوابِ ثانی:...... لیٹ کر اٹھنے سے احتراز ہے جبکہ سویا نہ ہو۔

سوال:...... احدکم کی قید کیوں لگائی؟

جواب:...... اس سے اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ یہ مسئلہ نوم امت کا ہے، نوم انبیاء علیھم السلام کا نہیں

البحث الثانی:...... یہ حکم نومِ لیل کے ساتھ خاص ہے یا مطلق ہے؟

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم نوم لیل کے ساتھ خاص ہے۔ جمہورؒ کہتے ہیں کہ یہ حکم مطلق ہے کہ نوم لیل ہو، نہار ہو، قائماً ہو، جالساً ہو۔ آپ کو حیرانگی ہوگی کہ نوم قائماً کیسے؟

نوم قائماً کا ایک واقعہ:...... حضرت الاستاذ نے اپنا اور اپنے تکراری کا ایک واقعہ سنایا کہ ہم دونوں تکرار کر رہے تھے تکراری ساتھی نے کہا کہ میں پانی پی کر آتا ہوں وہ پانی پینے گیا اور میں کافی دیر انتظار کرتا رہا وہ واپس ہی نہ آیا ،اضطراب ہوا، جا کر دیکھا تو پانی کے پاس کھڑا سو رہا تھا۔

امام احمد بن حنبلؒ کی دلیل:...... روایت ترمذی ہے کہ جسمیں **اذا استیقظ احدکم من اللیل** کے الفاظ ہیں[1]

جواب اول:...... یہ قید احترازی نہیں غالبی ہے۔

جواب ثانی:...... آپ ﷺ نے مُعَلَّل ذکر فرمایا ہے آخر میں علت ذکر فرمائی۔ **فانہ لایدری این باتت یدہ** اس علت کا تقاضا ہے کہ نوم لیل و نہار وغیرہ مساوی ہو۔

جواب ثالث:...... نوم کی حقیقت مساوی ہے نوم نہار ہو یا نوم لیل، ایسا نہیں کہ ایک میں استغراق ہو اور ایک میں نہ ہو، اور ایسا بھی نہیں کہ دن کو پتہ چل جائے اور رات کو پتہ نہ چلے۔

فلیغسل یدہ قبل ان ید خلھا:...... اس جملہ کے تحت بھی دو بحثیں قابل ذکر ہیں

۱:...... ایک یہ کہ ہاتھ دھونا فرض ہے یا مستحب ۲:...... دوسری یہ کہ ہاتھ دھونا احکام وضوء میں ہے یا احکام میاہ میں سے۔ اسکی تفصیل درج ذیل ہے۔

---

[1] (ترمذی ص ۱۳ ج ۱)

البحث الاول :...... ظاہریہ کا مذہب۔ اصحاب ظواہر کے نزدیک پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ کا دھونا واجب ہے۔

جمہورؒ کامذہب :...... جمہور علماء وفقہاؒ کے نزدیک پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ کا دھونا مستحب ہے۔

اصحاب ظواہر :...... نے تو یہاں تک کہدیا کہ اگر ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں ڈال دیئے تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔

تعجب خیز بات :...... ظاہریہ کا مذہب تو کیا ہی عجیب ہے؟ کہتے ہیں کہ ہاتھ دھوئے بغیر ڈالو گے تو ناپاک ہوجائے گا اور اگر ماء راکد میں پیشاب ڈال دو تو ناپاک نہیں ہوگا۔ انکے پاس اس پر دلیل بھی ہے یہ نہ سمجھیں کہ دلیل نہیں ہے۔

دلیل اصحاب ظواہر :...... روایت ابو ہریرہؓ ہے جس میں ہے **لا یبولن احدکم فی الماء الدائم** اس سے معلوم ہوا کہ **بول فی الماء** ممنوع ہے۔ کیونکہ اس سے روکا گیا ہے اور اگر آپ نے **بول فی ناحیۃ الماء** کیا ہے اور وہ بہہ کر چلا گیا تو یہ ناپاک نہیں ہے [۱]

جمہور کے نزدیک ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا مستحب ہے۔

جمہورؒ کی دلیل قرینہ ہے :...... کہ ان ہاتھوں کا ناپاک ہونا یقینی نہیں ہے بلکہ توہُّم ہے، عرب والے چونکہ پانی استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ براز کے بعد ڈھیلے استعمال کرتے تھے، اور ایک لمبا سا کرتہ پہنتے تھے نیچے لنگوٹ وغیرہ نہ ہوتا تھا تو ہاتھ شرمگاہ تک پہنچ سکتا تھا۔ اس وہم کی وجہ سے دھونے کا حکم ہے چونکہ وہم سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا اس لیے مستحب قرار دیا، ہاتھ سونے سے پہلے تو پاک ہوتے ہیں سونے کے بعد وہم ہوا، اور شک کیوجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا۔ **الیقین لا یزول بالشک**۔

اعتراض :...... ظاہریہ نے یہ اعتراض کیا ہے، اور کہا ہے کہ ہم فقہ کو جانتے ہیں ہمیں صرف ظاہریہ ہی نہ سمجھو وہ کہتے ہیں کہ جب نیند کی حالت میں نجاست کا وہم ہو تو تم نے (یعنی جمہورؒ نے) ہاتھ دھونے کو مستحب قرار دیا ہے، سوال یہ ہے کہ ایک آدمی باوضوء سویا ہو تو اس صورت میں خروج نجاست کا وہم ہی تو ہے پھر تم یعنی جمہور وضوء کو واجب کیوں کہتے ہو؟

---

[۱] (وید خل فیه عدة مسائل من الحدیث من متعلقات الوضوء او المیاه فیض الباری ص ۲۶۳)

نفس بڑا چالاک ہے بات سمجھنے ہی نہیں دیتا کہتا ہے کہ ہم سمجھ کر عمل کر رہے ہیں کوئی شخص جو یہ کہتا ہے کہ میں حدیث پر عمل کرتا ہوں فقہ پر عمل نہیں کرتا تو اس کا یہ کہنا بھی غلط ہے کیونکہ حدیث سمجھنے کو تو فقہ کہتے ہیں، فقہ قرآن وحدیث سے جدا نہیں بلکہ قرآن وحدیث کو سمجھنے کا نام ہی فقہ ہے۔

جواب اول: ...... ظاہریہ کے اعتراض کا پہلا جواب یہ ہے کہ نائم کے لئے وضو کا وجوب صریح حدیث میں موجود ہے۔ اور شارع علیہ السلام سے ثابت ہے جب شارع علیہ السلام سے ایک بات ثابت ہو جائے تو اب یہاں چاہے توہم ہو جائے چاہے کچھ اور، اب قیاس اس کے مقابلہ میں حجت نہیں رہا جیسے یہ آیت دلیل ہے ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ﴾[1] ایسے ہی حدیث وکاء السہ العینان بھی دلیل ہے[2]

جواب ثانی: ...... توہم توہم میں بھی فرق ہے۔ ایک تو ہم محض تو ہم کے درجہ میں ہے وقوع کی کوئی اغلبیت نہیں اور ایک وہ تو ہم وہ ہے جس میں وقوع کی اغلبیت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ((فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ)) لیٹنے سے جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور جب جوڑ ڈھیلے ہو جائیں تو وقوع اغلب ہے لھذا آپ ﷺ نے نوم ہی کو حدث (بے وضوگی) کے قائم مقام قرار دے دیا۔ بخلاف مسئلۃ الباب کے کہ پہلے تو یہی احتمال ہے کہ محل نجاست میں نجاست ہے بھی یا نہیں؟ پھر ہاتھ پہنچا بھی ہے یا نہیں؟ پھر اگر ہاتھ پہنچ گیا ہے تو نجاست لگی ہے یا نہیں؟ کیونکہ پسینہ ہو تو نجاست لگتی ہے ورنہ نہیں، الحاصل یہاں تین موانع موجود ہیں جبکہ وہاں نہیں۔

البحث الثانی: ...... سو کر اٹھنے کے بعد پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھونے کا حکم احکام میاہ سے متعلق ہے یا احکام وضوء سے، اس میں اختلاف ہے۔

عند الجمھورؒ: ...... احکام میاہ سے ہے۔

عند البعض: ...... احکام وضوء سے ہے۔

ثمرۂ اختلاف: ...... جو حضرات ہاتھ کے دھونے کو احکام وضوء سے مانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہاتھ دھوتے ہوئے جب بسم اللہ الخ پڑھے گا تو اسے دوبارہ وضوء شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہاتھ دھونا

---

[1] (۶ پارہ) [2] ابو داؤد ص ۳۰ ج ۱)

احکام وضوء میں سے ہے، لھذا پہلی بسم اللہ کافی ہے۔ بخلاف دوسرے حضرات کے ان کے نزدیک دوبارہ پڑھنی پڑے گی پہلی کافی نہ ہوگی، کیونکہ ان کے نزدیک ہاتھ دھونا احکام میاہ میں سے ہے۔

فائدہ:...... اب تو اکثر مساجد میں ٹونٹیاں لگی ہوئی ہیں، برتن میں ہاتھ ڈالنے کی نوبت ہی نہیں آتی ضرورت ہی نہیں پڑتی لھذا اب مسئلہ بھی نہ رہا، ہاں اگر کہیں برتن میں پانی ہو تو پھر اس کا خاص خیال رکھا جائے گا۔

سوال:...... برتن اگر چھوٹا نہ ہو بلکہ بڑا ہو تو اب ہاتھ کیسے دھوئے جائیں۔

جواب:...... تو اس کی صورت یہ ہے کہ کپڑا پانی میں ڈالیں جب بھیگ (تر ہو) جائے تو نچوڑ کر ہاتھ دھولے

سوال:...... اگر کپڑا نہ ہو تو پھر کیا کرے؟

جواب:...... تو صرف تین انگلیاں پانی میں ڈال کر تھوڑا تھوڑا پانی لیکر ہاتھ دھوئے پھر پورا ہاتھ ڈال لے۔

اعتراض:...... ہاتھوں کے متعلق تو کہہ دیا کہ جب سو کر اٹھیں تو پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھولو۔ کیونکہ محل نجاست تک پہنچ کر نجاست لگنے کا احتمال ہے۔ تو کپڑا جو ہر وقت ساتھ لگا رہتا ہے اسکو دھونے کا حکم کیوں نہیں دیتے۔

جواب:...... اسکی دو وجہیں ہیں۔

اول:...... ایک تو اس وجہ سے کہ اس میں ابتلاء زیادہ ہے جبکہ ہاتھوں میں اتنا ابتلاء نہیں ہے۔

ثانی:...... دوسرا یہ کہ ہاتھوں کا ضرر متعدی ہے کپڑے کا نہیں۔

این باتت یدہ:...... (ترجمہ) ''کہاں ہوتے ہیں ہاتھ اس کے''۔ کہیں یہ ترجمہ کرکے پھنس نہ جائیں کہ ''کہاں رات گزاری اس کے ہاتھ نے''۔

مسائل مستنبطہ:......

(۱) وقوع نجاست سے پانی ناپاک ہوجاتا ہے، یہ حدیث مالکیہؒ کے خلاف ہے۔

(۲) نوم انبیاء علیہم السلام اور نوم امت میں فرق ہے۔

(۳) وہ شارع (ﷺ) جو احتمال نجاست پر بھی ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں ہاتھ ڈالنے سے روک رہا ہو، ان سے یہ کیسے ممکن ہے کہ حیض کے چیتھڑے پڑے ہوں اور سیلاب کا گندا پانی پڑا ہو، اور وہ وہاں سے کھلے دل سے وضوء کرنیکا حکم دیں وہ ایسا حکم ہرگز نہیں دے سکتے آخر شان نظافت بھی تو کوئی چیز ہے۔

(۱۴۲)

﴿باب غسل الرجلين ولا يمسح على القدمين﴾

دونوں پاؤں دھونا اور قدموں پر مسح نہ کرنا

(۱۶۳)حدثنا موسی قال ثنا ابو عوانة عن ابی بشر عن یوسف بن ماهک عن عبداللّٰہ بن عمرو
ہم سے موسیٰ نے بیان کیا ان سے ابوعوانہ نے، وہ ابوبشر سے وہ یوسف بن ماہک سے، وہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں
قال تخلف النبی ﷺ عنا فی سفرة فادرکنا وقد ارهقنا العصر
وہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں ہم سے پیچھے رہ گئے، پھر (کچھ دیر بعد) آپؐ نے ہمیں پالیا اور عصر کا وقت آ پہنچا
فجعلنا نتوضأ و نمسح علی ارجلنا
تو ہم وضو کرنے لگے اور (اچھی طرح پاؤں دھونے کے بجائے) ہم پاؤں پر مسح کرنے لگے (یہ دیکھ کر دور سے)
فنادیٰ باعلیٰ صوته ویل للا عقاب من النار مرتین او ثلثا
آپ (ﷺ) نے بلند آواز سے فرمایا ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے، دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا

راجع: ٦٠

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة تفهم من انکار النبی ﷺ مسحهم علی ارجلهم لانه ما انکر علیهم بالوعید الا لکونهم لم یستوفوا غسل الرجلین[1]

ربط ۱ : ...... علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس باب کو ماقبل سے کوئی ربط نہیں۔ کیونکہ امام بخاریؒ کے ہاں ترتیب کوئی ضروری نہیں۔

[1] (عینی ص ۲۱ ج ۳)

ربط ۲: …… علامہ عینی فرماتے ہیں کہ وضوء کے احکام کا بیان ہو رہا ہے اور یہ باب بھی تو احکام وضوء سے تعلق رکھتا ہے۔[1]

ربط ۳: …… شیوخ اساتذہؒ فرماتے ہیں کہ بیان استنثار کا چل رہا ہے اور یہ باب استنثار کے مبالغہ پر دلیل کے طور پر لا رہے ہیں تو یہ دراصل ناک کی صفائی میں استیعاب پر پہلے باب کا تتمہ ہوا، چونکہ کوئی دلیل نہیں ملی تو پاؤں کے استیعاب سے استدلال کیا۔ تو اس باب کی غرض پاؤں کا استیعاب ہے اور ربط یہ ہوا کہ یہ پہلے باب کا تتمہ ہے۔

حدثنا موسی قال حدثنا ابو عوانة: …… جمہورؒ نے غسل رجلین کے وجوب پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

(۱۲۳)

باب المضمضة فی الوضوء قاله ابن عباس وعبدالله بن زید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وضو میں کلی کرنا، اس کو ابن عباسؓ اور عبداللہ بن زیدؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے

(۱۶۴) حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی عطاء بن یزید

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا انہیں شعیب نے زہری کے واسطے سے خبر دی، انھیں عطاء بن یزید نے

عن حمران مولیٰ عثمان بن عفان انه رأیٰ عثمان دعا بوضوء

حمران مولیٰ عثمان بن عفان کے واسطے سے خبر دی، انہوں نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کا پانی منگوایا

فافرغ علیٰ یدیه من انآئه فغسلهما ثلٰث مرات ثم ادخل یمینه فی الوَضوء

اور اپنے دونوں ہاتھوں پر برتن سے پانی (لے کر) ڈالا پھر دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھویا، پھر اپنا داہنا ہاتھ وضو کے پانی میں ڈالا

ثم تمضمض واستنشق واستنثر ثم غسل وجههٗ ثلٰثا ویدیه الی المرفقین ثلٰثا

پھر کلی کی، پھر ناک میں پانی چڑھایا ناک صاف کی، پھر تین دفعہ منہ دھویا، پھر کہنیوں تک تین دفعہ ہاتھ دھوئے

ثم مسح برأسه ثم غسل کل رجل ثلٰثا ثم قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ نحو وضُوئی هٰذا

پھر سر کا مسح کیا، پھر ہر ایک پاؤں تین دفعہ دھویا، پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ میرے اس وضو جیسا وضو فرمایا کرتے تھے

[1] والمناسبة بینهما ظاهرة لان کلا منهما مشتمل علی حکم من احکام الوضوء : عمدة القاری ص ۲۱ ج ۳

وقال من توضأ نحو وضوئی هٰذا ثم صلیٰ رکعتین
اور آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص میرے اس وضو جیسا وضو کرے اور (خلوص دل سے) دو رکعت پڑھے
لا یحدث فیهما نفسه غفراللّٰہ ما تقدم من ذنبه.
(جس میں اپنے دل سے باتیں نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ معاف فرمادیتا ہے ۔

راجع: ۱۵۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله ثم تمضمض [۱]

سوال: ...... قاله میں قال کی ضمیر کا مرجع ابن عباسؓ ہیں تو (ہ) ضمیر منصوب متصل کا مرجع کون ہے؟

جواب: ...... (ہ) ضمیر کا مرجع مضمضہ ہے۔

سوال: ...... راجع اور مرجع کے درمیان مطابقت نہیں راجع ضمیر مذکر ہے اور مرجع مضمضہ مؤنث ہے، جبکہ مطابقت ضروری ہے۔

جواب اول: ...... مضمضہ مصدر ہے یستوی فیه التذکیر والتانیث اور قول بمعنی الحکایہ ہے۔

جواب ثانی: ...... ضمیر کا مذکر لانا مذکور کے اعتبار سے ہے [۲]

---

[۱] والمناسبة بین البابین: من حدیث ان کلا منهما مشتمل علی حکم من احکام الوضوٗ قاله ابن عباسؓ هذا تعلیق منه ای من البخاری ولکنه اخرج حدیث ابن عباس موصولا فی باب غسل الوجه بالیدین (عینی ج۳ ص۲۲) وعبداللّٰہ بن زیدؓ :...... وکذاحدیث عبداللّٰہ بن عاصمؓ اخرجه موصولا فی باب غسل الرجلین الی الکعبین علی ما یأتی عن قریب (عمدة القاری ج۳ ص۲۲۰) [۲] (عمدة القاری ج۳ ص۳۲)

(۱۲۴)

﴿باب غسل الا عقاب﴾

وکان ابن سیرین یغسل موضع الخاتم اذاتوضأ

ایڑیوں کا دھونا، ابن سیرینؒ وضو کرتے وقت انگوٹھی کے نیچے کی جگہ (بھی) دھویا کرتے تھے

(۱۶۵) حدثنا اٰدم بن ابی ایا س قال حدثنا شعبة قال حدثنا محمد بن زیاد قال سمعت اباهریرةؓ
ہم سے اٰدم بن ابی ایاس نے ذکر کیا، ان سے شعبہ نے ان سے محمد بن زیاد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا
وکان یمربناوالناس یتوضئون من المِطْهَرة فقال اسبغوا الوضوء
وہ ہمارے پاس سے گزرے اور لوگ بڑے برتن سے وضو کر رہے تھے آپ نے کہا اچھی طرح وضو کر و
فان ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم قال ویل للاعقاب من النار
کیونکہ ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (خشک) ایڑیوں کیلئے آگ کا عذاب ہے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله ویل للاعقاب من النار

سوال:...... اس سے پہلے مضمضہ کا بیان تھا۔ اب ایڑیوں کا بیان ہے، کہاں مضمضہ اور کہاں ایڑیاں؟ دونوں بابوں میں ربط نہیں۔

جواب:...... جیسے اس سے پہلے غسل الرجلین کا باب لا کر استنثار میں استیعاب پر استدلال کیا۔ ایسے ہی یہ

باب لاکر بتلایا کہ مضمضہ میں پانی اخیر تک پہنچانا ہے۔ کیونکہ ایڑیاں پاؤں کے اخیر میں ہوتی ہیں [۱]

سوال :...... اس عبارت کا ترجمۃ الباب کے ساتھ کیا ربط ہے؟

جواب:...... اس سے امام بخاریؒ کا مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ اعضاءِ وضو کے دھونے میں استیعاب کرنا ضروری ہے تو امام بخاریؒ نے استیعاب کی ایک مثال دے دی [۲]

فان اباالقاسم:...... دیکھئے استدلال حدیثِ مرفوع سے ہے۔ حضرت ابو ہریرۃؓ غسل رِجلین پر اس سے استدلال کررہے ہیں۔ تو امام بخاریؒ کرلیں تو کیا حرج ہے [۳]

(۱۲۵)

باب غسل الرجلین فی النعلین ولایمسح علی النعلین

جوتوں کے اندر پاؤں دھونا اور (محض) جوتوں پر مسح نہ کرنا

(۱۶۶) حدثنا عبداللّٰہ بن یوسف قال انا مالک عن سعید المقبری عن عبید بن جریج
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا انھیں مالک نے سعید المقبری کے واسطے سے خبر دی وہ عبید اللہ بن جریج سے نقل کرتے ہیں

[۱] وکان ابن سیرینؒ یغسل موضع الخاتم اذا توضأ الاول. ان ھذاالتعلیق اخرجہ ابن ابی شیبۃؒ فی مصنفہ بسند صحیح موصولا عن ھشیمؒ عن خالدؒ عن ابن سیرینؒ وکذا اخرجہ البخاریؒ موصولافی التاریخ عن موسی بن اسماعیلؒ عن مھدی بن میمونؒ عنہ ,, انہ کان اذا توضأحرک خاتمہ،،الثانی .مذاھب العلماء فیہ فقال اصحابنا الحنفیۃ تحریک الخاتم الضیق من سنن الوضؤ لانہ فی معنی تخلیل الاصابع وان کان واسعا لایحتاج الی تحریک وبھٰذا التفصیل قال الشافعیؒ واحمدؒ قال ابن المنذرؒ وبہ اقول وکان ابن سیرینؒ وعمرو بن دینارؒ وعروۃؒ وعمرؒ بن عبدالعزیز والحسنؒ وابن عیینۃ وابوثورؒ یحرکونہ فی الوضؤ(عینی ص ۲۲،۲۳ ج۳)
[۲] المطھرۃ.بکسر المیم وفتحھا الاداوۃ والفتح اعلٰی ویجمع علٰی مطاھر وفی الحدیث السواک مطھرۃ للفم ومرضاۃ للرب ،،(عینی ج۳ ص ۲۳) [۳] فان اباالقاسم. الفاء للتعلیل وابو القاسم کنیۃ رسول اللّٰہ ﷺ(عینی ج۳ ص ۲۴)

انه قال لعبداللہ بن عمر یا ابا عبدالرحمن رأیتک تصنع اربعا لم ار احدامن اصحابک یصنعها

کہ انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمن! میں نے تمہیں چار ایسے کام کرتے ہوئے دیکھا جنہیں تمہارے ساتھیوں کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا

قال وما ھی یاابن جریج قال رأیتک لا تمس من الارکان الا الیمانین

وہ کہنے لگا اے ابن جریج وہ (چار کام) کیا ہیں؟ ابن جریج نے کہا کہ میں نے طواف کے وقت آپ کو دیکھا کہ تم دو یمانی رکنوں کے سوا کسی اور رکن کو نہیں چھوتے

و رأیتک تلبس النعال السبتیّة و رأیتک تصبغ بالصفرة

(دوسرے) میں نے آپ کو سبتی جوتے پہنے ہوئے دیکھا اور (تیسرے) میں نے دیکھا کہ تم زرد رنگ استعمال کرتے ہو

و رأیتک اذاکنت بمکة اَھَلَّ الناس اذا رأوا الھلال

اور (چوتھی بات) میں نے یہ دیکھی کہ جب تم مکہ میں تھے لوگ (ذی الحجہ کا) چاند دیکھ کر لبیک پکارنے لگتے ہیں (اور) حج کا احرام باندھ لیتے ہیں

ولم تُھِلَّ انت حتیٰ کان یوم الترویة قال عبداللہ اما الارکان فانی لم ار

اور تم آٹھویں تاریخ تک احرام نہیں باندھتے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا کہ (دوسرے) ارکان کو تو میں یوں نہیں چھوتا کہ میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمس الا الیمانیین واما النعال السبتیة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمانی رکنوں کے علاوہ کوئی رکن چھوتے ہوئے نہیں دیکھا اور رہے سبتی جوتے

فانی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس النعال التی لیس فیھا شعر

تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے جوتے پہنے ہوئے دیکھا کہ جن کے چمڑے پر بال نہیں تھے

ویتوضأ فیھا فانا احب ان البسھا واما الصفرة فانی

اور آپ انہی کو پہنے پہنے وضو فرمایا کرتے تھے، تو میں بھی انہیں کو پہننا پسند کرتا ہوں اور زرد رنگ کی بات یہ ہے کہ میں نے

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصبغ بھا فانی اُحِبُّ ان اصبغ بھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے رنگتے ہوئے دیکھا ہے تو میں بھی اسی رنگ سے رنگنا پسند کرتا ہوں

واما الاھلال فانی لم ار رسول اللہ ﷺ یھل حتیٰ تنبعث بہ راحلتہ
اور احرام باندھنے کا معاملہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت احرام باندھتے دیکھا جب آپ کی اونٹنی آپؐ کو لے کر نہ اُٹھتی

انظر: ۱۵۱۴، ۱۵۵۲، ۱۶۰۹، ۲۸۶۵، ۵۸۵۱

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله ویتوضأ فیھا

ربط اور غرض البخاریؒ: ...... غسلِ رِجلین کا بیان اور باب چل رہا تھا ۔ تو امام بخاریؒ نے کہا کہ یہ بھی بتلا دیا جائے کہ اگر غسل رِجلین فی النعلین میں استیعاب ہو جائے تو بھی کافی ہے۔ اصل مقصود ان ابواب سے اسباغِ وضوء ہے وہ حاصل ہونا چاہئے۔ چاہے غسل رجلین فی النعلین کی صورت میں بھی کیوں نہ ہو۔ لیکن پاؤں پر مسح نہ کرے۔ یہ مقصودی ترجمہ تو نہیں ہے لیکن چونکہ حدیث سے عدم مسح علی النعلین ثابت ہوتا تھا اس لئے اس کو بھی ترجمہ کا جزء بنا دیا۔ حدیث میں صراحۃً مذکور نہیں۔ اسی سے استنباط ہے کہ جوتوں میں پاؤں دھوتے تھے۔ تو یہ تبعاً جزء ہے [1]

روایت الباب میں ابن جریجؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ پر چار اعتراضات کئے ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ اور ان کے جوابات بھی حاضر ہیں۔

اعتراض اول: ...... آپؓ صرف یمانیین کا استلام کرتے ہیں۔ چاروں رکنوں کا استلام نہیں کرتے ۔ آخر ایسا کیوں؟ (حضرت امیر معاویہؓ اور بعض دوسرے حضرات کا مذہب چاروں ارکان کے استلام کا تھا)

جواب: ...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں تو حضور ﷺ کی سنت کا متبع ہوں میں نے آپ ﷺ کو یمانیین کا استلام کرتے ہی دیکھا ہے۔

فائدہ: ...... یمانیین تغلیباً کہہ دیا ورنہ ایک رکن یمانی ہے اور دوسرا حجر اسود۔ اب رہی یہ بات کہ تغلیب کس کو دی جاتی ہے۔ تو اس میں سماع قاضی ہے۔ اور عرف قاضی ہے۔ نہ کہ قیاس۔

[1] مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "یتوضأ فیھا"، فان ظاھرہ کان علیه الصلاة والسلام یغسل رجلیه وھما فی نعلین (عینی ج۳ ص ۲۴)

اعتراض ثانی:...... آپ صاف دھوڑی کے جوتے پہنتے ہیں۔ سبتیة۔ اس چمڑے کو کہتے ہیں جس کے بال اتارے ہوئے ہوں۔ عرب میں ایسے جوتے پہننے کا رواج نہ تھا۔ اہل عرب چمڑے کے اوپر کے بال صاف نہیں کیا کرتے تھے۔

جواب:...... عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا رأیت رسول اللہ ﷺ **یلبس النعال التی لیس فیھا شعر**۔

اعتراض ثالث:...... آپ زرد رنگ سے رنگتے ہیں۔ کپڑے یا بال مراد ہیں؟

جواب:...... میں نے حضور ﷺ کو ایسے دیکھا ہے۔

اشکال :...... اس جواب نے مشکل میں ڈال دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا ہے۔ تو کیا جمہور بھی اس کو مانتے ہیں؟ جبکہ حضور ﷺ نے تو معصفر کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ (جیسا کہ حدیث پاک میں ہے) پھر جمہور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ سے رنگنا ثابت نہیں ہے۔ لہذا اب مشاہدہ ابن عمرؓ کی تاویل کرنے پڑے گی۔ کام بڑا مشکل ہے، کیونکہ مشاہدہ کو جھٹلا نہیں سکتے ویسے تو تاویلیں آسان ہوتی ہیں لیکن مشاہدہ کی تاویل بہت مشکل ہوتی ہے۔

جواب اول :...... آپ ﷺ نے کبھی بالوں کی صفائی کے لئے زرد مٹی کا استعمال کیا ہوگا۔ اس کا رنگ تو نہیں چڑھتا لیکن انہوں نے ایسی حالت میں دیکھا ہوگا۔

جواب ثانی:...... بعض مرتبہ بال سفید ہو جانے سے پہلے زردی مائل ہو جاتے ہیں جس کا مشاہدہ آپ بھی کرتے رہتے ہیں۔ تو ہو سکتا ہے کہ ایسی ہی صورت ہو۔

اعتراض رابع:...... آپؓ احرام یوم ترویہ کو باندھتے ہیں جبکہ باقی حجاج پہلی تاریخ کو باندھتے ہیں۔ تو اس میں دو باتیں ہوئیں (۱) ایک یہ کہ مکہ والے پہلے کیوں باندھتے تھے؟ (۲) اور دوسری یہ کہ آپ آٹھویں کو کیوں باندھتے ہیں؟

جواب:...... واقعہ یہ تھا کہ باہر سے طواف کے لئے آنے والے لوگ آٹھویں سے پہلے احرام باندھ کر آ جاتے تھے۔ اور مکہ والے سلے ہوئے کپڑوں میں پھرتے رہتے۔ حضرت عمرؓ نے حکم فرمایا کہ اہل مکہ تم بھی حجاج کے احترام میں پہلی تاریخ (یکم ذوالحجہ) سے احرام باندھ لیا کرو۔ حضرت عمرؓ کے اس ارشاد کے بعد تمام اہل مکہ پہلی تاریخ سے ہی

احرام باندھنے لگے۔لیکن ابن عمرؓ نہیں باندھتے تھے۔اور فرمایا کرتے تھے کہ حضورﷺ نے جب حج کا سفر شروع کیا۔تو احرام باندھا۔میں بھی جب سفرِ حج شروع کروں گا۔تو احرام باندھوں گا۔

فائدہ :...... حضرت استاذ محترم دامت برکاتہم نے فرمایا۔کہ اب اکثر حجاج آٹھ ذوالحجہ کو احرام باندھتے ہیں۔

یتوضأفیھا:...... اس کی دو تشریح کی جاتی ہیں۔

ا:...... ایک تشریح تو امام بخاریؒ نے باب باندھ کر بتلادی۔کہ جب جوتا ایسا ہو (موجودہ دور میں عام استعمال ہونے والے جوتوں کی طرف اشارہ فرمایا) تو آسان ہے جیسے ہوائی چپل وغیرہ۔اور جب جوتا بند ہو۔تو پھر جوتوں سمیت وضو کرنے کا کیا مطلب؟

۲:...... دوسری تشریح یہ ہے کہ پاؤں کو دھو کر خشک کئے بغیر جوتے میں ڈال دیا جائے تو اس کو بھی کہہ دیتے ہیں کہ جوتوں سمیت ہی وضوء کرلیا۔

سوال :...... آپ ﷺ احرام کب باندھتے تھے۔

جواب:...... اس بارے میں تین روایتیں ملتی ہیں۔(۱) ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب اونٹنی پر سوار ہوتے تو احرام باندھتے تھے۔(۲) دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نماز کے بعد احرام باندھتے تھے (۳) تیسری روایت میں ہے کہ وادی پر چڑھنے کے بعد احرام باندھتے تھے۔ان تینوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ ہے آپ ﷺ نماز پڑھ کر احرام باندھ لیتے تھے۔لیکن اس کا پتہ صرف قریب والوں کو ہی چلتا تھا۔اس لئے انہوں نے یہ روایت کی۔اور جب آپ ﷺ نے اونٹنی پر چڑھ کر اللہ اکبر کہا تو کچھ دور والوں نے سنا۔تو انہوں نے کہا کہ اب احرام باندھا ہے اس لئے انھوں نے یہ روایت کی ہے۔اور جب پہاڑی پر چڑھ کر اللہ اکبر کہا تو بعض نے اس وقت سنا۔تو انہوں نے اس وقت کو روایت کردیا [۱]

---

[۱] السبتیة.نسبة الی سبت بکسر السین وسکون الباء الموحدة وفی آخره تاء مثناة من فوق وهو جلد البقر المدبوغ بالقرظ وقال ابو عمروؒ کل مدبوغ فهو سبت وقال ابو زیدؒ هی السبت مدبوغة وغیر مدبوغة.(عمدة القاری ج۳ص۲۵) اهل .من اهلال وهو رفع الصوت بالتلبیة وفی المغرب کل شئ ارتفع صوته فقد استهل (عینی ج۳ ص۲۵)حکم الاهلال .واختلف فیه. فعند البعض الافضل ان یهل لاستقبال ذی الحجة وعند الشافعیؒ الافضل ان یحرم اذا انبعثت راحلته وبه قال مالکؒ واحمدؒ وقال ابو حنیفة رضی الله تعالی عنه یحرم عقیب الصلاة وهوجالس قبل رکوب دابته وقبل قیامه(عینی ج۳ص۲۷)من الارکان .ای من الارکان الکعبة الا ربعةوالیمانیین الرکن الیمانی والرکن الیمانی الذی فیه الحجر الاسود ویقال له الرکن العراقی لکونه الی جهة العراق والذی قبله یمانی لانه من جهةالیمن ویقال لهماالیمانیان تغلیباًلاحدالاسمین وهما باقیان علی قواعد ابراهیمﷺ(عینی ج۳ص۲۶)جاری ہے

(۱۲۶)

باب التیمن فی الوضوء والغُسل

وضواور غسل میں داہنی جانب سے ابتداء کرنا

(۱۶۷)حدثنا مسددٌ قال ثنا اسمٰعیلُ قال ثنا خالدٌ عن حفصةَ بنت سیرین عن

ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے اسمٰعیل نے، ان سے خالد نے حفصہ بنت سیرین کے واسطے سے نقل کیا،

ام عطیةؓ قالت قال النبی ﷺ لھن فی غسل ابنته

وہ ام عطیہؓ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی (حضرت زینبؓ) کو غسل دینے کے وقت فرمایا کہ

اِبْدَأْنَ بِمَیَامِنِهَا و مواضع الوضوء منها

غسل داہنی طرف سے دو اور اعضاء وضو سے غسل کی ابتداء کرو

انظر: ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله بمیانها[۱] : ام عطیہ بنت کعب اور اسے بنت الحارث انصاریہ بھی کہا جاتا ہے اور انکا نام نسیبة (بضم النون) ہے. کل مرویات: ۴۰

(سابقہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ) فان قلت. لم لاقالو االاسودین ویأتی فیه التغلیب ایضاً .قلت . لو قیل کذلک ربما کان یشتبه علی بعض العوام ان فی کل هذین الرکنین الحجر الاسود وکان یفهم التثنیة لا یفهم التغلیب لقصور فهمه بخلاف الیمانیین(عینی ج۳ص۲۶)حتی کان یوم الترویة وهو الیوم الثامن من ذی الحجة واختلفوا فی سبب التسمیة بذلک علی قولین حکاهما الماوردی وغیره احدهما لان الناس یروون فیه من الماء من زمزم لانه لم یکن بمنی ولابعرفة ماء والثانی انه الیوم الذی رأی فیه آدم ﷺ حواء قلت وفیه قول آخر وهو ان جبریل علیه الصلاة والسلام اتاه الوحی فی منامه ان یذبح ابنه فتروی فی نفسه من الله تعالی هذا ام من الشیطان فاصبح صائمافاما کان لیلة عرفةاتاه الوحی فعرف انه الحق من ربه فسمیت عرفة رواه البیهقی فی فضائل الاوقات من روية الکلبی عن ابی صالح عنه ثم قال هکذا قال فی هذه الروایة وروی ابو الطفیل عن ابن عباسؓ ان ابراهیم علیه الصلاة والسلام لما ابتلی بذبح لبنه اتاه جبریل علیه الصلاة والسلام فأراه مناسک الحج ثم ذهب به الی عرفة قال وقال ابن عباسؓ سمیت عرفة لان جبریل قال لابراهیم علیه الصلاة والسلام هل عرفت قال نعم فمن ثم سمیت عرفة (عینی ج۳ص۲۶)

[۱] حدثنا مسددٌ قال حدثنا اسماعیل .مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "بمیامنها،،لان الامر بالتیمن فی التغسیل والتوضة کلیهما مستفاد من عموم اللفظ (عینی ج۳ص۲۸)

(۱۶۸) حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبة قال اخبرنی اشعث بن سلیم
ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا ان سے شعبہ نے ،انہیں اشعث بن سلیم نے خبر دی
قال سمعت ابی عن مسروق عن عآئشة ؓ قالت کان النبی ﷺ
کہ میں نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے مسروق سے ،وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
یعجبه التیمن فی تنعله وترجله وطهوره فی شانه کله
جوتا پہننے ، کنگھی کرنے ،وضوکرنے ،اپنے ہرکام میں داہنی طرف سے کام کی ابتداء کو پسندفرماتے تھے

انظر: ۴۲۶، ۵۳۸۰، ۵۸۵۴، ۵۹۲۶ ۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

ربط اور غرض امام بخاری[1] :...... علامہ کرمانیؒ اور علامہ عینیؒ کی ترتیب میں جوابوں کے علاوہ اصل جواب یہ ہے کہ مقصود تیمن فی الوضؤ کو بیان کرنا ہے۔لیکن وضؤ کے باب میں امام بخاریؒ کی شرائط کے مطابق روایت نہیں تھی مگر غسل کے باب میں تھی۔تو اس سے **تیمن فی الوضؤ** پر استدلال کرلیا۔لیکن چونکہ روایت میں **تیمن فی الغسل** کا ذکر تھا۔تو ترجمہ میں بھی اس کا اضافہ کردیا۔

فی غسل ابنته:......اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی بیٹی کو غسل دیا جارہا تھا تو اس وقت آپ ﷺ نے یہ ہدایت فرمائی **ابدأن بمیامنها**۔

---

[1] فیه المطابقة للترجمة لان فیه اعجابه علیه الصلاة والسلام فی شأنه کله وهو بعمومه یتناول استحباب التیامن فی کل شئ فی الوضؤ والغسل والتغسیل وغیرذلک واما المناسبة بین الحدیثین فظاهرة (عینی ج۳ص ۲۹)التیمن .هوالاخذ بالیمین فی الاشیاء.وقال الشیخ مخی الدینؒ هذه قاعدة مستمرة فی الشرع وهی ان ما کان من باب التکریم والتشریف کلبس الثوب والسراویل والخف ودخول المسجد والسواک والاکتحال وتقلیم الاظفار وقص الشارب وترجیل الشعر ونتف الابط وحلق الرأس والسلام من الصلاة وغسل أعضاء الطهارة والخروج الی الخلاء والاکل والشرب والمصافحة واستلام الحجر الاسودوغیرذلک مما هو فی معناه یستحب التیامن فیه واماما کان بضده کدخول الخلاء والخروج من المسجد والامتخاط والاستنجاء وخلع الثوب والسراویل والخف وما اشبه ذلک فیستحب التیاسر فیه ویقال حقیقة الشأن ما کان فعلا مقصودا وما یستحب فیه التیاسر لیس من الافعال المقصودة بل هی اما تروک واما غیر مقصود (عینی ج۳ص ۳۲)تنعله.ای فی لبسه النعل.ترجله.ای فی تمشیطه الشعر وهوتسریحه وهواعم من ان یکون فی الرأس وفی اللحیة (عینی ج۳ص ۳۰).

سوال: ...... اس سے تیامن فی الوضوء تو ثابت نہیں ہوا۔ تو یہ تیامن فی الوضوء کی دلیل کیسے بنتی ہے؟
تو اس کی چار وجوہ استدلال بیان کی گئی ہیں۔

وجہ الاول: ...... لفظ مواضع الوضوء کا عطف ھاء ضمیر پر ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ معطوف علیہ کا متعلق، معطوف کا بھی متعلق ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اعتراض یہ ہوگا کہ بدوں اعادۂ جار عطف، ضمیر مجرور پر جائز نہیں۔ تو جواب یہ ہوگا کہ ایسا عطف کوفیوں کے نزدیک جائز ہے۔

وجہ الثانی: ...... ابدأن بمیانھا کے عموم سے استدلال ہے۔ کہ وضوء کو غسل پر قیاس کرلیا جائے گا۔

وجہ الاستدلال الثالث: ...... ومواضع الوضوء منہا اس کی ضمیر میامن کی طرف لوٹتی ہے۔

وجہ الرابع: ...... ترجمۃ الباب کے ہر ہر جزء کا ایک حدیث سے ثابت ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ وضوء پر استدلال اگلی حدیث سے ثابت ہے۔

طھورہ: ...... یہ وضوء اور غسل دونوں کو شامل ہے [1]

شانہ کلہ: ...... اعتراض۔ یہ حدیث ان دوسری روایات کے ساتھ معارض ہے جن میں بعض کاموں میں تیاسر (بایاں) کو پسند کرنا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے استنثار، استنجاء، جوتا اٹھانا وغیرہ۔

جواب اول: ...... یہ حدیث مخصوص البعض ہے۔

جواب ثانی: ...... تعارض ہی نہیں۔ اس لئے کہ شانہ سے مراد حالتِ حسنہ ہے۔ جس حالت کو اچھا سمجھا جاتا ہے۔ اسی میں تیامن کو پسند کیا جاتا ہے [2]

---

[1] (حاشیہ) شان. هو الحال والخطب واصله الشأن بالهمزة الساكنة فى وسطه ولكنها سهلت بقلبها الفاء لكثرة استعماله والشأن ايضاً واحد الشؤون وهى مواصل قبائل الرأس وملتقاها ومنها تجئ الدموع (عینی ج ۳ ص ۳۰)

[2] مسائل مستنبطه. الاول فيه الدلالة على شرف اليمين الثانى فيه استحباب البداء قبشق الرأس الايمن فى الترجل والغسل والحلق الثالث فيه استحباب البدايةفى التنعل والتخفف كذلك الرابع فيه استحباب البداء ة باليمين فى الوضوء (عمدة القارى ج ۳ ص ۳۲)

(۱۲۷)

باب التماس الوضوء اذا حانت الصلوٰۃ

وقالت عآئشةؓ حضرت الصبح فالتمس المآء فلم یوجد فنزل التیمم

نماز کا وقت ہو جانے پر پانی کی تلاش، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (ایک سفر میں) صبح ہوگئی پانی تلاش کیا گیا، جب نہیں ملا، تو آیت تیمم نازل ہوئی

(۱٦٨) حدثنا عبداللہ بن یوسف قال انا مالک عن اسحٰق بن عبد الله بن ابی طلحة عن انسؓ بن مالک انه
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہیں مالک نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے خبر دی، وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں
قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحان صلوٰۃ العصر فالتمس الناس الوضوء فلم یجد وا
وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا، لوگوں نے پانی تلاش کیا، جب نہیں ملا
فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوضوء فوضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک الانآء یده وامر الناس
تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس (ایک برتن میں) پانی لایا گیا آپؐ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈالدیا اور لوگوں کو حکم دیا
ان یتوضأوا منه قال فرأیت المآء ینبع من تحت اصابعه
کہ اسی (برتن) سے وضو کریں حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نیچے سے پانی پھوٹ رہا تھا
حتیٰ توضوا من عند اٰخرهم
یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضو کیا

انظر: ۱۹۵، ۲۰۰، ۳۵۷۲، ۳۵۷۳، ۳۵۷۴، ۳۵۷۵ [1]

[1] (حاشیه) ای هذا باب فی بیان التماس الوضؤ اذا حانت الصلاة. والوضؤ بفتح الواو وهو الماء الذی یتوضاء به (عینی ج۳ ص۳۲) حانت. ای قربت یقال حان حینه ای قرب وقته.

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض باب: ...... یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آ جائے تو التماسِ ماء مستحب ہے۔ اور وقت جوں جوں تنگ ہوتا جائے۔ تو التماس بھی شدید ہونا چاہیے۔ اور جب نماز کا وقت ضائع ہو جانے کا خدشہ ہو۔ تو التماسِ ماء فرض اور واجب ہو جاتا ہے۔

وقالت عائشةؓ حضرت الصبح فالتمس الماء فلم یوجد فنزل التیمم: ...... یہ تعلیق صحیح ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی مسند میں کئی مقامات پر تخریج کیا ہے [۱]

حضرت الصبح فالتمس الماء: ...... اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

فنزل التیمم: ...... **ای فنزلت آیة التیمم واسناد النزول الی التیمم مجاز عقلی** [۲]

حدثنا عبد الله بن یوسف الخ: ...... فلم یجدوا یعنی اتنا نہیں پایا کہ مکمل وضوء کر سکیں، فاتی رسول اللہ ﷺ بوضوء قلیل مقدار میں پانی مل گیا۔ فلا تعارض۔ عبارت میں بظاہر تعارض تھا۔ اس مختصر تشریح سے اسے رفع کر دیا گیا۔

من عند اخرھم: ...... تقدیری عبارت اس طرح ہے۔ من اولھم الی اخرھم اور یہ جمیع سے کنایہ ہوتا ہے۔ [۳]

نبع ماء من الاصابع: ...... والا معجزہ متعدد اوقات میں ظاہر ہوا۔ مقامِ حدیبیہ میں اور ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں بھی، اور بعض سفروں میں بھی پیش آیا۔ مشہور مقامِ حدیبیہ والا قصہ ہے۔ اور یہاں بھی حدیبیہ والا قصہ مراد ہے [۴]

نوعیت معجزہ: ...... اس بارے میں دو قول ہیں۔

القول الاول وھو الراجح: ...... انگلیاں جب پانی میں رکھیں تو وہ پانی بہنا اور بڑھنا شروع ہو گیا۔ یعنی

---

[۱] وھو قطعة من حدیثها فی قصة نزول آیة التیمم ذکره فی کتاب التیمم (عینی ج۳ ص۳۲) [۲] (عینی ج۳ ص۳۲) [۳] ینبع من تحت اصابعه. وفی بعض الرویات یفور من بین اصابعه وفی بعضها یتفجر من اصابعه کامثال العیون وفی بعضها سکب ماء فی رکوة ووضع اصبعه وبسطها وغسلها فی الماء وهذه المعجزة اعظم من تفجر الحجر بالماء وقال المزنی نبع الماء من بین اصابعه اعظم مما اوتیه موسیٰ علیه الصلاة والسلام حین ضرب بعصاه الحجر فی الارض لان الماء معهود ان یتفجر من الحجارة ولیس بمعهود ان یتفجر من بین الاصابع وقال غیره واما من لحم ودم فلم یعهد من غیره ﷺ (عینی ج۳ ص۳۴) [۴] (ریاض صدیقی ص۲۲۵)

اسی پانی میں برکت ہوگئی۔انگلیوں سے پانی نہیں نکلا۔

ثانی:......روایت الباب میں من تحت اصابعه اور بعض روایتوں میں من بین اصابعه کے الفاظ ہیں کہ انگلیوں سے پانی نکلنا شروع ہوااور پھر بہنا شروع ہوگیا۔کہتے ہیں کہ اعجاز زیادہ اسی میں ہے ۔

﴿افضل المیاه التی قد نبع ☆☆☆☆ من بین اصابع النبی المجتبیٰ﴾

(۱۲۸)

﴿باب المآء الذی یغسل به شعر الانسان﴾

وہ پانی جس سے آدمی کے بال دھوئے جائیں (پاک ہے)

وکان عطآء لایریٰ به باسا ان یتخذ منها الخیوط والحبال وسور الکلاب وممرها فی المسجد.

عطاء بن ابی رباح کے نزدیک آدمیوں کے بالوں سے رسیاں اور ڈوریاں بنانے میں کچھ حرج نہیں اور کتوں کے جوٹھے اوران کے مسجد سے گزرنے کا بیان۔

وقال الزهری اذا ولغ فی انآء لیس له وضوء غیره یتوضأ به[۱] وقال سفیان[۲] هذا الفقه بعینه لقول الله عزوجل فلم تجدوا مآء فتیمموا وهذا مآء وفی النفس منه شیٔ یتوضأ به ویتیمم.

زہریؒ کہتے ہیں کہ جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے اوراس کے علاوہ وضو کے لیے اور پانی نہ ہوتو اس پانی سے

[۱] قول الزهری هذا رواه الولید بن مسلم فی مصنفه عن الاوزاعی وغیره عنه : عمدة القاری ص ۳۶ ج ۳) [۲] هذا هو الثوری عمدة القاری ص ۳۶ ج ۳)

وضو کیا جا سکتا ہے ابوسفیان کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے سمجھ میں آتا ہے کہ جب پانی نہ پاؤ تو تیمم کرلو ،اور کتے کا جوٹھا پانی (تو) ہے ہی (مگر) طبیعت ذرا اس سے کتراتی ہے (بہر حال) اس سے وضو کرلے اور (احتیاطاً) تیمم بھی کرلے۔

(۱۷۰) حدثنا مالکؒ بن اسمٰعیلؒ قال ثنا اسرائیلؒ عن عاصمؒ عن ابن سیرینؒ
ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا ان سے اسرائیل نے عاصم کے واسطے سے بیان کیا، وہ ابن سیرین سے نقل کرتے ہیں
قال قلت لعبیدة عندنا من شعر النبی ﷺ اصبناہ من قبل انس
وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال (مبارک) ہیں جو ہمیں حضرت انسؓ سے پہنچے ہیں
اومن قبل اهل انسؓ فقال لان تکون عندی شعرة منه احب الی من الدنیا وما فیها
یا انسؓ کے گھر والوں کی طرف سے (یہ سن کر) عبیدہ نے کہا کہ اگر میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال بھی ہو تو وہ میرے لیے ساری دنیا اور اس کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے

انظر: ۱۷۱

عبیدہ :بفتح العین وکسر الباء الموحدة وفی آخرها هاء ابن عمر ویقال ابن قیس بن عمرو السلمانی المرادی الکوفی. اسلم فی حیاة النبی ﷺ ولم یلقه (عمدة القاری ص ۳۷ ج ۳)

(۱۷۱) حدثنا محمد بن عبدالرحیم قال نا سعید بن سلیمان قال ثنا عباد عن ابن عون
ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا انھیں سعید بن سلیمان نے خبر دی ان سے عباد نے ابن عون کے واسطے سے بیان کیا
عن ابن سیرین عن انسؓ ان رسول ﷺ لما حلق رأسه
وہ ابن سیرینؒ سے وہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں جب سر کے بال اتروائے
کان ابو طلحة اول من اخذ من شعره.
تو سب سے پہلے حضرت ابوطلحہؓ نے آپ کے بال لیے تھے۔

راجع: ۱۷۰

(۱۲۹)

باب اذا شرب الکلب فی الانآء

کتا برتن میں سے کچھ پی لے (تو کیا حکم ہے)

(۱۷۲) حدثنا عبداللہ بن یوسف قال انا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہیں مالک نے ابو الزناد سے خبر دی، وہ اعرج سے
ابی ھریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا شرب الکلب فی انآء احدکم
،وہ ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کتا تمہارے کسی کے برتن میں سے (کچھ) پی لے تو
فلیغسله سبعا.
اس کو سات مرتبہ دھولو (تو پاک ہوجائے گا)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۷۳) حدثنا اسحٰق قال اخبرنا عبدالصمد قال حدثنا عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینا ر
ہم سے اسحاق نے بیان کیا انھیں عبدالصمد نے خبر دی، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے بیان کیا انہوں نے
قال سمعت ابی عن ابی صالح عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے باپ سے سنا، وہ ابوصالح سے، وہ ابوہریرہؓ سے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ان رجلا راٰی کلبا یأکل الثری من العطش فاخذ الرجل خفهٗ فجعل
کہ ایک شخص نے ایک کتا دیکھا جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی کھا رہا تھا تو اس شخص نے اپنا موزہ لیا اور اس سے

يغرف له به حتىٰ ارواه فشكر الله له فادخله الجنة

(اس کتے کے لیے) پانی بھرنے لگا حتی کہ (خوب پانی پلاکر) اس کو سیراب کردیا اللہ تعالی نے اس شخص کو اس فعل کا اجر دیا اور اسے جنت میں داخل کردیا

وقال احمد بن شبيب ثنا ابى عن يونس عن ابن شهاب

احمد بن شبیب نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے یونس کے واسطے سے بیان کیا وہ ابن شہاب سے نقل کرتے ہیں

قال حدثنى حمزة بن عبدالله عن ابيه قال

ان سے حمزہ بن عبداللہ نے اپنے باپ (یعنی عبداللہ بن عمرؓ) کے واسطے سے بیان کیا، وہ کہتے تھے

كانت الكلاب تقبل وتدبر فى المسجد فى زمان رسول الله ﷺ فلم يكونوا يرشون شيأ من ذلك.

کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کتے مسجد میں آتے جاتے تھے لیکن لوگ ان جگہوں پر پانی نہیں چھڑکتے تھے

انظر: ۲۳۶۳، ۲۴۶۶، ۶۰۰۹

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۷۴) حدثنا حفص بن عمر قال ثنا شعبة عن ابن ابى السفر عن الشعبى

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا ان سے شعبہ نے ابن ابی السفر کے واسطے سے بیان کیا، وہ شعبی سے

عن عدى بن حاتم قال سالت النبى ﷺ قال

وہ عدی بن حاتم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (کتے کے شکار کے متعلق) دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا

اذا ارسلت كلبک المعلم فقتل فكل

کہ جب تم سدھائے ہوئے کتے کو چھوڑو اور وہ شکار کرلے تو تم اس (شکار) کو کھالو

واذا اكل فلا تاكل فانما امسک على نفسه

اور اگر وہ کتا اس شکار میں سے خود (کچھ) کھالے تو تم (اس کو) نہ کھاؤ کیونکہ اب اس نے شکار اپنے لئے پکڑا ہے (تمہارے لیے نہیں پکڑا)

قال	اٰخر	کلبا	معه	فاجد	کلبی	ارسل	قلت

میں نے کہا میں (شکار کے لیے) اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں، پھر اس کے ساتھ دوسرے کتے کو دیکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا

فلا تاکل فانما سمیت علی کلبک ولم تسم علی کلب اٰخر

پھر مت کھاؤ کیونکہ تم نے بسم اللہ اپنے کتے پر پڑھی تھی، دوسرے کتے پر نہیں پڑھی تھی

انظر: ۲۰۵۴، ۵۴۷۵، ۵۴۷۶، ۵۴۷۷، ۵۴۸۳، ۵۴۸۴، ۵۴۸۵، ۵۴۸۶، ۵۴۸۷، ۷۳۹۷

عدی بن حاتم: پورا نام اس طرح ہے عدی بن حاتم بن عبداللہ الطائی۔ کل مرویات: ٦٦ [1]

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب: ...... یہاں کل پانچ ترجمے ہیں۔ ان میں سے دو مقصودی اور تین غیر مقصودی ہیں۔ وہ پانچ یہ ہیں

(۱) الماء الذی یغسل به شعر الانسان.

(۲) سؤر الکلب۔ یہ دونوں مقصودی ہیں۔

(۳) ممر کلاب فی المسجد.

(۴) حکم الاناء الذی ولغ فیه الکلب.

(۵) حکم الصید اذا اکل الکلب۔

یہ تین تبعاً، غیر مقصودی ہیں۔ اور ان تین میں سے پہلے دو تو صراحۃً مذکور ہیں۔ اور تیسرا صراحۃً مذکور بھی نہیں ہے۔ تفصیل اس بحث کی یہ ہے کہ یہاں مقصود سؤر کا حکم اور انجاس کا حکم بیان کرنا ہے (انہی دو کو مقصودی ترجمہ کہا گیا ہے) کہ اگر کسی پانی میں کوئی نجاست پڑ جائے یا جوٹھا ہو جائے تو کیا حکم ہے۔ لیکن ان دو تراجم میں سے اصل بیان سؤر کا ہے۔ پانیوں کا حکم تبعاً بیان ہو جائے گا۔ چنانچہ امام بخاریؒ ج۱ ص۳۷ پر **باب مایقع النجاسات فی السمن والماء** باندھیں گے۔ وہاں حکمِ ماء اصالۃً ہے اور حکمِ آسار (جوٹھوں کا حکم) تبعاً ہے۔ تو پہلا ترجمہ یہ ہے کہ پانی میں اگر انسان کا بال گر جائے۔ تو کیا حکم ہے۔ جو حضرات شعر (بال) کو نجس کہتے ہیں ان کے نزدیک تو یہ مسئلہ

---

[1] والمناسبة بین البابین من حیث ان فی الباب الاول التماس الناس الوضوء ولایلتمس للوضوء الا الماء الطاهر وفی هذا الباب غسل شعر الانسان وشعر الانسان طاهر فالماء الذی یغسل به طاهر فعلم ان فی کل من البابین اشتمال علی حکم الماء الطاهر (عینی ج۳ ص۳۴)

وقوعِ نجاست فی الماء کا ہے۔اسی نسبت سے سؤرکلب کو بھی بیان کردیا۔جب کلب کا ذکر آیا تو ممر فی المسجد کو بھی بیان کردیا۔پھر کہا کہ طلبہ کو کیوں تشنہ (پیاسا) چھوڑ دوں۔تو اس برتن کا حکم بھی بیان کردیا۔جس میں کتے نے منہ ڈالا ہو۔پھر اسی نسبت سے اس صید کا بھی حکم بیان کردیا۔جس کو کتے نے کھایا ہو۔

ربط:......دو جواب علامہ کرمانیؒ اور علامہ عینیؒ والے تو آپ کو معلوم ہی ہیں۔تیسرا جواب یہ ہے۔کہ للّٰہ ادق نظر البخاریؒ امام بخاریؒ نے جب اس سے پہلے پانی میں ہاتھ ڈالنے کا ذکر کیا۔تو بعض مرتبہ ایسے ہوتا ہے کہ کوئی بال ٹوٹ کر پانی میں گر پڑتا ہے۔تو اس کا حکم بھی بیان کردیا۔(یہ پانچ ترجمے جو اوپر ذکر کئے ہیں۔اب ان میں سے ہر ایک پر دلائل امام بخاریؒ کی رو سے بحث ہوتی ہے)

الترجمة الاولی:......الماء الذی یغسل به شعر الانسان (وقوعِ شعرِ الانسان فی الماء) اس باب سے امام شافعیؒ پر رد مقصود ہے۔امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ شعرِ انسان پانی میں واقع ہوجائے تو پانی ناپاک ہوجاتا ہے یہ حکم ایک اور حکم پر مبنی ہے۔اور وہ یہ کہ آیا بال میت کے حکم میں ہے یا نہیں؟ امام شافعیؒ کے نزدیک میت کے حکم میں ہے خلافاً للجمہورؒ (اکثر ائمہ کے نزدیک بال میت کے حکم میں نہیں) تو جیسے مردہ پڑجائے تو پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔ایسے ہی بال پڑنے سے بھی ناپاک ہوجاتا ہے۔اور یہ اختلاف اس بات پر مبنی ہے۔کہ آیا اس میں حیات ہے یا نہیں۔امام شافعیؒ اس میں حیات کے قائل ہیں اور جمہورؒ انکار کرتے ہیں [۱]

دلائل شوافعؒ:......

دلیل نمبر ۱:......اس کا بڑھنا دلیل حیات ہے۔

جواب:......بڑھنا دلیلِ حیات نہیں۔اگر ان میں حیات ہوتی تو کاٹنے سے تکلیف ہوتی۔ان کی مثال درخت کی ہے۔اس میں کونسی حیات ہے۔یہ بڑھنا نباتی قوت ہے۔قوتِ حیاتی نہیں۔

شوافع کی دوسری دلیل:......جیسے میت سے انتفاع حرام ہے ایسے ہی ان سے بھی انتفاع حرام ہے۔

جواب:......یہ ناپاک ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ کرامتِ انسانی کی وجہ سے ہے [۲]

---

[۱] (وشعر الانسان وعظمه طاهر: وقال الشافعیؒ نجس: هدایه ص ۴۱ ج ۱ مکتبه شرکت علمیه ملتان) [۲] (هدایه ص ۴۱ ج ۱ مکتبه شرکت علمیه ملتان)

دلائلِ جمہور:......

(۱) ایک دلیل تو یہی ہے کہ کٹنے سے تکلیف نہیں ہوتی۔ اگر ان میں جان ہوتی تو تکلیف ہوتی۔

(۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ بالاتفاق کسی کی ٹانگ کاٹ کر، یا کسی دنبے کی چکی کاٹ کر استعمال کرنا حرام ہے کیونکہ جزء صحیح تھا تم نے بغیر ذبح کئے اس کو کاٹ کر استعمال کیا ہے۔ کیا کسی نے یہ بھی بتلایا ہے کہ اگر کسی جانور کے بال کاٹ کر رسی بناؤ تو ناپاک ہے۔ اور جائز نہیں ہے۔

(۳) تیسری دلیل وہی ہے جو امام بخاریؒ کی پہلی دلیل ہے۔ **کان عطاءؒ لایری به بأسًان یتخذ منها الخیوط والحبال**[۱] اس سے امام بخاریؒ نے استدلال کیا ہے۔ جمہورؒ کہتے ہیں کہ استدلال صحیح ہے۔

(۴) چوتھی دلیل یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے دوسری دلیل ابن سیرینؒ کی روایت نقل کی ہے۔ **قال قلت لعبیدة عندنا من شعر النبی ﷺ أصبنا من انسؓ او من قبل اهل انسؓ فقال لان تکون عندی شعرة منه احب الی من الدنیا وما فیهامن متاعها**[۲]

(۵) پانچویں دلیل یہ امام بخاریؒ کے بیان کردہ دلائل میں سے تیسری دلیل ہے اور وہ یہ ہے **کان ابو طلحةؓ اول من اخذ من شعره**[۳]

جواب دلائل بخاریؒ:...... امام بخاریؒ نے جتنی روایتیں بیان کی ہیں۔ وہ حضور ﷺ کے بارے میں ہیں۔ آپ ﷺ کے تو اذبال و ابوال بھی پاک ہیں۔ اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔ امام بخاریؒ کا یہ قیاس درست نہیں ہے۔ کیا آپ ﷺ کے پیشاب کے پاک ہونے پر ایک عام آدمی کے پیشاب کو قیاس کرلو گے؟

(۶) جمہورؒ کی چھٹی دلیل، **وهو الدلیل**۔ یہ ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ کے استعمال شدہ پانی کو آپ ﷺ استعمال فرماتے تھے۔ تو ظاہر ہے کہ اس میں ان کے بال بھی گر جاتے ہوں گے۔

لما حلق رأسه:...... بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے سر کے بال خود مونڈے ہیں۔ یہ تو بہت مشکل ہے۔ حقیقت و واقعہ کے بھی خلاف ہے۔

جواب:...... اسنادِ مجازی ہے۔ حقیقت اس طرح ہے۔ **ای امر بحلقه**۔ حدیبیہ میں خراشؓ بن امیة نامی شخص نے آپ ﷺ کے سر کے بال مونڈے تھے۔ اور حجۃ الوداع میں بال مونڈنے والے معمر بن عبداللہ تھے[۴]

---

[۱] (عینی ج۳ ص۳۴) [۲] (بخاری ص عینی ج۳ ص ۳۷) [۳] (عینی ج۳ ص ۳۷) [۴] (عمدۃ القاری ج۳ ص۳۸)

مسئلہ تبرکات:...... آنحضرت ﷺ کے بال مبارک حضرت طلحہؓ نے لے لئے تھے۔اوراپنے پاس رکھ لئے تھے۔اس سے تبرکات رکھنے کا ثبوت بھی مل گیا۔تواس پر قیاس کرتے ہوئے اوروں کے تبرکات بھی رکھنے ثابت ہو گئے۔

ایک اور مسئلہ:...... آج کل جو کہا جاتا ہے کہ فلاں جگہ آپ ﷺ کا تبرک ہے، جبہ ہے، یا بال ہیں اس کا کیا حکم ہے۔؟

جواب:...... یہ ہے کہ حکم التبرکات حکم الاحادیث۔توجس حدیث کا وصول قطعی نہ ہوتو کیا تم اس حدیث کی توہین کروگے؟ ہرگز نہیں۔بلکہ خاموش رہوگے۔

واقعہ اولیٰ:...... یہاں خیر المدارس میں بھی ایک مرتبہ ایک جبہ آیا۔بہت سارے رومالوں میں لپٹا ہوا تھا۔بہت سے لوگوں نے دیکھا۔جب سب دیکھ کر چلے گئے تو آخر میں جبہ والا رہ گیا۔اورحضرت مولانا خیر محمدؒ صاحب رہ گئے۔تو فرمایا اس کو میرے سر پر رکھ دو۔مجمع کے سامنے ایسے کیوں نہ کہا؟ اسلئے کہ احتمالِ کذب ہے۔اوراکیلے میں احتمالِ صدق کی وجہ سے فرمایا کہ میرے سر پر رکھ دو۔

قصۂ ثانیہ:...... حضرت شاہ اسماعیلؒ شہید کے زمانے میں کہیں تبرکات تھے۔بادشاہ ہفتہ میں ایک دن ان کی زیارت کرواتا تھا۔جب تبرکات گزارے جاتے تو لوگ احتراماً اٹھ کر کھڑے ہوجاتے۔حضرت شاہؒ صاحب بیٹھے رہتے۔لوگوں نے شور مچادیا کہ بے ادب، بے ادب۔بادشاہ تک بات پہنچی۔تو بادشاہ نے بلایا۔پوچھا تو فرمایا کہ اٹھنا جائز نہیں ہے۔پوچھا کہ دلیل کیا ہے؟ آپؒ نے فرمایا کہ دلیل قرآن وحدیث سے ہے۔دوسرے علماء جو کہ اٹھنے کے جواز کے قائل تھے۔ان سے بادشاہ نے پوچھا۔تو انہوں نے کہا کہ کوئی دلیل نہیں ہے۔حضرت شاہ اسماعیلؒ شہید سے دلیل مانگی گئی۔تو فرمایا کہ سب لوگوں کے سامنے بتلاؤں گا۔بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔فرمایا قرآن لاؤ۔قرآن لایا گیا۔اٹھ کر قرآن کو ہاتھ میں پکڑا۔پھر فرمایا بخاری شریف لاؤ۔لائی گئی اٹھ کر بخاری شریف کو بھی ہاتھ میں پکڑا۔اور خاموش رہے۔اورفرمایا یہی میری دلیل ہے۔کہ جن کا تبرک ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہے۔ان کے لئے تو کوئی بھی کھڑا نہیں ہوا۔اورجن کا تبرک ہونا دلیل قطعی سے ثابت نہیں ہے۔اس کیلئے سب کھڑے ہوجاتے ہیں۔اگر کھڑا ہونا

جائز ہوتا تو قرآن وحدیث کے لئے سب کھڑے ہوتے۔قرآن وحدیث کے لئے تو کوئی بھی کھڑا نہیں ہوا۔

ترجمۂ ثانیہ سؤر الکلاب:...... کتوں کے جھوٹے کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس کا جھوٹا پاک ہے یا نہیں۔اس میں چار مذاہب ہیں۔

اول:...... مطلقاً پاک ہے۔یہ مذہب امام مالکؒ کا ہے۔ان کے نزدیک ناپاک ہونے کے لئے تغیر اوصاف شرط ہے۔

ثانی:...... عند الجمہورؒ نجس ہے۔

ثالث:...... امام زہریؒ کے نزدیک عند الضرورۃ استعمال جائز ہے۔

رابع:...... سفیانؒ ثوری کا مذہب۔اس کے سؤر کے بارے میں تردد ہے۔لہذا وضو اور تیمم دونوں کرلے۔اصل تقابل پہلے دو مذہبوں کا ہے دوسرے دونوں مذہب شاذ ہیں۔

مذہب البخاریؒ:......

سوال:...... امام بخاریؒ کا کیا مذہب ہے؟

جواب:...... اس بارے میں شارحین نے مختلف اقوال بیان فرمائے ہیں۔

(۱) علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری کا مالکیہ والا مذہب ہے۔

(۲) علامہ عینیؒ فرماتے ہیں جمہورؒ والا مذہب ہے۔

(۳) تیسرا قول یہ ہے کہ امام بخاریؒ کو پاکی ناپاکی میں تردد ہے۔تردد کا ثبوت اور وجہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ دونوں قسم کے دلائل لائے ہیں۔نجاست کے بھی۔اور طہارت کے بھی۔علامہ ابن حجرؒ نے نجاست والی روایات کی توجیہ کی ہے۔اور طہارت والی روایات کو ترجیح دی ہے۔علامہ عینیؒ نے طہارت والی روایات کی توجیہ کی ہے اور نجاست والی روایات کو ترجیح دی ہے۔

امام بخاریؒ کا مذہب بظاہر امام مالکؒ والا معلوم ہوتا ہے۔

دلائل امام بخاریؒ مع الاجوبۃ:...... امام بخاریؒ نے اس مسئلہ میں جو دلائل نقل کئے ہیں ان کو ذکر کیا

جائے گا جو جمہورؒ کے خلاف ہوں گے ان کی توجیہ کردی جائے گی۔

دلیل اول:...... قال الزہریؒ الخ یعنی عند الضرورۃ ظاہر ہے۔[1]

جواب اول:...... یہ بات تو حنفیہ کے خلاف بھی نہیں ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی ہے۔ جس کے پاس ناپاک کپڑے ہوں۔ جیسے وہ ننگا نماز بھی پڑھ سکتا ہے۔ اور کپڑے پہن کر بھی۔ اسی طرح یہ ہے۔ تو یہ مسئلہ **فاقد الطہورین** والا ہو گیا۔

جواب ثانی:...... زہریؒ کا قول ہمارے خلاف حجت نہیں ہے۔

جواب ثالث:...... مصنف عبدالرزاقؒ میں قول زہریؒ اس کے خلاف موجود ہے۔

جواب رابع:...... امام بخاریؒ کا دعوی تو قول زہریؒ سے ثابت ہی نہ ہوا۔ کیونکہ وہ تو مطلقاً طہارت کے قائل ہیں۔

دلیل ثانی:...... **قول سفیان ثوریؒ هذا الفقه بعینه لقول الله تعالیٰ ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا﴾ وهذ ماء وفي النفس منه شئ يتوضأ به ويتيمم**[2] اور یہ پانی ہے لہذا وضو کرنا چاہئے۔

جواب اول:...... سفیانؒ ثوری خود کہہ رہے ہیں **وفي النفس منه شئ يتوضأ ويتيمم** خود ان کو تردد ہے

جواب ثانی:...... **فلم تجدوا مآء** سے مراد وہ ماء ہے جو اپنی اصل پر ہو۔ اصلِ ماء، ماءِ طہور ہے یعنی پاک پانی نہ ہو تو پھر تیمّم کریں۔ ورنہ **ماء البطیخ وماء الورس** وغیرہ بھی تو پانی ہیں۔

دلیل ثالث:...... **عن ابی ہریرۃؓ ...اذا شرب الکلب** الحدیث یہ دلیل احنافؒ ہے۔ کیونکہ جب برتن ناپاک ہو گیا تو پانی کیسے پاک رہا۔ اس کو علامہ عینیؒ ترجیح دیتے ہیں۔ اور علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اس کی توجیہ کرتے ہیں۔

دلیل رابع:...... **عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ ان رجلا رأى كلبا ياكل الثرى من العطش الخ** (بخاری ص عینی ج۳ ص ۴۲) اس شخص نے اس موزے کو ضرور استعمال کیا ہوگا جس میں کتے کو پانی پلایا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ سؤر کلب پاک ہے۔

---

[1] (بخاری ص۲۹ ج۱) [2] (عینی ج۳ ص۳۶)

جواب اول:...... موزے کو پلانے کے لئے ظرف نہیں بنایا بلکہ اس کو پانی نکالنے کے لئے آلہ کے طور پر استعمال کیا ہوگا۔ اور نکال کر نشیبی زمین میں ڈال دیا ہوگا۔

جواب ثانی:...... بغیر دھوئے موزے کو استعمال کرنے کی آپ کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں ہے۔

جواب ثالث:...... علی سبیل التسلیم کہ بغیر دھوئے ہی استعمال کرلیا۔ تو جواب یہ ہے کہ یہ **شرائع من قبلنا** کے قبیل سے ہے۔ جن کے ہم مکلف نہیں ہیں۔

جواب رابع:...... ایک محتمل سے آپ صریح معارض روایتوں کے خلاف کیسے استدلال کر سکتے ہیں۔

دلیل خامس:...... **وقال احمد بن شبیب ...... قال کانت الکلاب تقبل وتدبر فی المسجد فی زمان رسول ﷺ فلم یکونوا یرشون شیئا من ذلک** [۱] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتوں کا آنا جانا مسجد کو ناپاک نہیں کرتا تو سؤر کلب بھی ناپاک نہیں ہوگا۔

جواب:...... اس سے تو سؤر کلب کی طہارت پر استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ مرور سے تلویث لازم نہیں آتی۔

دلیل سادس:...... **حفص بن عمر ...... اذا ارسلت کلبک المعلم فقتل فکل واذا اکل فلا تأکل الخ** [۲] اگر کوئی کتا کسی شکار کو قتل کر دے۔ تو کھانا جائز ہے۔ ظاہر ہے کہ دانت لگیں گے، لعاب لگے گا۔ تو ثابت ہوا کہ سور کلب پاک ہے۔

جواب:...... اس حدیث میں حلتِ صید کا بیان ہے۔ طہارت سؤر کا بیان نہیں۔

فائدہ:...... یہ کل چھ دلائل بیان ہوئے۔ جن میں سے پانچ جمہورؒ کے خلاف ہیں۔ جن کی توجیہات تفصیل سے عرض کر دی گئیں۔ اور ایک روایتِ ابو ہریرہؓ جمہورؒ کے موافق ہے۔ علامہ ابن حجرؒ اس کی توجیہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ امر تعبدی ہے۔ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس کے مقابلہ میں **اذا شرب الکلب** والی روایت زیادہ مضبوط اور ٹھوس ہے۔

---

[۱] عینی ج ۳ ص ۴۳ بخاری ص ۲۹ ج ۱) [۲] (بخاری ص ۲۹ ج ۱، عینی ج ۳ ص ۴۵)

الترجمۃالثالثۃ:......ممرھا(الکلاب) فی المسجد. اس ترجمہ کے ذریعہ امام بخاریؒ نے امام شافعیؒ پر رد کیا ہے۔

(۱)مسلکِ امام شافعیؒ:......امام شافعیؒ کے نزدیک کتا نجس العین ہے[۱] لہٰذا اس کے محض گزرنے سے ہی جگہ ناپاک ہوجائے گی۔

(۲)مسلکِ امام بخاریؒ:......امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ کتا پاک ہے۔اوردلیل کے طور پر یہ حدیث لائے ہیں۔جس میں ہے **کانت الکلاب تقبل وتدبر** الحدیث مذہبِ بخاریؒ یہ ہے کہ کتا اگر پیشاب بھی کردے تو وہ جگہ حالاً بھی پاک ہے۔اور مالاً بھی پاک ہے۔

اشکال:......حدیث میں تو بول کا ذکر ہی نہیں لہٰذا تقریب تام نہ ہوئی۔

جواب:......یہ ہے کہ بعض روایات میں بول کا ذکر ہے۔امام بخاریؒ کا استدلال ان ہی روایات سے ہے۔

سوال:......امام بخاریؒ نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے۔اسے ذکر کیوں نہیں کیا؟

جواب:......امام بخاریؒ کی شرائط کے مطابق نہ تھی۔اس لئے اسے ذکر نہیں کیا۔

(۳):......مذہبِ احنافؒ۔کتا اگر پیشاب کردے۔تو وہ زمین حالاً تو ناپاک ہے۔مگر مالاً پاک ہے۔اور اگر پیشاب نہیں کیا۔تو حالاً بھی پاک ہے اور مالاً بھی۔اب یہ روایت (روایت الباب) احنافؒ کے خلاف ہے۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تو سرے سے بول کا ذکر ہی نہیں۔اور نہ ہی وہ روایت کہ جس میں بول کا لفظ ہے وہ احناف کے خلاف ہے اس لئے کہ اس میں یہ ذکر ہی نہیں کہ خشک ہونے سے پہلے نماز پڑھتے ہوں۔

الترجمۃ الرابعۃ:......**حکم الاناء اذا ولغ فیہ الکلب** ایسے برتن کے بارے میں علماءِ امت میں اختلاف ہے۔چند مذاہب یہ ہیں۔

(۱)امام مالکؒ اور امام بخاریؒ کے نزدیک ایسے برتن کو سات مرتبہ دھونا ضروری ہے۔

دلیل:......روایت ابوہریرہؓ جس میں **اذا شرب الکلب فی انآء احدکم فلیغسلہ سبعاً**[۲] یہ امر تعبدی

---

[۱](ہدایہ ج اص ۴۵ شرکت علمیہ ملتان) [۲](عینی ج ۳ ص ۳۸)

ہے۔لہٰذا سات مرتبہ دھونا ضروری ہوگا۔

(۲) احنافؒ کے نزدیک ولوغ کلب والے برتن کو تین بار دھوئے۔توسبعاً والی روایت کی توجیہ کرنی ہوگی۔
حضرت امام مالکؒ اور امام بخاریؒ کی دلیل کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں۔ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

جواب اول:...... یہ روایت حضرت ابوہریرہؓ کی ہے۔اور حضرت ابوہریرہؓ کا فتویٰ دارقطنی اور طحاوی شریف میں حنفیہ کے مطابق موجود ہے۔قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی صحابی کا فتویٰ اپنی ہی روایت کے خلاف ہو۔تو وہ دلیلِ نسخ ہوا کرتا ہے۔ورنہ صحابی کا غیر عادل ہونا لازم آئے گا۔و الصحابة کلهم عدول۔یہ صحابہ کی شان ہے۔کوئی صحابی غیر عادل نہیں ہوسکتا۔پانچواں سوار (مودودی) کہتا ہے کہ صحابہ معیارِ حق نہیں ہیں۔اللہ ان کو سمجھ عطا فرمائے۔

جواب ثانی:...... شروع میں کتوں کے بارے میں شدت تھی۔یہ شدت کے زمانے کا حکم ہے۔بعد میں نرمی ہوگئی۔

جواب ثالث:...... استحباب پر محمول ہے۔کیونکہ جراثیم زائل نہیں ہوتے۔جتنا بھی دھولیا جائے اتنا ہی اچھا ہے۔

جواب رابع:...... چوتھا جواب یہ ہے کہ روایات مضطرب ہیں۔لیکن ہم اس کو نہیں لیتے۔کیونکہ تطبیق ہوسکتی ہے۔اگر اس کو مضطرب کہہ کر کمزور کروگے تو نجاست میں یہ احنافؒ کا مستدل نہیں رہے گی۔جب کہ نجاست کے مسئلہ میں یہ روایت احنافؒ کی دلیل ہے۔لہٰذا اس کو بھی شامل کرنا پڑے گا۔

الترجمة الخامسة:...... کتے کے شکار کا حکم۔اس بات پر اتفاق ہے۔کہ اگر کلب مُعَلَّم سے شکار کیا جائے تو وہ حلال ہے۔لیکن اس کی کچھ شرائط ہیں۔

(۱) کلب مُعَلَّم ہو۔اور تعلیم یہ ہے کہ شکار کرکے کھائے نہیں۔بلکہ مالک کے پاس لائے۔اگر کھانا شروع کردیا تو معلوم ہوگا کہ مالک کے لئے شکار نہیں کیا۔

(۲) کلب مُرسَل ہو یعنی مالک نے خود چھوڑا ہو۔کتا اپنے آپ نہ لپکا ہو۔

(۳) مرسل بالتسمية ہو۔

(۴) عند ابی حنیفہ شکار کو زخمی بھی کردے۔

(۵) کلب غیر معلم کے شریک ہونے کا بھی احتمال نہ ہو۔

(۶) کسی اور سبب سے موت کا احتمال نہ ہو۔مثلاً کتے نے جھپٹ ماری اور شکار دوڑتے ہوئے کنواں میں گر گیا اب یقین نہیں کہ اسے کلب معلم نے ہی مارا ہے۔

سوال :…… زخم کا استدلال امام اعظمؒ نے کہاں سے کیا ہے؟

جواب :…… قرآن پاک میں لفظ جوارح آیا ہے۔جیسا کہ چھٹے پارے میں آتا ہے۔﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ﴾ لفظ جوارح کو احناف نے مستدل بنایا ہے۔

سوال علی البخاریؒ :……امام بخاریؒ نے پہلے تین ترجمے قائم کئے۔

(۱) وقوعِ شعرِ انسان۔اس کے لئے اثر سے استدلال کیا ہے۔اور مرفوع روایت سے بھی۔

(۲) دوسرا ترجمہ سؤرِ کلاب ہے۔اس پر قول زہریؒ اور سفیانؒ سے استدلال کیا ہے۔لیکن مرفوع روایت سے کوئی استدلال نہیں کیا۔

(۳) تیسرا ترجمہ ممر کلاب ہے۔اس پر نہ مرفوع روایت استدلال کے طور پر لائے۔اور نہ ہی کسی اثر سے استدلال کیا۔

(۴) اس کے بعد اذا شرب الکلب کا باب باندھا۔اس پر استدلال کے طور پر چار روایتیں درج کیں۔ان میں سے دو (۱) شربِ کلب والی (۲) خف والی، یہ تو ترجمۃ الباب کے مطابق ہیں۔اور دوسری دو یعنی ممر کلب اور حلیت صید والی کو ترجمۃ الباب سے کوئی مناسبت نہیں۔

جواب:…… دلائل کا سلسلہ اخیر تک چلتا ہے۔باب اذا شرب الکلب، باب فی الباب کے قبیل سے ہے۔ پانچواں ترجمہ صراحۃً ذکر نہیں کیا وہ حکماً ثابت ہو گیا۔دراصل سارے دلائل ان تین ترجموں سے مناسبت رکھتے ہیں [۱]

---

[۱] کان عطاءؒ لایری الخ. هذا تعلیق وصله محمدؒ بن اسحاق الفاکهی فی اخبار مکة بسند صحیح الیٰ عطاءؒ بن ابی رباح انه کان لایریٰ بأسا بالانتفاع بشعور الناس التی تحلق بمنی(عینی ج۳ص۳۵)

الخیوط. جمع خیط .والحبال جمع حبل والفرق بینهما بالرقة والغلظ.وقال ابن بطالؒ اراد البخاریؒ بهذه الترجمة رد قول الشافعیؒ ان شعر الانسان اذا فارق الجسدنجس واذاوقع فی الماء نجسه اذلو کان نجسالما جازاتخاذه خیوطا وحبالا ومذهب ابی حنیفةانه طاهروکذا شعر المیتة(عینی ج۳ ص۳۵)

وسؤر الکلاب ومدرها فی المسجد.وسؤرالکلاب بالجر عطف علیٰ قوله الماء.وقصد البخاریؒ بذلک اثبات طهارة الکلب وطهارة سؤر الکلب (عینی ج۳ ص۳۶)السؤر بالهمزة بقیة الماء التی یبقیهاالشارب وترک الهمزة لیس بخطأولکن الهمزة

افصح واعرف(ع ۳۶)ممر .بفتح الميمين وتشديد الراء.
وقال الزهری. اسم الزهری محمد بن مسلم بن شهاب. اذا ولغ الكلب .ولغ ماض من الولغ وهومن الكلاب والسباع كلهاهو ان يدخل لسانه فی الماء وغيره من كل مائع فيحركه فيه(عينی ج۳ص ۳۶)وضوء .بفتح الواو الماء الذی يتوضأ به.
وقال سفيانؒ هذا الفقه بعينه الخ سفيانؒ هذا هوالثوری لان الوليد بن مسلمؒ لما روی هذاالاثر الذی رواه الزهری ذكر عقيبه بقوله فذكرت ذلک لسفيانؒ الثوری فقال هذا والله الفقه بعينه ولولا هذا التصريح لكان المتبادر الی الذهن انه سفيانؒ بن عيينة لكونه معروفا بالرواية عن الزهری دون الزهری .هذا الفقه بعينه .اراد ان الحكم بانه يتوضأ به هو المستفاد من قوله تعالی فلم تجدوا ماء الاية
حدثنا مالک بن اسماعيلؒ .عندنا من شعر النبی عليه الصلاة والسلام ای عند نا شئ من شعره ويحتمل ان تكون من للتبعيض والتقدير بعض شعر النبی عليه الصلاة والسلام فيكون بعض مبتدأ وقوله عندنا خبره ويجوز ان يكون المبتدأ محذوفا ای عندنا شئ من شعر النبی عليه الصلاة والسلام اوعندنا من شعر النبی عليه السلام شئ. اصبنا من قبل انسؓ ای حصل لنا من جهة انس بن مالکؓ
المسئلة المستنبطة منه .وهوانه لما جاز اتخاذ شعر النبی عليه الصلاة والسلام والتبرک به لطهارته ونظافته دل علی ان مطلق الشعر طاهر الا تری ان خالدؓ بن الوليد جعل فی قلنسوته من شعر رسول الله ﷺفكان يدخل بها فی الحرب ويستنصرببركته فسقطت عنه يوم اليمامة فاشتدعليها شدة وانكر عليه الصحابة فقال انی لم افعل ذلک لقيمة القلنسوة لكن كرهت ان تقع بايدی المشركين وفيها من شعر النبی ﷺثم ان البخاریؒ استدل به علی ان الشعر طاهر والا لما حفظوه ولاتمنی عبيدة ان تكون عنده شعرة واحدة منه واذا كا ن طاهرا فا لماء الذی يغسل به طاهر وهو مطابق لترجمة الباب ولما وضعه البخاریؒ فی الماء الذی يغسل به شعر الانسان ذكر هذا الاثر مطابقا للترجمةودليلا لما ادعاه ثم ذكر حديثا ا خر مرفوعا علی ما يأتی الأن(عينی ج۳ ص ۳۷)
حدثنا محمدؒ بن عبدالرحيم الخ هذا هو الدليل الثانی لما ادعاه البخاریؒ من طهارة الشعر وطهارة الماء الذی يغسل به المطابق للترجمة الاولی وهی قوله طهارة الماء الذی يغسل به شعر الانسان (ع۳۷)حلق رأسه.فان قلت من كان الحالق لرسول الله ﷺ قلت اختلفوا فيه قيل هو خراشؓ بن امية وهوبكسر الخاء المعجمة وفی اخره شين معجمة ايضاوقيل معمرؓ بن عبدالله وهو الصحيح وكان خراش هوالحالق بالحديبية(عينی ص۳۸ ج۳)
ابو طلحةؓ.اسمه زيدؓ بن سهل بن الاسود النجاری شهد العقبة وبدرا واحدا والمشاهد كلها مع رسول الله ﷺمات بالمدينة سنة اثنتين وثلاثين وصلی عليه عثمانؓ بن عفان(عينی ص۳۸ ج۳)
حدثنا عبد الله بن يوسفؒ الخ.لما ذكر البخاریؒ فی هذاالباب حكمين ثانيهما فی سؤر الكلب اتی بدليل من حديث المرفوع وهو ايضا مطابق للترجمة. اذاشرب الكلب .كذا هو فی المؤطا والمشهور عن ابی هريرةؓ من رواية جمهورؒ اصحابه عنه اذا ولغ وهو المعروف فی اللغة (ع ۳۹)
حدثنا اسحاقؒ الخ هذامن الاحاديث التی احتج بها البخاریؒ علی طهارة سؤر الكلب علی ما يأتی فی الاحكام .قال بعض المالكية اراد البخاریؒ بايراد هذاالحديث طهارة سؤر الكلب لان الرجل ملأخفه وسقاه به ولاشک ان سؤره بقی فيه واجيب بانه ليس فيه ان الكلب شرب الماء من الخف اذ قد يجوز ان يكون غرفه به ثم صب فی مكان غيره او يمكن ان يكون غسل خفه ان كان سقاه فيه وعلی تقدير ان يكون سقاه فيه لا يلزمنا هذا لان هذا كان فی شريعة غيرنا علی ما رواه النسائیؒ عن ابی هريرةؓ(عينی ج۳ ص۴۳) الثری.بفتح الثاء المثلثه والراء مقصور وهو الندی قاله الجوهریؒ وصاحب الغريبين وفی المحكم الثری التراب وقيل التراب الذی اذا بل يصير طينا لازبا والجمع اثری وفی مجمع الغرائب اصل الثری الندی (ع۴۳)
قال احمدؒ بن شبيب الخ.هذاالذی ذكره البخاریؒ معلقا احتج به فی طهارة الكلب وطهارة سؤره وجواز ممره فی المسجد(ع۴۳)
احتج به البخاریؒ علی طهارة بول الكلب والجواب ان نقول لا دلالة علی ذلک والذی ذكروه انما كان لان طهارة المسجد متيقنة غير مشكوک فيها واليقين لا يرفع بالظن فضلا عن الشک وعلی تقديردلالته فدلالته لا تعارض منطوق الحديث الناطق صريحا بايجاب الغسل حيث قال "فليغسله سبعا" واما علی رواية من روی "كانت الكلاب تبول وتقبل وتدبر ،،فلا

حجة فيه لمن استدل به علىٰ طهارة الكلاب للاتفاق علىٰ نجاسة بولها وتقريرهذا ان اقبالها وادبارها في المسجد ثم لا يرش فالذى فى روايته تبول يذهب الىٰ طهارة بولها وكان المسجد لم يكن يغلق وكانت تتردد وعساها كانت تبول الا ان علم بولها فيه لم يكن عند النبى ﷺ ولا عند اصحابهؓ ولا عند الراوى اى موضع هو ولوكان علم لأمربما امر فى بول الاعرابى فدل ذلک ان بول ما سواه فى حكم النجاسة سواء وقال الخطابیؒ يتأول علىٰ انها كانت لا تبول فى المسجد بل فى مواطنها وتقبل وتدبر فى المسجد عابرة اذ لايجوز ان تترک الكلاب ثبات فى المسجد حتىٰ تمتهنه وتبول فيه وانما كان اقبالها وادبارها فى اوقات نادرة (عينى ج۳ ص۴۴)ويقال الاوجه فى هذا ان يقال كان ذلک فى ابتداء الاسلام علىٰ اصل الا باحة ثم ورد الامر بتكريم المسجد وتطهيره وجعل الابواب علىٰ المساجد (ع ج۳ ص۴۵)

حدثنى حفص بن عمرؓالخ.اخرج البخاریؒ هذاا لحديث ليستدل به لمذهبه فى طهارة سؤ ر الكلب وهو مطابق لقوله" وسؤرالكلب،،فى اول الباب (ع ج۳ص۴۵)ان البخاریؒ احتج به لمذهبه فى طهارة سؤ ر الكلب وذلک لانه عليه الصلاة والسلام اذن لعدیؓ فى اكل ما صاده الكلب ولم يقيد ذلک بغسل موضع فمه ومن ثم قال مالک كيف يؤكل صيده ويكون لعابه نجسا واجاب الا سماعيلیؒ بان الحديث سيق لتعريف ان قتله ذكاته وليس فيه اثبات نجاسته ولانفيها ولذلک لم يقل له اغسل الدم اذا خرج من جرح نابه (ع ج۳ص۴۵)

فانما سميت على كلبک.اى ذكرت اسم اللّٰه تعالیٰ علیٰ كلبک عند ارساله وعلم من ذلک انه لا بد من شروط اربعة حتى يحل الصيد. الاول الارسال. والثانى كونه معلما. والثالث الامساک علىٰ صاحبه بان لا يأكل منه. والرابع ان يذكر اسم اللّٰه عليه عند الارسال واختلف العلماء فى التسمية فذهب الشافعیؒ الىٰ انها سنة فلو تركها عمدا اوسهوا يحل الصيد والحديث حجة عليه وقال الظاهرية التسمية واجبة فلو تركها سهوا او عمدا لم يحل وقال ابوحنيفةؒ لو تركها عمدا لم يحل ولو تركها سهوا يحل (عينى ج۳ ص۴۶)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۳۰)
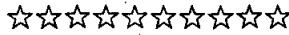
باب من لم یر الوضوء الامن المخرجین القبل والدبر

لقوله تعالیٰ اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

بعض لوگوں کے نزدیک صرف پیشاب اور پاخانے کی راہ سے کوئی چیز نکلے تو اس سے وضوٹوٹتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی قضاء حاجت سے فارغ ہوکر آئے (اورتم پانی نہ پاؤ تو تیمّم کرو)

وقال عطآء فی من یخرج من دبرہ الدود او من ذکرہ نحو القملة یعیدالوضوٓء وقال جابر بن عبداللہ اذاضحک فی الصلوٰۃ اعادالصلوٰۃ ولم یعد الوضوء وقال الحسن ان اخذ من شعرہ اواظفارہ اوخلع خفیه فلاوضوء علیه وقال ابوھریرۃ لاوضوٓء الامن حدث ویذکر عن جابر ان النبی ﷺ کان فی غزوۃ ذات الرقاع فرمی رجل بسھم فنزفه الدم فرکع وسجد ومضٰی فی صلوٰته وقال الحسن مازال المسلمون یصلون فی جراحا تھم وقال طاؤس ومحمد بن علی وعطآء واھل الحجاز لیس فی الدم وضوء وعَصَرَ ابن عمر بَثْرَۃً فخرج منھا دم فلم یتوضأوبزق ابن ابی اوفٰی دما فمضٰی فی صلوٰته وقال ابن عمر والحسن فی من احتجم لیس علیه الاغسل

محاجمه.

عطاءؒ کہتے ہیں کہ جس شخص کے پچھلے حصہ سے یا اگلے حصہ سے کوئی کیڑا یا جوں کی طرح کا کوئی جانور نکلے اسے چاہئے کہ وضو لوٹائے اور جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب (آدمی) نماز میں ہنس دے تو نماز لوٹائے، وضو نہ لوٹائے اور حسن (بصریؒ) کہتے ہیں کہ جس شخص نے (وضو کے بعد) اپنے بال اتروائے یا ناخن کٹوائے یا موزے اتار ڈالے اس پر (دوبارہ) وضو (فرض) نہیں ہے حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ وضو حدث کے سوا کسی اور چیز سے فرض نہیں ہوتا، اور حضرت جابرؓ سے نقل کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذات الرقاع کی لڑائی میں (تشریف فرما) تھے کہ ایک شخص کے تیر مارا گیا اور اس (کے جسم) سے بہت خون بہا (مگر) پھر بھی اس نے رکوع اور سجدہ کیا اور نماز پوری کر لی، حسن بصریؒ نے فرمایا کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخموں کے باوجود نماز پڑھا کرتے تھے، اور طاؤس، محمد بن علی، عطاء اور اہل حجاز کے نزدیک خون (نکلنے) سے وضو (واجب) نہیں ہوتا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے (اپنی) ایک پھنسی کو دبایا تو اس سے خون نکلا، مگر آپ نے (دوبارہ) وضو نہیں کیا اور ابن ابی اوفیٰ نے خون تھوکا مگر وہ اپنی نماز پڑھتے رہے اور ابن عمرؓ اور حسنؒ پچھنے لگوانے والے کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ جس جگہ پچھنے لگے ہوں اس کو دھولے، دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۱۷۵) حدثنا آدم بن ابی ایاس قال ثنا ابن ابی ذئب قال ثنا سعید المقبری عن ابی هريرة
ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا ان سے ابن ابی ذئب نے، ان سے سعید المقبری نے۔ وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے
قال قال رسول الله ﷺ لایزال العبد فی صلوة ما كان فی المسجد ینتظر الصلوة مالم یحدث
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اس وقت تک نماز ہی میں گنا جاتا ہے جب تک کہ وہ مسجد میں نماز کا انتظار کرتا رہے تاوقتیکہ اس کا وضو نہ ٹوٹے
فقال رجل اعجمی ماالحدث یا اباهریرة قال الصوت یعنی الضرطة
ایک عجمی نے پوچھا کہ اے ابو ہریرہؓ! حدث کیا چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہوا جو پیچھے سے خارج ہوا کرتی ہے۔
انظر: ۴۴۵، ۴۷۷، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۵۹، ۲۱۱۹، ۳۲۲۹، ۴۷۱۷
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۱۷۶) حدثنا ابو الولید قال ثنا ابن عیینة عن الزهری عن عباد بن تمیم عن عمه
ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، ان سے ابن عیینہ نے، وہ زہری سے روایت کرتے ہیں، وہ عباد بن تمیم سے، وہ اپنے چچا سے

عن النبی ﷺ قال لاینصرف حتیٰ یسمع صوتا اویجد ریحا

وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ (نمازی نماز سے) اس وقت تک نہ پھرے جب تک کہ (ریح کی) آواز نہ سن لے یا اس کی بو نہ پالے

راجع: ۱۳۷ عمہ: عبداللہ بن زید المازنیؓ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۷۷) حدثنا قتیبة قال ثنا جریر عن الاعمش عن منذر ابی یعلی الثوری عن

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے جریر نے اعمش کے واسطے سے بیان کیا، وہ منذر ابویعلیٰ ثوری سے، وہ

محمدؒ بن الحنفیة قال قال علی کنت رجلا مذاء

محمد بن الحنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں ایسا آدمی تھا جس کو سیلان مذی کی شکایت تھی، مگر (اس

فاستحییت ان اسأل رسول اللہ ﷺ فامرت المقداد بن الاسود فسأله

کے بارے میں) رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتے ہوئے شرماتا تھا تو میں نے مقداد ابن الاسود سے کہا، انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا

فقال فیه الوضوء و رواه شعبة عن الاعمش

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس روایت کو شعبہؒ نے اعمشؒ سے روایت کیا ہے

راجع: ۱۳۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۷۸) حدثناسعدبن حفص قال ثناشیبان عن یحییٰ عن ابی سلمة ان عطآء بن یسار

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا ان سے شیبان نے یحیٰ کے واسطے سے نقل کیا وہ ابوسلمہ سے، وہ عطاء بن یسار سے نقل کرتے ہیں

اخبره ان زید بن خالد اخبره انه سأل عثمان بن عفانؓ قلت ارایت اذاجامع ولم

انھیں زید بن خالد نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت عثمان بن عفانؓ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص صحبت کرے اور اخراج

یمن قال عثمان یتوضأ کما یتوضأ للصلوٰة و یغسل ذکره

منی نہ ہو (تو کیا حکم ہے) حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ وضو کرے جس طرح نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور اپنے عضو خاص کو دھو لے

قال عثمان سمعته من رسول اللہ ﷺ فسالت عن ذٰلک علیا والزبیر وطلحة

حضرت عثمانؓ کہتے ہیں کہ یہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے (زید بن خالد کہتے ہیں کہ) پھر میں نے اسکے بارہ میں علی، زبیر، طلحہ

وابی بن کعب رضی اللہ عنهم فامروه بذٰلک

اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا سب نے اس شخص کے بارہ میں یہی حکم دیا

انظر: ۲۹۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۷۹) حدثنا اسحٰق بن منصور قال اخبرنا النضر قال اخبرنا شعبة عن الحکم عن ذکوان

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہیں نضر نے خبر دی انہیں شعبہ نے حکم کے واسطے سے بتلایا، وہ ذکوان

ابی صالح عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ ﷺ ارسل الی رجل من الانصار فجآء ورأسه یقطر

ابوصالح سے، وہ ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کو بلایا، وہ آئے تو ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا

فقال النبی ﷺ لعلنا اعجلناک فقال نعم

(انہیں دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شاید ہم نے تمہیں جلدی بلوالیا انہوں نے کہا جی ہاں

فقال رسول اللہ ﷺ اذا أُعجِلتَ او قُحِطتَ فعلیک الوضوء

تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی جلدی (کا کام) آپڑے یا تمھیں انزال نہ ہو تو تم پر وضو ہے (غسل ضروری نہیں)

تابعه وهب قال ثنا شعبة ولم یقل غندر ویحیی عن شعبة الوضوء

ابوسعید الخدری: نام: سعد بن مالک الانصاری

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض امام بخاریؒ [۱]:......امام بخاریؒ اس باب میں ایک اختلافی مسئلہ میں فیصلہ دینا چاہتے ہیں۔ جو ناقض وضوء کے باب سے ہے۔ ناقض وضوء اصولی طور پر تین قسم پر ہیں۔

(۱) خروج نجاست من احد السبیلین.

(۲) خروج نجاست من غیر السبیلین.

(۳) مس محل شهوت۔

پہلی قسم بالاتفاق ناقض وضوء ہے دوسری قسم احنافؒ کے نزدیک ناقضِ وضوء ہے۔ شوافعؒ کے نزدیک ناقض نہیں۔ تیسری قسم شوافعؒ کے نزدیک ناقضِ وضوء ہے حنفیہؒ کے نزدیک ناقض نہیں۔

امام بخاریؒ...... نے فیصلہ دیتے ہوئے ایک میں احنافؒ کی تائید کی۔ اور ایک میں شافعیہؒ کی تائید کی۔ یعنی مسِ محلِ شہوت (امرأۃ، ذکر) میں احناف کی اور **خروجِ نجاست من غیر سبیلین** میں شوافعؒ کی تائید کی۔ نقض وضوء کا مدار و مناط حنفیہؒ و حنابلہؒ کے نزدیک خروج نجس ہے کہیں سے بھی ہو۔ شوافعؒ کے نزدیک مخرجین سبیلین ہیں۔ حضرات مالکیہؒ کے نزدیک خروج معتاد مخرجین کے ساتھ شرط ہے لہٰذا استحاضہ اور سلس البول ان کے نزدیک ناقض وضوء نہ ہوگا کیونکہ خروج معتاد نہیں ہے، اور شوافعؒ کے ہاں ناقض ہوگا کیونکہ مخرج معتاد پایا گیا۔

مذہب امام بخاریؒ...... شافعیہ کے قریب قریب ہے لیکن امام بخاریؒ مس ذکر، مس مراۃ اور قہقہہ کو ناقض وضوء نہیں مانتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کا مذہب سارے مذاہب سے علیحدہ ہے۔ [۲]

سوال:...... ان دونوں اختلافی مسئلوں میں فیصلہ کیسے ہوگیا۔

جواب:...... دعوٰی (ترجمۃ الباب) میں جو حصر ہے اس سے دونوں مسئلوں میں فیصلہ ہوگیا اس طرح پر کہ ناقض **خروج نجاست من المخرجین** ہی ہے مس نہیں۔ اس حصر کو ثابت کرنے کے لئے امام بخاریؒ نے پورا صفحہ بھر دیا۔

---

[۱] ای هذا باب فی بیان قول من لم یر الوضؤ الا من المخرجین وهو تثنیة مخرج بفتح المیم (عینی ص ۲۶)۔ وقال الکرمانیؒ فان قلت للوضوء اسباب اخر مثل النوم وغیره فکیف حصر علیهما قلت الحصر انما هو بالنظر الی اعتقاد الخصم اذ هو رد لما اعتقده (عینی ج ۳ ص ۲۶؛ فتح الباری ص ۱۴۰؛ لامع الدراری ص ۷۹ حاشیه نمبر ۵) [۲] (تقریر بخاری ص ۴۵ ج ۲) (فیض الباری ص ۲۷۷)

دلائل اِمام بخاریؒ کا اجمالی جواب:......امام بخاریؒ نے آ ثارِ کثیرہ سے ثابت کیا ہے ۔ کہ غیر سبیلین سے خروج نجاست ناقضِ وضوء نہیں ۔تو ہم کہتے ہیں ۔الآ ثار فیها متعارضة .اگر بہت سارے فقہاء عدمِ نقض کے قائل ہیں ۔تو بہت سارے نقض کے بھی تو قائل ہیں ۔(فیض الباری ص ۲۷۷)امام ترمذیؒ اپنی کتاب ترمذی شریف میں ص ۱۳ اپر فرماتے ہیں،قال ابو عیسیٰؒ قال غیر واحد من الصحابةؓ والتابعینؒ الوضوء من القئ والرعاف توامام بخاریؒ کی دلیل پکی نہ ہوئی ۔اورامام بخاریؒ نے جوروایات نقل کی ہیں وہ حصر پر نص نہیں ۔زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ خروجِ نجاست من احد السبیلین سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے ۔اس کوتو ہم بھی مانتے ہیں ۔امام بخاریؒ نے ایسے ہی آ ثار سے صفحہ بھرا ۔لیکن احنافؒ کوقائل نہ کر سکے ۔

تفصیلی جوابات :......

امام بخاریؒ کی دلیل اول:......اَوْجاءَ اَحدٌمِّنْكُمْ منَ الغائطِ [1]

امام بخاریؒ کی پہلی دلیل کا جواب یہ ہے :......کہ ہم بھی اس کے قائل ہیں ۔اس سے حصر ثابت نہیں ہوتا ۔اپنے اپنے اصولی مسئلہ میں حنفیہؒ اور شافعیہؒ نے اس آیت کومدار بنایا ہے ۔شافعیہؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُس آیت میں نقضِ طہارت کے لئے دواصول بیان فرمائے ہیں ۔(۱)اَوْجَآءَ اَحَدٌمِنْكُمْ مِنَ الْغَآئِطِ الاية. اس سے خروجِ نجاست من السبیلین کے ناقضِ طہارت ہونے کا اصول مستنبط ہوا ۔(۲)اَوْلَامَسْتُمُ النِّسَاءَ الاية. سے مسِ مرأة کے ناقضِ وضوء ہونے کا اصول مستنبط ہوا ۔

وجه استدلال :......یہ ہے کہ جب غسل ثابت ہوگیا تو وضوء بھی یقیناً ثابت ہوجائے گا ۔

احنافؒ نے بھی اس آیت سے نقضِ وضوء کے سلسلے میں دواصول مستنبط فرمائے ہیں ۔(۱)اَوْجَآءَ اَحَدٌمِنْكُمْ مِنَ الْغَآئِطِ الاية اس سے خروجِ نجاست من البدن کے ناقضِ طہارت ہونے کا اصول مستنبط ہوا [2]

---

[1] پ۶ آیت ۶ سورة مائدہ)(عینی ج ۳ ص ۴۷: فتح الباری ص ۱۴۰: بخاری شریف ص ۲۹)(هذا لا يصلح ان يكون دليلا لما ادعاه من الحصر على الخارج من المخرجين لان عنده ينتقض الوضؤ من لمس النساء ومس الفرج فاذ االحصر باطل .وقال الكرمانيؒ الغائط المطمئن من الارض فيتناول القبل والدبر اذهو كناية عن الخارج من السبيلين مطلقا......قلت...... تناوله القبل والدبر لا يستلزم حصر الحكم على الخارج منهما فالأية لا تدل على ذلك لان الله تعالىٰ اخبر ان الوضوء اوالتيمم عند فقد الماء يجب بالخارج من السبيلين وليس فيهما يدل على الحصر (عینی ج ۳ ص ۴۷) [2](فیض الباری ص ۲۷۷)

(۲) اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ الایة. اس سے جماع کا نقضِ طہارت ہونے کا اصول مستنبط ہوا۔ مجتہدین کی اپنی اپنی شانیں ہیں۔ کسی مجتہدؒ کے بارے میں ایسا ویسا خیال ذہن میں نہ لانا چاہیے۔ ہم شافعیہؒ کے جوابات دیتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کم درجہ کے مجتہد ہیں۔ امام شافعیؒ کی کیا شان ہے۔ خود فرماتے ہیں۔

لو لا الشعر بالعلماء یُذری : لکنت الیوم اشعر من لبید

لو لا خشیة الرحمن عندی : جعلت الناس کلهم عبید

تو احنافؒ کہتے ہیں کہ منشأ خروجِ نجاست ہے۔ نہ کہ خروجِ نجاست من السبیلین[۱] خروجِ نجاست من السبیلین تو حاجت ہے۔ دُوسرے راستوں سے تو مجبوری کی صورت میں نکلتی ہے۔ ورنہ عام طور پر تو یہی دو راستے ہیں۔ احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چند احادیث یہ ہیں۔

(۱) الوضوء من کل دم سائل [۲]

(۲) من قاء اورعف فلیتوضأ ولیبن علیٰ صلاته [۳]

اصول ثانی :...... احنافؒ کا دوسرا اصول جماع ہے۔ شافعیہؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اللمس المس ...... اور دوسری قرآت لَمَسْتُمْ مجرد سے ہے۔ وہ اس کی تفسیر ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ اس کی تفسیر بالجماع پر قرآئن موجود ہیں ۔

القرینة الاولی :...... لامستم یہ باب مفاعلہ سے ہے۔ اس کی ایک خاصیت مبالغہ ہے۔ اور مبالغہ مسِ جماع کے وقت ہوتا ہے۔

القرینة الثانیه :...... رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ اس سے جماع مراد ہے۔[۴] اور قرآن پاک میں جہاں بھی مس آیا ہے وہ بمعنیٰ جماع استعمال ہوا ہے۔ مثلاً مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ وغیرہ [۵]

القرینة الثالثه :...... آیت کی وہ تفسیر جس سے تعلیم مکمل ہو جائے اولیٰ ہے اس تفسیر سے جس سے تعلیم مکمل نہ ہو [۶]

---

[۱] (فیض الباری ص ۲۷۸) [۲] (دارقطنی ابن عدی: هدایه ۲۳ ج ۱ مکتبه شرکت علمیه ملتان) [۳] (هدایه ص ۲۲ مکتبه شرکت علمیه ملتان) [۴] (فیض الباری ج ۱ ص ۲۷۹) [۵] (پارہ ۲ آیت ۲۳۶ سورۃ البقرہ) [۶] (فیض الباری ج ۱ ص ۲۸۱: قال ابن همام وانما ناسب علیٰ معنیٰ الجماع لیکون بیانا لحکم الحدثین عندعدم الماء کمابین حکمها عندوجوده الخ، الملامسة کنایة عن الجماع وقال ابن عباسؓ المس واللمس والغشیان والاتیان والقربان والمباشرة الجماع لکنه عزوجل حی کریم یعفو ویکنی فکنی بالمس عن الجماع کما کنی بالغائط عن قضاء الحاجة ومذهب علیؓ بن ابی طالب وابی موسیٰؓ ال اشعری وعبیدؒ السلمانی بفتح العین المهمله وعبیدؒ الضبی بضم العین وعطاءؒ وطاؤسؒ والحسنؒ البصری والشعبیؒ والثوریؒ والاوزاعیؒ ان اللمس والملامسة کنایة عن الجماع وهو الذی صح عن عمرؓ بن الخطاب ایضا علیٰ ما نقله ابو بکرؒ بن العربی وابن الجوزیؒ فحینئذ بطل قول هذاالقائل وقوله (اولامستم النساء) دلیل الوضوء بل هو دلیل الغسل (عینی ج ۳ ص ۴۷)

تفصیل :...... اس کی یہ ہے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں۔ (۱) **واجد الماء** (۲) **فاقد الماء**

پھر انسان دو حال سے خالی نہیں کہ اس کو ۱۔ حدث اصغر لاحق ہوگا یا ۲۔ حدث اکبر لاحق ہوگا۔

تعلیم مکمل تب ہوگی۔ جب چاروں حالتوں کا حکم بیان ہو۔ جماع سے تفسیر کریں تو تعلیم مکمل ہوتی ہے۔ ورنہ نہیں ۔ واجد الماء کے لئے حدث اکبر ہو تو غسل ہے۔ حدث اصغر ہو تو وضوء ہے۔ **فاقد الماء** کے لئے دونوں صورتوں میں تیمّم ہے۔ یہ تعلیم تب مکمل ہوگی جب اس کی تفسیر جماع سے ہو۔ ورنہ **فاقد الماء** جس کو حدث اکبر لاحق ہو اس کا حکم معلوم نہیں ہوگا۔ لہذا یہ آیت بھی ہمارے خلاف نہ ہوئی۔ حصر ثابت کرنے کے لئے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ جسم سے خون نکلنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ محض مثبت دلائل سے کام نہیں چلے گا۔

القرینة الرابعة :...... ہماری تفسیر مجمع علیہ ہے اور مجمع علیہ راجح ہوتا ہے۔

امام بخاریؒ کی دلیل ثانی :......**وقال عطاءؒ فیمن یخرج من دبره الدود اومن ذکره نحو القملة یعید الوضوء** [۱]

جواب :...... یہ احنافؒ کے خلاف نہیں۔ احنافؒ تفصیل کے قائل ہیں۔ تر ہو تو ناقض وضوء ہے۔ ورنہ نہیں اس سے حصر ثابت نہیں ہوتا۔ [۲]

امام بخاریؒ کی دلیل ثالث :......**وقال جابرؓ بن عبد اللہؓ اذا ضحک فی الصلوٰة اعاد**

---

[۱] (فیض الباری ص ۲۸۲: فتح الباری ص ۱۴۰: بخاری شریف ص ۲۹). عطاءؒ هو ابن ابی رباح. هذا تعلیق وصله ابن ابی شیبة فی مصنفه باسناد صحیح وقال حدثنا حفصؒ بن غیاث عن ابن جریجؒ عن عطاءؒ فذکره وقال ابن المنذرؒ اجمعوا علی انه ینقض خروج الغائط من الدبر والبول من القبل والریح من الدبر والمذی قال ودم الاستحاضة ینقض فی قول عامة العلماء الاربعة قال واختلفوا فی الدود یخرج من الدبر فکان عطاءؒ ابن ابی رباحؒ والحسنؒ وحمادؒ بن ابی سلیمانؒ وابو مجلزؒ والحکمؒ وسفیانؒ الثوری والاوزعیؒ وابن المبارک والشافعیؒ واحمدؒ واسحاقؒ وابو ثورؒ یرون منه الوضوء وقال قتادة ومالکؒ لا وضوء فیه وروی ذلک عن النخعیؒ وقال مالکؒ لا وضوء فی الدم یخرج من الدبر ونقلت الشافعیة عن مالکؒ ان النادر لا ینقض والنادر کالمذی یدوم لا بشهوة فان کان بها فلیس بنادر وکذا نقل ابن بطالؒ عنه فقال وعند مالک ان ما خرج من المخرجین معتادا ناقض وما خرج نادرا علی وجه المرض لا ینقض الوضوء کالاستحاضة وسلس البول اوالمذی والحجر والدود والدم وقال ابن حزم المذی والبول والغائط من ای موضع خرجن من الدبر او الاحلیل او المثانة او البطن او غیر ذلک من الجسد او الفم ناقض للوضوء لعموم امرهﷺ بالوضوء منها ولم یخص موضعا دون موضع وبه قال ابوحنیفة واصحابه والریح الخارج من ذکر الرجل وقبل المرأة لا ینقض الوضوء عندنا هکذا ذکره الکرخیؒ عن اصحابنا الا ان تکون المرأة مفضاة وهی التی صار مسلک بولها ووطئها واحدا او التی صار مسلک الغائط والوطئ منها واحدا (عینی ج۳ ص ۴۷) [۲] (لامع الدراری ص ۸۰)

الصلوٰۃ ولم یعد الوضوء [1]

جواب: ...... اس دلیل کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ ہمارے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ ہم بھی ضحک سے وضوء ٹوٹنے کے قائل نہیں۔ ہم تو قہقہہ سے وضوء ٹوٹنے کے قائل ہیں [2]

﴿ضحک ، تبسم ، قهقهه میں فرق﴾

ضحک: ...... کہتے ہیں خوشی کے وقت دانت کھولنا ایسی آواز کیساتھ جو اپنے آپ کو سنائی دے۔

تبسم: ...... یہ ہے کہ خوشی کے وقت دانتوں کا ہونٹوں سے ظاہر ہو جانا۔

قهقهه: ...... خوشی کے وقت اتنی آواز سے ہنسنا کہ دوسرے بھی سن لیں۔

تینوں کا حکم: ...... تبسم سے نہ نماز ٹوٹتی ہے نہ وضوء۔ البتہ مکروہ ہے۔ اور ضحک سے نماز ٹوٹ جاتی ہے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ قہقہہ سے نماز، وضوء دونوں ٹوٹ جاتے ہیں [3]

امام بخاریؒ کی دلیل رابع: ......وقال الحسنؒ ان اخذ من شعره واظفاره اوخلع خفيه فلا وضوء عليه [4]

---

[1] (عینی ج ۳ص ۴۸:فیض الباری ص ۲۸۲:فتح الباری ص ۱۴۰ :بخاری شریف ص ۲۹)هذالتعليق وصله البيهقیؒ فی المعرفة عن ابی عبداللهؒ الحافظ حدثنا ابو الحسنؒ بن ماتی حدثنا ابراهيمؒ بن عبداللهؒ حدثنا وكيعؒ عن الاعمش عن ابی سفيانؒ مرفوعا سئل جابرؓ فذكره ورواه ابو شيبة قاضی واسطؒ عن يزيدؒ بن ابی خالدؒ عن ابی سفيانؒ مرفوعا (عینی ج۳ ص ۴۸) [2] (فیض الباری ص ۲۸۲:لامع الدراری ص ۸۰)(ولنا فی هذا الباب احدعشرحديثا عن رسول الله ﷺ منها اربعة مرسلة وسبعة مسندة فاول المراسيل حديث ابی العالية الرياحی رواه عنه عبدالرزاقؒ عن قتادةؒ عن ابی العاليةؒ وهو عدل ثقة (عینی ج۳ ص۴۸) [3] (وانما الخلاف هل ينقض الوضوء فذهب مالكؒ والليثؒ والشافعیؒ الی انه لا ينقض وذهب النخعیؒ والحسنؒ الی انه ينقض الوضوء والصلوة .وانما مذهبه (ای مذهب ابی حنيفة)مثل ما روی عن جابرؓ ان الضحک يبطل الصلوة ولا يبطل الوضوء والقهقهة تبطلهما جميعا والتبسم لا يبطلهما والضحک مايكون مسموعا له دون جيرانه والقهقهة ما يكون مسموعا له ولجيرانه والتبسم مالا صوت فيه (عینی ج۳ ص۴۸:لامع الدراری ص ۸۰) [4] (عینی ص ۴۹:فتح الباری ص ۱۴۰ :فیض الباری ص ۲۸۲ :بخاری شریف ص ۲۹)ای قال الحسن البصریؒ وهذه مسألتان ذكرهما بالتعليق .التعليق الاول وهو قوله ان اخذ من شعره او اظفاره ،،اخرجه سعيدؒ بن منصور وابن المنذرباسناد صحيح موصولا وبه قال اهل الحجاز والعراقؒ وعن ابی العالية والحكمؒ وحمادؒ ومجاهدؒ ايجاب الوضوء فی ذلک وقال عطاءؒ والشافعیؒ والنخعیؒ يمسه الماء وقال اصحابنا الحنفية ولوحلق رأسه بعد الوضوء اوجز شاربه او قلم ظفره اوقشط خفه بعد مسحه فلا اعادة عليه وقال ابن جريرؒ وعليه الاعادة وقال ابراهيمؒ عليه امرار الماء علی ذلک الموضع .والتعليق الثانی وصله...... ابن ابی شيبةؒ با سناد صحيح عن هشامؒ عن يونسؒ عنه قوله اوخلع خفيه قيد بالخلع لانه اذا اخذ من خفيه بمعنی قشط من موضع المسح فلا وضوء عليه واما لو خلع خفيه بعد المسح عليهما ففيه اربعة اقوال .فقال مكحول والنخعیؒ وابن ابی ليلیؒ والزهریؒ والاوزاعیؒ واحمدؒ واسحاقؒ يستانف الوضوء وبه قال الشافعیؒ فی قول القديم .والقول الثانی يغسل رجليه مكانه فان لم يفعل يستانف الوضوء وبه قال مالکؒ والليثؒ .والثالث يغسلهما اذا اراد الوضوء وبه قال الثوریؒ وابو حنيفة واصحابهؒ والشافعیؒ فی الجديد والمزنیؒ وابو ثورؒ .والرابع لا شئ عليه ويغسل كما هووبه قال الحسنؒ وقتادةؒ وروی مثله عن النخعیؒ (عینی ج۳ ص ۴۹)

جواب: ...... یہ ہے کہ یہ بھی ہمارے خلاف نہیں ہے، کیونکہ امام بخاریؒ کا مقصد ہمارے خلاف دلیل پیش کرنا ہے وہ کہتے ہیں کہ خروج نجاست من السبیلین نہیں۔ اس لئے وضوء نہیں ٹوٹا۔ ہم کہتے ہیں کہ خروج نجاست عن البدن نہیں۔ اس لئے نہیں ٹوٹا۔ [۱]

اوخلع خفیه فلا وضوء علیه کا جواب: ...... یہ ہے کہ ہمارے نزدیک بھی خلع خفین سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ صرف پاؤں ہی دھونے ہونگے۔ [۲]

امام بخاریؒ کی دلیل خامس: ......قال ابو هریرةؓ لا وضوء الامن حدث [۳]

جواب: ...... یہ حصر اضافی ہے۔ کیونکہ یہ اس صورت پر محمول ہے جب کہ مسجد میں ہو اور نماز میں ہو۔ اور پیٹ میں گڑبڑ ہو۔ اگر چہ یہاں حدث سے خارج من السبیلین مراد ہے لیکن یہ خاص صورت پر محمول ہے۔ اگر عام قرار دیں تو ہمارے بھی خلاف نہیں ہے۔ اگر خاص کرتے ہو تو تمہارے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ یہاں تو صرف حدث کا ذکر ہے[۴] اور اس کی تشریح دوسری روایت میں ہے لاو ضوء الامن صوت او ریح [۵] یہ تو دونوں سبیل واحد سے متعلق ہیں۔ سبیل ثانی کی بھی نفی ہو جائے گی۔

امام بخاریؒ کی دلیل سادس: ......ویذکر عن جابرؓ ان النبی ﷺ کان فی غزوة ذات الرقاع فرمی رجل بسهم فنزفه الدم فرکع وسجد ومضی فی صلاته [۶] شوافعؒ اس کو احنافؒ کے خلاف

---

[۱] (لامع الدراری ص ۸۰: فتح الباری ۱۴۰) [۲] (کما فی فیض الباری .وکذلک المسئلةعندناالاانه اذانزع خفیه یغسل رجلیه فقط ولایعیدالوضوء (فیض الباری ص ۲۸۲: (لامع الدراری ص ۸۰) [۳] (عینی ج۳ ص ۴۹: فتح الباری ص ۱۴۱: لامع الدراری ص ۸۱: فیض الباری ص ۲۸۲) هذاالتعلیق وصله اسماعیل القاضی فی الاحکام باسناد صحیح من حدیث مجاهدؒ عنه موقوفا ورواه ابو عبیدؒ فی کتاب الطهور بلفظ "لا وضوء الامن حدث او صوت اوریح (عینی ج۳ ص ۴۹) [۴] (لامع الدراری ص ۸۱) [۵] (ابن ماجه ص ۳۹ مطبوعه وزراة التعلیم اسلام آباد) [۶] (عینی ص ۵۰: فتح الباری ص ۱۴۱: لامع ص ۸۱: فیض الباری ص ۲۸۲: بخاری شریف ص ۲۹) ان هذاالحدیث وصله ابن اسحاقؒ فی المغازی قال حدثنی صدقة بن یسار عن عقیل بن جابر عن ابیهؓ قال "خرجنا مع رسول الله ﷺ ،یعنی فی غزوة ذات الرقاع فاصاب رجل امرأة رجل من المشرکین فحلف ان لا انتهی حتی اهریق دما فی اصحاب محمد فخرج یتبع اثر النبی ﷺ فنزل النبی ﷺ منزلا فقال من رجل یکلؤنا فانتدب رجل من المهاجرین ورجل من الانصار قال کونا بفم الشعب قال فلما خرج الرجلان الی فم الشعب اضطجع مهاجری وقام الانصاری یصلی واتی الرجل فلما رأی شخصه عرف انه ربیئة للقوم فرماه بسهم فوضعه فیه ونزعه حتی مضی ثلاثة اسهم ثم رکع وسجد ثم انتبه صاحبه فلما عرف انه قد نذروا به هرب ولما رأی المهاجری ما بالانصاری من الدماء قال سبحان الله الاانبهتنی اول ما رمی قال کنت فی سورة اقرأها فلم احب اقطعها (عینی ج۳ ص ۵۰) ذات الرقاع .سمیت باسم شجرة هناک وقیل باسم جبل هناک فیه بیاض وسواد وحمرة یقال له الرقاع فسمیت به وقیل سمیت بذلک لان اقدامهم نقبت فلفوا علیها الخرق وهذا هوالصحیح لان ابا موسیؓ حاضر ذلک مشاهدة وقد اخبربه وکانت غزوة ذات الرقاع فی سنة اربع من الهجرة وذکر البخاریؒ انها کانت بعد خیبر لان ابا موسیؓ جاء بعد خیبر (ع ج۳ ص ۵۰) فنزفه الدم .قال الجوهریؒ یقال نزفه الدم اذا خرج منه دم کثیر حتی یضعف فهو نزیف ومنزوف......(عینی ج۳ ص ۵۱)

پیش کرتے ہیں۔امام بخاریؒ اس کو پیش نہیں کر سکے۔تو یہ احناف کی تائید ہوگئی [۱]

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ وضوء نہیں ٹوٹا اس لئے نماز نہیں ٹوٹی۔یہ امام شافعیؒ کی دلیل ہے۔

جواب (۱):...... امام بخاریؒ نے خود ہی یذکر کہہ کر ضعف کی طرف اشارہ کر دیا۔کہ یہ صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

جواب (۲):...... استدلال تب تام ہوتا ہے۔جب آپ ﷺ کو علم ہوا ہو۔اور خاموشی اختیار کی ہو۔یہ فعل صحابیؓ ہے۔مرفوع روایات کیخلاف حجت نہیں ہے [۲]

جواب (۳):...... یہ حالتِ استغراق پر محمول ہے۔چنانچہ بعض روایات میں آتا ہے کہ ان (انصاری صحابیؓ) سے پوچھا گیا کہ تم نے بتلایا کیوں نہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں سورۃ کہف کی تلاوت میں مصروف تھا۔سورۃ ختم کئے بغیر نماز سے فارغ ہونے کو جی نہیں چاہ رہا تھا اس لئے تمہیں نہ بتا سکا (ابوداؤد ص ۲۹ ج ۱)

جواب (۴):...... یہ ابقاء ہیئتِ حسنہ کے قبیل سے ہے [۳]

ابقاءِ ہیئتِ حسنہ کے نظائر... (۱) تشبہ بالمصلی للفاقد الطہورین.

(۲): ...... بچہ جب جوان ہو جائے تو تشبہ بالصائمین کرتے ہوئے بقیہ دن امساک کرے۔

(۳): ...... حائضہ عورت جب حیض سے پاک ہو جائے تو یہ بھی تشبہ بالصائمین کرتے ہوئے امساک کرے۔

(۴): ...... حضرت حرامؓ بن ملحان کے تیر لگا تو کہا **فزت ورب الکعبۃ** (بخاری ص ۵۸۷) اور جو خون نکلا اس کو چہرے پر ملنا شروع کر دیا۔حالانکہ اس کو کوئی بھی جائز نہیں کہتا۔

(۵): ...... ایک صحابیؓ کا حالتِ احرام میں انتقال ہوا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا۔اس کا سر نہ ڈھانپو۔ایسے ہی دفن کر دو قیامت کے دن تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا۔**عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ خر رجل من بعیرہ فوقص فمات فقال اغسلوہ بماء وسدر وکفنوہ فی ثوبیہ ولاتخمروا رأسہ فان اللہ یبعثہ یوم القیامۃ ملبیا** [۴]

---

[۱] احتج الشافعیؒ ومن معہ بھذا الحدیث ان خروج الدم وسیلانہ من غیر سبیلین لا ینقض الوضوء فانہ لو کان ناقضا للطہارۃ لکانت صلوٰۃ الانصاری بہ تفسد اول ما اصابہ الرمی فلم یکن یجوز لہ بعد ذلک ان یرکع ویسجد وھو محدث واحتج اصحابنا الحنفیۃ باحادیث کثیرۃ اقواھا واصحھا ما رواہ البخاریؒ فی صحیحہ عن ہشامؒ بن عروۃ عن ابیہؒ عن عائشۃؓ قالت " جاءت فاطمۃؓ بنت ابی حبیشؓ الی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ انی امرأۃ استحاض فلا اطہر افأدع الصلاۃ قال لا انما ذلک عرق ولیست بالحیضۃ فاذا اقبلت الحیضۃ فدعی الصلاۃ واذا ادبرت فاغسلی عنک الدم قال ہشام قال ابیؒ ثم توضئ لکل صلاۃ حتی یجئ ذلک الوقت (عینی ج ۳ ص ۵۱) [۲] (فیض الباری ص ۲۸۳) [۳] (فیض الباری ص ۲۸۳) [۴] مسلم شریف ص ۳۸۴ ج ۱)

جواب (۵):......الزامی جواب یہ ہے۔ کہ بدن بھی ناپاک ہوا ہوگا؟۔ تو نماز کیسے باقی رہی؟[۱]

میرے ترمذی شریف کے استاذ (حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ کامل پوری) نے فرمایا کہ علامہ خطابیؒ نے یہ کہا ہے کہ وہ خون دھار باندھ کر نکلا ہوگا[۲]

علامہ خطابیؒ کے قول کا جواب:...... یہ ہے کہ شروع میں ہوسکتا ہے کہ دھار کی شکل میں نکلا ہو۔ لیکن بعد میں وہ دھار ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔ تو یقیناً بدن پر بھی خون لگا ہوگا اور خون لگنے سے بدن ناپاک ہوجانے کا قوی اندیشہ ہے۔

بعض مرتبہ محدثینؒ اپنے مذہب کی تائید میں عجیب وغریب توجیہات کر جاتے ہیں۔ **تقبل وتدبر وتبول** کی توجیہ احنافؒ کے نزدیک تو آسان ہے۔ کہ زمین خشک ہوکر پاک ہوگئی۔ لیکن جو کہتے ہیں کہ پاک نہیں ہوتی تو وہ اس کی توجیہ یہ کرتے ہیں۔ کہ وہ کتے باہر پیشاب کر کے گزرتے تھے۔ تو حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحبؒ اس کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ ایسے کیوں نہیں کہتے کہ استنجاء بھی باہر سے کر کے گزرتے تھے۔

امام بخاریؒ کی دلیل سابع:......**وقال الحسنؒ مازال المسلمون يصلون فی جراحاتهم**[۳]

اس سے امام بخاریؒ نے یہ استدلال کیا ہے کہ سیلان دم ناقض وضوء نہیں۔

جواب:...... احنافؒ کہتے ہیں کہ زخموں کی تین حالتیں ہیں۔ ایک حالت پر آپ محمول کر کے استدلال کرتے ہیں دو حالتوں پر ہمیں محمول کرنے دو۔ اور وہ تین حالتیں یہ ہیں (۱) بہنے والا زخم۔ جسے تم نے مانا۔ ہم کہتے ہیں کہ زخم غیر سائلہ تھے۔ ظاہر ہے کہ جسم پر ہی ہوں گے۔ تو جب نماز پڑھنی ہے تو ان کے ساتھ ہی پڑھیں گے۔ ان کو کوئی اتار کر تو نہیں پھینک سکتے۔ بہرحال سائلہ ہونے کی بھی دو صورتیں ہیں۔ (۱) کبھی نکل آئے اور کبھی بند ہوجائے۔ (۲) پورا وقت نکلتا رہے۔ اس صورت میں معذور ہوجائے گا۔ اس کا حکم سلسلِ بول اور انفلاتِ ریح والے کا ہے۔ تو ان دو حالتوں پر ہم محمول کرتے ہیں۔ ایک پر تم محمول کرتے ہو[۴]

امام بخاریؒ کی دلیل ثامن:......**وقال طاؤسؒ ومحمد بن علیؒ وعطاءؒ واهل الحجازؒ ليس فی الدم وضوء**[۵]

---

[۱] واما احتجاج الشافعیؒ ومن معه بذلک الحديث فمشکل جدا لان الدم اذا سال اصاب بدنه وجلده ربما اصاب ثيابه ومن نزل عليه الدماء مع اصابة شیء من ذلک وان کان يسيرا لا تصح صلاته عندهم (عینی ج ۳ ص ۵۱) [۲] (فتح الباری ص ۱۴۱) [۳] عینی ص ۵۱ ج ۳: بخاری ص ۲۹: فیض الباری ص ۲۸۳: لامع ص ۸۱) [۴] (فیض الباری ص ۲۸۳: لامع ص ۸۲) [۵] (عینی ص ۵۱: بخاری شریف ص ۲۹: فتح الباری ص ۱۴۱: فیض الباری ص ۲۸۳: لامع الدراری ص ۸۲)

جواب (۱): ...... یہ ان حضرات کا مذہب ہے۔ ہمارے خلاف حجت نہیں ہے۔

جواب (۲): ...... دم غیر سائل پر محمول ہے[۱]

امام بخاریؒ کی دلیل تاسع: ...... **وعصر ابن عمرؓ بثرة فخرج منه الدم ولم يتوضأ**[۲]

جواب (۱): ...... یہ اخراج ہے خروج نہیں [۳]

جواب (۲): ...... اگر تھوڑا نکل آئے تو آپ کیا حکم لگاویں گے؟

دلیل عاشر: ...... **وبزق ابن ابی اوفی دما فمضی فی صلاته**[۴]

جواب (۱): ...... تھوک غالب ہو تو وضوء نہیں ٹوٹتا۔ ہاں اگر خون غالب ہو تو پھر ٹوٹ جاتا ہے، مذکورہ واقعہ میں بھی تھوک غالب ہوگا اس لئے وضوء نہیں ٹوٹا [۵]

جواب (۲): ...... اور اگر خون کو غالب مان لیں۔ تو یہ کہیں گے کہ یہ انکا اپنا مذہب ہے۔ ہمارے خلاف حجت نہیں۔ امام بخاریؒ آثار لارہے ہیں اور آثار متعارض ہیں۔

دلیل حادی عشر: ...... **وقال ابن عمرؓ والحسنؒ فی من يحتجم ليس عليه الا غسل محاجمه**[۶]

جواب (۱): ...... ہوسکتا ہے کہ دم غیر سائل ہو۔ **وفی لامع الدراری واما اذا خرج من الثبور دما بعصرها فلانه مخرج لا خارج فلا ينتقض الوضوء .** [۷]

جواب (۲): ...... شرح وقایہ میں آپ نے پڑھا ہے کہ خون نکلا اور ایسی جگہ کی طرف نہیں بہا۔ جس کا غسل میں دھونا ضروری ہے۔ تو اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا [۸]

---

[۱] (لامع ص ۸۲: فیض الباری ص ۲۸۳) [۲] عینی ج ۳ ص ۵۲: فتح الباری ص ۱۴۱: لامع ص ۸۲: فیض الباری ص ۲۸۳: بخاری شریف ص ۲۹) [۳] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۴۶) [۴] عینی ج ۳ ص ۵۲: فتح الباری ص ۱۴۱: لامع الدراری ص ۸۲: فیض الباری ص ۲۸۳: بخاری شریف ص ۲۹) [۵] (لامع الدراری ص ۸۲: فیض الباری ص ۲۸۳) [۶] (عینی ج ۳ ص ۵۲: بخاری شریف ص ۲۹، ۳۰: فتح الباری ص ۱۴۱: فیض الباری ص ۲۸۳: لامع الدراری ص ۸۳) [۷] (ج ۱ ص ۸۲) [۸] کما فی الهداية . والدم والقيح اذا خرجا من البدن فتجاوزا الى موضع يلحقه حكم التطهير ص ۲۳ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

جوابات روایات مرفوعه

(۱): ......حدثنا آدم بن ابی ایاسؒ الخ ، قال الصوت یعنی الضرطة.

جواب (۱): ...... یہ روایت ہمارے خلاف نہیں ہے۔

جواب (۲): ...... اگر حصر حقیقی مانتے ہو تو تمہارے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ پیشاب اور پاخانہ بھی غیر حدث ہو جائے گا۔ اور اگر حصر اضافی مانو تو ہمارے بھی خلاف نہیں [۱]

روایت (۲): ...... حدثنا ابو الولیدؒ الخ، لاینصرف حتی یسمع صوتا اویجد ریحا

جواب: ...... یہ روایت بھی ہمارے خلاف نہیں ہے۔ ورنہ تو مذی اور پیشاب کی صورت میں بھی ماننا پڑیگا کہ ان سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا [۲]

روایت (۳): ......حدثنا قتیبة بن سعیدؒ الخ، کنت رجلامذآء: امام بخاریؒ خروج مذی سے وضوء ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

جواب: ...... یہ روایت بھی ہمارے خلاف نہیں ہے۔ ہم بھی اس کے قائل ہیں۔

حدثنا سعد بن حفصؒ الخ

حدثنا اسحاق بن منصورؒ .اعجلت او قحطت فعلیک الوضوء۔ یہ عدمِ انزال سے کنایہ ہے۔

اعجلت اور قحطت میں فرق: ...... کوئی جماع میں شروع ہو جائے اور دخول ہو جائے لیکن بغیر انزال کے علیحدگی ہو جائے۔ اگر یہ جدائی سببِ خارجی سے ہے تو اُعْجِلْتَ ہے۔ اور اگر داخلی سے ہے تو **قحطت** ہے۔

لفظ او: ...... شک راوی کے لئے ہے یا بیان تنویع کے لئے ہے۔ راجح ثانی ہے۔

فعلیک الوضوء: ...... اس سے آگے سند کا اختلاف ہے۔ الوضوء یہ یا تو لفظ مراد ہے یعنی الوضوء نہیں کہا بلکہ علیک کہا۔ اور یا یہ مطلب ہے کہ یہ پورا جملہ **فعلیک الوضوء** نہیں کہا [۳] اس صورت میں یہ حدیث جمہورؒ کے خلاف ہی نہ رہی۔ اور اگر خلاف ہو تو جواب یہ ہے یہ منسوخ ہو چکی ہے۔

---

[۱] (لامع الدراری ص ۸۱ ج ۱) [۲] (لامع ج ۱ ص ۸۳ حاشیہ نمبر ۲) [۳] (لامع ص ۸۳)

﴿مسئلۂ اِکسال﴾

کسل سستی کو کہتے ہیں۔کوئی جماع کرنے لگےاور سستی کا شکار ہو جائے۔تو کیا حکم ہے۔ابتداء حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت ابی ابن کعبؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت عثمانؓ وغیرہ کا مسلک یہ تھا کہ اکسال پر وضوء ہے۔غسل نہیں ہے۔

دلیل :...... سنن میں ابوسعید خدریؓ کی روایت میں **ان الماء من الماء**[1] کے الفاظ آتے ہیں۔ابتدائی زمانہ میں اسی روایت کی وجہ سے اختلاف تھا۔ ای **استعمال ماء الغسل من خروج ماء المنی** ۔الف لام ہنوں جگہ عہدی ہے۔بعض حضرات غسل کے وجوب کے قائل تھے۔حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جیسے اور مسائل کی اصلاح ہوئی تو اس مسئلہ کی بھی اصلاح فرمائی گئی،توانھوں نے صحابہ کرام کو بلایا اور فرمایا کہ تم اصحاب محمد ﷺ ہی اگر اختلاف کرنے لگ جاؤ گے تو بعد میں کیا ہوگا؟ حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ کے پاس پیغام بھیجا اور مسئلہ کی حقیقت جاننا چاہی۔توانہوں نے فرمایا کہ مجھے علم نہیں۔نمائندہ واپس آیا۔اور حضرت حفصہؓ نے یہ بتلا دیا تھا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس اس کا علم ہے۔حضرت عائشہؓ کے پاس پیغام بھیجا توانھوں نے فرمایا **اذا التقی الختان الختان فقد وجب الغسل**(ترمذی ص ۳۰ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی) اور فرمایا **فعلنا واغتسلنا** حضرت عمرؓ نے بعد میں فرمایا اگر اب کسی نے اختلاف کیا تو تعزیر ہوگی۔اب یہ قطعی مسئلہ ہے۔کیونکہ اس پر تمام صحابہ کرامؓ کا اتفاق ہوگیا تھا۔

﴿انما الماء من الماء کی توجیہات﴾

(۱):...... یہ حدیث حالتِ نوم پر محمول ہے۔یہ توجیہ ابن عباسؓ نے کی ہے [2]

توجیہ(۲):...... یہ منسوخ ہے [3]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

---

[1](ترمذی ص ۳۱ ایچ ایم سعید کمپنی) [2](مقدمہ فیض الباری ص ۵۳) [3](مقدمہ فیض الباری ص ۵۳)

(۱۳۱)

باب الرجل یوضئ صاحبه

جو شخص اپنے ساتھی کو وضو کرائے

(۱۸۰)حدثنا محمدابن سلام قال انا یزید بن ہارون عن یحییٰ عن موسیٰ بن عقبة
ہم سے محمدابن سلام نے بیان کیا، انہیں یزید بن ہارون نے یحییٰ سے خبردی، وہ موسیٰ بن عقبہ سے
عن کریب مولی ابن عباس عن اسامة بن زید ان رسول اللہ ﷺ لما افاض من عرفة
وہ کریب ابن عباس کے آزاد کردہ غلام سے وہ اسامہ بن زیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب عرفہ سے چلے تو
عدل الی الشعب فقضیٰ حاجته قال اسامة فجعلتُ اصبُّ
(پہاڑکی) گھاٹی کی جانب مڑ گئے اور (وہاں) رفع حاجت کی اسامہؓ کہتے ہیں کہ پھر (آپؐ نے وضو کیا اور) میں آپ کے
علیه ویتوضأفقلت یا رسول اللہ اتصلی قال المصلی امامک
(اعضاء شریفہ) پر پانی ڈالنے لگا اور آپ وضو فرماتے رہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ (اب) نماز پڑھیں گے آپ نے فرمایا، نماز کا موقعہ تمہارے سامنے (مزدلفہ میں) ہے

راجع: ۱۳۹

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

(۱۸۱)حدثنا عمروبن علی قال ثنا عبدالوهاب قال سمعت یحیی بن سعید
ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، ان سے عبدالوہاب نے بیان کیا، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے سنا
یقول اخبرنی سعد بن ابراهیم ان نافع بن جبیر بن مطعم اخبره انه سمع عروة بن المغیرة بن شعبة
انہیں سعد بن ابراہیم نے خبردی، انہیں نافع بن جبیر بن مطعم نے بتلایا، انہوں نے عروہ بن المغیرہ بن شعبہ سے سنا

یحدث عن المغیرة بن شعبة انه کان مع رسول اللہ ﷺ فی سفر
وہ مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے (وہاں ایک موقع پر)
وانه ذهب لحاجة له وان المغیرة جعل یصب المآء علیه وهو یتوضأ
آپؐ رفع حاجت کے لیے تشریف لیے گئے (جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے) آپؐ نے وضو شروع کیا تو میں آپ (کے اعضاء وضو) پر پانی ڈالنے لگا
فغسل وجهه ویدیه ومسح برأسه ومسح علی الخفین
آپؐ نے اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھویا سر کا مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا

انظر: ۲۰۳، ۲۰۶، ۳۶۳، ۳۸۸، ۲۹۱۸، ۴۴۲۱، ۵۷۹۸، ۵۷۹۹

تحقیق وتشریح

ربط:...... ماقبل سے ربط دو طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔

(۱)...... اس سے پہلے وضوء کے ٹوٹنے کا ذکر ہے تو جب وضوء ٹوٹے گا تو کرنا بھی پڑے گا تو استعانت بھی ہوگی۔ اس لئے وضوء کے ٹوٹنے کے بعد استعانت کا باب باندھ دیا۔

(۲)...... یہ باب فی الباب کے قبیل سے ہے ابھی پہلے باب کے دلائل ختم نہیں ہوئے۔

حدثنی ابن سلامؒ الخ:...... فقضی حاجته اس سے معلوم ہوا کہ قضائے حاجت یعنی خارج من السبیلین سے وضوء ٹوٹا۔

حدثنا عمرو بن علیؒ:...... ذهب لحاجة له۔ دوسری روایت سے بھی پہلے باب کے ساتھ مطابقت ہوگئی۔ تو چونکہ استعانتِ وضوء کا ذکر حدیث میں تھا۔ اس لئے یہ باب بھی باندھ دیا۔

امام بخاریؒ نے من لم یر الوضوء الا من المخرجین کو ثابت کرنے کے لئے گیارہ آثار اور سات احادیث نقل فرمائیں کہ غیر خارج من السبیلین سے وضوء واجب نہیں ہوتا۔

سوال :...... ترجمۃ الباب تو ثابت ہی نہ ہوا۔

جواب :...... استدلال اس طریقہ سے کیا ۔کہ احادیث سے تو ثابت کیا کہ **خروجِ نجاست من احدالسبیلین** ناقض ہے۔اورآ ثار سے معلوم ہوا کہ **خروجِ نجاست من غیر احد السبیلین** ناقض نہیں ہے اس سے بتکلف ترجمۃ الباب مجموعہ سے ثابت کیا۔کسی ایک سے نہیں ۔ احنافؒ نے جواب میں کہہ دیا **الآثار متعارضۃ والحصر لیس بثابت من الاحادیث**۔

﴿مسئلہ استعانتِ وضوء﴾

اس میں تفصیل ہے۔استعانت کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) **طلب الماء**

(۲) **صب الماء**

(۳) **دلک الاعضاء** [۱]

استعانتِ وضوء کا حکم:......استکباراً تو تینوں ناجائز ہیں۔ضرورۃً تینوں جائز ہیں۔یہ ہم نے لطیفۃً ذکر کردیا۔ورنہ تو آپ کو معلوم ہے۔کہ طلب الماء مطلقاً جائز ہے۔صب الماء تعلیماً جائز ہے۔اور دلک الاعضاء ضرورۃً جائز ہے [۲]

☆☆☆☆☆☆

---

[۱] (لامع ص ۸۳) [۲] (فیض الباری ص ۲۸۴ ج ۱، ۲۸۵: لامع ص ۸۳ ج ۱)

(۱۳۲)

﴿باب قرأة القرأن بعدالحدث وغیرہ﴾

بے وضو ہونے کی حالت میں تلاوۃ قرآن کرنا

وقال منصورعن ابراھیم لابأس بالقراء ۃ فی الحمام وبکتب الرسالة علیٰ غیر وضوٓء وقال حماد عن ابراھیم ان کان علیھم ازارفسلم والافلا تسلم

منصور نے ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ حمام (غسل خانے) میں تلاوت قرآن میں کچھ حرج نہیں، اسی طرح بغیر وضو خط لکھنے میں (بھی) کچھ حرج نہیں اور حماد نے ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ اگر اس (حمام والے آدمی کے بدن) پر تہبند ہو تو اس کو سلام کرو، ورنہ مت کرو۔

(۱۸۲) حدثنااسمٰعیل قال حدثنی مالک عن مخرمة بن سلیمان عن
ہم سے اسماعیل نے بیان کیا ان سے مالک نے مخرمہ بن سلیمان کے واسطے سے نقل کیا، وہ کریب ابن عباس
کریب مولی ابن عباس ان عبداللہبن عباس اخبرہ انه بات
کے آزاد کردہ غلام سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباسؓ نے انھیں بتلایا کہ انھوں نے ایک شب
لیلة عند میمونة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھی خالته
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور اپنی خالہ میمونہؓ کے گھر گزاری (وہ فرماتے ہیں)
فاضطجعت فی عرض الو سادة واضطجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واھله
کہ میں تکیہ کے عرض (یعنی چوڑائی) کی طرف لیٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی اہلیہ نے (معمول کے مطابق)

فی طولها فنام رسول الله ﷺ حتی اذا انتصف اللیل

تکیہ کی لمبائی پر (سر رکھ کر) آرام فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ (کچھ دیر کے لئے) سوئے اور جب آدھی رات ہوگئی

او قبله بقلیل او بعده بقلیل استیقظ رسول الله ﷺ فجلس یمسح النوم عن وجهه بیده

یا اس سے کچھ پہلے یا اس کے کچھ بعد آپ بیدار ہوئے تو بیٹھ کر اپنے ہاتھوں کے ساتھ اپنے چہرے سے نیند کے آثار ختم فرمانے لگے

ثم قرأ العشر الآیات الخواتم من سورة آل عمران

(یعنی نیند دور کرنے کے لئے آنکھیں ملنے لگے) پھر آپ نے سورۃ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں

ثم قام الی شن معلقة فتوضأ منها فاحسن وضوءه

پھر ایک مشکیزہ کے پاس جو (چھت) میں لٹکا ہوا تھا آپ کھڑے ہوگئے اور اس سے وضوء کیا خوب اچھی طرح

ثم قام یصلی قال ابن عباس فقمت فصنعت مثل ما صنع

پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے ابن عباسؓ کہتے ہیں میں نے بھی کھڑے ہوکر اسی طرح کیا جس طرح آپ نے کیا تھا

ثم ذهبت فقمت الی جنبه فوضع یده الیمنی علی راسی واخذ باذنی الیمنی یفتلها

پھر جا کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تب آپ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا بایاں کان پکڑ کر اسے مروڑنے لگے

فصلی رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین

پھر آپ نے دو رکعتیں پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں پڑھ کر

ثم اوتر ثم اضطجع حتی اتاه المؤذن فقام فصلی رکعتین خفیفتین ثم خرج فصلی الصبح

اس کے بعد آپ نے وتر پڑھے اور لیٹ گئے پھر جب مؤذن آپ کے پاس آیا تو آپ نے اٹھ کر دو رکعت معمولی (طور پر) پڑھیں پھر باہر تشریف لا کر صبح کی نماز پڑھائی

راجع: ۸۶

﴿تحقیق وتشریح﴾

قیل مطابقة الحدیث للترجمة فی قراة القرآن بعد الحدث وھو انه ﷺ قرأ العشر الآیات من آخر ال عمران بعد قیامه من نومه قبل وضوءہ.

ترجمة الباب کی غرض:...... غیرہ کی ضمیر کا مرجع کے مخفی ہونے کی وجہ سے باب کی غرض مخفی ہوگئی۔

غیرہ:...... کی ضمیر کے مرجع میں احتمالات۔ ضمیر کے مرجع میں تین احتمال ہیں۔

احتمال اول:...... مرجع حدث ہے تو غیر حدث میں دو احتمال ہیں۔(۱) حدث سے چونکہ عام طور پر حدث اصغر مراد ہوتا ہے۔ تو غیر حدث سے مراد حدث اکبر ہوگا۔(۲) غیر حدث سے مراد مظان حدث ہیں۔

احتمال ثانی:...... مرجع قرآن ہے۔ کہ قرآن کے پڑھنے اور غیر قرآن کے پڑھنے کے بیان میں۔ یعنی ذکر وتسبیح وغیرہ مراد ہیں۔

احتمال ثالث:...... ضمیر کا مرجع قرآت ہے۔ یعنی قرآت اور اس کے علاوہ کے بیان میں۔ جیسے قرآن کا چھونا، کتابت وغیرہ۔

اے عزیز طلباء:...... آپ بھی ذرا دریادلی اور وسعت ظرفی سے کام لیں کہ جتنے احتمال ہیں وہ سب مراد ہیں۔

امام بخاریؒ:...... یہ چھ مسئلے جو کہ محتمل ہیں ان سب کے جواز کے قائل ہیں۔ اصل مقصود قرآتِ قرآن ہی کو بیان کرنا ہے۔

﴿مسئلۂ قرآتِ قرآن﴾

امام اعظمؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ امام مالکؒ...... کے نزدیک بے وضوء قرآتِ قرآن مطلقاً جائز ہے۔ جنبی کے لئے مطلقاً جائز نہیں۔

امام ابو حنیفہؒ...... کے نزدیک جنبی کے لئے ما دون الآیت جائز ہے کیونکہ اسے قرآن نہیں کہتے۔ مثلاً الحمد للہ کہہ سکتا ہے۔ رحمة اللعالمین، رب العالمین وغیرہ کہہ سکتا ہے۔

امام مالکؒ ...... فرماتے ہیں کہ ایک آیت یامادون التحدی پڑھ سکتا ہے کیونکہ یہ قرآن نہیں حضرت عمرؓ نے فتبارک اللہ احسن الخالقین کہہ دیا جوایک آیت ہے تو معلوم ہوا کہ آیت کی تحدی نہیں اور قرآن پاک کی تحدی ہے[1]۔ظاہریہ کے نزدیک جنبی بھی تلاوت کرسکتا ہے۔

امام بخاریؒ ...... کے ظاہر قول سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے۔یعنی ظاہریہ والا مذہب ہے۔

﴿مسئلہ مسِ قرآن﴾

قرآن کا مس بے وضوء کے لئے جائز نہیں۔جب حدث اصغر سے جائز نہیں تو حدث اکبر میں بدرجہ اولیٰ جائز نہیں ہوگا۔ لیکن امام بخاریؒ کے ہاں وسعت ہے کہ قرآتِ قرآن بھی اور مسِ قرآن بھی دونوں ، دونوں حالتوں حدث، جنابت میں جائز ہیں۔

امام مالکؒ: ...... کے نزدیک بھی حدث اصغر میں مسِ قرآن جائز ہے۔

امام مالکؒ کی دلیل : ...... قیاسی ہے کہ جب حدث اصغر میں قرآتِ قرآن کرسکتا ہے تو مس بھی جائز ہونا چاہئے

جواب: ...... احنافؒ کہتے ہیں کہ یہ نص کے خلاف ہے۔کیونکہ نسائی شریف میں روایت ہے **لَا یَمَس القرآن الا طاهر**[2] آیت سے بھی استنباط ہوتا ہے۔لوح محفوظ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا **لَایَمَسُّه' اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ**(پارہ ۲۷سورۃ الواقعہ)جب لوح محفوظ جہاں سے قرآن آیا ہے۔اس کو پاک ہی چھوتے ہیں۔تو قرآن کو بھی پاک ہی چھوسکتے ہیں یہ آیت انشاء نہیں ہے بلکہ خبر ہے۔اس لئے میں نے کہا کہ استدلال کیا جائے گا یہ حکم نہیں ہے [4]

کتابتِ قرآن: ......۔ہمارے نزدیک بے وضوء کتابتِ قرآن کرنا مکروہ ہے۔اس لئے کہ جب کتابت کرے گا تو جس حصہ پر لکھ لیا گیا ہے وہ صحیفۂ قرآن بن جائے گا۔تو مسِ قرآن بے وضوء کے حکم میں ہوجائے گا۔اس کو ہاتھ لگانا قرآن کو ہاتھ لگانا کہلائے گا۔لیکن ابھی قرآن بھی نہیں کہا جاسکتا۔اس لئے تخفیف ہوگئی [5]

امام بخاریؒ کے نزدیک یہاں بھی وسعت ہے۔

---

[1](تقریر بخاری ص۴۷ج۲) [2](هدایه ص ۶۴مکتبه شرکت علمیه ملتان ،رواه النسائی فی سننه فی کتاب الدیات وابوداؤد فی المراسیل) [4](فیض الباری ص۲۸۵) [5](لامع الدراری ص۸۴)

﴿مسئلہ رؤیتِ قرآن﴾

یہ مطلقاً جائز ہے۔ اصل میں یہ سارا مسئلہ متفرع ہے ایک اور اصولی مسئلہ پر کہ آیا حدث بدن میں کس درجہ سرایت کرتی ہے۔ جس درجہ میں سرایت کریگی اس درجہ میں جائز نہیں ہوگا۔ اور جس درجہ کی سرایت نہیں کریگی۔ اس درجہ کی ممانعت نہیں ہوگی۔ آنکھوں میں نہ حدث اصغر سرایت کرتی ہے۔ نہ حدث اکبر۔ لہذا دیکھنا مطلقاً جائز ہوگا۔ اس لئے کہ آنکھوں کا دھونا نہ وضوء میں ضروری ہے اور نہ غسل میں۔ جب حدث نے سرایت ہی نہیں کیا تو دیکھنا بھی جائز ہے۔

(۱): ...... زبان میں حدث اصغر سرایت نہیں کرتا حدث اکبر کرتی ہے لہذا حدث اصغر میں قرآت قرآن جائز ہوگا ۔اکبر میں جائز نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ غسل میں کلی ضروری ہوتی ہے اور وضوء میں نہیں۔

(۲): ...... ہاتھ میں چونکہ حدث اصغر اور اکبر دونوں سرایت کرتی ہیں اس لئے مس بالکل جائز نہیں ہے۔

(۳): ...... کتابت مس کے تابع ہے۔

﴿مسئلہ قرآت فی المظان﴾

لاباس بالقرأة فی الحمام : ......اب اس جملہ کا باب کے ساتھ ربط بھی واضح ہوگیا۔ ہمارے (احناف) نزدیک مکروہ ہے۔ اور یہ کراہت لغیرہ ہے۔ موضعِ نجاست ہونے کی وجہ سے یا ننگے ہونے کی وجہ سے[۱]

لا بأس بالقرأة فی الحمام کا جواب : ......یہ ابراہیم نخعیؒ کا قول ہے۔ جو ہمارے خلاف حجت نہیں

وبکتب الرسالة : ......اس میں ذکر وغیرہ بھی آجاتا ہے[۲]

وقال حمادؒ عن ابراهیمؒ ان کان علیهم ازار فسلم والا فلا تسلم[۳]

بظاہر بے وضوء ہوں گے۔ اس لئے ذکر جائز ہوا۔ کیونکہ سلام من قبیل ذکر ہے۔

عرض الوسادة : ......اس کی دو تفسیریں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱): ......وسادہ بمعنی تکیہ ۔اور عرض کہتے ہیں دو لمبائیوں میں سے کم لمبائی یعنی چوڑائی کو کہتے ہیں۔

---

[۱] (فیض الباری ص ۳۸۵) [۲] (لامع الدراری ص ۸۴) [۳] (عینی ج ۳ ص ۶۳ :فتح الباری ص ۱۴۴ : لامع ص ۸۴)

(۲): ...... دوسری تفسیر میں عرض بالضم ہے۔ وسادہ تکیہ کو بھی کہتے ہیں اور فراش کو بھی۔ اور عُرض بمعنی جانب ای طرف الفراش: ...... تو پہلی تشریح کے مطابق حضرت ابن عباسؓ سرہانے کی طرف سوئے اور دوسری تشریح کے مطابق پاؤں کی طرف سوئے [۱]

ثم قرأالعشر الایات الخواتم: ...... اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

سوال: ...... اس سے ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہوا کیونکہ ان آیات کا بعدالحدث پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ دیکھو سوکر اٹھے ہیں۔ تو آپ ﷺ کی نوم تو ناقض وضوء نہیں ہے۔

جواب (۱): ...... نقض وضوء کا کوئی اور سبب تو پایا جاسکتا ہے۔ قرینہ اس پر یہ ہے کہ اسی روایت میں آتا ہے ثم قام الیٰ شن معلقۃ (یعنی لٹکتے ہوئے مشکیزے) (عینی ص ۶۴ ج ۳) کی طرف اٹھے اور وضو کیا۔ (اصل ترجمہ یہی ہے اور ذکر وغیرہ اس کے تابع ہیں) اس میں استحباب کا بھی احتمال ہے۔ لیکن بہرحال قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ بے وضوء تھے [۲]

جواب (۲): ...... فقمت فصنعت مثل ما صنع۔ جیسے آنحضرت ﷺ نے کیا ایسے ہی میں نے بھی کیا یہاں سے ترجمہ ثابت ہوا۔ کہ میں نے اٹھ کر پہلے بے وضوء آیات پڑھیں پھر وضوء کیا۔ ان کی نوم یقیناً ناقض وضوء ہے [۳]

(۱۳۳)

﴿باب من لم یتوضأ الا من الغشی المثقل﴾

کچھ علماء کے نزدیک صرف شدید بے ہوشی ہی سے وضو ٹوٹتا ہے (معمولی بے ہوشی سے نہیں ٹوٹتا)

---

[۱] فتح الباری ص ۱۴۴ حاشیہ نمبر ۳) [۲] لامع الدراری ص ۸۴) [۳] (فتح الباری ص ۱۴۴)

(۱۸۳)حدثنا اسمعیل قال حدثنی مالک عن ہشام بن عروۃعن امرأتہ فاطمۃ عن

ہم سے اسماعیل نے بیان کیا ان سے مالک نے ہشام بن عروہ کے واسطے سے نقل کیا، وہ اپنی بیوی فاطمہ سے، وہ اپنی

جدتہا اسمآء بنت ابی بکر انہا قالت اتیت عائشۃؓ زوج النبی ﷺ حین

دادی اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت کرتی ہیں، وہ کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت عائشہ کے پاس ایسے وقت آئی جب

خسفت الشمس فاذا الناس قیام یصلون فاذا ہی قآئمۃ تصلی

سورج گرہن ہو رہا تھا اور لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، کیا دیکھتی ہوں کہ وہ بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہی ہیں (یہ دیکھ کر)

فقلت ما للناس فاشارت بیدہا نحوالسمآء وقالت سبحان اللہ فقلت ایۃ

میں نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا، تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا سبحان اللہ! میں نے کہا (کیا یہ) کوئی (خاص) نشانی ہے؟

فاشارت ان نعم فقمت حتی تجلانی الغشی وجعلت اصب فوق رأسی مآء

تو انہوں نے اشارے سے کہا کہ ہاں، تو میں کھڑی ہو گئی (اور نماز پڑھنے لگی) حتیٰ کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی اور اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی

فلما انصرف رسول اللہ ﷺ فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ثم قال مامن شیٔ کنت لم

(نماز پڑھ کر) جب رسول اللہ ﷺ لوٹے تو آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا آج کوئی چیز ایسی نہیں رہی جس کو میں نے

ارہ الا قد رأیتہ فی مقامی ہٰذا حتی الجنۃ والنار ولقد اوحی الی انکم تفتنون فی القبور

اپنی اسی جگہ نہ دیکھ لیا ہو حتیٰ کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا اور مجھ پر وحی کی گئی کہ تم لوگوں کی قبروں میں آزمائش ہوگی

مثل او قریبا من فتنۃ الدجال لا ادری ایّ ذلک قالت اسمآء

دجال جیسی یا اس کے قریب (روای کا بیان ہے کہ) میں نہیں جانتی کہ اسماءؓ نے کونسا لفظ کہا

یؤتیٰ احدکم فیقال لہ ما علمک بہٰذا الرجل

تم میں سے ہر ایک کے پاس (اللہ کے فرشتے بھیجے جائیں گے) اس سے کہا جائیگا کہ تمہارا اس شخص (یعنی محمد ﷺ) کے بارے میں کیا خیال ہے؟

فاماالمؤمن او الموقن لآادری ایّ ذٰلک قالت اسمآء فیقول ھو محمدرسول اللّٰہ
پھر اسماءؓ نے ایماندار کہا یا یقین رکھنے والا کہا، مجھے یاد نہیں (بہر حال وہ شخص) کہے گا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں
جآء نا بالبینات و الھدیٰ فاجبنا واٰمنا و اتبعنا
ہمارے پاس نشانیاں اور ھدایت کی روشنی لے کر آئے ہم نے (اسے) قبول کیا (اس پر) ایمان لائے اور (ان کا) اتباع کیا
فیقال نم صالحا قد علمنا ان کنت لمؤمنا واما المنافق او المرتاب
پھر (اس سے) کہہ دیا جائیگا کہ نیک بختی کے ساتھ آرام کر، ہم جانتے تھے کہ تو مؤمن ہے اور بہر حال منافق یا شکی آدمی
لا ادری ایّ ذٰلک قالت اسمآء فیقول لآادری سمعت الناس یقولون شیئا فقلته
اسماء نے کونسا لفظ کہا، مجھے یاد نہیں، (جب اس سے پوچھا جائیگا) کہے گا کہ میں (کچھ) نہیں جانتا میں نے لوگوں کو کہتے سنا وہی میں نے بھی کہہ دیا

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

غرض الباب :......اس باب سے مقصود ان لوگوں کی رد ہے جو غشی کو نقض وضوء کے باب میں عام رکھتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ ہر قسم کی غشی ناقض ہے۔ اور یہ باب احنافؒ کی تائید ہے[1] اس باب کی حدیث پر پہلے بھی ترجمہ قائم ہو چکا ہے باب من اجاب الفُتیاباشارة الید و الرأس[2] غشی کا معنی ڈھانپ لینا۔ مثقل بمعنی بوجھ ڈالنے والی۔

تمہید کے طور پر چار الفاظ کی تشریح:......مسئلہ سمجھنے سے پہلے چار لفظوں کی تشریح سمجھنی ضروری ہے۔ وہ چار لفظ یہ ہیں۔ ۱. غشی ۲. اغماء ۳. جنون ۴. سکر

(۱):...... غشی غشاوۃ سے ہے بمعنی ڈھانپ لینا۔ یہ ایک دماغی مرض ہے جس سے انسان کے حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر (۱) مثقل (۲) غیر مثقل۔

[1] (لامع ص ۸۵: فتح الباری ص ۱۴۴: تقریر بخاری ص ۴۸ ج ۲) [2] (بخاری شریف ص ۱۸ ج ۱)

(۲) :...... ثانی کو اغماء کہتے ہیں۔یعنی حواس پر ہی معمولی اثر ہو تو یہ اغماء ہے۔اور اگر دل پر بھی اثر ہو جائے تو غشی ہے۔(یہ دولفظ ہوئے اغماء اور غشی کہیں یا غشی مثقل اور غیر مثقل کہیں)[۱]

(۳) :...... جنون اس میں عقل بالکل سلب ہو جاتی ہے۔جنون کے معنی بھی ڈھانپ لینا اس میں عقل کو بخارات ڈھانپ لیتے ہیں۔

جنون اور غشی میں فرق :...... طبی لحاظ سے ان دونوں میں فرق ہے۔جنون میں باقی اعضاء قوی ہو جاتے ہیں عقل سلب ہو جاتی ہے۔غشی اور اغماء میں باقی اعضاء بھی ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔

(۴) :...... امور خارجیہ کی وجہ سے اگر حواس معطل ہو جائیں تو سکر ہے۔

سکر اور غشی میں فرق:...... اگر امور خارجیہ کی وجہ سے حواس معطل ہو جائیں تو سکر ہے، ورنہ غشی ہے۔

وجعلت اصب فوق رأسي:...... سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا کیونکہ اس کے حواس حاضر تھے ورنہ پانی کا پتہ نہ چلتا اور نہ ڈال سکتی[۲]

فیقال له ماعلمک بھٰذاالرجل:...... اس پر الخیر الساری فی تشریحات البخاری ص ۱۶۹ ج ۱ پر مفصل بحث ہو چکی ہے وہاں اس کی کئی توجیہات بیان کی جا چکی ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں: جن میں سے بعض یہ ہیں......

(۱) :...... متقدمین نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ کا جسم مثالی پیش کیا جاتا ہے۔یعنی صورت دکھا کر سوال کیا جاتا ہے؟

(۲) :...... آپ ﷺ کی صفات بیان کر کے سوال کیا جاتا ہے کہ ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے؟

(۳) :...... اصل میں بمحمد ہے (ﷺ) جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کسی راوی نے بھٰذاالرجل بنا دیا

(۴) :...... کہ فرشتہ بھٰذاالرجل کے ساتھ دریافت کرے گا۔کیونکہ امتحان مقصود ہے اور امتحان میں اخفاء ہوتا ہے۔

(۵) :...... وہ عالم برزخ ہے اس لئے پردے حائل نہ ہوں گے اس وجہ سے حضور اقدس ﷺ اپنی قبر اطہر ہی سے لوگوں کو نظر آ جائیں گے اور فرشتہ آپ ﷺ کی طرف اشارہ کر کے سوال کرے گا[۳]

---

[۱] (فیض الباری ۲۸۶) [۲] (لامع ص ۸۵ حاشیہ نمبر ۲) [۳] (تقریر بخاری ص ۴۹ ج ۲)

(۱۳۴)

باب مسح الرأس كله لقوله تعالىٰ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ

پورے سر کا مسح کرنا کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے اپنے سروں کا مسح کرو

وقال ابن المسيب المرأة بمنزلة الرجل يمسح علىٰ رأسها وسئل مالک ايجزئ ان يمسح بعض رأسه فاحتج بحديث عبدالله بن زيدؓ

اور ابن مسیب نے کہا ہے کہ سر کا مسح کرنے میں عورت مرد کی طرح ہے وہ (بھی) اپنے سر کا مسح کرے امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ کیا سر کے کچھ حصے کا مسح کرنا کافی ہے تو انہوں نے دلیل میں عبداللہ بن زید کی (یہ) حدیث پیش کی یعنی پورے سر کا مسح کرنا چاہیے۔

(۱۸۴) حدثنا عبداللّٰہ بن یوسف قال انامالک عن عمرو بن یحییٰ المازنی عن ابیه ان
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا انہیں مالک نے عمرو بن یحییٰ المازنی سے خبر دی، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ
رجلا قال لعبدالله بن زید وهو جد عمرو بن یحییٰ اتستطیع ان ترینی کیف کان
ایک آدمی نے عبداللہ بن زیدؓ سے جو عمرو بن یحییٰ کے دادا ہیں، پوچھا کہ کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ
رسول الله ﷺ یتوضأ فقال عبدالله بن زید نعم فدعا بمآء
رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو کیا کرتے تھے، عبداللہ بن زیدؓ نے کہا کہ ہاں، تو انہوں نے پانی کا برتن منگوایا، (پانی پہلے
فافرغ علیٰ یده فغسل یدیه مرتین ثم مضمض واستنثر ثلاثا ثم غسل وجهه ثلثا
اپنے ہاتھوں پر ڈالا، دو مرتبہ ہاتھ دھوئے، پھر تین مرتبہ کلی کی، تین بار ناک صاف کی، پھر تین دفعہ چہرہ دھویا

ثم غسل يديه مرتين مرتين الیٰ المرفقين ثم مسح رأسه بيديه فاقبل بهما وادبر
پھر کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھ دو دو مرتبہ دھوئے پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا یعنی اپنے ہاتھ (پہلے) آگے لائے پھر پیچھے لے گئے
بدأ بمقدم رأسه حتیٰ ذهب بهما الیٰ قفاه ثم ردهما الی المکا ن الذی بدأمنه
(مسح) سر کے ابتدائی حصے سے شروع کیا پھر دونوں ہاتھ گدی تک لے جا کر وہیں واپس لائے جہاں سے (مسح) شروع کیا تھا
ثم غسل رجليه.
پھر اپنے پاؤں دھوئے۔

انظر: ۱۸۶، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۷، ۱۹۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة في قوله ثم مسح رأسه الخ

ربط:...... امام بخاریؒ نے مغسولات سے فراغت حاصل کر لی تو اب ممسوحات کا ذکر فرما رہے ہیں۔

غرض الباب:...... امام بخاریؒ نے لفظ کُلّہ ذکر کے مالکیہؒ کے مذہب کو ترجیح دی ہے۔ امام بخاریؒ نے وامسحوا برؤسکم [۱] سے استدلال کیا ہے۔ کہ محل مسح رأس ہے۔ اس لئے تمام رأس پر مسح کیا جائے گا۔ گویا یہ ان کی پہلی دلیل ہوئی۔

مسح رأس میں اختلاف:...... اس میں تین مذہب ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) **امام احمدؒ اور امام مالکؒ اور امام بخاریؒ:**...... استیعاب کے قائل ہیں [۲]

(۲) **امام شافعیؒ:**...... کے نزدیک مطلق سر کا مسح فرض ہے۔ ولو بقدر ثلٰث شعرات.

(۳) **امام ابو حنیفہؒ:**...... کے نزدیک مقدار ناصیہ فرض ہے۔

امام بخاریؒ کی دوسری دلیل:...... حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی روایت ہے [۳] ثم مسح رأسه بيديه فاقبل بهما وادبر بدأبمقدم رأسه حتی ذهب بهما الیٰ قفاه۔ (الحدیث)

---

[۱] (پ ۶ سورة المائده آيت ۶) [۲] (تقریر بخاری ص ۴۹ ج ۲) [۳] (عینی ج ۳ ص ۶۸)

جواب :...... ان دونوں دلیلوں کا جواب یہ ہے کہ ان دلائل سے ثبوت استیعاب ہے نہ کہ فرضیت استیعاب **کما فی لامع الدراری ص ۸۵ وقدثبت مسحه والجواب معلوم ولایضرمسحه کله ای کل الراس علیٰ سبیل السنة الخ**، اگر استیعاب فرض ہوتا تو اس سے کم پر اکتفاء آپ ﷺ سے ثابت نہ ہوتا۔ حالانکہ مقدارناصیہ پر اکتفاء ثابت ہے۔ جیسا حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت[1] **عن مغیرةبن شعبة ان رسول الله ﷺ توضأ ومسح علیٰ ناصیته الخ**) میں ہے اور ایسے ہی حضرت انس کی روایت ہے **بدأبمقدم رأسه**[2]

قال ابن المسیب المرأة بمنزلة الرجل تمسح علی رأسها:......

غرض البخاریؒ من هذا الاثر :...... امام بخاریؒ اس سے ان لوگوں پر رد کرنا چاہتے ہیں جو ربع علی الخمار پر مسح کے قائل ہیں۔ حالانکہ اس مسئلہ میں مردوں اور عورتوں کا حکم یکساں ہے۔ اور احنافؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام بخاریؒ کی طرح احنافؒ بھی **مسح علی الخمار** کے قائل نہیں ہیں [3]

حدثنا عبد الله بن یوسفؒ الخ:...... **ان رجلا وهو جد عمرو بن یحییٰ**۔ اس رجل کا مصداق عمروؒ بن ابی الحسنؒ ہے[4]

اشکال :...... اس سے مراد عمروؒ بن یحییٰؒ کا دادا عمارہ ہے۔ نسب یوں ہے۔ **عمرو بن یحیی بن عمارة بن ابی الحسن** . رجل سائل عمرو بن ابی الحسن ہے عمارة بن ابی الحسن نہیں ہے۔ جب کہ دادا عمارة بن ابی الحسن ہے [5]

جواب :...... عمارة عمرو کا بھائی ہے۔ تو دادا کا بھائی بھی دادا ہوتا ہے [6]

سوال :...... عبداللہ بن زیدؓ سے کون مراد ہے؟

جواب :...... عبداللہ بن زید دو ہیں (۱) عبداللہ بن زید بن عبدربہ (۲) عبداللہ بن زید بن عاصم۔ اور یہاں یہ دوسرے مراد ہیں۔ پہلے والے صاحب اذان ہیں۔ ان سے اذان والی ایک ہی روایت ہے۔

ثم مسح رأسه بیدیه:......

---

[1] (هدایہ ص ۱۷ المکتبہ شرکت علمیہ اور مسلم شریف ص ۱۳۴ میں ہے اور ابوداؤد شریف ص ۲۲ ج ا پر ہے) [2] (ابوداؤد ص ۱۸ ج ۱) [3] (فیض الباری ص ۲۸۶ البتہ امام احمدؒ کے نزدیک عورت کے لئے استعاب شرط نہیں ہے تقریر بخاری ص ۴۹ ج ۲) [4] (فتح الباری ص ۱۴۵) [5] (فتح الباری ص ۲۸۹) [6] (فتح الباری ص ۱۴۵)

کیفیت مسح:...... مسح ایک ہاتھ سے ہو یا دو ہاتھ سے۔ایک مرتبہ ہو یا بار بار۔سب جائز ہیں بشرطیکہ ہرامام کی مقدار مفروضہ پوری ہو جائے۔

اقبل بهما وادبر:...... یہ اجمال ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے **بدأ بمقدم رأسه حتى ذهب بهما الى قفاه ثم ردهما الى المكان الذى بدأ منه .**

سوال:...... اجمال اور تفصیل میں مطابقت نہیں ہے۔کیونکہ اقبال پیچھے سے آگے آنے کو کہتے ہیں، جیسے اقبل اِلَیّ اور ادبار آگے سے پیچھے کی طرف جانے کو کہتے ہیں۔تو اجمال اور تفصیل میں مطابقت نہیں۔اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔

جواب (۱):...... واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے بلکہ مطلق جمع کے لئے ہے اجمال سے اتنی بات معلوم ہوئی کہ دونوں عمل کئے اور پہلے کونسا کیا یہ تفصیل سے معلوم ہو گیا۔[۱]

جواب (۲):...... فعل جیسے کبھی انتہاء ماخذ کے لئے ہوتا ہے۔ایسے ہی کبھی ابتدأ ماخذ کے لئے ہوتا ہے تو یہاں بھی ابتدأ ماخذ کے لئے ہے۔اور ماخذ قبل ہے ای **بدأ بمقدم رأسه .**

جواب (۳):...... یہ محاورات پر محمول ہے۔جیسے پیچھے سے آگے آنے کو اقبال کہتے ہیں۔ایسے ہی محاورے میں آگے سے پیچھے آنے کو بھی اقبال کہہ دیتے ہیں۔

(۱۳۵)

باب غسل الرجلين الى الكعبين

ٹخنوں تک پاؤں دھونا

[۱] (فتح الباری ص ۱۴۶)

(۱۸۵)حدثنا موسیٰ قال نا وھیب عن عمرو عن ابیه شھدت
ہم سے موسیٰ نے بیان کیا انہیں وہیب نے عمرو سے انہوں نے اپنے باپ (یحییٰ) سے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میری موجودگی میں
عمروبن ابی حسن سأل عبداللّٰہ بن زید عن وضوء النبی ﷺ فدعا بتور من مآء
عمرو بن ابی حسن نے عبداللہ بن زیدؓ سے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے پانی کا طشت منگوایا
فتوضأ لهم وضوء النبی ﷺ فا کفأ علیٰ یدیه من التور فغسل یدیه ثلٰثا
اوران (پوچھنے والوں) کے لئے رسول اللہ ﷺ کے وضو جیسا وضو کیا (پہلے) طشت سے اپنے ہاتھوں پر پانی گرایا پھر تین بار اپنے ہاتھ دھوئے
ثم ادخل یده فی التور فمضمض واستنشق واستنثر ثلٰث غرفات
پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا (پانی لیا) پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ناک صاف کی تین چلوؤں سے
ثم ادخل یده فغسل وجهه ثلٰثا ثم اد خل یده فغسل
پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا اور تین مرتبہ اپنا منہ دھویا پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا پھر اپنے دونوں
یدیه مرتین الی المرفقین ثم ادخل یده فمسح رأسه
ہاتھ کہنیوں تک دوبار دھوئے پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا اور اپنے سر کا مسح کیا
فاقبل بهما وادبر مرة واحدة ثم غسل رجلیه الیٰ الکعبین
(پہلے) آگے لائے پھر پیچھے لے گئے ایک بار پھر ٹخنوں تک اپنے دونوں پاؤں دھوئے

راجع:۱۸۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

ماقبل سے ربط:.......

(۱)......چونکہ قرآن مجید میں بھی مسح رأس کے بعد غسل رجلین کا ذکر ہے۔ایسے ہی یہاں کیا۔

(۲)......بعض نے کہا ہے کہ دراصل استیعاب کی اہمیت بیان کرنے کے لئے یہ باب باندھا ہے۔جیسے غسل رجلین میں

استیعاب ہے ایسے ہی مسح راس میں بھی استیعاب ہے۔اس طرح یہ ماقبل کا تتمہ ہوا۔گویا یہ امام مالکؒ کی تیسری قیاسی دلیل ہوئی۔تو احناف کی طرف سے اس کے متعدد جوابات دئے گئے ہیں۔

جواب (۱):...... یہ قیاس معارض نص ہے۔لہٰذا قابل حجت نہ رہے گا۔

جواب (۲):...... اگر مسح رأس میں بھی استیعاب ہوتا تو اس کی بھی غایت ذکر کی جاتی کیونکہ جس کا استیعاب مقصود ہوتا ہے اس کے لئے غایت ذکر کی جاتی ہے۔

جواب (۳):...... الزامی جواب یہ ہے کہ خفین پر بھی مسح کیا جاتا ہے۔وہاں کوئی بھی استیعاب کا قائل نہیں ہے۔

اشکال :...... خفین پر تو آپ نے قیاس کیا تیمم پر کیوں نہیں قیاس کر لیتے ؟ وہاں تو استیعاب ہے۔

جواب :...... حقیقت یہ ہے کہ ممسوحات میں جہاں استیعاب ہوتا ہے تو وہ کسی عارض کی وجہ سے ہوتا ہے اور تیمم میں استیعاب لحق خلافت الوضوء ہے۔ورنہ ممسوحات میں استیعاب شرط نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۳۶)

باب استعمال فضل وضوء الناس وامر جرير بن عبدالله اهله ان يتوضؤوا بفضل سواكه

لوگوں کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنا، جریر ابن عبداللہؓ نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کے مسواک کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرلیں یعنی مسواک جس پانی میں ڈوبی رہتی تھی اس پانی سے گھر کے لوگوں کو وضو کرنے کیلئے کہتے تھے

(۱۸۶)حدثنا اٰدم قال ثناشعبة قال ثنا الحكم قال سمعت ابا جحيفة يقول

ہم سے آدم نے بیان کیا،ان سے شعبہ نے ان سے حکم نے انہوں نے ابوجحیفہ سے سنا ،وہ کہتے تھے کہ

خرج علينا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالها جرة فاتی بوضوء فتوضأ

(ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس دوپہر کے وقت تشریف لائے تو آپؐ کے لئے وضو کا پانی لایا گیا، آپؐ نے وضو فرمایا

فجعل الناس يأخذون من فضل وضوء ه فيتمسحون به فصلى النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تو لوگ آپکے وضو کا بقیہ پانی پینے لگے اور اسے (اپنے بدن پر) ملنے لگے ،پھر آپؐ نے

الظهر ركعتين و العصر ركعتين وبين يديه عنزة

ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور آپؐ کے سامنے (بطور سترہ) ایک نیزہ (گڑا ہوا) تھا (اور ایک دوسری حدیث میں)

وقال ابو موسیٰ دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقدح فيه مآء فغسل يديه و وجهه فيه

ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ آپ نے ایک پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا اس سے آپؐ نے اپنے ہاتھ اور اپنا منہ اس پیالہ میں دھویا

ومج فيه ثم قال لهما اشربامنه وافرغا علیٰ وجو هكما ونحوركما

اور اس میں کلی فرمائی ،پھر فرمایا تم لوگ اس کو پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لو

انظر: ۳۷۶،۴۹۵،۴۹۹،۵۰۱،۶۳۳،۶۳۴،۳۵۵۳،۳۵۶۶،۵۷۸۶،۵۸۵۹

ابوجحيفة بضم الجين وفتح الهاء المهملة وسكون الياء نام: وهب بن عبدالله الثقفی الكوفی.

(۱۸۷)حدثناعلی بن عبداللہ قال ثنايعقوب بن ابراهيم بن سعد قال ثنابی

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا ان سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے ان سے ان کے باپ (ابراہیم) نے

عن صالح عن ابن شهاب قال اخبرنی محمود بن الربيع وهو الذی مج

انہوں نے صالح سے سنا، انہوں نے ابن شہاب سے انہیں محمود بن الربیع نے خبر دی، ابن شہاب کہتے ہیں کہ محمود ہی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وجهه وهو غلام من بئرهم وقال عروة
ہیں کہ جب وہ چھوٹے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے کنویں (کے پانی) سے ان کے منہ میں کلی کی تھی، اور عروہ نے
عن المسور وغيره يصدق كل واحد منهما صاحبه
اسی حدیث کو مسور وغیرہ سے روایت کیا ہے اور ہر ایک (روای) ان دونوں میں سے ایک دوسرے کی تصدیق کرتا ہے
و اذا توضأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم كادوا يقتتلون علىٰ وضوء ه
کہ جب رسول اللہ ﷺ وضو فرمایا کرتے تھے تو آپؐ کے بچے ہوئے وضو کے پانی پر صحابہ جھگڑنے کے قریب ہوجاتے تھے
راجع:۷۷

﴿تحقیق و تشریح﴾

هذا الحديث يطابق الترجمة اذا كان المراد من قوله يأخذون من فضل وضوئه ماسال من اعضاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان كان المراد منه الماء الذى فضل عنه فى الوعاء فلا مناسبة اصلا

ربط:...... اس باب کا ربط مسح رأس سے ہے۔ جب پانی لیکر مسح شروع کیا اب جب آگے شروع کیا تو گویا مآء مستعمل استعمال کررہا ہے۔ تو مآء مستعمل کا مطہر ہونا ثابت ہوا۔ لیکن ہم اس سے آگے کی بات کرتے ہیں کہ مستعمل جب ہوگا جب ہاتھ سر سے جدا ہوجائے۔ لہٰذا ہم ہاتھ کو سر سے جدا نہیں ہونے دیں گے۔

غرض الباب:......

(۱)...... مآء مستعمل کے استعمال کا جواز ثابت کرنا ہے۔

(۲)...... وضوء سے بچے ہوئے پانی کے استعمال کا جواز ثابت کرنا تو فضل ماء کی دو صورتیں ہوئی۔ ایک بقیہ پانی۔ دوسرا مآء تقاطر یعنی وہ پانی جو اعضاء پر بہایا جائے اس کے بعد جو قطرے گریں اس کو مآء مستعمل کہتے ہیں۔ ماء مستعمل کے بارے میں احنافؒ سے تین روایتیں ہیں (۱) نجس بنجاست غلیظه (۲) نجس بنجاست خفيفه (۳) طاهر . مالکیہؒ کے ہاں طہور ہے اور شوافعؒ وحنابلہؒ کے یہاں طاہر ہے [1]

[1] تقریر بخاری ص ۱۵۱ ج ۲: لامع ص ۸۶)

راجح اور مفتیٰ به مذهب :...... یہ ہے کہ ماء مستعمل پاک ہے۔اس لئے کہ اس کی گناہوں سے تلویث چکی ہوتی ہے۔اس طرح کہ وضو کرتے وقت گناہ جھڑتے ہیں۔اور گناہ نجاست باطنی ہیں حسی نہیں۔لہذا نجس تو نہیں کہیں گے۔چونکہ ماء مطلق بھی نہیں رہا۔اس لئے مطہر بھی نہیں کہیں گے۔لہذا طاہر غیر مطہر ہوا۔[1]

وجه اختلاف روایات احناف :...... متوضیٔ چونکہ تین قسم پر ہے۔اس لئے یہ روایتیں تین قسم پر ہیں۔جیسے نجاست ظاہری غلیظہ بھی ہوتی ہے۔اور خفیفہ بھی۔اسی طرح نجاست باطنی ہے۔اگر گناہ کبیرہ دھل رہا ہوتو نجس بنجاست غلیظہ ہے۔ورنہ نجس بنجاست خفیفہ۔اورکوئی متوضیٔ نیک ہوتو طاہر ہے۔اس لئے روایات مختلف ہوگئیں۔

امام بخاریؒ تو مالکیہ والا مذہب طہوریت ہی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔فضل وضوء سے ان کو کوئی بحث نہیں۔[2]

وامر جریرؓ بن عبدالله اهله ان یتوضؤا بفضل سواکه:......

روایت جریر کا جواب :...... جریر بن عبداللہؓ کا فعل ہمارے خلاف حجت نہیں۔کیونکہ یہ ان کا اپنا فعل ہے۔

سوال :...... اس کا ترجمۃ الباب سے کیا ربط ہے۔

جواب (۱) :...... جریر بن عبداللہؓ مسواک منہ میں ڈالتے پھر چباتے پھر ڈالتے۔اس طرح وہ پانی مستعمل ہو جاتا۔تو فضل وضوء سے ربط ہوگیا۔

جواب (۲):...... مسواک بھی تو وضوٗ کا ایک حصہ ہے۔جیسے وضوء **مطهرة للبدن** ہے اسی طرح مسواک **مطهرة للفم** ہے

قال ابوموسی .....ثم قال لهما:...... ایک خود راوی ابوموسیٰؓ ہیں اور دوسرے حضرت بلالؓ ہیں اور اس روایت پر دوسرا باب (کتاب العلم میں) **متی یصح سماع الصغیر** قائم کیا ہے۔

وهو الذی مج رسول ﷺ فی وجهه وهو غلام کے جوابات:......

جواب (۱):...... اس سے زیادہ سے زیادہ طاہر ہونا ثابت ہوا اس کے ہم بھی قائل ہیں۔

---

[1] (فیض الباری ص ۲۸۹) [2] (فیض الباری ص ۲۸۹)

جواب (۲) :...... حضورﷺ کے ماء مستعمل کا ذکر ہے۔اس میں آپؐ کی خصوصیت بھی ہوسکتی ہے۔

وقال عروۃ عن المسور :...... یہ صلح حدیبیہ کی ایک طویل روایت کا حصہ ہے جو کتاب الشروط میں آرہی ہے اس میں یہ ہے کہ عروہ نے جاکر دیکھا کہ حضور ﷺ وضوفرمارہے تھے اور صحابہ کرامؓ اس پانی پر جوگررہا تھا ٹوٹ پڑے تھے وہ جب قریش کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ میں بڑے بڑے بادشاہوں کے ہاں گیا ہوں کسی کے مصاحبین اس طرح اس کی عزت نہیں کرتے جس طرح محمد ﷺ کے اصحاب کرتے ہیں کہ ان کے وضو کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے بلکہ اپنے ہاتوں میں لیکر چہرے اور سینے پر مل لیتے ہیں الخ یہ حدیث بھی اس پر دلیل ہے کہ امام بخاریؒ نے اس باب میں فضل ماء سے ماء مستعمل مرادلیا ہے۔

(۱۸۸)حدثنا عبدالرحمن بن یونس قال حدثناحاتم بن اسمٰعیل عن الجعد
ہم سے عبدالرحمٰن بن یونس نے بیان کیا،ان سے حاتم بن اسماعیل نے جعد کے واسطے سے بیان کیاانہوں نے سائب
قال سمعت السائب بن یزید یقول ذهبت بی خالتی الیٰ النبیﷺ فقالت یا رسول الله
بن یزید سے سنا،وہ کہتے تھے کہ میری خالہ مجھے نبیﷺ کی خدمت میں لے گئیں اورعرض کیا کہ یارسول اللہ(ﷺ)
ان ابن اختی وقع فمسح رأسی ودعا لی بالبرکة ثم توضأ
میرا بھانجا بیمار ہے،تو آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی پھر آپؐ نے وضوکیا
فشربت من وضوئه ثم قمت خلف ظهره فنظرت الی خاتم النبوة
اور میں نے آپؐ کے وضو کا پانی پیا پھر میں آپؐ کے پس پشت کھڑا ہوگیا اور میں نے مہر نبوت دیکھی
بین کتفیه مثل زر الحجلة
جوآپؐ کے مونڈھوں کے درمیان تھی ،وہ ایسی تھی جیسے گھنڈی یا کبوتر کا انڈا

انظر : ۳۵۴۰، ۳۵۴۱، ۵۶۷۰، ۶۳۵۲

السائب بن یزید: کل مرویات: ۵

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة ان کان المراد من قوله فشربت من وضوء ہ الماء الذی یتقاطر من اعضاء ہ الشریفة وان کان المراد من فضل وضوء ہ فلا مطابقة

﴿تحقیق وتشریح﴾

هو ساکن مو قوف بدون ترجمة لیکون فاصلا الحدیث السابق واللاحق مع مناسبة بینهما [۱]
حضرت گنگوہیؒ کی رائے یہ ہے کہ چونکہ آنے والی روایت میں احتمال یہ ہے کہ مآء باقی فی الاناء مراد ہوتو باب اول کے مغائر ہوگی یا مآء مستعمل فی الاعضاء ہوتو موافق ہوگی اوراس میں خاتم کا بھی ذکر تھا اس لئے تنبیہ کے واسطے باب باندھ دیا۔ [۲]

(۱۳۸)

﴿باب من مضمض واستنشق من غرفة واحدة﴾

ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا

(۱۸۹)حدثنا مسدد قال ثناخالد بن عبداللہ قال ثنا عمروبن یحییٰ عن ابیه
ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے خالد بن عبداللہ نے، ان سے عمرو بن یحییٰ نے اپنے باپ کے واسطے سے بیان کیا
عن عبداللہ بن زید انه افرغ من الانآء علیٰ یدیه
وہ عبداللہ بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ (وضو کرتے وقت) انہوں نے برتن سے (پہلے) اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا

[۱] (بخاری شریف ص ۳۱ بین السطور) [۲] (تقریر بخاری ص ۵۲ ج ۲)

فغسلهماثم غسل اومضمض واستنشق من کفة واحدة ففعل ذٰلک ثلثا
پھر انہیں دھویا، پھراپنا منہ دھویا (یایوں کہا کہ) کلی کی اور ناک میں ایک چلو سے پانی ڈالا تین بار ایسا ہی کیا
فغسل یدیه الی المرفقین مرتین مرتین ومسح برأسه ما اقبل وما ادبر
پھر کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھ دودو بار دھوئے، پھر سر کا مسح کیا، (اگلی جانب اورپچھلی جانب کا)
وغسل رجلیه الکعبین ثم قال ھٰکذا وضوء رسول اللهﷺ
اور ٹخنوں تک دونوں پاؤں دھوئے پھر کہا کہ رسول اللهﷺ کا وضو اسی طرح ہوتا تھا

راجع:۱۸۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

ربط وغرض : ......وہی مستعمل پانی کی بات ہے۔ کہ اس کا استعمال جائز ہے۔ جیسے مسح رأس میں مستعمل ماء کا استعمال لازم آتا ہے۔ ایسے ہی ایک چلو سے کلی کرے اور ناک میں بھی ڈال لے۔ خاص طور پر جب چھ کام کریں (چھ کام سے مراد تین بار منہ میں پانی ڈالنا اور تین بار ناک میں پانی ڈالنا) تو بدرجہ اولی ماء مستعمل کا استعمال لازم آئے گا۔

حدثنا مسدد : ......واستنشق من کفة واحدة۔ امام بخاریؒ نے من کفة واحدة سے استدلال کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے امام شافعیؒ کے مذہب کی تائید کی ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک افضل یہ ہے۔ کہ ایک ہی چلو سے مضمضہ اور استنشاق کیا جائے۔ کہ پہلے مضمضہ تین مرتبہ پھر اسی سے استنشاق تین مرتبہ۔ عندالجمہورؒ...... افضل مضمضہ اور استنشاق میں یہ ہے کا ہر ایک عمل علیحدہ چلو سے کیا جائے۔ چھ چلوؤں سے چھ عمل۔

تحقیق مسئله اور اختلاف ائمه : ......مضمضہ اور استنشاق فصلاً ہونا چاہیئے یا وصلاً۔ اس میں ائمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف ہے اور وہ یہ ہے۔

امام شافعی کا مذهب : ...... کہ آپ وصلاً کے قائل ہیں۔

مذہبِ جمہورؒ :...... اکثر ائمہ فصلاً کے قائل ہیں۔
وصلاً کی تعریف یہ ہے کہ ایک ہی چلو سے مضمضہ اور استنشاق کیا جائے۔
فصلاً کی تعریف یہ ہے کہ مضمضہ اور استنشاق مختلف چلوؤں سے کیا جائے۔
فصل اور وصل کے لحاظ سے کئی احتمالات ہیں وہ سب جائز ہیں [۱]

فصلی اور وصلی احتمالات :......(۱)......غرفۂ واحدہ اور وصلاً۔یعنی تین کلیاں اور تین استنشاق باری باری۔

(۲) :...... غرفۂ واحدہ فصلاً یعنی پہلے تین مضمضے اور پھر تین استنشاق۔

(۳) :...... دو غرفوں سے۔اس میں فصلاً ہی جاری ہوسکتا ہے۔

(۴) :...... تین غرفوں یعنی تین چلوؤں سے مضمضہ اور استنشاق۔یہ صورت صرف وصل کا احتمال رکھتی ہے۔

(۵) :...... چھ چلو۔پہلے تین مضمضے اور پھر تین استنشاق۔

شوافعؒ :...... وصل کے قائل ہیں اور **احنافؒ** فصل کے قائل ہیں۔ظاہر بات ہے کہ راجح وہ ہوگا جو زیادہ انقی ہوگا یعنی جس میں صفائی زیادہ ہو۔روایت الباب چونکہ جمہورؒ کے خلاف ہے تو جمہورؒ کے پاس بھی کوئی دلیل ہونی چاہئے۔صرف قیاس تو روایت کے مقابلے میں کافی نہیں ہے۔

دلیل جمہورؒ :...... حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ سے طریقۂ وضوء کی روایات کثرت سے منقول ہیں۔اور یہ حضرات منبر پر تشریف فرما کر تعلیم دیتے تھے۔دونوں سے صحیح ابن سکن میں منقول ہے۔افرد ۱۱ لمضمضة والاستنشاق (فیض الباری ج ۱ ص ۲۹۳)۔اب جب روایت کے مقابلے میں روایت آگئی تو اب توجیہ بھی چل سکے گی۔اور اس کی کئی توجیہات کی گئی ہیں۔بعض یہ ہیں۔

توجیہ اول :...... یہ جواز پر محمول ہے [۲]

توجیہ ثانی :...... علامہ سرخسیؒ سے منقول ہے کہ من کفة واحدة سے بیان کیفیت مضمضہ واستنشاق ہے نہ

---

[۱] (فیض الباری ص ۲۹۰) [۲] (فیض الباری ص ۲۹۳)

کہ عدد۔ یعنی صرف دایاں ہاتھ استعمال کیا۔ عام طور پر چونکہ بایاں ہاتھ سے ناک صاف کیا جاتا ہے ۔اس لئے وہم ہوتا تھا کہ مضمضہ تو دائیں ہاتھ سے کیا ہوگا اور استنشاق بائیں ہاتھ سے۔ تو اس وہم کو من کفة واحدة کہہ کر دور کردیا۔ کہ ناک میں بھی پانی دائیں ہاتھ سے ڈالا۔

توجیه ثالث :...... عام طور پر جب کوئی وضوء کرتا ہے تو دونوں ہاتھ استعمال ہوتے ہیں ۔تو بتلایا جارہا ہے کہ مضمضہ اور استنشاق ایک ہی ہاتھ سے کئے۔ دونوں ہاتھ استعمال نہیں کئے۔[1]

(۱۳۹)

﴿باب مسح الرأس مرة﴾

سر کا مسح ایک بار کرنا

(۱۹۰) حدثنا سلیمان بن حرب قال ثنا وهیب قال ثنا عمرو بن یحییٰ عن ابیه
ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ان سے وہیب نے، ان سے عمرو بن یحییٰ نے اپنے باپ کے واسطے سے بیان کیا
قال شهدت عمرو بن ابی حسن سأل عبدالله بن زید عن وضوء النبی صلی الله علیه وسلم
وہ کہتے ہیں کہ میں موجود تھا جس وقت عمرو بن حسن نے عبداللہ بن زیدؓ سے رسول اللہ ﷺ کے وضوء کے بارہ میں دریافت کیا
فدعا بتور من مآء فتوضأ لهم فکفأه علیٰ یدیه فغسلهما ثلثا
تو عبداللہ بن زیدؓ نے پانی کا ایک طشت منگوایا پھر ان (لوگوں) کے لیے وضوء (شروع) کیا (پہلے) طشت سے اپنے ہاتھوں پر پانی گرایا، پھر انہیں تین بار دھویا
ثم ادخل یده فی الانآء فمضمض واستنشق واستنثر ثلثا بثلاث غرفات من مآء
پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، ناک صاف کی تین چلوؤں سے تین دفعہ
ثم ادخل یده فی الانآء فغسل وجهه ثلثا ثم ادخل یده فی الاناء فغسل یدیه الی المرفقین مرتین مرتین
پھر اپنا ہاتھ برتن کے اندر ڈالا اور اپنے منہ کو تین بار دھویا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو دو بار دھوئے

[1] فیض الباری ص ۲۹۱: تقریر بخاری شریف ص ۵۳ ج ۲)

ثم ادخل یدہ فی الانآء فمسح برأسه فا قبل بیدہ وادبر بها
پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور (پھر) اپنے سر پر مسح کیا (پہلے) آگے کی طرف اپنا ہاتھ لائے پھر پیچھے کی طرف لے گئے
ثم ادخل یدہ فی الاناء فغسل رجلیه حدثناموسیٰ
پھر برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے (دوسری روایت میں) ہم سے موسیٰ نے
قال حدثنا وهیب وقال مسح برأسه مرة
ان سے وہیب نے بیان کیا کہ آپؐ نے اپنے سر کا مسح ایک مرتبہ کیا
راجع:۱۸۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

ربط :......اصل میں تو ماء مستعمل ہی کی بات چل رہی ہے مضمضہ اور استنشاق تو مثال کے لئے درمیان میں آ گئے۔اب مسح کا ذکر شروع فرمادیا

غرض الباب :......امام بخاریؒ ایک اختلافی مسئلہ میں جمہورؒ کی تائید کرنا چاہتے ہیں۔کہ مسح رأس ایک مرتبہ کرنا ہے اور باقی اعضاء تین تین مرتبہ دھونے ہیں۔اور امام شافعیؒ پر رد ہے جو کہ مسنونیت تثلیث کے قائل ہیں[۱] احنافؒ کی ٹھوک بجا کر تائید ہوگئی۔

حدثنا سلیمان بن حرب:......

فمضمض واستنشق واستنثر ثلاثا بثلاث غرفات :......مضمض اور استنشق واستنثر میں اگر تنازع فعلین[۲] مان لیں تو ہمارے خلاف نہیں۔

مطابقة الحدیث للترجمة:......

(۱)......یوں استدلال کیا کہ باقی اعضاء سب کے بارے میں ثلاثا کا ذکر ہے اور مرفقین کے لئے مرتین مرتین کی قید

---

[۱] (تقریر بخاری ص۵۳ ج۲،فیض الباری ص۲۹۴) [۲] (ہدایة النحو،کافیہ،شرح جامی میں مدلل مفصل بحث دیکھ لی جائے)

ہے مسح رأس کے ساتھ کوئی قید نہیں لگائی۔تو معلوم ہوا کہ مسح رأس مرۃً ہے۔

(۲)......بعض اوقات مجموعہ روایات سے استدلال ہوتا ہے کسی خاص روایت سے نہیں۔یہاں بھی باب کی آخری روایت میں مرۃ کا ذکر ہے۔

سوال :......جب صریح روایت میں مرۃ کا لفظ آیا ہے تو اس روایت کو جس میں صراحۃ مذکور ہے اس کو ان روایتوں سے مؤخر کیوں کیا؟جن روایتوں میں صراحۃ مذکور نہیں۔

جواب :......محدثؒ کی شان مجتہدانہ ہوتی ہے وہ سیاق حدیث کو دیکھتے ہیں ہوسکتا ہے کہ سلیمان بن حربؒ کی حدیث کا سیاق ہی مسح راس کے بیان کے لئے ہو۔اور موسیٰ کی روایت اگر چہ صراحۃ دلالت کرتی ہے مگراس کا سیاق مسح رأس کے بیان کے لئے نہ ہو۔

اشکال :......بعض روایتوں میں ثلاثا بھی آتا ہے۔

جواب :......آثار کثیرہ اور ثقات راوی جو احادیث وضوء روایت کرتے ہیں وہ ثلاثا کی قید سے خالی ہیں۔لہذا ثلاثا کی قید شاذ ہے۔تو ثلاثا والی روایت مرجوح ہوجائے گی لہذا محفوظ روایت راجح ہوگی۔

(۱۴۰)

باب وضوء الرجل مع امرأته وفضل وضوء المرأة وتوضأ عمرؓ بالحميم ومن بيت نصرانية

خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ وضو کرنا اور عورت کا بچا ہوا پانی استعمال کرنا،
حضرت عمرؓ نے گرم پانی سے اور عیسائی عورت کے گھر کے پانی سے وضو کیا

(۱۹۱)حدثنا عبداللہ بن یوسف قال ثنا مالک عن نافع عن ابن عمرؓ انه قال
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا،انہیں مالک نے نافع سے خبر دی،وہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں،وہ فرماتے ہیں
كان الرجال و النسآء يتوضؤون في زمان رسول الله ﷺ جميعا
کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورت اور مرد سب کے سب وضو کیا کرتے تھے (یعنی ایک ہی برتن سے وضو کیا کرتے تھے)

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة غير ظاهرة لانه لا يد ل على الترجمة صريحا لان المذكور فيها شيئان والحديث ليس فيه الا شيء واحد وقال الكرمانيؒ يدل على الاول صريحا وعلى الثاني التزاما

غرض الباب :......اس باب کی غرض دو مسئلوں کو بیان کرنا ہے۔

المسئلة الاولى :...... مرد اپنی بیوی کے ساتھ ایک برتن میں وضوء کرسکتا ہے۔ وضوء تو کیا غسل بھی کرسکتا ہے اس صورت میں ترجمہ شارحہ ہوا۔

المسئلة الثانية:...... عورت کے وضوء سے بچے ہوئے پانی سے مرد وضوء کرسکتا ہے۔ ترجمہ کے دوسرے جزء سے حنابلہ اور ظاہریہ پر رد کرنا مقصود ہے جو کہتے ہیں کہ اگر عورت نے خلوت میں پانی استعمال کیا ہو تو اس کا بچا ہوا پانی استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور جمہورؒ کہتے ہیں جائز ہے۔

فائدہ:...... تو جب **فضل وضوء المرأة** سے وضوء کا جواز ثابت ہوا۔ تو **فضل وضوء الرجل** سے بدرجہ اولیٰ وضوء کا جواز ثابت ہوگا۔

ترجمۃ الباب میں مرأۃ کو خاص کرنے کی وجہ:...... اختلاف چونکہ فضل وضوء المرأۃ میں ہے نہ کہ فضل وضوء الرجل میں اس لئے ترجمہ میں تخصیص بالمرأۃ کردی۔

فضل طهور مرأة:...... اس مسئلہ کا نام فضل طہور مرأۃ ہے۔ اور اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ سب جائز ہیں صرف ایک میں اختلاف ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عورت پہلے وضوء کرے اور اس کے بچے ہوئے سے مرد وضوء کرے۔

صُوَرِ فضل طهور المرأة:......

فضل طہور دو قسم پر ہے۔ فضل وضوء ہوگا یا فضل غسل۔ پھر دو حال سے خالی نہیں۔ معاً ہوگا یا متفرقاً۔ اگر معاً ہو تو اس کی دو صورتیں نکلتی ہیں ایک یہ کہ وضوء اکٹھے ہو اور دوسری یہ کہ غسل اکٹھے ہو۔ اور اگر متفرقاً ہو تو دو صورتیں نکلتی ہیں کہ تفرق جنس واحد کا ہوگا یا جنسین کا۔ اگر جنس واحد کا تفرق ہو تو پھر دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ عورت، عورت کے بعد پانی استعمال کرے

اور دوسری یہ کہ مرد، مرد کے بعد پانی استعمال کرے۔ پھر وضوء بھی اور غسل بھی۔ تو اس طرح کل چھ صورتیں بنی۔ پھر اگر جنسین ہوں تو اس کی بھی چار صورتیں بن جائیں گی۔ تو کل دس صورتیں ہوئیں۔ اختلاف صرف **فضل طهور المرأة** میں ہے۔ اس میں دو مذہب ہیں۔

امام احمدؒ اور ظاهریه کا مذهب :...... یہ ہے کہ ان کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔

مسلک جمهورؒ:...... یہ ہے کہ ان کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔

دلیل امام احمداوراصحاب ظواهر :......**نهى رسول الله ﷺ عن فضل طهور المرأة** [1]

جواب (۱):...... الزامی جواب یہ ہے کہ ایسے تو فضل طہور الرجل سے بھی نہی آئی ہے۔ تو کیا مرد کے بچے ہوئے پانی سے بھی وضوء جائز نہیں؟

جواب (۲):...... نہی تنزیہی ہے [2]

جواب(۳):...... یہ امرأۃ کثیفہ پر محمول ہے۔

جواب (۴) :...... حضرت شاہ صاحبؒ نے جواب دیا ہے کہ یہ تعلیم معاشرت کے لئے ہے [3]

توضأعمر بالحميم من بيت نصرانية:......

سوال :...... اس کا ترجمۃ الباب سے کیا ربط ہے۔

جواب :...... اس میں محدثین شراحؒ کے مختلف اقوال ہیں۔

القول الاول:...... یہ دونوں مستقل اثر ہیں صرف دوسرے کو مناسبت ترجمۃ الباب سے تھی پہلے کو افادۂ عامہ کے لئے نقل کر دیا۔ اس لئے کہ دونوں اثر حضرت عمرؓ کے تھے۔ اور اس سے ان لوگوں کا رد مقصود ہے جو گرم پانی سے جواز وضوء کے قائل نہیں [4]

---

[1] (ترمذی شریف ص۱۹ مکتبہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) [2] (فیض الباری ص۲۹۵ عندالشرع ان المطلوب الاحتراز عنه والا حتياط فيه الخ)
[3] (فیض الباری ص ۲۹۵) [4] (فیض الباری ۲۹۶)

دوسرا اثر من بیت نصرانیة :...... ترجمۃ الباب سے اس کی مناسبت یہ ہے۔کہ عام طور پر بڑے برتنوں میں پانی ہوتا ہے جس سے عورتیں ہاتھ ڈال کر پانی نکالتی ہیں حضرت عمرؓ نے **فضل طهور المرأة** سے وضوء کیا[1]

فائده :...... یہ بحث تب مفید ہے جب دو مستقل اثر مانے جائیں۔

القول الثانی :...... علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ دو اثر نہیں بلکہ ایک ہی اثر ہے [2] درمیان میں واؤ **تصحیف** ہے اصل عبارت اس طرح ہے **توضأ عمربالحميم من بيت نصرانية**۔تو گرم پانی کا ذکر اظہار واقعہ کے لئے ہے۔اصل مقصود من بیت نصرانیۃ کا ذکر کرنا ہے۔

سوال :...... **من بيت نصرانية** سے بھی ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہوتا۔اس لئے کہ ترجمہ میں ہے **فضل وضوء المرأة** اور اثر میں **من بيت نصرانية** ہے۔

جواب (۱):...... ہوسکتا ہے کہ وہ **امرأة ذمیه منکوحة مسلم** ہو۔اور وہ حیض سے غسل کرتی ہو تو غسل سے بچے ہوئے پانی سے وضوء کرنا ثابت ہوا تو وضو کے بچے ہوئے پانی سے سے بدرجہ اولی وضوء کا جواز ثابت ہوا[3]

جواب (۲):...... لفظ حمیم توضیح کے لئے ہے محض اظہار واقعہ کے لئے نہیں۔کیونکہ عورتیں جب پانی گرم کرتی ہیں تو انگلی ڈال کر اس کے گرم ہونے کو دیکھتی ہیں لھٰذا **فضل المرأة** پایا گیا [4]

حدثنا عبدالله بن یوسف كان الرجال والنساء :......

سوال :...... اس حدیث سے ترجمۃ الباب کیسے ثابت ہوا۔

جواب :...... ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں (۱) **وضوء الرجل مع امرأته** (۲) **فضل وضوء المرأة** خاوند بیوی جب اکھٹے وضوء کریں گے تو ظاہر ہے کہ ایک لمحہ میں تو وضوء نہیں ہوجاتا۔اختلاط ایدی کی وجہ سے **فضل وضوء المرأة** ہوجائے گا۔

اشکال :...... ملحد لوگ کہتے ہیں کہ علماء کرامؒ نے معاشرت میں تنگی کر رکھی ہے آپ ﷺ کے زمانے میں یہ تنگی

---

[1] (فتح الباری ص۱۴۹:لامع ص۸۷) [2] (قلت قال الكرمانی بناء علي حذف واو العطف من قوله "ومن بيت نصرانية" ومعتقد ا انه اثر واحد :عمدة القاری ص ۸۳ ج۳) ۔[3] (لامع ص۸۷،۸۸حاشیہ نمبر۲) [4] (لامع ص۸۷)

نہ تھی جیسا کہ ابن عمرؓ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوط معاشرت کی اجازت ہے۔

جواب (۱): ...... بڑا برتن ہوتا تھا۔ایک طرف عورت اور دوسری طرف مرد بیٹھ جایا کرتا تھا۔لہٰذا خلط ثابت نہ ہوا[1]

جواب (۲): ...... **یتنالون** یعنی باری باری کرتے تھے۔اکھٹے کرنا ثابت نہیں۔ملحدین نے پہلے ترجمہ غلط کرلیا پھر استدلال کرلیا۔جمیعا کا مطلب اکھٹے نہیں (جیسے وہ کہتے ہیں) بلکہ اس کا مطلب ہے سب کے سب[2]

معاًاور جمیعاً میں فرق : ......یہ ہے کہ **معاً** میں وحدت زمانی ہوتی ہے۔اور **جمیعا** میں شمول افراد مقصود ہوتا ہے۔علامہ بیضاویؒ نے اس کو **وقلنااھبطوا منھا جمیعا** میں ذکر کیا ہے۔**وجمیعا حال فی اللفظ تاکیدفی المعنیٰ کانه قیل اھبطوا انتم اجمعون ولذلک لایستدعی اجتماعھم الی الھبوط فی زمان واحد کقولک جآء وا جمیعا**[3]

فائدہ : ...... حضرت آدم علیہ السلام سرالندیب (سری لنکا) کے علاقہ میں اترے۔اور حضرت حواء صفاء مروۃ کے درمیان اتریں (یا جدہ میں اتریں: مرتب)۔اور ابلیس ملتان میں اترا۔یہ کشف کی بات ہے اس وقت اس کا نام ملتان تو نہیں ہوگا۔

جواب (۳): ...... امام بخاریؒ نے ترجمہ قائم کیا ہے وضوء الرجل مع امرأته۔مطلب یہ ہے کہ اپنی اہلیہ کے ساتھ کرلیں۔غیر محرم کے ساتھ تو ثابت نہیں۔بلکہ اپنی عورتوں اور ماؤں بہنوں کے ساتھ وضوء کرنیکی اجازت ثابت ہورہی ہے۔تو یہ ترجمہ شارحہ ہوا[4]

☆☆☆☆☆☆

---

[1] (فتح الباری ص ۱۴۹ ان معناه ان الرجال والنساء كانو ايتوضئون جميعا في موضع واحد هوء لاء علىٰ حدة ص ۱۴۹) [2] (فیض الباری ص ۲۹۶،قال السيرفى انه يستعمل بمعنى كلهم ،وبمعنى معاً والاول يدل على الاستغراق والثانى على المعية الزمانية وتفصيله الخ) [3] (بيضاوى شريف ص ٦٦ كتب خانه رشيديه دهلى) [4] (فتح الباری ص ۱۵۰الاولىٰ فى الجواب ان يقال لامانع من الاجماع قبل نزول الحجاب وامابعده فمختص بالزوجات والمحارم ص ۱۵۰ مطبوعه انصارى دهلى).

(۱۴۱)

﴿باب صب النبی ﷺ وضوء ہٗ علی المغمیٰ علیہ﴾

رسول اللہ ﷺ کا ایک بے ہوش آدمی پر اپنے وضوء کا بچا ہوا پانی چھڑکنا

(۱۹۲) حدثنا ابو الولید قال ثنا شعبة عن محمد بن المنکدر قال سمعت جابرا
ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے محمد بن المنکدر نے، انھوں نے حضرت جابرؓ سے سنا
یقول جآء رسول اللہ ﷺ یعودنی وانا مریض لا اعقل
وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ میری مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے میں (ایسا) بیمار تھا کہ مجھے ہوش نہیں تھا
فتوضأ و صب علیّ من وضو فعقلت فقلت یارسول اللہ لمن المیراث
آپؐ نے وضوء کا بچا ہوا پانی مجھ پر چھڑکا تو مجھے ہوش آ گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا وارث کون ہوگا؟
انما یرثنی کلالة فنزلت اٰیة الفرائض.
میرا تو صرف ایک کلالہ وارث ہے اس پر آیت میراث نازل ہوئی

انظر: ۴۵۷۷، ۵۶۵۱، ۵۶۶۴، ۵۶۷۶، ۶۷۲۳، ۶۷۴۳، ۷۳۰۹

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

ربط: ...... یہ پہلے باب کا تتمہ ہے۔ (یعنی ماءِ مستعمل کی طہارت کو بیان کرنا ہے)

حدثنا ابو الولید: ...... انما یرثنی کلالة. کلالہ کی دو تفسیریں کی جاتی ہیں (۱) کلالہ وہ ہے جس کے اصول وفروع نہ ہوں۔ (۲) کلالہ وہ ہے کہ جس کے اصول تو ہوں مگر فروع نہ ہوں (عمدۃ القاری ص ۸۷ ج ۳: فیض الباری ص ۲۹۷)

(۱۴۲)

باب الغسل والوضوء فی المخضب والقدح والخشب والحجارة

لگن، پیالے، لکڑی اور پتھر کے برتن سے غسل اور وضو کرنا

(۱۹۳) حدثنا عبدالله بن منیر سمع عبدالله بن بکر قال حدثنا حمید عن انس

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن بکر سے سنا، انہوں نے حمید سے انہوں نے انسؓ سے

قال حضرت الصلوة فقام من کان قریب الدار الی اهله. وبقی قوم

وہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نماز کا وقت آ گیا تو ایک شخص جس کا مکان قریب ہی تھا، اپنے گھر چلا گیا اور (کچھ) لوگ رہ گئے

فاتی رسول الله ﷺ بمخضب من حجارة فیه مآء فصغر المخضب

تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پتھر کا ایک برتن لایا گیا جس میں پانی تھا، وہ برتن اتنا چھوٹا تھا

ان یبسط فیه کفه فتوضأ القوم کلهم قلنا کم کنتم قال ثمانین و زیادة

کہ آپؐ اس میں اپنی ہتھیلی نہیں پھیلا سکتے تھے (مگر) سب نے اس برتن سے وضو کر لیا

ہم نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ تم کتنے آدمی تھے کہنے لگے اسی ۸۰ سے کچھ زیادہ تھے

راجع: ۱۶۹ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۹۴) حدثنا محمد بن العلآء قال ثنا ابو اسامة عن برید عن ابی بردة عن ابی موسیٰ

ہم سے محمد بن العلاء نے بیان کیا، ان سے ابواسامہ نے برید کے واسطے سے بیان کیا، وہ ابو بردہ سے وہ ابوموسیٰ سے روایت کرتے ہیں

ان النبی ﷺ دعا بقدح فیه مآء فغسل یدیه و وجهه فیه و مج فیه

کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالہ منگایا جس میں پانی تھا پھر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرے کو دھویا اور اسی میں کلی کی

راجع:۱۸۸ ابوموسیٰ: نام عبدالله بن قیس الاشعری. ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۹۵)حدثنا احمدبن یونس قال ثنا عبدالعزیز بن ابی سلمة قال ثنا عمروبن یحییٰ

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا ،وہ عبدالعزیز بن ابی سلمہ سے ،وہ عمرو بن یحییٰ سے

عن ابیه عن عبداللّٰہبن زید قال اتی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ اپنے والد سے وہ عبداللہ بن زید سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (ہمارے یہاں) تشریف لائے

فاخرجنا له مآء في تور من صفر فتوضأ فغسل وجهه ثلثا ویدیه مرتین مرتین

ہم نے آپ کے لیے تانبے کے برتن میں پانی نکالا (اس سے) آپ نے وضو کیا تین بار چہرہ دھویا، دو دو بار ہاتھ دھوئے

ومسح برأسه فاقبل به وادبر وغسل رجلیه

اور اپنے سر کا مسح کیا (پہلے) آگے کی طرف (ہاتھ) لائے پھر پیچھے کی جانب لے گئے اور پیر دھوئے

راجع:۱۸۵ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۹۶)حدثنا ابوالیمان قال انا شعیب عن الزهری قال اخبرنی عبید الله بن عبداللّٰہبن عتبة

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہیں شعیب نے زہری سے خبر دی انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ

ان عائشة قالت لماثقل النبی صلی اللہ علیہ وسلم واشتد به وجعه

حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کی تکلیف شدید ہوگئی تو آپؐ نے

استاذن ازواجه في ان یمرض في بیتی فاذن له

اپنی (دوسری) بیویوں سے اس بات کی اجازت لی کہ آپ کی تیمارداری میرے گھر میں کی جائے انہوں نے آپ کو اس کی اجازت دے دی

فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین رجلین تخط رجلاه في الارض

تو (ایک دن) رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کے درمیان (سہارا لے کر) باہر نکلے، آپ کے پاؤں (کمزوری کی وجہ سے) زمین میں گھسٹتے جاتے تھے

بین عباس و رجل آخر قال عبیداللّٰہ

حضرت عباسؓ اور ایک اور آدمی کے درمیان، عبیداللہ (راوی حدیث) کہتے ہیں

فاخبرت عبدالله بن عباس فقال اتدری من الرجل الأخر قلت لا
کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عباسؓ کو سنائی تو وہ بولے تم جانتے ہو، وہ دوسرا آدمی کون تھا، میں نے عرض کیا کہ نہیں
قال هوعلی بن ابی طالب و کانت عائشة تحدث ان النبی ﷺ قال بعد مادخل بیته
کہنے لگے وہ علیؓ تھے (پھر بسلسلہ حدیث) حضرت عائشہ بیان فرماتی تھیں کہ جب نبی ﷺ اپنے گھر میں (یعنی حضرت عائشہؓ کے مکان میں) داخل ہوئے
واشتد وجعه هریقوا عَلَیَّ من سبع قرب لم تحلل اوکیتهن
اور آپؐ کا مرض بڑھ گیا تو آپ نے فرمایا، میرے اوپر ایسی سات مشکوں کا پانی ڈالو جن کے بندنہ کھلے ہوں
لعلی اعهد الی الناس واجلس فی مخضب لحفصة زوج النبی ﷺ
تا کہ میں (سکون کے بعد) لوگوں کو کچھ وصیت کروں (چنانچہ) آپ حضرت حفصہؓ رسول اللہ ﷺ کی دوسری بیوی کے ٹب میں بٹھلادیے گئے
ثم طفقنا نصب علیه تلک حتیٰ طفق یشیر الینا
،پھرہم نے آپ پر ان مشکوں سے پانی ڈالنا شروع کیا ،جب آپؐ نے اشارے سے فرمایا کہ بس
ان قد فعلتن ثم خرج الی الناس
اب تم نے (تعمیل حکم) کردی تو اس کے بعدلوگوں کے پاس باہر تشریف لے گئے
انظر: ۱۶۴،۶۶۵،۶۷۹،۶۸۲،۶۸۳،۶۸۷،۷۱۲،۷۱۳،۷۱۶،۲۵۸۸، ۳۰۹۹،۳۳۸۴، ۴۴۴۲، ۴۴۴۵،۵۷۱۴، ۷۳۰۷

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

مخضب : ...... وہ بڑا برتن جس میں برتن دھوئے جاتے ہیں۔اور کبھی چھوٹے برتن کو بھی کہہ دیتے ہیں۔

قدح: ...... لکڑی کا پیالہ.

خشب: ...... لکڑی۔

حجارہ:...... پتھر۔

تور:...... وہ برتن جو تانبے یا اس کی مثل کسی اور دھات کا بنا ہوا ہو، اور بعض نے کہا کہ تور پتھر کے پیالے کو بھی کہتے ہیں [۱]

غرض الباب:...... اوانیٔ وضوء اور اوانیٔ طھور کے متعلق تعمیم بیان کرنا ہے۔

(۱) ہیئت کے لحاظ سے (۲) مادہ کے لحاظ سے (۳) استعمال کے لحاظ سے یعنی کسی طریقہ سے بھی استعمال کرو۔ ہاتھ ڈال کر یا انڈیل کر۔ اس سے اگلا باب، باب الوضوء من التور اس باب کا تتمہ ہے۔ اس کے اندر تعمیم استعمال ہے۔ مخضب اور قدح سے اشارہ تعمیم ہیئت کی طرف ہے [۲] اور خشب اور حجارہ سے تعمیم مادہ کی طرف۔ ان چاروں الفاظ میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے [۳]

حدثنا احمد بن یونس:...... فی تور من صفر بظاہر یہ روایت باب الوضوء من التور کے مناسب معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہاں صفر کی نسبت سے تعمیم مادہ کے لئے لائے۔

حدثنا ابوالیمان:...... بین عباسؓ ورجل آخر عدم تعیین کی وجہ سے نام نہیں لیا گیا۔ کیونکہ یہ بدلتے رہتے تھے۔ بعض نے کہا کہ وہ حضرت علیؓ تھے اور حضرت عائشہؓ نے انقباض کی وجہ سے نام نہیں لیا۔ لیکن یہ الحاد ہے [۴]

من سبع قرب:...... سات کی قید میں کوئی معنوی اثر ہے ظاہری کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ زمین وآسمان بھی سات، سات پیدا فرمائے۔ عملیات میں سات کے عدد کا خاص اثر ہے۔ (یہ عرب میں بخار زائل کرنے کے لئے مجرب سمجھا جاتا تھا) [۵]

لم تُحلَل اَوکِیتُھُنّ:...... اس میں تین حکمتیں ہوسکتی ہیں۔ (۱) وہ بھرے ہوئے ہوں گے (۲) کسی نے تہ نہیں ڈالا ہوگا۔ تو زیادہ صاف ہوگا (۳) بسم اللہ پڑھ کر بند کیا ہوگا اور پڑھ کر ہی کھولتے ہیں تو ابھی برکت ان کے اندر ہی ہوگی۔

یشیر الینا ان قد فعلتن:...... اس سے معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات آنحضرت ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں تو آنحضرت ﷺ ان سے خوش گئے۔

---

[۱] (تقریر بخاری ص ۵۵ حاشیہ نمبر ۱) [۲] (لامع ص ۸۸: فیض الباری ص ۲۹۷) [۳] (لامع ص ۸۸) [۴] (فیض الباری ص ۲۹۷) [۵] (تقریر بخاری ص ۵۵ ج ۲) (خطبات خورشیدیہ میں سات پر بندہ کی تقریر دیکھ لی جائے تو بہت معلومات ملیں گی امید ہے، بہت فائدہ ہوگا: مرتب)

(۱۴۳)

﴿باب الوضوء من التور﴾

طشت سے (پانی لے کر) وضو کرنا

(۱۹۷)حدثنا خالدبن مخلد قال ثنا سلیمان قال حدثنی عمروبن یحییٰ عن ابیه
ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے عمرو بن یحیٰی نے اپنے باپ (یحیٰی) کے واسطے سے بیان کیا
قال کان عمی یکثر من الوضوء فقال لعبدالله بن زیدؓ اخبرنی کیف
وہ کہتے ہیں کہ میرے چچا بہت زیادہ وضو کیا کرتے تھے تو ایک دن انہوں نے عبداللہ ابن زیدؓ سے کہا کہ مجھے بتلائیے کہ
رأیت النبی ﷺ یتوضأ فدعا بتور من مآء فکفأ علیٰ یدیه
رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو کیا کرتے تھے، تب انہوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا، اس کو (پہلے) اپنے ہاتھوں پر جھکایا
فغسلهماثلٰث مرات ثم ادخل یده فی التور فمضمض واستنثرثلٰث مرات من غرفة واحدة
پھر دونوں ہاتھ تین بار دھوئے پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈال کر (پانی لیا اور) ایک (ہی) چلو سے کلی کی اور ناک صاف کی تین مرتبہ
ثم ادخل یدیه فاغترف بهما فغسل وجهه ثلٰث مرات ثم غسل یدیه الی المرفقین مرتین مرتین
پھر اپنے ہاتھوں سے ایک چلو (پانی) لیا، اور تین بار اپنا چہرہ دھویا، پھر کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھ دو دو بار دھوئے
ثم اخذ بیدیه مآء فمسح رأسه فادبر بیدیه و اقبل ثم غسل رجلیه
پھر اپنے ہاتھ میں پانی لے کر اپنے سر کا مسح کیا تو (پہلے اپنے ہاتھ) پیچھے لے گئے پھر آگے کی طرف لائے پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے
فقال هٰکذا رأیت النبی ﷺ یتوضأ
اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے

راجع: ۱۸۵ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۹۷)حدثنا مسدد قال ثنا حماد عن ثابت عن انسؓ ان النبی ﷺ

ہم سے مسدد نے بیان کیاان سے حماد نے،ان سے ثابت نے وہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

دعا باناء من ماء فاتی بقدح رحراح فیه شئ من ماء

پانی کا ایک برتن طلب فرمایا تو آپ کے لیے ایک چوڑے منہ کا پیالہ لایا گیا جس میں کچھ پانی تھا،آپ نے

فوضع اصابعه فیه قال انس فجعلت انظر الی الماء

اپنی انگلیاں اس پیالے میں ڈال دیں،انسؓ کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھنے لگا تو (ایسا معلوم ہوتا تھا کہ) پانی

ینبع من بین اصابعه قال انس فحزرت من توضأ ما بین السبعین الی الثمانین

آپؐ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا ہے ،انسؓ کہتے ہیں کہ اس (ایک پیالہ) پانی سے جن لوگوں نے وضو کیا ،ان کی مقدارستر ۷۰سے اسی۸۰ تک تھی

راجع: ۱۶۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

یہ باب گزشتہ باب کاتتمہ ہے۔اوراس میں تعمیم استعمال ہے۔

حدثنا خالد بن مخلدفکفأ علی یدیه:......اس جملہ سے تعمیم استعمال ثابت ہوا۔

حدثنا مسددمابین السبعین الی الثمانین:......

سوال:......بعض روایات میں تین سو کی تعداد کا ذکر ہے۔اور بعض میں ستر کا۔اور بعض میں اسی کا۔اور بعض میں پندرہ سوکا۔توان میں سے کونسی روایت معتبر ہوگی۔

جواب:......واقعات مختلف ہیں اختلاف واقعات کی بناپرتعداد کا اختلاف ہے لھذا سب روایات معتبر ہیں۔

سوال : …… کونسی نماز ہے جس میں آپ ﷺ ایام مرض میں تشریف لے گئے تھے۔

جواب : …… بعض نے کہا کہ ہفتہ کا دن اور ظہر کی نماز اور بعض نے کہا کہ اتوار کے دن کی ظہر تھی اور بعض نے فجر کی نماز بتلائی ہے۔علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ فیض الباری ص ۲۹۸ ج ا پر رقم طراز ہیں **اقول والذی تبین لی هو انه ﷺ دخل فی اربع صلوات بعد الغیبوبة .الاولیٰ (العشاء)التی غشی علیه فی لیلتها کما فی روایة الباب والثانیة (الظهر)والثالث (المغرب)کما هو عند الترمذی ص ۱۴ فی باب القراء ة بعدالمغرب عن ام الفضل قالت خرج الینا رسول الله ﷺ وهو عا صب رأ سه فی مرضه فصلی (المغرب)فقراء با لمرسلات فما صلا ها بعد حتیٰ لقی الله عز وجل وهو عندالنسائی ایضا والرابعة (الفجر)من الیو م الذی تو فی فیه کما فی مغا زی الخ**

سوال : …… آنحضرت ﷺ مرض الوفات میں کتنے دن تک مسجد میں نماز پنجگانہ کے لئے تشریف نہ لا سکے۔

جواب : …… **عندالبخاری انه غاب ثلاثة ایام واختاره البیهقی وتبعه فی ذلک الزیلعی وعنده مسلم انه غاب خسمة ایام واختاره الحافظ** [1]

(۱۴۴)

﴿باب الوضوء بالمد﴾

ایک مد (پانی) سے وضو کرنا

(۱۹۹)حدثنا ابو نعیم قال ثنا مسعر قال حدثنی ابن جبر قال سمعت انسا یقول
ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، ان سے مسعر نے، ان سے ابن جبر نے انہوں نے حضرت انسؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

[1] (فیض الباری ص ۲۹۸ ج ۱)

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغسل اوکان یغتسل بالصاع الی خمسة امداد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دھوتے تھے یا (یہ کہا کہ) نہاتے تھے تو ایک صاع سے لے کر پانچ مُد تک (پانی استعمال فرماتے تھے)
ویتوضأبالمد
اور جب وضوفرماتے تھے تو ایک مُد (پانی) سے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

غرض الباب: ...... امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ پانی میں اسراف نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے ترجمہ قائم کیا کہ ایک مد سے وضوء کرنا چاہیے۔ لیکن اس سے مقصود تحدید نہیں ہے۔ احادیث میں جو مقادیر مذکور ہیں ان سے مقصود بھی تقریب ہے نہ کہ تحدید[1]

اس سے مقدار معلوم ہورہی ہے جبکہ تحدید مقصود نہیں کیونکہ مقدار کے عدم تعین پر اجماع ہے۔

وجه عدم تعين مقدار: ...... مقدار متعین نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ متوضئ کے حالات مختلف ہوتے ہیں لہذا پانی کا استعمال مختلف ہوگا۔ صغرقد اور کبرقد کے لحاظ سے، غبار آلود ہونے اور نہ ہونے کے لحاظ سے، اور تغیر موسم کے لحاظ سے [2] (عینی ص۹۵ ج۳) لہذ اصرف اسراف سے بچنے کی ترغیب دی جائے گی۔

روایت الباب سے ترجمۃ الباب کا ثبوت ظاہر ہے۔

مقدار مدمیں ائمہؒ کا اختلاف: ...... مد اہل حجاز کے نزدیک ایک رطل اور ثلث رطل کا ہوتا ہے۔

مد اہل عراق کے نزدیک دو رطل کا ہوتا ہے۔

مدکی مقدار کے مختلف فیہ ہونے کا صاع پر اثر: ...... مد کی مقدار کے مختلف ہونے کی وجہ سے صاع کی مقدار بھی مختلف ہوگئی۔ اہل حجاز کے نزدیک صاع کی مقدار پانچ رطل اور ثلث رطل ہے۔ اہل عراق کے نزدیک آٹھ رطل ہے۔ اس لئے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ صاع چار مد کا ہے۔ تو اہل عراق کا صاع بڑا ہوا اور اہل حجاز کا چھوٹا اس

[1] (فتح الباری ص۱۵۲: تقریر بخاری ص۵۶ ج۲)

اختلاف کی وجہ سے صاعوں کے نام بھی مختلف ہو گئے (۱)صاع عراقی (۲)صاع حجازی۔صاع عراقی کا دوسرا نام صاع کوفی بھی ہے اور تیسرا نام صاع عمری اور چوتھا نام صاع حجاجی ہے۔

ہرایک کی وجہ تسمیہ:......صاع عمری کی ایک وجہ تسمیہ تو حضرت عمر بن خطابؓ کی طرف نسبت کی وجہ سے کہ انہوں نے اس کو ترجیح دی۔اور دوسرا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی طرف نسبت کی وجہ سے کیونکہ انہوں نے اس کی توثیق کی۔صاع حجاجی اس لئے کہ حجاج بن یوسف نے اس کی تشہیر کی۔اور کوفی، امام ابوحنیفہؒ کے کوفی ہونے کی وجہ سے۔اور عراقی عراق میں رائج ہونے کی وجہ سے[۱]

صاع عراقی کی وجہ ترجیح :......ائمہ احنافؒ میں سے طرفین (امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ) نے صاع عراقی کو ترجیح دی ہے اس لئے کہ اس میں تیسیر للفقراء ہے۔

دلائل حضرات طرفینؒ(۱):......نسائی شریف ص۴۶ ج۱ میں روایت ہے اتی مجاهد بقدح ثمانية ارطال قالت عائشةؓ ان رسول اللهﷺ كان يغتسل بمثل هذه[۲] اس سے معلوم ہوا کہ صاع کی مقدار آٹھ رطل ہے۔

دلیل (۲):...... مد کی مقدار کا دو رطل ہونا بھی حدیث سے صراحۃً ثابت ہے۔جیسا کہ ابوداؤد میں روایت ہے كان يتوضأ بانآء ويسع رطلين[۳]

دلیل (۳):...... دارقطنی میں حضرت انسؓ سے روایت ہے يتوضأ بالمد رطلين ويغتسل بالصاع ثمانية ارطال اس سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوگئی کہ صاع عراقی اور حجازی دونوں حضورﷺ کے زمانے میں مستعمل تھے بعض محققینؒ نے کہا ہے۔کہ یہ اختلاف حقیقی نہیں بلکہ صرف عنوان کا اختلاف ہے۔اصل میں رطل چھوٹے بڑے ہوتے تھے اور صاع ایک ہی تھا۔حجاز میں ایک رطل تیس استار کا تھا۔اور عراق والوں کا بیس استار کا تھا۔لہٰذا نتیجہ مساوی ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

---

[۱] واما الصاع فعند ابی یوسفؒ خمسة ارطال وثلث رطل عراقية وبه قال مالکؒ والشافعیؒ واحمدؒ وقال ابو حنيفةؒ ومحمدؒ الصاع ثمانية ارطال وحجة ابی یوسفؒ ماروا‌ه الطحاویؒ عنه قال قدمت المدينة واخرج الی من أثق به صاعا وقال هذا صاع النبیﷺ فوجدته خمسة ارطال وثلث قال الطحاویؒ وسمعت ابن عمرانؒ يقول الذی اخرجه لابی یوسفؒ هو مالکؒ وقال عثمان بن سعيد الدارمیؒ سمعت علی بن المدينیؒ يقول عبرت صاع النبیﷺ فوجدته خمسة ارطال وثلث رطل واحتج ابو حنيفةؒ ومحمدؒ بحديث جابرؓ وانسؓ (ع ج۳ ص ۹۶) [۲] (نسائی شریف ص۴۶ ج۱) [۳] (ابوداؤد ص۱۴ ج۱)

(۱۴۵)

﴿باب المسح علی الخفین﴾

موزوں پر مسح کرنا

(۲۰۰)حدثنااصبغ بن الفرج عن ابن وھب قال حدثنی عمرو قال حدثنی

ہم سے اصبغ بن الفرج نے بیان کیا، وہ ابن وہب سے روایت کرتے ہیں، ان سے عمرو نے بیان کیا، ان سے

ابوالنضر عن ابی سلمة بن عبدالرحمن عن عبداللّٰہ بن عمر عن سعدبن ابی وقاص

ابوالنضر نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے واسطے سے نقل کیا، وہ عبداللہ بن عمر سے، وہ سعد بن ابی وقاصؓ سے، وہ رسول

عن النبی ﷺ انه مسح علی الخفین وان عبداللّٰہ بن عمر سأل عمر عن ذٰلک

اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا اور عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عمرؓ سے اس بارہ میں پوچھا

فقال نعم اذا حدثک شیأ سعد عن النبی ﷺ

تو انہوں نے کہا کہ ہاں (آپؐ نے مسح کیا ہے) جب تم سے سعدؓ رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کریں

فلاتسأل عنه غیره وقال موسی بن عقبة اخبرنی ابو النضر

تو اس کے متعلق ان کے سوا (کسی) دوسرے آدمی سے مت پوچھو، اور موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ مجھے ابوالنضر نے بتلایا

ان ابا سلمة اخبره ان سعدا فقال عمر لعبداللّٰہ نحوه

انہیں ابوسلمہ نے خبر دی کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے ان سے (رسول اللہ ﷺ کی یہ) حدیث بیان کی پھر حضرت عمرؓ نے (اپنے بیٹے) عبداللہ سے ایسا ہی کہا (جیسا اوپر کی روایت میں ہے)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۰۱)حدثنا عمر وبن خالد الحَرّانیُّ قال ثنا اللیث عن یحیی بن سعید عن سعدبن ابراهیم

ہم سے عمرو بن خالد الحرانی نے بیان کیا، ان سے لیث نے یحیٰ بن سعید کے واسطے سے نقل کیا، وہ سعد بن ابراہیم سے

عن نافع بن جبیر عن عروة بن المغیرة عن ابیه المغیرة بن شعبة عن رسول اللهﷺ

وہ نافع بن جبیر سے، وہ عروہ بن المغیرہ سے وہ اپنے باپ مغیرہ بن شعبہ سے نقل کرتے ہیں، وہ رسول اللہﷺ سے روایت کرتے ہیں

انه خرج لحاجته فاتبعه المغیرة باداوة فیها مآء

(ایک بار) آپؐ رفع حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے تو مغیرہؓ پانی کا ایک برتن لے کر آپؐ کے پیچھے گئے

فصب علیه حین فرغ من حاجته فتوضأ و مسح علیٰ الخفین

جب قضاء حاجت سے فارغ ہو گئے تو مغیرہؓ نے (آپؐ کو وضو کرایااور) آپ کے (اعضاءِ وضو) پر پانی ڈالا، آپؐ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح فرمایا

راجع: ۱۸۲ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۰۲)حدثناابو نعیم قال ثناشیبان عن یحییٰ عن ابی سلمة عن جعفر بن عمرو

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، ان سے شیبان نے یحیٰ کے واسطے سے نقل کیا، وہ ابوسلمہ سے، انہوں نے جعفر بن عمرو بن

ابن امیة الضمری ان اباه اخبره انه رأیٰ رسول اللهﷺ یمسح علی الخفین

امیہ الضمری سے نقل کیا انہیں ان کے باپ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے

وتابعه حرب و ابان عن یحییٰ.

دیکھا ہے، اور اس حدیث کی متابعت حرب اور ابان نے یحیٰ سے کی ہے۔

انظر: ۲۰۵ عمرو بن امیة : کل مرویات: ۲۰ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۰۳)حدثناعبدان قال انا عبدالله قال اخبرناالاوزاعی عن یحییٰ عن ابی سلمة

ہم سے عبدان نے بیان کیا، انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں اوزاعی نے یحیٰ کے واسطے سے بتلایا وہ ابوسلمہ سے

عن جعفر بن عمرو بن امية عن ابيه قال رأيت النبی ﷺ يمسح علیٰ عمامته وخفيه

وہ جعفر بن عمرو بن امیہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے

وتابعه معمر عن يحيیٰ عن ابی سلمة عن عمرو رأيت النبی ﷺ

اس کو روایت کیا معمر نے یحییٰ سے، انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے عمرو سے متابعت کی ہے اور کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے

راجع: ۲۰۴

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

مسح کی تعریف: ......امرار اليد المبتلة.

خفين: ...... یہ خف کا تثنیہ ہے۔

خف کی تعریف: ...... الشئ الساتر للرجل من جلد او نحوه.

فائدہ: ......لوہے اور شیشے اور لکڑی کا موزہ بنا کر پاؤں میں پھنسا دیا گیا تو ان پر مسح جائز نہیں۔

جواز مسح علی الخفين: ......جمہورؒ اہل سنت والجماعت کا اس کے جواز پر اتفاق ہے [1]

﴿دلائل﴾

دلیل (۱): ...... علامہ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں الاخبار فيه مستفيضة [2]

دلیل (۲): ......امام اعظمؒ سے منقول ہے ما قلت بالمسح حتی جاء نی مثل ضوء النهار [3]

دلیل (۳): ......امام اعظمؒ نے فرمایا انی اخاف الكفر علی من لم یر المسح علی الخفين. اس لئے کہ آثار اس میں متواتر ہیں [4]

[1] (فتح الباری ص ۱۵۲) [2] (ھدایہ ص ۵۶ ج ۱ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان) [3] (ہدایہ حاشیہ نمبر ۱۲ ص ۵۶ ج ۱ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان) [4] (ھدایہ حاشیہ نمبر ۱۲ ص ۵۶ ج ۱ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

دلیل(۴) :...... امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں **خبر المسح یجوزبه نسخ الکتاب** [۱]

دلیل (۵)...... علامہ عینیؒ فرماتے ہیں **لاینکرہ الا المبتدع الضآل** [۲]

دلیل (۶) :...... امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں **ادرکت سبعین من الصحابة من اصحاب رسول الله ﷺ کلهم یری المسح علی الخفین** [۳]

دلیل(۷) :...... امام اعظمؒ سے اہل سنت کی علامات منقول ہیں فرماتے ہیں **نحن نفضل الشیخین ونحب الختنین ونری المسح علی الخفین** چونکہ مسح علی الخفین کی روایات ستر صحابہؓ سے منقول ہیں اور بعض نے اسی سے زائد صحابہؓ سے نقل کیا ہے اور روایات حد شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں مسح علی الخفین کا حضرات ائمہ میں سے کوئی منکر نہیں ہے [۴] امام بخاریؒ نے بھی اس کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔ کیونکہ شیعہ اور خوارج اس کے منکر ہیں اس پر امام بخاریؒ چار دلائل لائے ہیں جو یہ ہیں۔

حدثنا اصبغ بن الفرج المصری.....

اس حدیث کا سمجھنا ایک قصہ پر موقوف ہے :...... اور وہ قصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ کے پاس شام کے علاقہ میں گئے ہوئے تھے۔ تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جواز مسح علی الخفین کی ایک روایت نقل کی۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس کا انکار کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اس وقت تک مسح علی الخفین کا علم نہیں تھا۔ کہ آپ ﷺ نے ایسے کیا؟ انہوں نے واپس آ کر اپنے باپ حضرت عمرؓ سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا ہاں اور پھر نصیحت کی۔ کہ حضرت سعدؓ جب تیرے پاس حضور ﷺ سے روایت کریں تو کسی اور سے مت پوچھا کر کہنے کا مطلب یہ تھا کہ مجھ سے بھی پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔

اشکال :...... حضرت ابن عمرؓ سے تو مرفوعاً مسح علی الخفین کی روایت منقول ہے پھر ابن عمرؓ نے حضرت سعدؓ پر نکیر کیوں فرمائی؟

---

[۱] ہدایہ حاشیہ نمبر ۱۲ ص ۵۶ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان) [۲] (عمدۃ القاری ص ۹۷ ج ۳ من لم یعتقد المسح کان مبتدعاً لمخالفة السنن الماثورة المشهورة النبایة : ص ۳۹۷ ج ۱ مکتبہ حقانیہ ملتان) [۳] (ہدایہ حاشیہ نمبر ۱۲ ص ۵۶ ج ۱ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان) [۴] (تقریر بخاری ص ۵۶ ج ۲). (ہدایہ ص ۵۷ حاشیہ نمبر ۱ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان: عینی ص ۹۷ ج ۳)

جواب:...... یہ ہے کہ جن روایات میں مرفوعا علی الخفین کا ذکر ہے اس میں یہ نہیں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ یہ فرماتے ہیں رأیت رسول اللہ ﷺ یا عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ ہے اور اس میں احتمال ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ ہو وہ حضرت سعدؓ کی اس روایت سے معلوم ہو گیا [۱]

مسح علی العمامة میں اختلاف :...... مسح علی العمامہ کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مسلک جمہورؒ :...... جمہورؒ اہل سنت والجماعت **مسح علی العمامة** کے عدم جواز کے قائل ہیں۔

مسلک اہل ظواہر:...... اصحاب ظواہر پگڑی پر مسح کے قائل ہیں۔ امام احمدؒ سے ایک روایت جوازِ مسح کی ہے [۲]

مستدل ظاهریه :...... یہی حدیث ہے۔ کہ اس میں پگڑی پر مسح کا ذکر ہے [۳]

جوابات :...... اس کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔

جواب (۱):...... عندالاحنافؒ تو ممکن ہے کہ فرض کی ادائیگی تو مسح رأس سے کر لی ہو اور تکمیل سنت کے لئے عمامہ پر مسح کیا ہو اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں [۴]

جواب (۲):...... کسی نے کہا کہ تسویہ عمامہ کر رہے تھے۔ دیکھنے والے نے اس کو مسح سمجھ لیا۔ لیکن یہ جواب کمزور ہے۔ اس لئے کہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں ایسے خیالات زیب نہیں دیتے۔ بھلا ان کو اتنا ہی پتہ نہیں چلتا تھا کہ مسح ہو رہا ہے یا تسویہ [۵]

اجمالی بحث :...... **مسح علی العمامه** کے بارے میں جو روایات آئی ہیں وہ تین قسم پر ہیں۔

(۱) مسح علی الرأس (۲) مسح علی الرأس مع العمامہ (۳) مسح علی العمامہ۔

سوال:...... ان روایات میں اصل کونسی ہے؟

جواب :...... اصل مسح رأس کی روایات ہیں۔ اور یہ کثیر بھی ہیں۔ جب ایسا ہے تو مسح علی العمامہ کرنے سے یہ کثیر

---

[۱] (تقریر بخاری ص ۵۷ ج ۲) [۲] (فیض الباری ص ۳۰۲) [۳] (فتح الباری ص ۱۵۴) [۴] (تقریر بخاری ص ۵۷ ج ۲) [۵] (فیض الباری ص ۳۰۳)

روایات متروک ہونگی یا معمول بہا؟ پس جھگڑا ختم ہو گیا۔ کہ ہم اصل اور کثیر روایات کو ترجیح دیں گے۔ ان کے مقابل روایات کو مرجوح قرار دیں گے۔ پھر جب کہ تعامل بھی مسح علی الرأس ہے تو دیگر تکلفات کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن دوسری روایات کا بھی درجہ ہے۔ تو مسح علی الرأس مع العمامہ مان لو۔ تو کیا تکلیف ہے؟۔ حضرت الاستاذ (مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ) نے ترمذی شریف پڑھاتے ہوئے فرمایا۔ اور استاذِ محترم کی ایک ادا ایسی تھی جو بھولتی نہیں۔ فرمایا ایک جواب امام محمدؒ نے دیا جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے، بہت ہی مختصر ہے اور حسین جواب ہے، فرماتے ہیں **بلغنا انه كان فترك** (مؤطا امام محمدؒ ص ۷۱) اور بلاغات امام محمدؒ معتبر ہیں اس سے معلوم ہوا کہ **مسح علی العمامة** منسوخ ہو گیا۔ !

(۱۴۶)

﴿باب اذا ادخل رجليه وهما طاهرتان﴾

پاؤں کا طاہر ہونے کی حالت میں موزوں میں داخل کرنا

(۲۰۴) حدثنا ابو نعيم قال ثنا زكريا عن عامر عن عروة بن المغيرة عن ابيه
ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا ان سے زکریا نے نقل کیا وہ عامر سے وہ عروہ بن المغیرہ سے وہ اپنے باپ (مغیرہؓ) سے روایت کرتے ہیں
قال كنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم في سفر فاهويت لانزع خفيه
کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، تو میرا ارادہ ہوا کہ (وضوء کرتے وقت) آپؐ کے موزے اتاروں
فقال دعهما فانی ادخلتهما طاهرتين فمسح عليهما.
تب آپؐ نے فرمایا کہ انھیں رہنے دو کیونکہ جب میں نے انھیں پہنا تھا تو میرے پاؤں پاک تھے (یعنی میں باوضو تھا) لھذا آپؐ نے ان پر مسح کرلیا

راجع: ۱۸۲

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

عندالشافعیہؒ هما طاهرتان کی ایک ہی صورت ہے کہ موزے پہننے سے پہلے طہارت کاملہ ہو، احنافؒ کہتے ہیں

---

۱ (تقریر بخاری ص ۵۷ ج ۲)

کہ طہارت کاملہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ پاؤں دھوئے اور موزے پہن لئے، پھر ناقض کے پائے جانے سے پہلے وضو مکمل کرلے۔

اصل اختلاف ترتیب میں ہے:...... کہ عند الشوافعؒ ترتیب فی الوضوءٔ ضروری ہے **خلافا لابی حنیفہؒ** اسی طرح مدتِ مسح خفین میں بھی اختلاف ہے۔

عند الجمہورؒ:...... وقتِ لبس سے شروع ہوتی ہے۔

عندا لاحنافؒ:...... وقت حدث سے۔

طہارت سے مراد ائمہ اربعہؒ کے نزدیک تو **طہارت من الانجاس والا حداث جمیعا** ہے ظاہر یہ کے نزدیک **طہارت من الانجاس** شرط ہے **طہارت من الاحداث** شرط نہیں۔ جمہورؒ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ جب طہارت مطلق بولی گئی ہے تو اس سے طہارت کاملہ مراد ہوگی۔ خواہ وہ انجاس ہوں یا احداث[1]

(۱۴۷)

باب من لم یتوضأ من لحم الشاۃ والسویق واکل ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم لحما فلم یتوضؤا

بکری کا گوشت اور ستو کھا کر وضوء نہ کرنا، اور حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ نے گوشت کھایا اور وضوء نہیں کیا

(۲۰۵) حدثنا عبداللہ بن یوسف قال انا مالک عن زید بن اسلم عن عطاء

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انھیں مالک نے زید بن اسلم سے خبر دی، وہ عطاء بن یسار سے

بن یسار عن عبد اللہ بن عباس ان رسول اللہ ﷺ اکل کتف شاۃ ثم صلی

وہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کا شانہ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی

[1] (تقریر بخاری شریف ص ۵۸ ج ۲)

ولم يتوضأ
اور وضو نہیں کیا
انظر: ۵۴۰۵،۵۴۰۴
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۰۶)حدثنا يحيى بن بكير قال ثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب قال
ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا، انھیں عقیل سے لیث نے خبر دی وہ ابن شہاب سے نقل کرتے ہیں
اخبرني جعفر بن عمرو بن امية ان اباه اخبره انه رأى النبي صلى الله عليه وسلم
انھیں جعفر بن عمرو بن امیہ نے اپنے باپؓ سے خبر دی کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ
يحتز من كتف شاة فدعي الى الصلوة فالقى السكين فصلى ولم يتوضأ
بکری کا شانہ کاٹ کاٹ کر تناول فرمارہے تھے، پھر آپؐ نماز کے لئے بلائے گئے تو آپؐ نے چھری ڈال دی اور نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا
انظر: ۶۷۵، ۲۹۲۳، ۵۴۰۸، ۵۴۲۲، ۵۴۶۲

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

اباه : نام: عمرو بن امية

اس باب سے غرض حضرت ابوھریرہؓ کی روایت **توضئوا مما مست النار** کی توجیہ بیان کرنا ہے اور اسکا مصداق متعین کرنا ہے۔

﴿توجیہات﴾

(۱): ...... یہ روایت منسوخ ہے [۱]

(۲): ...... استحباب پر محمول ہے۔

(۳): ...... وضوء لغوی پر محمول ہے [۲]

[۱] (فیض الباری ص ۳۰۵) [۲] (فیض الباری ص ۳۰۶)

(۴): ...... یا یہ حدیث خواص کے لیے ہے اس لئے کہ جب عبادت میں مشغولی ہوتی ہے اور متوضی ہوتا ہے تو تشبہ بالملائکہ ہوتی ہے اور جب کھانے پینے میں مشغول ہوتا ہے تو تشبہ بالملائکہ کے درجہ سے گر جاتا ہے، اس حالت سے نکل جانے کے لیے وضوء کا حکم ہے۔[1] عام لوگوں کے لیے تو استحباب ہے لیکن خصوصیت باقی رکھنے کے لیے خواص کے لیے ضروری ہے۔ بعض روایتوں میں وضوء کرنے کا ذکر ہے اور بعض میں ترک وضوء کا لیکن چونکہ راجح ترک ہے اس لیے ترجمہ قائم کیا **من لم یتوضأ**۔ ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں (۱) **عدم توضی من لحم شاۃ** (۲) **وعدم توضی من السویق** ......

سوال: ...... **لحم شاۃ** کو خاص کیوں کیا؟

جواب: (۱): ...... یہ قید اتفاقی ہے اس لیے کہ روایت الباب میں **کتف شاۃ** کا ذکر ہے۔

جواب (۲): ...... بعض نے کہا یہ قید احترازی ہے اور احتراز **لحم ابل** سے ہے یہ وہ حضرات ہیں جو **لحم ابل** کے کھانے سے وضوء کے قائل ہیں [2]

ترجمہ کا دوسرا جز: ...... **عدم توضی من السویق** ہے یہاں بھی خاص سویق مراد نہیں بلکہ ہر وہ چیز مراد ہے جو آگ پر پکی ہوئی ہو [3]

یحتز من کتف شاۃ: ...... اس سے چھری کے ذریعہ کاٹ کر کھانا ثابت کرنا درست نہیں۔ کیونکہ بوٹی بڑی ہو تو چھری سے کاٹنا پڑتا ہے۔ یہ حضرات (موجودہ دور کے لوگ) اس لئے اس (چھری اور چمچہ) سے کھاتے ہیں کہ ہاتھ سے کھانے میں جراثیم لگنے کا بہانہ بناتے اور بتاتے ہیں۔ ان کا یہ نظریہ صحیح نہیں۔

سوال: ...... اس حدیث سے چھری سے کاٹ کر کھانا ثابت ہے جب کہ ابوداؤد کی روایت میں چھری سے کاٹ کر کھانے کی ممانعت ہے تو بظاہر احادیث میں تعارض ہے۔

جواب (۱): ...... حضرات شراح نے اس کا جواب یہ دیا کہ وہاں بیان اولویت ہے اور یہاں بیان جواز ہے۔

جواب (۲): ...... ابوداؤد کی روایت میں ممانعت اس بات پر محمول ہے کہ چھری ہی سے کھائے اور بخاری کی روایت اس پر محمول ہے کہ چھری سے کاٹ کر ہاتھ سے کھائے [4]

---

[1] (فیض الباری ص ۳۰۶) [2] (مثلاً امام بخاریؒ وحنابلہؒ تقریر بخاری ۵۸ ج ۲: فتح الباری ص ۱۵۵) [3] (فتح الباری ص ۱۵۵) [4] (تقریر بخاری ص ۵۸ ج ۲)

واقعہ: ...... حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں کہ گاڑی میں سفر کے دوران ایک شخص کانٹے سے کھانا اور گوشت کھا رہا تھا اور ساتھ ساتھ بڑے فضائل بیان کر رہا تھا۔ اچانک گاڑی کو بریک لگی اور کانٹا منہ میں لگا اور خون نکل آیا۔ اب غا، غا کر رہا ہے۔ اور سارے فضائل ایک ہی جھٹکے سے ختم ہو گئے۔

سوال: ...... امام بخاریؒ نے جو روایتیں ذکر کی ہیں ان میں کہیں بھی سویق کا ذکر نہیں کیا تو ترجمۃ الباب کیسے ثابت ہوا؟

جواب (۱): ...... دو جزء ہیں ایک صراحتاً ثابت ہے ایک قیاساً۔[۱]

جواب (۲): ...... ابھی باب ختم ہی نہیں ہوا، ستو کے بارے میں سوید بن نعمان کی روایت آگے آئے گی (عمدۃ القاری ص۱۰۶ ج ۳) درمیان میں یہ باب "باب فی الباب" کے قبیل سے ہے۔[۲]

(۱۴۸)

﴿باب من مضمض من السويق ولم يتوضأ﴾

کوئی شخص ستو کھا کر کلی کرلے اور وضو نہ کرے (تو جائز ہے)

(۲۰۷) حدثنا عبدالله بن يوسف قال انا مالك عن يحيى بن سعيد عن بشير
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انھیں مالک نے یحییٰ بن سعید کے واسطے سے خبر دی وہ بشیر بن
بن يسار مولٰى بنى حارثة ان سويد بن النعمانؓ اخبره انه
یسار، بنی حارثہ کے آزاد کردہ غلام سے روایت کرتے ہیں کہ سوید بن نعمانؓ نے انھیں بتلایا کہ فتح خیبر
خرج مع رسول الله ﷺ عام خيبر حتى اذا كانوا بالصهباء وهى ادنى خيبر
والے سال میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ صہبا کی طرف جو خیبر کے نشیب میں ہے پہنچے

[۱] (فتح الباری ص۱۵۵: لامع ص۹۰) [۲] (لامع ص۹۰)

فصلی العصر ثم دعا بالازواد فلم یؤت الا بالسویق فامر به
آپؐ نے عصر کی نماز پڑھی پھر توشے منگوائے گئے تو سوائے ستو کے کچھ اور نہیں آیا، پھر آپؐ نے حکم دیا
فثری فاکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اکلنا ثم قام الی مغرب
تو وہ بھگو دیا گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا اور ہم نے بھی کھایا پھر مغرب کی نماز کے لئے کھڑے ہو گئے
فمضمض ومضمضنا ثم صلی ولم یتوضأ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی فرمائی اور ہم نے بھی کلی کی پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا
انظر: ۲۱۵، ۲۹۸۱، ۴۱۷۵، ۴۱۹۵، ۵۳۸۴، ۵۳۹۰، ۵۴۵۴، ۵۴۵۵
سوید بن النعمان انصاری اوسی مدنی کل مرویات: ۷ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۰۸) حدثنا اصبغ قال انا ابن وھب قال اخبرنی عمرو عن بکیر عن کریب
ہم سے اصبغ نے بیان کیا، انھیں ابن وہب نے خبر دی انھیں عمرو نے بکیر سے انھوں نے کریب سے
عن میمونة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل عندھا کتفا ثم صلی ولم یتوضأ
ان کو حضرت میمونہؓ زوجۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ آپؐ نے ان کے یہاں بکری کا شانہ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة

گذشتہ باب کی تشریح سے ایک سوال کا دفعیہ بھی ہو گیا۔ کہ اس سے پہلے باب میں سویق کے استدلال کے لئے کوئی روایت نہیں؟ اور دوسرے باب میں روایت ثانیہ **غیر مناسبہ للترجمہ** ہے۔

جواب (۱):...... کہ گذشتہ باب، باب فی الباب کی قبیل سے ہے۔

جواب (۲):...... بعض محققینؒ نے کہا ہے کہ دونوں ترجمے مستقل ہیں۔ باب فی الباب کوئی نہیں لیکن استدلال

ایسے ہے کہ پہلے باب میں پہلا ترجمہ حدیث سے صراحۃً ثابت ہے اور دوسرا دلالۃً ۔ اور دوسرے باب میں اس کو ایک روایت سے صراحۃً ثابت کیا اور دوسری سے اس کو قیاساً اور دلالۃً ثابت کیا۔

جواب (۳): ...... بعض شراح حضرات (علامہ عینیؒ وعلامہ کرمانیؒ) نے کہا کہ یہ آخر والی جو روایت ہے یہ سہو کاتب ہے۔ یہ باب اول کی روایت ہے۔ جو قلم ناسخین سے مؤخر ہوگئی۔ اب دونوں باب صراحۃً ثابت ہوگئے۔

(۱۴۹)

﴿باب هل يُمَضمَضُ من اللبن﴾

کیا دودھ پی کر کلی کرنی چاہیے

(۲۰۹) حدثنا يحيى بن بكير وقتيبة قالا حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب عن
ہم سے یحییٰ بن بکیر نے اور قتیبہ نے بیان کیا، ان دونوں سے لیث نے بیان کیا وہ عقیل سے وہ ابن شہاب سے وہ
عبيدالله بن عبدالله بن عتبة عن ابن عباسؓ ان رسول الله ﷺ شرب لبنا
عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت کرتے ہیں، وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا
فمضمض وقال ان له دَسَماً تابعه يونس وصالح بن كيسان عن الزهرى
پھر کلی کی اور فرمایا اس میں چکنائی ہوتی ہے اسی لئے کلی کی اس حدیث کی یونس اور صالح بن کیسان نے زہری سے متابعت کی ہے

انظر: ۵۶۰۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

غرض الباب: ...... بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ دودھ پینے کے بعد کلی کرنی چاہیئے اس لئے اس پر تنبیہ کرنے

کے لئے باب باندھ دیا۔

سوال :...... ترجمۃ الباب میں ھل کیوں لائے؟

جواب :...... ھل تَرَدّد پر دال ہے۔ امام بخاریؒ کو جہاں روایت الباب سے ترجمۃ الباب کے ثبوت میں تردد ہو وہاں ھل لاتے ہیں۔

سوال :...... امام بخاریؒ کو کن وجوہ کی بناء پر تردد ہوتا ہے؟

جواب :...... امام بخاریؒ کو تردد دو وجہ سے ہوتا ہے ا۔ اختلاف مذاہب کی وجہ سے ۲۔ تعارض روایات کی وجہ سے چونکہ روایات متعارض ہیں کہ ابوداؤد میں و لم یمضمض ہے اور یہاں شرب لبنا فمضمض ہے اس لئے ھل فرمایا چونکہ آنحضرت ﷺ نے فان له دسما معلل بیان فرمایا تو اب خیال ہوا کہ ہر جگہ تو چکناہٹ نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے ھل ذکر کر دیا۔

(۱۵۰)
باب الوضوء من النوم ومن لم یر من النعسة والنعستین او الخفقة وضوءًا

سونے کے بعد وضو کرنا، بعض علماء کے نزدیک ایک یا دو مرتبہ کی اونگھ سے یا نیند کا ایک جھونکا لینے سے وضو واجب نہیں ہوتا

(۲۱۰) حدثنا عبدالله بن یوسف قال انا مالک عن هشام عن ابیه
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انھیں مالک نے ہشام سے، انھوں نے اپنے باپ سے خبر دی انھوں نے
عن عائشة ان رسول الله ﷺ قال اذا نعس احدکم وهو یصلی
حضرت عائشہؓ سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز پڑھتے وقت تم میں سے کسی کو اونگھ آجائے

فلیرقد حتی یذهب عنه. النوم فان احدکم اذا صلی
تو اسے چاہیے کہ سو رہے تاکہ نیند کا اثر اس سے ختم ہو جائے اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے لگے
وهو ناعس لا یدری لعله یستغفر فیسب نفسه.
اور وہ اونگھ رہا ہو تو اسے کچھ پتہ نہیں چلے گا کہ وہ اپنے لیے خداتعالیٰ سے مغفرت طلب کر رہا ہے یا اپنے آپ کو بددعا دے رہا ہے
☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۱۱) حدثنا ابومعمر قال ثنا عبدالوارث قال ثنا ایوب عن ابی قلابة عن
ہم سے ابومعمر نے بیان کیا، ان سے عبدالوارث نے، ان سے ایوب نے ابوقلابہ کے واسطے سے نقل کیا وہ
انس عن النبی ﷺ قال اذا نعس فی الصلوة فلینم حتی یعلم ما یقرأ
حضرت انس ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ؐ نے فرمایا جب تم نماز میں اونگھنے لگو تو (اس وقت تک) سو جاؤ جب تک آدمی کو یہ نہ معلوم ہو کہ کیا پڑھ رہا ہے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث والذی بعده للترجمة تفهم من معنی الحدیث فان النبی ﷺ لما اوجب قطع الصلوة وامر بالرقاد دل ذلک علی انه کان مستغرقا فی النوم فانه علل ذلک بقوله فان احدکم الخ

امام بخاریؒ نے اس ترجمہ میں دو جزء ذکر فرمائے ہیں (۱) نوم سے وضوء واجب ہوگا (۲) نعسة اور نعستین اور خفقه سے وضوء نہیں ہے۔ تو ایک جزء ثبوتی اور ایک سلبی ہوا۔

نعسة بمعنی اونگھنا۔ خفقه اونگھنے کی وجہ سے ایک مرتبہ سر ہل جائے [۱]

سوال : ...... دونوں روایتوں سے ترجمۃ الباب کا کوئی جزء ثابت نہیں ہوتا۔

جواب : ...... محدثین شراحؒ نے مطابقت بیان کرنے کی بڑی کوشش فرمائی ہے۔ ان توجیہات میں سے بعض یہ ہیں۔

المطابقة الاولی : ...... علامہ عینیؒ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اونگھ کی وجہ سے نماز توڑ کر سونے کا حکم فرمایا ہے لیکن وضوء کا حکم نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کا نعسہ سے وضوء نہیں ٹوٹتا [۲]

---

[۱] (فتح الباری ص ۱۵۶:) [۲] (لامع ص ۹۰: استدل بظاهر الحدیث فانه فما علل فلیرقد)

المطابقة الثانية: ...... وضوء من النوم چونکہ واضح دلائل سے ثابت تھا گویا کالمشهور تھا اس لئے اس کی دلیل لانے کی ضرورت نہیں سمجھی اور دوسرے جزء کی دلیل لائے [۱]

المطابقة الثالثة: ...... لایدری لعله۔ اس تعلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ نعسه سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ اس لئے کہ اگر نعسه ناقض وضوء ہوتا تو علت یوں بیان فرماتے کہ چونکہ نعسه سے وضوء ٹوٹ گیا ہے لہذا نماز توڑ دے جب کہ یہاں یوں علت بیان فرمائی ہے۔ کہ چونکہ وہ نہیں جانتا کہ کیا کہہ رہا ہے۔ الخ تو معلوم ہوا کہ نعسه ناقض وضوء نہیں [۲]

المطابقة الرابعة: ...... حضرت شیخ الحدیثؒ نے لامع الدراری میں نقل کیا ہے۔ کہ امام بخاریؒ نے قیاس سے ثابت کیا ہے کیونکہ امام بخاریؒ کی شرطوں کے مطابق روایت نہیں تھی۔ تو قیاس سے اس کو ثابت کیا کہ جس طریقہ سے ناعس (اونگھنے والا) یہ نہیں جانتا کہ منہ سے کیا نکلا ہے تو بدرجہ اولی اس کو معلوم نہیں ہوگا کہ دبر سے کیا نکلا ہے۔

نوم کے ناقض وضوء ہونے کے بارے میں حضرات ائمہؒ کے مذاہب: ......

اس میں تین مذہب ہیں۔

(۱): ...... مطلقا ناقض ہے۔

(۲): ...... مطلقا غیر ناقض ہے۔

(۳): ...... جمہور ائمہ اربعہ تفصیل کے قائل ہیں۔ راجح مذہب تفصیل والا ہی ہے باقی دونوں شاذ ہیں۔

مذهب امام اعظم ابو حنيفهؒ: ...... امام اعظمؒ کے ہاں تفصیل یہ ہے کہ هیئت صلاتیه پر سو گیا یا بیٹھا بیٹھا غیر مستلقیا سو گیا تو وضوء نہیں ٹوٹے گا۔ اور اگر لیٹے لیٹے سو گیا تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔

مذهب امام شافعیؒ: ...... امام شافعیؒ کے نزدیک النوم قاعدامتمکنامقعده من الارض ہو تو ناقض نہیں اور باقی انواع ناقض ہیں اس لئے کہ نوم فی نفسہ تو ناقض نہیں ہے بلکہ چونکہ مظنہ خروج ریح ہے اس لئے ناقض ہے اور جب یہ صورت ہو تو پھر خروج ریح کا مظنہ نہیں رہتا۔

مذهب امام احمدؒ: ...... امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب یہ ہے کہ نوم قلیل ناقض نہیں ہے بلکہ نوم کثیر ناقض ہے

---

[۱] (لامع ص ۹۰ فاکتفیٰ فیه بالشهرة) [۲] (لامع الدراری ص ۹۰ اذلو کان ناقضا لمامنع الشارع عن الصلوٰة خشية السب)

یسیر کا مطلب ایک آدھ منٹ سونا اور اس میں ایک قید بھی ہے وہ یہ کہ قاعداً یا قائماً ہو اور جب لیٹ کر سو رہا ہو تو قلیل اور خفیف بھی ناقض ہے۔

مذہب امام مالکؒ: ...... امام مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ نوم ثقیل ناقض ہے نوم خفیف ناقض نہیں [۱]

الفرق بین القلیل والکثیر والخفیف والثقیل: ...... منٹ دو منٹ ساعہ دو ساعہ کی نوم قلیل ہے اس سے زیادہ کثیر ہے۔ اور اگر ادنی کھٹکھٹاہٹ (حرکت) سے بیدار ہو جائے تو خفیف ہے ورنہ ثقیل [۲]

اس تفصیل کا مقصد: ...... حضرات ائمہ نے یہ تفصیل اس لئے قائم کی ہے کہ روایات میں تعارض ہے تعارض سے اسی تفصیل کے ذریعہ بچا جا سکتا ہے۔ کیونکہ روایات دو قسم پر ہیں۔ (۱) وہ روایات جن سے مطلقا وضوء کا ٹوٹنا ثابت ہے (۲) جن میں مطلقا وضو کا نہ ٹوٹنا ثابت ہے، تو بعض نے مطلقا پہلی قسم کو لے لیا یا دوسری قسم کو لے لیا لیکن آئمہ اربعہؒ نے تطبیق دی۔

(۱۵۱)

باب الوضوء من غیر حدث

بغیر حدث کے وضو کرنا یعنی وضو باقی ہوتے ہوئے بھی نیا وضو کرنا

(۲۱۲) **حدثنا محمد بن یوسف قال ثنا سفین عن عمرو بن عامر قال سمعت انسا**
ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا ان سے سفیان نے عمرو بن عامر کے واسطے سے بیان کیا۔ انھوں نے حضرت انسؓ سے سنا
ح وحدثنا مسدد قال ثنا یحیی عن سفیان قال حدثنی عمرو بن عامر
(دوسری سند سے) ہم سے مسدد نے بیان کیا' ان سے یحیٰ نے' وہ سفیان سے روایت کرتے ہیں' ان سے عمرو بن عامر نے بیان کیا
عن انسؓ قال کان النبی ﷺ یتوضا عند کل صلوٰة قلت
وہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا کہ رسول ﷺ ہر نماز کے لیے وضو فرمایا کرتے تھے میں نے کہا

[۱] (تقریر بخاری ص ۶۰ ج ۲) [۲] (تقریر بخاری ص ۶۰ ج ۲)

کیف کنتم تصنعون قال یجزی احدنا الوضوء مالم یحدث
تم لوگ کس طرح کرتے تھے؟ کہنے لگے کہ ہم میں سے ہر ایک کو وضو اس وقت تک کافی ہوتا جب تک کوئی وضو کو توڑنے والی چیز پیش نہ آجائے (یعنی پیشاب، پاخانے وغیرہ کی ضرورت یا نیند وغیرہ)
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۱۳). حدثنا خالد بن مخلد قال ثنا سلیمان قال حدثنی یحیی بن سعید قال اخبرنی بشیر بن یسار
ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے یحیٰی بن سعید نے، انھیں بشیر بن یسار نے خبر دی
قال اخبرنی سویدبن النعمان قال خرجنامع رسول اللہ ﷺ عام خیبر حتی اذا کنابالصهباء
انھیں سوید بن نعمانؓ نے بتلایا کہ ہم فتح خیبر والے سال میں رسول ﷺ کے ہمراہ جب صہباء میں پہنچے
صلی لنارسول اللہ ﷺ العصر فلماصلی دعابالاطعمة فلم یؤت الابالسویق
تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی جب نماز پڑھ چکے تو آپؐ نے کھانے منگوائے (کھانے میں) ستو کے علاوہ کچھ اور نہ آیا
فاکلنا وشربنا ثم قام النبی ﷺ الی المغرب فمضمض
سو ہم نے (اسی کو) کھایا اور پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز کے لیے کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے کلی فرمائی
ثم صلی لنا المغرب ولم یتوضأ
پھر ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور (نیا) وضو نہیں فرمایا

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

راجع: ۲۰۹

غرض امام بخاریؒ: ......امام بخاریؒ بتلانا چاہتے ہیں کہ بغیر حدث کے وضوء واجب نہیں بلکہ مستحب ہے یہ دو مسئلے دو حدیثیں لاکر ثابت کردیئے، پہلی حدیث میں وضوء کرنے کا ذکر ہے، اس سے استحباب ثابت کردیا اور دوسری حدیث میں ولم یتوضا مذکور ہے اس سے عدم وجوب ثابت کردیا۔

(۱۵۲)

﴿باب من الکبآئر ان لا یستتر من بوله﴾

پیشاب سے نہ بچنا گناہ کبیرہ ہے

(۲۱۴)حدثنا عثمان قال ثنا جریر عن منصور عن مجاهد عن ابن عباسؓ
ہم سے عثمان نے بیان کیاان سے جریر نے منصور کے واسطے سے نقل کیا' وہ مجاہد سے' وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں
قال مر النبی ﷺ بحآئط من حیطان المدینة او مکة فسمع صوت انسانین
کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ مدینہ یا مکہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے (وہاں) آپؐ نے دو شخصوں کی آواز سنی
یُعَذّبان فی قبورهما فقال النبی ﷺ یعذبان و ما یعذبان فی کبیر
جنھیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جارہا تھا تو آپؐ نے فرمایا کہ ان پر عذاب ہورہا ہے اور کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں
ثم قال بلٰی کان احدهما لا یستتر من بوله وکان الآخر یمشی بالنمیمة
پھر آپؐ نے فرمایا بات یہ ہے کہ ایک شخص ان میں سے پیشاب سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرے شخص میں چغل خوری کی عادت تھی
ثم دعا بجریدة فکسرها کسرتین فوضع علی کل قبر منهما کسرةً
پھر آپؐ نے (کھجور کی) ایک ٹہنی منگوائی اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کیا اور ان میں سے ایک ٹکڑا ہر ایک کی قبر پر رکھ دیا
فقیل له یا رسول اللہ لم فعلت هٰذا قال لعله ان یخفف عنهما ما لم تیبسا
لوگوں نے آپؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ آپؐ نے کیوں کیا، آپؐ نے فرمایا، اس لئے کہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک ہوں گی اس وقت تک ان پر عذاب کم ہوگا

انظر: ۲۱۸، ۱۳۶۱، ۱۳۷۸، ۶۰۵۲، ۶۰۵۵

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

غرض الباب : ......امام بخاریؒ کا مقصد دو مسئلے بیان کرنا ہے۔

(۱): ......ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ پیشاب سے بچاؤ ضروری نہیں ہے

(۲): ...... یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ انسانوں کے بول سے بچنا ضروری ہے نہ کہ جانوروں کے بول سے اس لیے ترجمۃ الباب میں من بولہ کی قید لگائی ہے کبائر کے لفظ سے ان لوگوں پر رد ہے جو اس کو صغیرہ کہتے ہیں۔ اور من بولہ سے ان لوگوں پر رد ہے جو اس کو پاک کہتے ہیں۔

اعتراض : ......اس سند پر دار قطنیؒ نے اعتراض کیا ہے۔ کہ یہ سند منقطع ہے۔ مجاہدؒ اور ابن عباسؓ کے درمیان طاؤسؒ کا واسطہ ہے اور یہاں متروک ہے۔ تو یہ سند منقطع ہوئی۔

جواب : ......ہوسکتا ہے مجاہدؒ نے بالواسطہ بھی سنا ہو اور بلا واسطہ بھی۔ اس لئے یہ حدیث منقطع نہ ہوئی [۱]

فسمع صوت انسانین : ...... معلوم ہوا کہ قبر کے حالات صرف خیالی اور متخیلہ نہیں بلکہ مسموع اور محسوس ہیں۔ مگر عالم شہود کی آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتی [۲]

اس موقع پر کشف کے تین واقعات تحریر کئے جاتے ہیں۔ جو استاذِ محترم نے دورانِ درس سنائے۔

(۱) مولانا خیر محمدؒ صاحب اور مولانا محمد علیؒ جالندھری کے متعلق۔

(۲) علامہ اقبالؒ کے متعلق۔

(۳) حضرت مولانا شیخ احمدؒ کے متعلق۔

(کشف کے چند واقعات)

واقعہ نمبر (۱): ...... ہمارے گاؤں اگی ضلع فیصل آباد میں ایک بزرگ رہتے تھے جن کا نام نامی اسم گرامی جناب عبدالقادرؒ تھا اللہ پاک نے ان سے بصارت لے لی تھی اور بصیرت عطاء فرمادی تھی حضرت تھانویؒ کے متعلقین میں سے تھے ایک بار میرے ہاں جامعہ خیر المدارس ملتان تشریف لائے میں نے ان سے گذارش کی کہ آپ ہمارے

---

۱ (فتح الباری ص ۵۸ او کمل علی ان مجاہد اسمعہ من طاؤس عن ابن عباس ثم سمع من ابن عباس بلا واسطہ) ۲ (فیض الباری ۳۰۹)

بزرگوں کی قبور پر مراقبہ فرمائیں چنانچہ وہ مقبرۃ الخیر میں تشریف لے گئے کچھ دیر بیٹھے کچھ پڑھتے رہے جب واپس تشریف لائے تو میں نے پوچھا کہ سناؤ مراقبہ میں کیا پایا؟ فوراً فرمایا مولانا خیر محمد نور اللہ مرقدہ قبر میں ایک کتاب لئے بیٹھے ہیں اور اس کا مطالعہ فرمار ہے ہیں اور مولانا محمد علی جالندھری نور اللہ مرقدہ قبر سے نکلتے ہیں باہر آ کر نعرہ لگاتے ہیں ختم نبوت زندہ باد پھر قبر میں تشریف لے جاتے ہیں پھر باہر آتے ہیں نعرہ لگاتے ہیں ختم نبوت زندہ باد، پھر قبر میں تشریف لے جاتے ہیں مسلسل یہی کئے جارہے ہیں۔

واقعہ نمبر (۲):...... ایک واقعہ جناب عبدالقادرؒ نے خود سنایا کہ ایک دفعہ ساتھی مجھے بتائے بغیر علامہ محمد اقبالؒ کی قبر پر لاہور لے گئے جب میں قبر پر پہنچا تو میں نے دوستوں سے کہا کہ یہ تو علامہ محمد اقبالؒ کی قبر ہے علامہ محمد اقبالؒ قبر میں بیٹھا کہہ رہا ہے کہ میں داڑھی والا تو نہیں تھا مگر اللہ پاک نے مجھے داڑھی والوں میں شامل فرمادیا۔

واقعہ نمبر (۳):...... اخیر عمر میں جناب عبدالقادرؒ نابینا نے بورے والا والکٹ فیکٹری میں رہائش اختیار کر لی تھی زمانہ علالت میں داعی اجل کو لبیک کہنے سے پہلے ایک بار انہوں نے اعزہ سے فرمایا مجھے مقامی قبرستان لے چلو تا کہ میں اپنی قبر کے لئے مناسب جگہ تلاش وتجویز کرسکوں چنانچہ انہیں قبرستان لے جایا گیا تو مولانا شیخ احمد صاحبؒ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا کہ یہاں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے مجھے یہیں دفن کرنا حالانکہ انہیں یہ علم نہیں تھا کہ یہاں مولانا شیخ احمدؒ مہتمم مدرسہ بورے والہ کی قبر ہے یہ کشفی حالات ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں پر منکشف فرمادیتے ہیں اس سے ان کا عالم الغیب ہونا ثابت کرنا کم علمی کی دلیل ہے۔

وما یعذبان فی کبیر:......

سوال:...... روایت الباب سے ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ہے **وما یعذبان فی کبیر** یعنی کبیرہ کی نفی ہے اور ترجمۃ الباب میں **من الکبائر** کہہ کر کبیرہ کا اثبات کیا ہے۔

جواب (۱):...... مطلب یہ ہے کہ **وما یعذبان فی کبیر ای فی زعمهما**[۱]

جواب (۲):...... روایت الباب میں کبیر بمعنی شاق ہے۔ یعنی اگر بچنا چاہتے تو اتنا مشکل نہیں تھا آسانی بچ سکتے تھے۔

[۱] (فیض الباری ص ۳۰۹، فتح الباری ص ۱۵۸)

جواب (۳):...... کبیرہ ہونا لفظ بلیٰ سے ثابت ہے۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا ثم قال بلیٰ.

سوال :...... لفظ بلیٰ سے کبیرہ ہونا تو ثابت ہو گیا لیکن تعارض بھی ہو گیا کہ وما یعذ بان فی کبیر سے کبیرہ کی نفی اور بلیٰ سے اثبات کبیرہ ہے؟

جواب :...... **فی کبیر** میں جن کبائر کی نفی کی گئی ہے ان سے مراد **سبع موبقات** ہیں۔ کہ نفی بہت بڑے کبائر میں سے ہونے کی ہے۔ اور اثبات مطلق کبیرہ ہونے کا ہے [۱]

کان لایستتر من بولہ :...... لایستتر کے لفظ کی تشریح دو طرح سے ہے (۱) ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ پردہ نہیں کرتا تھا لیکن یہ راجح نہیں ہے اس لئے کہ روایات کے دوسرے الفاظ کے لحاظ سے اس کی تشریح کی جائے گی (۲) ابن عساکرؒ میں **لا یستبرئ** کے الفاظ ہیں۔ مسلم شریف میں **لا یستنزہ** کے الفاظ ہیں۔ ابو نعیمؒ میں لایتوقی کے الفاظ ہیں [۲] ان تینوں کے معنی ہیں کہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اس کے بھی یہی معنی ہوں گے۔ یہ اس لفظ کی دوسری تشریح ہے۔

کان الاخر یمشی بالنمیمة :......

نمیمہ کی تعریف :...... یہ ہے کہ اس کی بات اس کے پاس اور اُس کی اِس کے پاس پہنچانا لیکن اس میں شرط ہے کہ ضرر اور لڑائی کے لئے پہنچائے۔ اور اگر صلح کرانے کے لئے پہنچائے تو وہ نمیمہ نہیں۔

سوال :...... عذاب قبر کے لئے ان دو گناہوں کی کیا خصوصیت ہے؟

جواب:...... قبر مقدمہ للقیامہ ہے۔ اور قیامت میں حقوق اللہ میں سے اولاً صلوۃ کا سوال ہوگا۔

کما قال الشیخ سعدیؒ

﴿روز محشر که جاں گداز بود ☆ اولیں پرسش نماز بود﴾

اور حقوق العباد میں سے اولاً قتل کا سوال ہوگا۔ تو صلاۃ کے سوال میں (جو کہ بروز قیامت ہوگا) قبر میں جو مقدمہ للقیامۃ ہے طہارت کا سوال ہوگا جو کہ مقدمہ للصلاۃ ہے۔ اور قیامت میں حقوق العباد میں سے پہلے قتل کا سوال ہوگا اور قتل کے سوال میں نمیمہ جو کہ مقدمہ للقتل ہے اس کا سوال قبر میں ہوگا جو کہ مقدمہ للقیامۃ ہے۔

---

[۱] (فتح الباری ص ۱۵۸) [۲] (فتح الباری ص ۱۵۸)

(۱۵۳)

باب ما جاء فی غسل البول وقال النبی ﷺ لصاحب القبر كان لا يستتر من بوله ولم يذكر سوى بول الناس

پیشاب کو دھونا رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر والے کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ اپنے پیشاب سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا تھا، آپؐ نے آدمیوں کے پیشاب کے علاوہ کسی اور کے پیشاب کا ذکر نہیں فرمایا

(۲۱۵) حدثنا يعقوب بن ابراهيم قال اخبرنا اسمٰعيل بن ابراهيم قال حدثني روح بن القاسم
ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، انھیں اسماعیل بن ابراہیم نے، انہیں روح بن القاسم نے بتلایا
قال حدثني عطآء بن ابي ميمونة عن انسؓ بن مالک قال كان رسول الله ﷺ اذا
ان سے عطاء بن ابی میمونہ نے بیان کیا، وہ انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب
تبرز لحاجته اتيته بمآء فيغسل به
رفع حاجت کے لیے باہر تشریف لے جاتے تو میں آپؐ کے پاس پانی لاتا تھا، آپؐ اس سے استنجاء فرماتے

راجع: ۱۵۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

غرض امام بخاریؒ:...... اس سے مقصود پہلے باب کی تائید ہے کہ پیشاب لگ جائے تو اس جگہ کو دھونا چاہیے وقال النبی ﷺ لصاحب القبر كان لايستتر من بوله. لا يستتر من بوله سے ثابت ہوا کہ دھونا چاہیے۔

اشکال :...... روایت الباب ترجمۃ الباب پر منطبق نہیں ہے۔ کیونکہ روایت **اذا تبرز لحاجته** ہے اور ترجمۃ الباب **فی غسل البول** ہے۔

جواب اول :...... براز کو بول لازم ہے۔ اور بول کو براز لازم نہیں۔ تو جب براز کو دھوئے گا تو بول کو بھی دھوئے گا۔

جواب ثانی :...... **تبرز ای ذهب الی البراز** ۔ پہلا جواب اس ترجمے کے لحاظ سے ہے کہ قضاء حاجت کے لئے جاتے اس سے مراد پاخانہ ہے۔ اور دوسرا جواب اس ترجمے کے لحاظ سے ہے کہ جنگل کی طرف جاتے۔ تو کبھی ایسے ہوتا ہے کہ جنگل کی طرف بول کے لئے بھی جایا جاتا ہے۔

سوال :...... اس سند میں مجاہدؒ ابن عباسؓ بواسطہ طاؤسؒ نقل کرتے ہیں جب کہ اس سے پہلے والی سند میں عن مجاہدؒ عن ابن عباسؓ ہے امام بخاریؒ نے منقطع روایت کیوں ذکر فرمائی؟

جواب :...... حافظ صاحبؒ نے جواب دیا کہ اس میں کیا استحالہ ہے کہ ایک بار تو مجاہدؒ نے طاؤسؒ کے واسطہ سے سنی اور پھر براہ راست ابن عباسؓ سے سن لی ہو۔

(۲۱۶) حد ثنا محمد بن المثنّٰی قال ثنا محمد بن خازم قال ثناالا عمش عن مجاهد
ہم سے محمد بن المثنٰی نے بیان کیا ان سے محمد بن حازم نے ان سے اعمش نے مجاہد کے واسطے سے نقل کیا
عن طاؤس عن ابن عباسؓ قال مر النبی ﷺ بقبرین فقال
وہ طاؤس سے وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر گزرے تو آپؐ نے فرمایا

انهما ليعذبا ن و ما يعذبا ن في كبير اَمَّا احدهما فكان لا يستتر من البول
کہ ان دونوں قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بہت بڑی بات پر نہیں' ایک تو ان میں سے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا
واماالاخر فكا ن يمشي با لنميمة ثم ا خذ جر يد ة ر طبة فشقها نصفين
اور دوسرا چغل خوری میں مبتلا تھا۔ پھر آپؐ نے ایک ہری ٹہنی لے کر بیچ سے اس کے دو ٹکڑے کیے
فغرز في كل قبر واحدة قالوا يا رسول الله لم فعلت هذا قال
اور ہر ایک قبر میں ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپؐ نے (ایسا) کیوں کیا۔ آپؐ نے فرمایا
لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا قا ل ابن المثنى وحد ثنا وكيع قا ل حد ثنا
تاکہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں گی' ان پر عذاب میں تخفیف رہے گی۔ ابن المثنی نے کہا کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا
الاعمش سمعت مجاهدا مثله
ان سے اعمش نے' انھوں نے مجاہد سے اسی طرح سنا
راجع: ۲۱۶

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض باب: ...... اس میں دو رائیں ہیں (۱) ناسخین کی غلطی ہے کہ لفظ باب لکھ دیا پہلے منقطعاً ذکر تھا اب متصلاً ذکر کر رہے ہیں ورنہ روایت وہی پہلے باب والی ہے۔ کیونکہ یہاں مجاہدؒ اور ابن عباسؓ کے درمیان طاؤسؒ کا واسطہ ہے (۲) قال البعض پہلے باب کا تتمہ ہے۔ جہاں بغیر ترجمہ کے باب باندھیں تو وہ تتمہ ہی ہوتا ہے۔ اس میں اشارہ کر رہے ہیں کہ اگر پانی نہ ہو تو ڈھیلا استعمال کرے۔ الغرض۔ پیشاب سے بچنا چاہیئے خواہ پانی استعمال کرکے بچے خواہ ڈھیلا استعمال کرکے بچے [1]

مرالنبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین: ...... اس میں بحث ہے۔ کہ یہ قبریں مسلمانوں کی تھی یا کافروں کی۔ اگر مکہ میں ہیں

[1] (لامع ص ۹۲)

تو کافروں کی اور اگر مدینہ میں ہیں تو دونوں کی ہوسکتی ہیں۔تخفیف عذاب سے کسی ایک جانب کو ترجیح نہیں دی جاسکتی کیونکہ وہ تو دونوں کے لئے ثابت ہے آپ ﷺ تو دونوں کے لئے استغفار فرماتے تھے۔لیکن راجح یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی تھیں۔

وجوہ ترجیح:......(۱) ابن ماجہؒ کی روایت میں جدیدین آتا ہے ابن ماجہ ص ۲۹ کا لفظ بھی اسی کا مرجح ہے (۲) نیز فروع کی وجہ سے عذاب کفار کو نہیں ہوتا بلکہ ان کو کفر کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔

انهما ليعذبان:......ھما ضمیر کا مرجع قبرین ہی ہیں۔لیکن صنعت استخدام ہے ای اهل قبورهما [1]

شعر:...... اذانزل السماء بارض قوم ☆ رعيناه وان كانوا غضاباً.

تخفیف عذاب بالجریدہ:......علماء نے اس میں بحث کی ہے کہ تخفیف عذاب کی وجہ کیا ہے؟

(۱):...... بعض حضراتؒ نے یہ علت بیان کی کہ چونکہ جریدہ (ٹہنی) جب تک ہری رہتی ہے، تسبیح پڑھتی ہے تو جب تک تسبیح پڑھتی رہے گی تخفیف عذاب ہوگا۔پھر جب تک اپنے مرکز کے ساتھ قائم رہتا ہے تسبیح پڑھتا رہتا ہے۔اسی طرح کپڑا جب تک میلا نہ ہو تسبیح پڑھتا رہتا ہے۔

اعتراض:...... قرآن پاک میں ہے ﴿وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ﴾۔کیا خشک ٹہنی شئی نہیں ہے؟

جواب (۱):...... اکھڑا ہوا پتھر شئی نہیں ہے کیا؟ لہذا یہ سبب نہ ہوا۔

جواب (۲):...... بلکہ اس کا سبب برکۃ ید النبی ﷺ ہے۔

سوال:...... خشک ہونے کی قید کیوں لگائی جب ید النبی ﷺ کی برکت تھی۔

جواب:...... یہ تخفیف عذاب آپ ﷺ کی شفاعت سے تھا۔ہوسکتا ہے کہ مقید ہو اس وقت تک جب تک کہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں۔

قول راجح:...... یہی ہے کہ ببرکت ید النبی ﷺ ہے۔چونکہ اس میں اختلاف ہے اس لئے یہ مسئلہ مختلف فیہ ہوگیا۔جو حضراتؒ علت ٹہنی کا ہرا ہونا بیان کرتے ہیں وہ کہتے کہ ٹہنیوں کا گاڑنا جائز ہے۔اور جو کہتے ہیں کہ ببرکۃ ید النبی ﷺ کریمہ ہے وہ کہتے ہیں کہ قبر پر چھڑی ڈالنا آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔اختلاف کی وجہ سے دونوں طرف تخفیف ہوجائے گی ورنہ بدعت میں شریک ہوجائے گا۔

---

[1] (تعریف صنعت استخدام: وهو ان يراد بلفظ له معنيان احدهما ثم يراد بضميره معناه الاخر الخ :مختصر المعانی ص ۴۵۷)

(۱۵۵)

باب ترک النبی ﷺ والناس الاعرابی حتی فرغ من بوله فی المسجد

رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کا دیہاتی کو مہلت دینا جب تک کہ وہ مسجد میں پیشاب کر کے فارغ نہ ہوگیا

(۲۱۷)حد ثنا موسی بن اسمعیل قال ثناھمام قال ثنااسحق عن انس بن مالک
ہم سے موسیٰ بن اسمعیل نے بیان کیا' ان سے ہمام نے' ان سے اسحٰق نے انس بن مالکؓ کے واسطے سے نقل کیا کہ
ان النبی ﷺ رأیٰ اعرابیا یبول فی المسجد فقال دعوہ
رسول ﷺ نے ایک دیہاتی کو مسجد میں پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو لوگوں سے آپؐ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔
حتی اذا فرغ دعا بمآء فصبه علیه
جب وہ (پیشاب سے)فارغ ہوگیا تو پانی منگا کر آپؐ نے (اس جگہ پر) بہانے کا حکم فرمایا

انظر: ۲۲۱، ۶۰۲۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

ربط :...... چونکہ بول سے بچنے کا مسئلہ چل رہا تھا۔تو اس کے متعلق امام بخاریؒ نے ایک خاص واقعہ بیان کردیا امام بخاریؒ بہت عمیق ربط لا رہے ہیں حدیث پڑھنے سے پتہ چلے گا [۱]

حدثنا موسی بن اسماعیل رأی اعرابیا یبول فی المسجد الخ:...... اس اعرابی کا

[۱] (لامع ص ۹۳)

لقب ذوالخویصرہ ہے۔بعض نے کہا ہے کہ اس کا نام نافع تھا اور بعض نے کہا کہ اس کا نام خرقوس اور بعض نے اقرع بن حابس بتایا ہے[۱]

دعوہ الخ :......

سوال : ......جب اس نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کیا اور ظاہر ہے کہ اس سے مسجد ناپاک ہوگئی اور آپ ﷺ نے فرمایا **دعوہ**۔گویا کہ مسجد کو ناپاک کرنے کی اجازت دی۔محدثینؒ نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔

جواب اول : ...... **شفقتا علی البائل**۔اس لئے کہ پیشاب جب جاری ہو جائے تو روکنے سے مرض لاحق ہو جاتا ہے۔مسجد تو پھر بھی پاک ہوسکتی ہے [۲]

جواب ثانی : ......اعرابی کم سمجھ ہوتے ہیں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ ڈانٹ ڈپٹ سن کر متوحش نہ ہو جائے اور دین اسلام کو چھوڑ جائے اور یہ **اھون البلیتین** کے قبیل سے ہے۔

جواب ثالث : ......حضور ﷺ نے تلویث مسجد کی اجازت نہیں دی بلکہ تلویث مسجد سے بچانے کے لئے اس کو پیشاب کرنے کی اجازت دی۔اس کو حکمت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔کیونکہ جب وہ پیشاب کرتا ہوا اٹھتا تو ''تلویث زیادتی مسجد'' کا خطرہ تھا[۳]

فائدہ: ...... جس شخص نے آپ ﷺ پر مال غنیمت کی تقسیم کے سلسلہ میں اعتراض کیا تھا اس کا نام بھی ذوالخویصرہ تھا۔بعض نے کہا ہے کہ قائل اور بائل ایک ہی شخص تھا۔لیکن راجح یہ ہے کہ دونوں الگ،الگ ہیں کیونکہ یہ بائل تو سچا مسلمان تھا۔اور آپ ﷺ پر اعتراض کرنے والا خارجی نکلا [۴]

---

[۱] (عینی ج ۳ ص ۱۲۵: فیض الباری ص ۳۱۵) [۲] (لامع ص ۹۳) [۳] (لامع ص ۹۳) [۴] (فیض الباری ص ۳۱۵: فتح الباری ص ۱۶۱)

(۱۵۶)

باب صب المآء علی البول فی المسجد

مسجد میں پیشاب پر پانی بہادینا

(۲۱۸)حدثنا ابو الیمان قال انا شعیب عن الزهری قال اخبرنی عبیدالله بن عبد الله
ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' انھیں شعیب نے زہری کے واسطے سے خبر دی انھیں عبید اللہ بن عبداللہ
بن عتبة بن مسعود ان اباهریرة قال قام اعرابی فبال فی السجد
بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک اعرابی کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا
فتناوله الناس فقال لهم النبی ﷺ دعوه وهریقوا علی بوله سجلا من مآء
تو لوگوں نے اسے پکڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا بھرا ہوا ڈول
او ذنوبا من ماء فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین
یا کچھ کم بھرا ہوا ڈول بہا دو کیونکہ تم نرمی کے لیے بھیجے گئے ہو سختی کے لیے نہیں
انظر: ۶۱۲۸ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۱۹)حدثنا عبدان قال انا عبدالله قال انا یحیی بن سعید قال سمعت انس بن مالک
ہم سے عبدان نے بیان کیا انھیں عبداللہ نے خبر دی انھیں یحییٰ بن سعید نے خبر دی انھوں نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سنا کہ
عن النبی ﷺ ح وحدثنا خالد بن مخلد قال حدثنا سلیمان عن یحیی
وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں دوسری سند یہ ہے ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' ان سے سلیمان نے یحییٰ
بن سعید قال سمعت انس بن مالک قال جاء اعرابی
بن سعید کے واسطے سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں میں نے انس بن مالکؓ سے سنا' وہ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص آیا اور اس

فبال فی طائفة المسجد فزجره الناس فنهاھم النبی ﷺ
نے مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کر دیا تو لوگوں نے اس کو منع کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں روک دیا
فلما قضٰی بوله امر النبی ﷺ بذنوب من مآء فا ھریق علیه
جب وہ پیشاب کر کے فارغ ہوا تو آپؐ نے اس (پیشاب) پر ایک ڈول پانی بہانے کا حکم دیا۔ چنانچہ بہا دیا گیا

راجع: ۲۱۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة

غرض الباب: ...... اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصود ایک اختلافی مسئلہ میں شافعیہؒ کی تائید ہے۔

تطہیر ارض کے طریقے: ...... احنافؒ کے نزدیک تطہیر ارض کے تین طریقے ہیں (۱) غسل (۲) حفر مٹی کھود لینا (۳) جفاف. خشک ہو جانا [۱] صب ماء سے زمین ناپاک رہتی ہے پاک نہیں ہوتی۔ شافعیہؒ کے نزدیک بھی تین طریقے ہیں (۱) غسل (۲) حفر (۳) صب۔ امام بخاریؒ نے یہ باب قائم کر کے شافعیہؒ کی تائید کی ہے۔

دلیل امام شافعیؒ: ...... حدیث الباب ہے ھریقوا علی بوله سجلا من ماء . الحدیث

دلائل احنافؒ: ...... (۱) ...... مصنف ابن ابی شیبہؒ میں مرفوع روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا ان الارض اذا جفت ذکت واخرجه ابن ابی شیبة فی مصنفه عن ابی جعفر محمد بن علی قال ذکاة الارض یبسها [۲] واخرج عن ابن الحنفیة وابی قلابة قال اذا جفت الارض فقد ذکت وروی عبدالرزاق فی مصنفه اخبرنا معمر عن ایوب غن ابی قلابة قال جفوف الارض طھورھا [۳]

(۲): ...... عمدۃ القاری میں روایت ہے کانت الکلاب تبول وتقبل وتدبر فی المسجد فی زمان رسول اللہ ﷺ فلم یکونوا یرشون شیئا من ذلک. [۴]

---

[۱] (فیض الباری ص ۳۱۵) [۲] (ھدایه ص ۷۴ ج ۱) [۳] (ھدایه ص ۷۴ ج ۱ حاشیه ۲ شرکت علمیه ملتان) [۴] ج ۳ ص ۴۳

جواب اول لحدیث الباب:...... روایت الباب سے استدلال تام نہیں ہے۔شافعیہؒ کا استدلال تمام ہونے کی دو شرطیں ہیں (۱) صب ماء سے پہلے زمین کو حفر نہ کیا گیا ہو (۲) خشک ہو جانے سے پہلے نماز پڑھی ہو۔اگر حفر کی نفی ثابت کر دیں۔اور خشک ہو جانے سے پہلے نماز پڑھنے کو ثابت کر دیں تو ہم مان جائیں گے۔ہم تو کہتے ہیں کہ صب ماء سے تو بدبو زائل کی ہے (۲) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صب ماء حفر شدہ زمین کو جمانے کے لئے کیا ہو۔

جواب ثانی:...... یہ صب ماء غسل ہی ہے اس لئے کہ پیشاب کنارے پر کیا تھا۔تو کنارے پر بسا اوقات ایک ڈول بہانے ہی سے غسل ہو جاتا ہے۔

جواب ثالث:...... یہ صب دھو ڈالنے سے کنایہ ہے۔

جواب رابع:...... پانی ڈالنا بھی طہارت کا ایک طریقہ ہے لہذا اس طریقہ سے کسی اور طریقہ کی نفی لازم نہیں آتی [۱]

هریقوا:...... اس کی اصل اریقوا ہے ہمزہ کو ہاء سے خلاف قیاس بدل دیا۔یہ مشکل ہو جاتا ہے جب اس کو ماضی میں لے جاتے ہیں اور ہمزہ بھی آ جاتا ہے اہرق۔کہ ہمزہ کو ہاء سے بدل لیتے ہیں اور ہمزہ کو بھی استعمال کر لیتے ہیں اور یہ ہمزہ کی ہاء بھی اصل میں ہمزہ ہی سے بدلی ہوتی ہے۔

الفرق بین السجل والذنوب والدلو:...... ڈول میں پانی ہو اور تھوڑا ہو تو سجل ہے بھرا ہوا ہو تو ذنوب ہے۔تو سجل اور ذنوب کے لئے پانی ہونا ضروری ہے اور دلو عام ہے۔

انما بعثتم میسرین:...... یعنی اللہ تعالیٰ نے تمھیں اُمَّتِ مُیَسِّرَہ بنایا ہے۔بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ لغوی لحاظ سے ان کا اطلاق درست ہوتا ہے مگر اصطلاحی لحاظ سے جب کسی معنیٰ کے ساتھ خاص ہو جاتے ہیں تو غیر مصطلح میں اطلاق درست نہیں ہوتا۔ایسے ہی اصطلاح میں بعثت کا لفظ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔لہذا امت کے لئے بعثت کا اطلاق درست نہیں جیسے ﷺ کا لفظ لغوی لحاظ سے کسی پر بھی بولا جا سکتا ہے مگر چونکہ اصطلاح میں آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہے اس لئے اس کا اطلاق غیر نبی پر درست نہیں ہے۔

طائفة المسجد:...... یعنی کنارہ۔اس جملہ سے مسلک احنافؒ کی تائید ہوتی ہے۔

---

[۱] (تقریر بخاری ص ۶۴ ج ۲)

(۲۲۰)حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ھشام بن عروۃ
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انھیں مالک نے ہشام بن عروہ سے خبر دی' انھوں نے اپنے باپ (عروہ) سے
عن ابیہ عن عائشۃ ام المؤمنین انھا قالت اتی رسول اللہ ﷺ بصبی
انھوں نے حضرت عائشہ ام المومنین ؓ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا
فبال علی ثوبہ فدعا بماء فاتبعہ ایاہ
اس نے آپؐ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو آپؐ نے پانی منگایا اور اس پر ڈال دیا
انظر: ۶۳۵۵،۶۰۰۲،۵۴۶۸ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۲۱)حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال انا مالک عن ابن شھاب عن عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبۃ
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انھیں مالک نے ابن شہاب سے خبر دی وہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ (بن مسعود)
عن ام قیس بنت محصن انھا اتت بابن لھا صغیر لم
سے روایت کرتے ہیں' وہ ام قیس بنت محصن ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا چھوٹا بچہ
یاکل الطعام الی رسول اللہ ﷺ فاجلسہ رسول اللہ ﷺ فی حجرہ
لے کر آئیں جو کھانا نہیں کھاتا تھا (یعنی شیر خوار تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا۔ اس بچے نے آپؐ
فبال علی ثوبہ فدعا بماء فنضحہ ولم یغسلہ
کے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپؐ نے پانی منگا کر کپڑے پر چھڑک دیا اور اسے (خوب اچھی طرح) نہیں دھویا

انظر: ۵۶۹۳ ام قیس بنت محصن: یہ عکاشہ بن محصن کی بہن ہیں. کل مرویات ۲۴

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

غرض الباب:...... بول الصبیان کے پاک کرنے کے مسئلہ میں بھی امام بخاریؒ شافعیہؒ کی تائید کررہے ہیں

حکم بول الصبی:...... اس بارے میں اختلاف ہے کہ بچہ کا پیشاب نجس ہے یا نہیں۔ جمہورؒ کے نزدیک نجس ہے اہل ظواہر بول صبی کی طہارت کے قائل ہیں[1]

جمہورؒ کے درمیان طریقۂ تطہیر میں اختلاف:...... کہ اگر بچہ پیشاب کر جائے تو اس کو دھویا جائے گا یا نہیں یا پانی کے چھینٹے مارے جائیں گے؟ اس میں احنافؒ وشوافعؒ کے درمیان اختلاف ہے۔

مسلک احنافؒ:...... حنفیہؒ کہتے ہیں کہ بول غلام (بچہ) اور بول جاریہ (بچی) دونوں کا حکم ایک ہی ہے یعنی غسل

امام شافعیؒ کا مذہب:...... وہ ان دونوں میں فرق کرتے ہیں۔ یہ فرماتے ہیں ینضح بول الغلام ویغسل بول الجاریة۔

امام بخاریؒ:...... نے جو روایات نقل کی ہیں ان کے قرینہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ شافعیہؒ کی تائید فرمائی ہے۔

﴿دلائل احناف﴾

دلیل (۱):...... احنافؒ کہتے ہیں کہ بول صبی بالاجماع نجس ہے بول جاریہ کی طرح۔ تو تطہیر کا طریقہ بھی ایک ہونا چاہیے۔

دلیل (۲):...... روایات کے تتبع اور تلاش سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بول غلام کو دھویا جائے کیونکہ اس بارے میں پانچ قسم کے الفاظ ہیں (۱) بعض روایات میں اتباع ماء کا ذکر ہے (۲) بعض میں صب ماء کا ذکر ہے (۳) بعض میں رش ماء کا ذکر ہے (۴) بعض میں نضح ماء کا ذکر ہے (۵) بعض میں لم یغسله غسلا کا ذکر ہے۔

[1] (تقریر بخاری ص۶۴ ج۲)

ان میں سے تین لفظ دھونے کے معنی میں صریح ہیں۔اتباع ماء اور صب ماء اور لم یغسلہ غسلا ۔آخری میں مبالغہ کی نفی ہے۔باقی دولفظ (یعنی نضح اوررش) دھونے کوبھی اوررش کوبھی محتمل ہیں تو چونکہ دم حیض کے بارے میں نضح اوررش کالفظ آیا ہے۔اوروہاں وہ بالاجماع دھونے کے معنی میں ہیں۔تو یہاں بھی ایسا ہی کیوں نہ کرلیا جائے۔اس لئے کہ ضعیف اور محتمل کولیکر دلیل بنانے کا جواز نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعارض ہو جائے گا۔امام بخاریؒ نے دولفظ ذکر کئے ہیں ۔اتباع ماءاورنضح۔

اعتراض :...... آنحضرت ﷺ نے جب تقابل سے ذکر کردیا کہ بول غلام کا نضح ہے اور بول جاریہ کا غسل۔تواب اس نضح کوغسل کے معنی میں نہیں لے سکتے۔

جواب :...... جب دوسری روایات میں آ گیا کہ بول غلام کومبالغۃً نہیں دھویا جائے گا تو نضح کا مطلب بھی یہی ہوگا کہ مبالغۃً نہیں دھویا جائے گا۔الاحادیث تفسر بعضها بعضا.

وجوہ فرق بین بول الصبی وبول الجاریۃ:......(۱) لزوجت فی بول الجاریۃ اور عدم لزوجت فی بول الغلام(۲)وسعت مخرج جاریہ اورضیق مخرج غلام(۳)ابتلاء فی بول الغلام اور عدم ابتلاء فی بول الجاریۃ (۴)اصل بات یہ ہے کہ یہ ساری بات اپنے محل سے عدول کرگئی۔بول صبی کے بارے میں لفظ ینضح اس لئے بولا ہے کہ اس کی دھار ہوتی ہے تو تلاش کر کے اس جگہ کو دھویا جائے گا۔تو یہ ایسے ہی ہوگا جیسے چھینٹیں پڑی ہوں۔ جب کہ بول جاریہ ایک ہی جگہ گرا ہوگا اس جگہ سے پکڑ کر دھو دیا جائیگا۔

البائل فی حجر النبی ﷺ خمسۃ صبیان:......

(۱)حضرت حسنؓ (۲) حضرت حسینؓ (۳) حضرت ابن زبیرؓ (۴) سلیمان بن ہشامؓ (۵) ابن ام قیسؓ [1]

فنضحہ ولم یغسلہ :......اس کا ترجمہ ہی ایسا کرو کہ جواب دینے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

ترجمہ:......(۱) کہ ہلکا سا دھو دیا اچھی طرح نہیں دھویا (۲) بغیر مَلے دھویا مَل کر نہیں دھویا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

---

[1] (فتح الباری ص ۱۶۲)

(۱۵۸)

باب البول قآئمًا وقاعدًا

کھڑے ہوکراور بیٹھ کر پیشاب کرنا

(۲۲۲)حد ثنا ادم قال حد ثنا شعبة عن الاعمش عن ابی وائل عن حذیفة
ہم سے آدم نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے اعمش کے واسطے سے نقل کیا' وہ ابووائل سے' وہ حذیفہؓ سے روایت کرتے
قال اتی النبی ﷺ سباطة قوم فبال قآئمًا ثم دعا بمآء فتوضاء
ہیں کہ آنحضرت ﷺ کوڑے کے ڈھیر پر تشریف لائے (وہاں) آپؐ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ پھر پانی کا برتن منگایا
میں آپؐ کے پاس پانی لے کر آیا تو آپؐ نے وضو فرمایا

انظر: ۲۲۵،۲۲۶،۲۴۷۱

تحقیق وتشریح

مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة

ماقبل سے ربط :...... پیشاب ہی کی بات ہورہی تھی تو یہ بھی بتلادیا کہ پیشاب کس طرح کرنا ہے۔

فبال قائما:...... اس سے بول قائماً ثابت ہوا۔

سوال :...... ترجمۃ الباب کے دوجزء ہیں(۱) بول قائماً(۲)بول قاعداً روایت الباب سے تو ایک ہی ثابت ہوا یعنی بول قائماً۔

جواب (۱):...... شہرت کی بناپر دلیل لانے کی ضرورت نہ رہی یعنی قاعداً پیشاب کرنا معروف ہے۔

جواب (۲):...... استدلالاً ثابت کیا، یعنی بول قائماً ثابت ہوگیا تو بول قاعداً بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگیا۔

سوال : ...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے من حدثک ان رسول ﷺ بال قائما فلا تصدقه انارایته یبول قاعدا[1] تو بظاہر دونوں حدیثوں میں تعارض ہے۔

اس تعارض کوکئی طریقوں سے رفع کیا گیا ہے۔

وجوہ رفع تعارض : ......(۱) اپنے علم کے لحاظ سے فرمارہی ہیں (۲) عادت کی نفی فرمارہی ہیں (۳) باعتبار عدم عذر کے بتلارہی ہیں۔

فائدہ : ...... رفع تعارض تو ہوگیا۔ مگر ایک اعتراض ہوگیا اور وہ یہ ہے کہ اُس زمانہ میں بول قائما جائز تھا تو اِس زمانہ میں ناجائز کیوں؟

جواب اول : ...... تشبہ بالکفار کی وجہ سے ناجائز قرار دیا گیا۔

جواب ثانی : ...... بدون عذر ناجائز اور بالعذر جائز ہے۔

جواب ثالث: ...... عادۃً ناجائز ہے۔ بلاعادت کسی وقت جائز ہے۔

(۱۵۹)

باب البول عند صاحبه والتستر بالحآئط

اپنے (کسی) ساتھی کے قریب پیشاب کرنا اور دیوار کی آڑ لینا

(۲۲۳) حدثنا عثمان بن ابی شیبة قال ثنا جریر عن منصور عن ابی وائل عن حذیفة
ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا ان سے جریر نے منصور کے واسطے سے بیان کیا' وہ ابووائل سے' وہ حذیفہؓ سے
قال رأیتنی انا والنبی ﷺ نتماشٰی فاتی سباطة قوم
روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ (ایک مرتبہ) میں اور رسول اللہ ﷺ جارہے تھے کہ ایک قوم کے کوڑے کے ڈھیر پر

[1] (عینی ج ۳ ص ۱۳۵)

خلف	حائط	فقام	کما	یقوم	احدکم
پر (جو) ایک دیوار کے پیچھے (تھا) پہنچے تو آپؐ اس طرح کھڑے ہوگئے جس طرح ہم تم میں سے کوئی (شخص) کھڑا ہوتا ہے					
فبال فانتبذت منه فاشارالی فجئته فقمت عند عقبه حتی فرغ					
پھر آپؐ نے پیشاب کیا اور مجھے اشارہ فرمایا تو میں آپؐ کے پاس گیا اور (پردہ کی غرض سے) آپ کی ایڑیوں کے قریب کھڑا ہو گیا حتی کہ آپؐ پیشاب سے فارغ ہو گئے					

راجع: ۲۲۴

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

غرض امام بخاریؒ:...... اس باب سے امام بخاریؒ تعارض رفع کرنا چاہتے ہیں۔ایک حدیث میں آتا ہے **ان النبی ﷺ اذا ذهب المذهب ابعد** (ابوداؤد ص۲ ج۱) امام بخاریؒ اس باب کو قائم کرکے تطبیق دینا چاہتے ہیں۔(۱) ایک ہے قضاء حاجت اور ایک ہے بول۔تو آپ ﷺ قضاء حاجت کے لئے دور تشریف لے جاتے تھے (۲) پردہ کی جگہ نہ ہوتی تو دور تشریف لے جاتے ورنہ نہیں (۳) تقاضا شدید ہوتا تو قریب ورنہ دور [1]

غرض ثانی :...... دوسری غرض یہ ثابت کرنا ہے کہ مردوں کے قریب جب کہ پردہ کا لحاظ ہو **عند الضرورة** پیشاب جائز ہے۔

غرض ثالث :...... عند قضاء حاجت تحدث (باتیں کرنا) منع ہے۔حدیث میں ان لوگوں کی مذمت ہے [2]

ویضربان الغائط کاشفین عن عورتهما ویتحدثان :...... اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے لئے کلام جائز ہے۔ویسے ناجائز ہے۔مثال کے طور پر پانی کا لوٹا ہی ختم ہوگیا۔یا دیکھا کہ پائپ مین پانی نہیں ہے اب پھنسا ہوا ہے تو ایسے وقت میں پانی طلب کرنے کے لئے کلام کرنا جائز ہے۔

سوال :...... آپ ﷺ نے قریب کھڑے ہونے کا حکم کیوں دیا۔

---

[1] (فتح الباری ص ۱۶۴) [2] (فیض الباری ص ۳۱۸)

جواب (۱): ...... آپ ﷺ پیچھے سے پردہ چاہتے تھے اس لئے قریب کھڑا کیا۔
جواب (۲): ...... آپ ﷺ نے اس کونگرانی کے لئے کھڑا کیا۔ تاکہ کوئی حضور ﷺ کو کھڑا دیکھ کر غفلت میں مصافحہ کے لئے نہ آجائے۔

(۱۶۰)

﴿باب البول عند سباطة قوم﴾

کسی قوم کے کوڑے کے ڈھیر پر پیشاب کرنا

(۲۲۴) حدثنا محمد بن عرعرة قال ثنا شعبة عن منصور عن ابی وائل
ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا ان سے شعبہ نے منصور کے واسطے سے بیان کیا' وہ ابووائل سے نقل کرتے ہیں
قال کان ابو موسی الاشعری یشدد فی البول و یقول ان بنی اسرآئیل
وہ کہتے ہیں کہ ابوموسی اشعریؓ پیشاب (کے بارہ) میں سختی سے کام لیتے تھے اور کہتے تھے کہ بنی اسرائیل میں جب کسی کے
کان اذا اصاب ثوب احدهم قرضه فقال حذيفة ليته امسک
کپڑے کو پیشاب لگ جاتا' تو اسے کاٹ ڈالتے۔ ابوحذیفہؓ کہتے ہیں کہ کاش وہ اپنے اس تشدد سے باز آجاتے
اتی رسول الله ﷺ سباطة قوم فبال قائما
(کیونکہ) رسول اللہ ﷺ کسی قوم کی کوڑی پر تشریف لائے' اور آپؐ نے وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کیا

راجع: ۲۲۴

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

غرض امام بخاریؒ: ......اس سے امام بخاریؒ کا مقصود یہ ہے کہ ایسی جگہ پر پیشاب کرنے کے لئے قوم

سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں [۱]

سباطه: ...... بمعنی کوڑے کا ڈھیر۔

سوال: ...... آپ ﷺ نے **سباطة قوم** پر بلا اجازت کیسے پیشاب فرمالیا؟

جواب (۱): ...... آپ ﷺ کو دلالۃً اجازت تھی۔

جواب (۲): ...... حضور ﷺ کے بول و براز طاہر تھے تو اس سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوئی۔ لہذا اجازت کی کیا ضرورت ہے [۲]

جواب (۳): ...... حضاور سباطہ قوم پر پیشاب کرنے سے کسی کا کوئی نقصان نہیں ہوتا اس لئے اجازت کی ضرورت نہ رہی۔

حدثنا محمد بن عرعرة یشدد فی البول: ...... یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بوتل پاس رکھتے تھے اور اس میں پیشاب کرتے تھے تاکہ چھینٹیں نہ پڑیں [۳]

قرضه: ...... اس کی تین تشریحات ہیں۔(۱) جسم کو کاٹتے تھے (۲) لباس کو کاٹتے تھے دھونے کا حکم نہیں تھا جن روایتوں میں جلد وغیرہ کے الفاظ ہیں ان سے مراد چمڑے کا لباس ہے۔(۳) قیامت کے دن قرض جسم کی ان کو سزا ملے گی۔ای **قرضه وفیه احتمالان فی الدنیا او فی الاخرة.**

لیته امسک: ...... ہ، ضمیر میں دو احتمال ہیں۔

(۱): ...... کاش کہ وہ اپنے آپ کو اس تشدد سے روک لیتے۔

(۲): ...... یا اپنی زبان کو روک لیتے اس تشدد سے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تشدد فعلی وقولی دونوں سے رکنے کی تمنا کر رہے ہوں۔ یہ تمنا اس لئے ہے کہ یہ تشدد خلاف سنت ہے۔ خلاف سنت اس لئے ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ اور ظاہر ہے کہ کچھ نہ کچھ چھینٹیں پڑ جاتی ہوں گی۔ اس سے حنفیہ نے استدلال کیا ہے کہ سوئی کے ناکے کے برابر چھینٹیں معاف ہیں۔

۱(بخاری ص ۳۶: فتح الباری ص ۱۶۴) ۲(تقریر بخاری ص ۶۶ ج ۲) ۳(عینی ص ۱۳۷ ج ۳)

(۱۶۱)

﴿باب غسل الدم﴾

حیض کا خون دھونا

(۲۲۵)حد ثنا محمدبن المثنی قال حدثنایحییٰ عن هشام قال حدثنی فاطمة عن اسمآء

ہم سے محمد بن المثنی نے بیان کیا' ان سے یحییٰ نے ہشام کے واسطے سے بیان کیا' ان سے فاطمہ نے اسماءؓ کے واسطے سے نقل کیا

قالت جآء ت امرأة الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ارأیت احدانا

وہ کہتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ

تحیض فی الثوب کیف تصنع قال تحته ثم تقرصه بالمآء و

ہم میں کسی عورت کو کپڑے میں حیض آتا ہے (تو) وہ کیا کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (پہلے) اس کو کھرچ دے پھر پانی سے رگڑے اور

تنضحه بالمآء و تصلی فیه

پانی سے صاف کر لے ۔ اور (اس کے بعد) اس کپڑے میں نماز پڑھ لے

انظر: ۳۰۷ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۲۶)حد ثنا محمد قال انا ابو معاویة قال حد ثنا هشام بن عروة عن ابیه

ہم سے محمد نے بیان کیا' ان سے ابومعاویہ نے' ان سے ہشام بن عروہ نے اپنے باپ (عروہ) کے واسطے سے بیان کیا

عن عائشةؓ قالت جآء ت فاطمة بنت ابی حبیش الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ ابوحبیش کی لڑکی فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی

فقالت یارسول الله صلی اللہ علیہ وسلم انی امرأة استحاض

اور اس نے عرض کیا کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کی شکایت ہے (یعنی حیض کا خون میعاد اور مقدار سے زیادہ آتا ہے)

فلا اطهر افادع الصلوۃ فقال رسول اللہ ﷺ لا انما ذلک عرق و لیس بحیض
اس لیے میں پاک نہیں رہتی ہوں تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں یہ ایک رگ (کا خون) ہے حیض نہیں ہے
فاذا اقبلت حیضتک فدعی الصلوۃ واذا ادبرت
تو جب تجھے حیض آئے (یعنی حیض کے مقررہ دن شروع ہوں) تو نماز چھوڑ دے اور جب یہ دن گذر جائیں تو اپنے (بدن اور کپڑے)
فاغسلی عنک الدم ثم صلی قال و قال ابی ثم توضأی لکل صلوۃ
سے خون کو دھوڈال۔ پھر نماز پڑھ ہشام کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا کہ حضور ﷺ نے یہ (بھی) فرمایا کہ پھر ہر نماز کے لئے وضو کر
حتی یجیء ذلک الوقت
حتی کہ وہی (حیض کا) وقت پھر لوٹ آئے

تحقیق وتشریح

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

اسماءؓ :...... یہ اسماءؓ بنت ابی بکر صدیقؓ ہیں جو ذات نطاقین سے مشہور ہیں.

فاطمة بنت ابی حبیش القرشیة الاسدیة : اور یہ فاطمہ بنت قیس کے علاوہ ہیں جن کو تین طلاقیں دی گئی تھیں.

غرض الباب:......

(۱) مقصود اس سے امام بخاریؒ کا یہ بیان کرنا ہے کہ دم نجس ہے خواہ دم حیض کا ہو یا استحاضہ کا یا زخم کا۔ اور اگر وہ دم کسی کپڑے وغیرہ کو لگ جائے تو کپڑا دھونے سے پاک ہوگا۔

(۲) دوسرا مقصد حدیث کی شرح کرنا ہے۔ اور یہ ترجمہ شارحہ ہے اس لئے کہ دم کے بارے میں لفظ آیا ہے تقرصه بالماء وتنضحه۔ اور بول صبیان کے بارے میں امام بخاریؒ کے نزدیک نضح بمعنی چھینٹیں مارنے کے آیا ہے تو امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ یہاں ایسا نہیں بلکہ یہاں غسل کے معنی میں ہے۔ (لامع الدراری ص ۹۴)

حدثنا محمد بن المثنی تحته ثم تقرصه : ...... پانی کی کمی ہوتی تھی۔ تو اس طرح نجاست جلدی زائل ہوجاتی ہے، **حت:** کسی چیز سے چھیلنا اور **قرص :** ملنے کو کہتے ہیں۔

حدثنا محمد: ...... فاذا اقبلت حیضتک یہ اقبال وادبار عادت کے لحاظ سے ہے نہ کہ رنگوں کے لحاظ سے [۱]

توضئ لکل صلوۃ: ...... اس مسئلہ میں جمہورؒ اور شوافعؒ کا اختلاف ہے کہ وضوء ہر وقت صلوۃ کے لئے ہوگا یا ہر صلوۃ کے لئے۔ مستحاضہ معذور کے حکم میں ہے جیسے انفلات ریح والا۔ یا سلسل بول والا۔ ایسے کہ پورا وقت گزر جاتا ہے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

احنافؒ وحنابلہؒ: ...... کہتے ہیں کہ ہر وقت نماز کے لئے ایک وضوء ہے۔

شافعیہؒ: ...... کہتے ہیں کہ ہر نماز کے لئے ایک وضوء ہے۔ جب شوافعؒ کے لے یہ مشکل ہوگیا تو کہا کہ ہر فرض نماز کے لئے ایک وضوء ہے۔ نوافل تابع ہیں۔

مبنی اختلاف: ...... یہ اختلاف ایک اور اختلاف پر مبنی ہے کہ معذور کے انتقاض وضوء کی علت انتقاض وقت ہے یا فراغ عن العمل ہے، شوافعؒ ثانی (فراغ عن العمل) کے قائل ہیں۔ اور احنافؒ انتقاض وقت کے قائل ہیں اور مالکیہؒ کے نزدیک اس پر دم استحاضہ سے وضوء واجب ہی نہیں کیونکہ مالکیہؒ کے نزدیک نقض وضو کا مناط اور مدار مخرج معتاد اور خارج معتاد ہے اور یہاں خارج (استحاضہ) معتاد نہیں گو مخرج معتاد ہے [۲]

دلیل شوافع: ...... حدیث الباب ہے۔ توضئ لکل صلوۃ۔

جواب : ...... احناف کہتے ہیں کہ یہاں صلوۃ سے مراد وقت صلوۃ ہے کیونکہ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں ظہر کی نماز کو آؤنگا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ظہر کے وقت آؤنگا مثلاً اتیک لصلوۃ الظہر ای وقتھا [۳]

---

[۱] (فیض الباری ص ۳۲۰) [۲] (تقریر بخاری ص ۶۸ ج ۲) [۳] (فیض الباری ص ۳۲۲، مزید تفصیل کے لیے دیکھیں ہدایہ ج ۱ ص ۴۷ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

(۱۶۲)

باب غسل المنی وفرکه و غسل ما یصیب من المرأة

منی کادھونااوراس کارگڑنا۔اور جوتری عورت (کے پاس جانے) سے لگ جائے اس کا دھونا

(۲۲۷)حدثنا عبدان قال انا عبد الله بن المبارک قال انا عمروبن میمون الجزری

ہم سے عبدان نے بیان کیا انھیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی انھیں عمرو بن میمون الجزری نے بتلایا

عن سلیمان بن یسار عن عائشة قالت کنت اغسل الجنابة من ثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ سلیمان بن یسار سے وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے جنابت (یعنی منی کے دھبے) کو دھوتی تھی

فیخرج الی الصلوة وان بقع المآء فی ثوبه

پھر (اس کو پہن کر) آپ نماز کیلئے تشریف لے جاتے تھے اور پانی کے دھبے آپ کے کپڑے پر ہوتے تھے

انظر: ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۲۸)حدثنا قتیبه قال ثنا یزید قال ثنا عمرو عن سلیمان بن یسار قال سمعت عائشةؓ

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا؛ ان سے یزید نے؛ ان سے عمرو نے سلیمان بن یسار سے نقل کیا انھوں نے حضرت عائشہؓ سے سنا

ح وثنا مسدد قال ثنا عبد الواحد قال ثنا عمروبن میمون عن سلیمان بن یسار

(دوسری سند) ہم سے مسدد نے بیان کیا' ان سے عبدالواحد نے' ان سے عمرو بن میمون نے سلیمان بن یسار کے واسطے سے نقل کیا ہے

قال سالت عائشة عن المنی یصیب الثوب فقالت کنت

وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے اس منی کے بارہ میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جائے تو انھوں نے فرمایا کہ میں

اغسل من ثوب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فیخرج الی الصلوة

منی کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھو ڈالتی تھی پھر آپ نماز کیلئے باہر تشریف لے جاتے

واثر	الغسل	فی	ثوبه	بقع	المآء
اوردھونے کا	نشان(یعنی)	پانی کے	دھبے	آپؐ کے	کپڑے میں ہوتے
راجع: ۲۲۹					

﴿تحقیق و تشریح﴾

لم یطابق الحدیث للترجمة الا فی غسل المنی فقط

اس باب میں امام بخاریؒ نے تین ترجمے قائم کیے ہیں (۱) غسل منی (۲) فرک منی (۳) عورت کی طرف سے جو پانی (منی) کپڑے کو یا انسان کو لگ جائے اس کو بھی دھونا چاہیے۔

سوال: ...... تراجم تین ہیں اور روایت سے فقط ایک ترجمہ ثابت ہو رہا ہے۔

جواب: ...... پہلا ترجمہ تو دونوں روایتوں سے صراحۃً ثابت ہو گیا۔ دوسرا ترجمہ یعنی فرک منی اس بارے میں محدثین کے دو قول ہیں (۱) امام بخاریؒ اگر ترجمہ قائم کر کے روایت نہ لائیں تو اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ یہ ترجمہ ثابت نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا امام بخاریؒ کے نزدیک فرک منی سے کپڑا پاک نہیں ہوتا۔ یہ جواب مالکیہؒ کے مذہب کے مطابق ہے۔ (۲) بعض نے کہا ہے کہ ترجمہ ثابت ہوتا ہے لیکن ان کی شرائط کے مطابق روایت سے ثابت نہیں ہوتا تو امام بخاریؒ ترجمہ میں ذکر کر کے ثابت کر دیتے ہیں [۱]

سوال: ...... **غسل ما یصیب من المرأة** یہ ترجمہ کیسے ثابت ہوا؟

جواب: ...... یہ ہے کہ جب غسل منی رجل ثابت ہوا تو مرد کے کپڑوں پر عورت کی رطوبت (منی وغیرہ) لگی ہوگی اس کا بھی دھونا ثابت ہوا کیونکہ جب جماع کرتے ہیں تو نطفوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ بلکہ غالب گمان عورت کی منی کے لگنے کا ہے [۲] منی کے بارے میں روایات دو قسم پر ہیں

(۱) روایات فرک (۲) روایات غسل

اختلاف اول: ...... احنافؒ کہتے ہیں دونوں قسم کی احادیث میں **تطہیر منی** کے دو طریقے بتلائے گئے ہیں۔

---

[۱] (لامع ص ۹۴) [۲] (لامع الدراری ص ۹۵)

ا۔غسل ۲۔فرک اس لئے کہ منی گاڑھی ہوتی تھی۔اور کپڑا بھی گاڑھا ہوتا تھا۔کپڑے کے مسام میں منی داخل نہیں ہوتی تھی ،کھرچ دیا جاتی تو کپڑا پاک ہو جاتا تھا۔کچھ حصہ اندر رہ جاتا تھا۔اگراس کو نہ بھی دھویا جائے تو وہ **قلیل فی حکم المفقود** لہذا کپڑے کو پاک شمار کرلیا جاتا تھا۔تو فرک کبھی **تطہیر** کا باعث بنتا ہے اور کبھی تقلیل کا۔جیسے چھری یا تلوار وغیرہ کو نجاست لگ جائے تو رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہے۔کیونکہ نجاست اندر داخل نہیں ہوتی لیکن یہ پہلے زمانہ کا مسئلہ ہے۔اس لئے کہ اب منی رقیق ہوگئی ہے۔اور کپڑے بھی نفیس۔تو اب تقلیل بھی حاصل نہیں ہوتی لھذا اب دھونا ضروری ہے۔مالکیؒ حضرات فرک سے طہارت کے قائل ہیں۔

اختلاف ثانی:......

منی پاک ہے یا نہیں اس میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے، احنافؒ ناپاک ہونے کے قائل ہیں اور شوافعؒ پاک ہونے کے قائل ہیں۔

دلائل شوافع:...... شافعیہؒ نے احادیث فرک سے طہارت منی پر استدلال کیا ہے۔

دلیل اول:...... وہ کہتے ہیں کہ غسل نظافت کے لئے ہے کیونکہ دیکھنے والے کو اچھی نہیں لگتی۔

جواب:...... احادیث فرک میں بیان طہارت نہیں۔بلکہ بیان طریقۂ **تطہیر** ہے۔

دلیل ثانی:...... اس کو ناپاک ماننے سے مادہ انبیاء علیہم السلام کا نجس ہونا لازم آئے گا۔

جواب ۱:...... اس سے اشقیاء بھی تو پیدا ہوتے ہیں۔ان کی منی ناپاک ہوتی ہے۔اور قائل بالفصل کوئی بھی نہیں لہذا سب کی منی ناپاک ہوگی۔

جواب ۲:...... دم حیض کو بھی پاک کہو کیونکہ دم حیض ماں کے پیٹ میں سب کی خوراک بنتا ہے کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں۔

جواب ۳:...... معدن میں جب تک کوئی چیز ہوتی ہے۔اس پر ناپاکی کا حکم نہیں لگتا۔ہم بھی کہتے ہیں کہ منی جب تک پشت میں ہے پاک ہے۔اور ماں کے رحم میں جا کر بھی پاک ہوگی۔ہاں جب ایسی جگہ کی طرف خروج کرے گی جس کو دھونے کا حکم ہے تو ناپاک کہلائے گی۔جیسے پیٹ کے اندر کتنا کچھ ہے اور رگوں کے اندر خون دوڑ رہا ہے۔اس پر نجاست کا حکم نہیں۔ہے۔

دلیل ثالث: ...... حدیث میں ہے المنی کا لمخاط۔

جواب ۱: ...... یہ تشبیہ طہارت یا عدم طہارت میں نہیں ہے۔ بلکہ لزوجت میں ہے۔

جواب ۲: ...... یہ تشبیہ طریقۂ تطہیر میں ہے۔

جواب ۳: ...... یہ تشبیہ ناپسندیدہ ہونے میں ہے۔

دلائل احنافؒ: ......

دلیل اول: ...... آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا فاغسلیه ان کان رطباً وافرکیه ان کان یابساً [۱]

دلیل ثانی: ...... قال علیه السلام انما یغسل الثوب من خمس من البول والغائط والمنی والدم والقئی [۲]

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ منی ناپاک ہے۔

(۱۶۳)

﴿باب اذا غسل الجنابة او غیرها فلم یذهب اثره﴾

اگر منی یا کوئی اور نجاست دھوئے اور (پھر) اس کا اثر زائل نہ ہو (تو کیا حکم ہے؟)

(۲۲۹) حدثنا موسی بن اسمٰعیل قال ثنا عبد الواحد قال ثنا عمرو بن میمون قال
ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا، ان سے عبدالواحد نے ان سے عمرو بن میمون نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس
سمعت سلیمان بن یسار فی الثوب تصیبه الجنابة قال قالت عائشة
کپڑے کے متعلق جس میں جنابت (ناپاکی) کا اثر ہو گیا ہو، سلیمان بن یسار سے سنا، وہ کہتے تھے کہ حضرت عائشہؓ نے
کنت اغسله من ثوب رسول الله ﷺ ثم یخرج الی الصلوٰة
فرمایا کہ میں رسول ﷺ کے کپڑے سے منی کو دھو ڈالتی تھی پھر آپ نماز کیلئے باہر تشریف لے جاتے اور دھونے کا نشان

[۱] ھدایه ص ۷۳ ج ۱ [۲] (ہدایہ ص ۷۳ ج ۱ حاشیہ ۱۷)

واثر الغسل فیه بقع المآء

یعنی پانی کے دھبے کپڑے میں ہوتے

راجع: ۲۲۹ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۳۰)حدثنا عمرو بن خالد قال ثنازهير قال ثناعمروبن ميمون بن مهران

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، ان سے زہیر نے ،ان سے عمر بن میمون بن مہران نے ،انھوں نے

عن سليمان بن يسارعن عائشة انهاكانت تغسل المنى من ثوب النبى صلى الله عليه وسلم

سلیمان بن یسار سے نقل کیا وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو دھوڈالتی

ثم اراه فيه بقعة او بقعا

تھیں(وہ فرماتی ہیں کہ)پھر(کبھی)میں ایک دھبہ یا کئی دھبے دیکھتی تھی

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث لاحدى الترجمتين وهى اولهما ظاهرة

غرض الباب: ......امام بخاریؒ کی اس باب سے غرض یہ ہے کہ نجاست کو دھویا جائے گا۔اوراس کا اثر زائل نہ ہوتو بھی پاک ہونے کا حکم لگادیا جائے گا۔اس کو ثابت کرنے کے لئے اگلا اثر لائے [۱]

سوال: ......روایت الباب سے ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہے ۔کیونکہ ترجمۃ الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ اثر نجاست باقی ہواورروایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دھونے کا اثر باقی ہو۔توترجمہ میں اثرہ کی ضمیر میں دواحتمال تھے دوسرا احتمال تو ثابت ہوگیا لیکن پہلا احتمال ثابت نہیں ہوا۔

جواب: ......غسل سے مرادمغسول لے لیا جائے۔تواحتمال اول بھی ثابت ہوجاتا ہے۔

فيه: ......اس ضمیر کا مرجع یاثوب ہے یااثر الغسل

بقع الماء: ......دونوں صورتوں میں فیہ کی ضمیر سے بدل ہے [۲]

۱(فتح الباری ص ۱۶۶)واستدل به المصنف علىٰ ان بقاء الوتر بعد زوال العين فى ازالةالنجاسة غيرها لايضر) ۲(لامع الدراری ص۹۵)اى فلم يذهب اثر المنىّ المغسول)

﴿۱۶۴﴾

ابوال الا بل والدوآب و الغنم ومرابضها

وصلّٰی ابوموسیٰ فی دار البرید و السرقین

و البریۃالیٰ جنبہ فقال ھٰھنا و ثم سوآء

اونٹ، بکری اور چوپایوں کا پیشاب اوران کے رہنے کی جگہ (کا حکم کیا ہے؟)

حضرت ابوموسیٰ نے دار برید میں نماز پڑھی حالانکہ وہاں گوبر تھااور ایک پہلو میں جنگل تھا پھر انھوں نے کہا یہ جگہ اور وہ جگہ یعنی جنگل (دونوں) برابر ہیں

(۲۳۱)حدثناسلیمان بن حرب عن حمادبن زید عن ایوب عن ابی قلابۃعن انس
ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انھوں نے حماد بن زید سے وہ ایوب سے، وہ ابوقلابہ سے، وہ حضرت انسؓ سے
قال قدم اناس من عکل او عرینۃ فاجتووا المدینۃ
روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ عکل یا عرینہ (قبیلوں) کے آئے اور مدینہ پہنچ کر وہ بیمار ہو گئے تو
فامرھم النبی ﷺ بلقاح وان یشربوا من ابوالھا و البانھا
رسول ﷺ نے انھیں لقاح میں جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہاں کے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیئں چنانچہ وہ لقاح
فانطلقوا فلما صحّوا قتلوا راعی النبی ﷺ واستاقوا النعم
کیطرف (جہاں اونٹ رہتے تھے) چلے گئے اور جب اچھے ہو گئے تو رسول ﷺ کے چرواہے کو قتل کر کے جانوروں کو ہانک لے گئے

فجآء الخبر فی اول النهار فبعث فی اٰثارھم فلما ارتفع النهار
دن کے ابتدائی حصے میں رسول ﷺ کے پاس واقعہ کی خبر آئی ،تو آپؐ نے ان پیچھے آدمی بھیجے جب دن چڑھ گیا تو
جئیَ بھم فامر فقطع ایدیھم و ارجلھم
(تلاش کے بعد) وہ (ملزمان) حضورؐ کی خدمت میں لائے گئے، آپؐ کے حکم کے مطابق (شدید جرم کی بناپر) ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے گئے
و سمرت اعینھم و القوا فی الحرۃ یستسقون فلا یسقون
اور آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیر دی گئیں اور (مدینہ کی) پتھریلی زمین میں ڈال دے گئے (پیاس کی شدت سے) پانی مانگتے تھے مگر انھیں پانی نہیں دیا جاتا تھا
قال ابو قلابۃفھؤلاء سرقوا وقتلوا و کفروابعد ایما نھم وحا ربو ا للّٰہور سو لہ
ابو قلابہ نے (انکے جرم کی سنگینی ظا ہرکرتے ہوئے) کہا کہ ان لوگو ں نے (اول)چوری کی (پھر)قتل کیا اور(آخر)ایمان سے پھر گئے اور اللہاور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کی
انظر: ۱۵۰۱،۳۰۱۸،۴۱۹۲،۴۱۹۳،۴۶۱۰،۵۶۸۵،۵۶۸۶،۵۷۲۷، ،۶۸۰۲،۶۸۰۳،۶۸۰۴، ۶۸۰۵،۶۸۹۹ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۳۲)حدثنا اٰدم قال ثنا شعبۃ قال انا ابو التیاح عن انس قال کان
ہم سے آدم نے بیا ن کیا ان سے شعبہ نے ،انھیں ابوالتیاح نے حضرت انسؓ سے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ
النبی ﷺ یصلیّ قبل ان یبنی المسجد فی مرابض الغنمِ
رسول ﷺ مسجد کی تعمیر سے پہلے بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی بول الابل فقط

غرض الباب: ......اس کے بیان کرنے میں تین تقریریں کی گئی ہیں۔

التقریر الاول : ...... مقصد صرف احادیث بیان کرنا ہے نہ کہ مذہب۔ امام بخاریؒ روایات نقل کر کے کوئی حکم نہیں لگا رہے۔ کیونکہ جب روایات میں تعارض ہوا، اور امام بخاریؒ کسی کو ترجیح نہ دے سکیں تو وہاں امام بخاریؒ روایات ذکر کر دیتے ہیں اور حکم نہیں لگاتے۔

التقریر الثانی : ...... بول ما یوکل لحمہ کی طہارت بیان کرنا مقصود ہے۔

التقریر الثالث : ...... بول دواب کی طہارت بیان کرنا مقصود ہے۔ **کما قال الظاهریه۔**

دو آب : ...... وہ جانور جن پر سواری کی جاتی ہے۔ اس پر امام بخاریؒ دو دلیلیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) **صلی ابو موسیٰ فی دار البرید والسرقین**[۱]

(۲) **حدیث عرنیین.**

مرابض : ...... اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بکریوں کی مینگنیوں کی پاکی بتلانا چاہتے ہیں نہ کہ اونٹوں کی اور ازبال کا مسئلہ وہ تبعاً آ گیا۔

ماکول اللحم کے بول میں اختلاف : ...... جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کے پاک ہونے کے بارے میں ائمہ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

مسلک امام محمدؒ و مالکؒ : ...... یہ دونوں امامؒ طہارت کے قائل ہیں۔ اور یہی امام بخاریؒ کا مسلک ہے۔

مسلک امام احمدؒ : ...... اس بارے میں امام احمدؒ سے دو روایتیں ہیں ۱۔ پاک ۲۔ ناپاک

مسلک جمہورؒ : ...... یہ حضرات عدم طہارت کے قائل ہیں۔ پھر امام شافعیؒ اور امام اعظمؒ کے درمیان اختلاف ہے۔

مذہب امام شافعیؒ : ...... آپ نجاست غلیظہ کے قائل ہیں۔

۱؎ (عینی ج ۳ ص ۱۵۰: بخاری ص ۳۶: فتح الباری ص ۱۶۷)

مذہب امام اعظمؒ :...... حضرت امام اعظمؒ نجاست خفیفہ کے قائل ہیں۔

الفرق بینھما :...... جس نجاست کے بارے میں دلائل کا تعارض ہو جائے یا مذاہب کا اسے نجاست خفیفہ کہتے ہیں۔اور جو ایسی نہ ہو وہ نجاست غلیظہ ہے۔

الفرق فی حکمھما :...... نجاست غلیظہ ایک درہم کی مقدار معاف ہے اور نجاست خفیفہ ربع عضو کی مقدار معاف ہے۔

دلیل احناف :...... امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا **استنزھوا من البول فان عامة عذاب القبر منه والتمسک ابی ہریرةؓ الذی صححه ابن خزیمة وغیرہ مرفوعا بلفظ استنزھوا من البول فا ن عامةعذاب القبر منه اولالانه ظاھرفی تناول جمیع الابوال فیجب اجتنابھا لھذاالوعید** [۱]

بخاری شریف میں دو قبر والوں کے معذب ہونے کا ذکر ہے ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا [۲] اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔امام بخاریؒ چونکہ طہارت **بول مایو کل لحمه** کے قائل ہیں اس لئے انہوں نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ **من بولہ** والی روایت لائی جائے۔تو چونکہ امام بخاریؒ طہارت کے قائل ہیں۔اس لئے ہم نے ایک غرض بیان کی کہ طہارت **بول مایؤ کل لحمه** کا بیان ہے۔

دلیل امام بخاریؒ :...... **صلی ابو موسی فی دار البرید والسرقین والبریة الی جنبه** .

دار البرید:...... جہاں ڈاک لے جانے والے گھوڑے باندھے جائیں **برید** کا لفظ **دم برید** سے لیا گیا ہے۔ڈاک والے گھوڑوں کی دم کٹی ہوتی تھی۔ایک گھوڑے کی مسافت بارہ میل ہوتی تھی۔بارہ میل کے فاصلے پر اگلا گھوڑا تیار ہوتا تھا اگلی منزل والا اس کے آنے کی آواز سن کر تیار ہو جاتا اور آنے والا گھوڑے پر سوار ہی اس کو تھیلی تھماتا۔پھر نیچے اترتا۔تو وہاں پر گوبر پڑا ہوتا تھا اور جنگل پہلو میں تھا تو انہوں نے فرمایا **ھھنا وثم سو آء** کہ یہ دونوں جگہیں برابر ہیں۔

جواب :...... استدلال تام ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں۔(۱) نماز سرقین پر پڑھی ہو۔(۲) بلا حائل پڑھی

---

[۱] فتح الباری ص ۱٦٧) [۲] (بخاری ص۳۴ ج۱) فائدہ: سب سے پہلے ڈاک بھجوانے کا انتظام حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

ہو۔ اگر قریب پڑھی ہو اور بالحائل پڑھی ہو تو استدلال نہیں ہو سکتا اور ظاہر بھی یہی ہے کہ بالحائل قریب پڑھی ہوگی۔

دلیل ثانی للبخاریؒ :...... حدیث عرنیین ہے یہ روایت کتاب الدیات اور کتاب استنابة المرتدین میں آئے گی[1] یہ کل سات آدمی تھے۔ عُکل کے تین اور عرینہ کے چار، لفظ او عکل او عرینہ کے درمیان والا تنویع کے لئے ہے نہ کہ شک کے لئے۔

حاصلِ حدیث :...... اس حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، وان یشربو امن ابوالها والبانها اونٹوں کے پیشاب اور دودھ پیؤ۔

جواب :...... اب سوچنا یہ ہے کہ استدلال تام بھی ہوا یا نہیں تا کہ جواب دینے کی ضرورت پڑے۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ استدلال ہی تام نہیں۔ کیونکہ ان چند وجوہ کی بناء پر استدلال تام نہیں۔

(۱) حدیث عرنیین کی بعض روایتوں میں ابوال کا ذکر ہی نہیں۔

(۲) اور بعض روایتوں میں ابوال کا ذکر تو ہے لیکن حکم فرمانے کا ذکر نہیں۔ بلکہ انہوں نے اپنی رائے سے ایسا کیا چنانچہ بخاری ص ۴۲۳ ج ا پر ہے ماجد لکم الا ان تلحقوا بالذود فانطلقوا فشربوا من ابوالها والبانها۔

(۳) بعض روایتوں میں شک کے ساتھ ہے جیسے نسائی (ص ۱۶۶ ج ۲) میں ہے۔

(۴) ابوداؤد ص ۵۴ ج ا بحوالہ فیض الباری ص ۳۲۶ میں ہے کہ یہ لفظ صحیح نہیں ہے۔

(۵) جو صحیح روایات ہیں ان میں البان کا ذکر پہلے ہے اور ابوال کا بعد میں اس روایت میں تقدیم وتاخیر ہوگئی ہے جیسے بخاری شریف ج ا ص ۲۰۳ میں ہے اخص لهم رسول الله ﷺ ان یأتوا ابل الصدقة فیشربوا من البانها وابوالها۔ بخاری ج ۲ ص ۶۰۲ پر ہے فیشربوا من البانها وابوالها۔ بخاری شریف ج ۲ ص ۶۶۳ پر بھی بول کا لفظ بعد میں ہے۔ اس میں الفاظ یوں ہیں فاشربوا من البانها وابوالها۔ اور بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۹ پر ہے فتصیبون من البانها وابوالها۔ اس کے ثابت ہو جانے کے بعد کہ البان کا لفظ پہلے ہے اور ابوال کا بعد میں۔ اب ہماری یہ توجیہ آسانی سے چل سکے گی کہ یہ تبنا وماء باردا کے قبیل سے ہے۔ چنانچہ یہاں پر تقدیری عبارت یوں

[1] (تقریر بخاری ص ۷۱ ج ۲)

ہے اشربوا من البانها و اطلو امن ابوالها ۔

(۶) تداوی پر محمول ہے۔ کیونکہ جہاں بھی اس کا ذکر آتا ہے وہاں بیماری کا بھی ذکر آتا ہے۔

(۷) یہ منسوخ ہے کیونکہ مثلہ کا ذکر بھی ہے اور مثلہ چونکہ منسوخ ہے لہٰذا یہ بھی منسوخ ہے۔

فائدہ:...... تو یہ پانچ مفعول ہوگئے (۱) متروک (۲) مشکوک (۳) مقلوب (۴) محمول (۵) منسوخ ۔

حرۃ:...... اس کے دو معنی آتے ہیں (۱) اس زمین کو کہتے ہیں جس زمین پر کنکریاں بچھی ہوئی ہوں۔ (۲) اس پہاڑ کو بھی کہتے ہیں جس کی چوٹی زمین کے برابر ہو۔

فائدہ :...... یہاں چند دیگر مسائل بھی زیر بحث لائے جاسکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں

(۱) تداوی بالمحرم۔ (۲) مثلہ (۳) قصاص جو ہمارے نزدیک تلوار کے ساتھ خاص ہے حدیث میں ہے **لا قود الا بالسیف**[۱] یہ حدیث دعویٰ بھی ہے اور دلیل بھی۔ ان مسائل کی تفصیل آگے آئے گی انشاء اللہ۔

مسئلہ اذبال ماکول اللحم :...... انسانوں کے لئے براز کے لفظ کے مقابلے میں جانوروں کے لئے ذبل کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں ائمہؒ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

جمہورؒ اور شیخینؒ:...... کے نزدیک نجس ہیں۔

امام مالکؒ، امام محمدؒ اور امام زفرؒ:...... کے نزدیک پاک ہیں۔

امام بخاریؒ:...... نے مرابضھا کا ابوال پر عطف کر کے اذبال غنم کے پاک ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔

روایت تو عام ہے۔ مرابض غنم اور مراکب ابل دونوں کو شامل ہے لیکن امام بخاریؒ ترجمہ میں تخصیص کر کے بتانا چاہتے کہ اونٹوں کے مراکب تو پاک نہیں البتہ بکریوں کے مرابض پاک ہیں۔

دلائل جمہورؒ :......

دلیل ۱ :...... ترمذی شریف کی روایت ہے **نهی رسول اللہ ﷺ عن اکل الجلاله و البانها**[۳]

---

[۱] (عن النعمان بن بشیرؓ ان رسول اللہ ﷺ لا قود الا بالسیف قال العینیؒ وھؤلآء ستة انفس من الصحابة رووا عن النبی ﷺ ان القود لا یکون الا بالسیف: عمدۃ القاری ص۳۹ ج۴، فیض الباری ص۳۲۶) [۳] (ترمذی ج۲ ص۴)

دلیل ۲ : ...... روایت ابن مسعودؓ ہے والقی الروثة وقال انها الرجس[۱]

دلیل ۳: ...... ﴿نُسْقِيكُمْ مِمَّافِي بُطُوْنِه مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا﴾ [۲] اس آیت مبارکہ میں تقابل کا تقاضا یہ ہے کہ فرث اور دم دونوں کو ناپاک قرار دیا جائے اور لبن کو پاک۔

دلیل ۴: ...... مؤطا امام محمدؒ کی روایت ہے رطب مرعاها وصلی فی ناحیتها معلوم ہوا کہ مینگنیوں کے اوپر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ جو جگہ ساتھ بنالی جائے وہاں پڑھنی چاہیے۔

سوال : ...... جب نماز صاف جگہ پر ہی پڑھنی ہے تو مرابض ابل سے کیوں منع کیا۔

جواب ۱ : ...... اونٹ پیشاب جس جگہ کرتا ہے وہ وہاں سے دور جا کر پڑتا ہے۔ اس لئے ناپاکی کا زیادہ خطرہ ہے۔

جواب ۲ : ...... اس کی ٹانگ دور تک جاتی ہے اس وجہ سے خطرہ ہوتا ہے کہ ٹانگ نہ مار دے اور مشہور مقولہ ہے ''اونٹ رے اونٹ تیرے کونسی کل سیدھی''

جواب ۳: ...... آپ ﷺ نے فرمایا تکبر فدادین میں ہے۔ ان اباهريرةؓ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول الفخر والرياء فى الفدادين اهل الخيل والوبر[۳] تو معلوم ہوا کہ ان کے منفی اثرات پڑتے ہیں۔

﴿۱۶۵﴾

باب ما يقع من النجاسات فى السمن والمآء

وہ نجاستیں جو گھی اور پانی میں گر جائیں

وقال الزهریؒ لا بأس بالمآء مالم یغیره طعم او ریح اولون
زہریؒ نے کہا کہ جب تک پانی کی بو، ذائقہ اور رنگ نہ بدلے (نجاست پڑ جانے کے باوجود) اس میں کچھ حرج نہیں
وقال حمّاد لا بأس بریش المیته
اور حماد کہتے ہیں کہ (پانی میں) مردار کے پر پڑجانے سے اس میں کچھ حرج نہیں (واقع ہوتا)

[۱] (ترمذی ج۱ ص۱۰) [۲] (پارہ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۶۶) [۳] (مسلم ص ۵۳ ج۱)

وقال الزهریؒ فی عظام الموتٰی نحو الفیل وغیرہ ادرکت ناسا من سلف

مردوں کی جیسے ہاتھی وغیرہ کی ہڈیاں اس کے بارہ میں زہریؒ کہتے ہیں کہ میں نے پہلے لوگوں کو

العلمآء یمتشطون بھا و یدھنون فیھا لا یرون بہ بأسا

ان کی کنگھیاں کرتے اوران (ہڈیوں کے برتنوں) میں تیل استعمال کرتے ہوئے دیکھا ہے، وہ اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تھے

وقال ابن سیرین و ابراھیم لا بأس بتجارۃ العاج

ابن سیرینؒ اور ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ ہاتھی دانت کی تجارت میں کچھ حرج نہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۳۳)حدثنا اسمٰعیل قال حدثنی مالک عن ابن شھاب عن عبیداللّٰہ بن عبداللّٰہ

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا' ان سے مالک نے ابن شہاب کے واسطے سے نقل کیا' وہ عبیداللہ بن عبداللہ سے وہ ابن

عن ابن عباس عن میمونۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سئل عن فأرۃ سقطت فی سمن

عباسؓ سے وہ حضرت میمونہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے چوہے کے بارہ میں پوچھا گیا جو گھی میں گر گیا تھا

فقال القوھا و ما حولھا و کلوا سمنکم

آپؐ نے فرمایا اس کو نکال دو اور اس کے آس پاس (کے گھی) کو نکال پھینکو اور اپنا باقی گھی استعمال کرو

انظر: ۲۳۶، ۵۵۳۸، ۵۵۳۹، ۵۵۴۰ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۳۴)حدثنا علی بن عبد اللّٰہ قال ثنا معن قال ثنا مالک عن ابن شھاب

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے معن نے' ان سے مالک نے ابن شہاب کے واسطے سے بیان کیا' وہ

عن عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ بن عتبۃ بن مسعود عن ابن عباس عن میمونۃ ان

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں وہ ابن عباسؓ اور وہ حضرت میمونہؓ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چوہے کے بارے میں دریافت کیا

النبی ﷺ سئل عن فآرة سقطت فی سمن فقا ل خذوها وما حولها فاطرحوه

گیا جو گھی میں گر گیا تھا، تو آپ ؐ نے فرمایا کہ اس چوہے کو اور اس کے آس پاس کے گھی کو نکال کر پھینک دو، معن کہتے

وقال معن ثنا ما لک مالا احصیه یقو ل عن ابن عبا س عن میمو نة

ہیں کہ مالک نے کتنی ہی بار (یہ حدیث) ابن عباسؓ سے اور انہوں نے حضرت میمونہؓ سے روایت کی

راجع: ۲۳۵ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۳۵) حدثنا احمدبن محمد قال انا عبداللہ قال انامعمرعن همام بن منبه عن ابی هر یرة

ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا انھیں عبداللہ نے خبر دی انھیں معمر نے ہمام بن منبہ سے خبر دی وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے

عن النبی ﷺ قا ل کل کلم یکلمه المسلم فی سبیل اللہ یکو ن یو م القیا مة

روایت کرتے ہیں وہ رسول ﷺ سے کہ آپ ؐ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں مسلمان کو جو زخم لگتا ہے وہ قیامت کے دن اسی

کهیأتها اذا طعنت تفجر دما اللون لون الدم والعرف عرف المسک

حالت میں ہوگا جس طرح وہ لگا تھا اس میں سے خون بہتا ہوگا جسکا رنگ (تو) خون کا سا ہوگا اور خوشبو کستوری کی سی ہوگی

انظر: ۲۸۰۳، ۵۵۳۳

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

غرض اما م بخاریؒ :...... اس باب سے مقصود مسئلہ میاہ کو بیان کرنا ہے کہ پانی وقوع نجاست سے ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟ پہلے **وقوع شعرانسان** میں اس مسئلہ کو بیان کیا تھا۔ وہاں اصل مسئلہ انجاس کا بیان تھا مسئلہ میاہ تبعاً تھا اور یہاں اس کے الٹ ہے۔ یعنی مسئلہ میاہ اصالتاً اور مسئلہ انجاس تبعاً ہے۔

وقال الزهر ی لابأس بالماء :...... امام بخاریؒ نے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے پہلے زہریؒ کا

قول نقل کیا۔

وقال حماد لا باس بریش المیتة: ...... امام بخاریؒ نے پھر حمادؒ کا قول نقل کیا۔ پھر زہریؒ کا۔ اس کے بعد ابن سیرینؒ کا قول نقل کیا جو یہ ہے۔

وقال ابن سیرین وابراهیم لا باس بتجارة العاج: ...... امام بخاریؒ کا مذہب کیا ہے؟ اور کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ اس کا آگے چل کر پتہ چل جائے گا۔

مسئلۂ میاہ: ...... پانی کے بارے میں دو مذہب ہیں (یہ عنوان اولاً متوحش ہے اخیراً مسہل ہے)

مذهب (۱): ...... وقوع نجاست سے پانی ناپاک ہی نہیں ہوتا۔

مذهب (۲): ...... اس کے الٹ ہے یعنی وقوع نجاست سے پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔ جب **تغیر احد الاوصاف** ہوجائے۔ کیونکہ اب یہ پانی نہیں رہا۔ اختلاف اس سے ورے ورے ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے: ...... مالکیہؒ اور ظاہریہ کا مذہب یہ ہے کہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ امام احمدؒ سے بھی مشہور روایت یہی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ قلیل ناپاک ہوتا ہے کثیر نہیں۔

ماء قلیل و کثیر کی تحدید میں اختلاف: ...... اختلاف قلیل اور کثیر کی تحدید میں ہے۔ شافعیہؒ اس کی تحدید کرتے ہیں اور حنفیہؒ نہیں کرتے۔ احنافؒ فرماتے ہیں کہ یہ مبتلیٰ بہ کی رائے پر موقوف ہے۔ کہ آیا جو پانی وہ استعمال کررہا ہے اس میں نجاست تو نہیں ہے؟ اگر خیال میں ہو کہ اجزاء نجاست مل گئے ہوں گے تو ناپاکی کا حکم ہے ورنہ پاکی کا۔ اس لئے کہ ناپاکی کے استعمال کے جواز کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ (پارہ ۲۹ سورۃ المدثر آیت ۵) پلیدی کو استعمال نہ کرنے کا حکم ہے۔ بحث اس بات میں ہے کہ جو پانی میں استعمال کررہا ہوں اس میں اجزاء نجاست ہیں یا نہیں؟ اگر دو قلے پانی زمین پر پھیلا ہوا ایک طرف ناپاکی ہے اور دوسری طرف نہیں ہے اور اس کو یقین ہے کہ میں جو استعمال کررہا ہوں اس میں اجزاء نجاست نہیں ہیں۔ وضوء کرسکتا ہے۔ اگر کتا پانی میں بیٹھا ہوا ہے اس کو یقین ہے کہ جو پانی میں لے رہا ہوں یہ کتے سے مس کرکے آرہا ہے۔ اس لئے کہ کتا کھالے کو محیط ہے تو احنافؒ کے نزدیک بھی ناپاک ہے اگر آپ نے کنواں سے لوٹا بھرا اور اس میں مینگنیاں ہیں تو احنافؒ کے نزدیک بھی ناپاک ہے۔ (مبتلیٰ بہ کی رائے کو سمجھ رہا ہوں سن لیا جاتا ہے سمجھا نہیں جاتا)

تو شافعیہؒ کہتے ہیں تحدید کرو۔ حنفیہؒ کہتے ہیں کہ تحدید نہ کرو۔ جاری پانی وہ ہے جو تنکا بہا کر لے جائے اور پیچھے سے مدد ہو صرف اتنا کافی نہیں ہے کہ تنکا بہا کر لے جائے۔ جاری پانی ہونے کی صورت میں چونکہ اجزاء نجاست سے احتراز ہوسکتا ہے اس لئے پاک ہونے کا حکم لگاتے ہیں۔ اگر ماء کثیر اتنا ہے کہ اس میں بھی یہ صفت ہے کہ نجاست کے استعمال سے بچا جاسکتا ہے تو کہیں گے کہ یہ بھی فی حکم الجاری ہے۔ صورت اس کی یہ ہے کہ (۱) رنگ ایک طرف ڈالو دوسری طرف نہ پہنچے۔ (۲) ایک طرف سے حرکت دو تو دوسری طرف حرکت نہ ہو۔

تنبیه :...... یہ جاری پانی کے اندازے کئے گئے ہیں دہ دردہ وغیرہ بھی کوئی مذہب نہیں۔ یہ کوئی تحدید نہیں ہے یہ بھی ایک مبتلی بہ کی رائے ہے عامۃ الناس کی سہولت کے لئے یہ فرمایا۔ چونکہ عامۃ الناس مجتہد نہیں ہوتے اس لئے ان کو امام محمدؒ کے اس قول کی تائید کرنی پڑے گی۔

﴿دلائل ائمہؒ﴾

حنفیه کی دلیل:...... **لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیه**[۱] اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ **لا یجری** ناپاک ہوجاتا ہے۔ اور **یجری** ناپاک نہیں ہوتا۔ تو ماء کثیر چونکہ **یجری** کے حکم میں ہے۔ اس لئے اس کو بھی پاک کہیں گے۔ کیونکہ ایسی صورت میں **توقی عن النجاست** ہوسکتی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ بڑے حوض میں جہاں کتا پڑا ہے اس کے قریب سے جا کر لے لو۔ تو احنافؒ نے تحدید نہیں کی۔

شوافع کی دلیل:...... اور شوافع نے تحدید کی اور **حدیث قلتین** کو مدار بنالیا۔

مالکیه کی دلیل:...... مالکیہؒ نے **حدیث بیٔر بضاعه** کو مدار بنایا۔ اور احنافؒ نے **ماء دائم** والی روایت کو مدار بنالیا جو ابھی گزری ہے۔ دوسری روایات کی توجیہ کی اور انہوں (دیگر ائمہ) نے بھی دوسری روایات کی توجیہ کی حنفیہؒ کا مدار بخاری شریف کی روایت ہے۔ حنفیہؒ کہتے ہیں کہ پانی تین قسم پر ہے۔

(۱) **ماء الانهار والبحار** (۲) **ماء العیون والابار** (۳) **ماء الاوانی**۔

تینوں کا حکم:...... **ماء الاوانی وقوع نجاست** سے ناپاک ہوجاتا ہے۔

---

[۱] (عینی ج ۳ ص ۱۶۶: بخاری ص ۳۷: فتح الباری ص ۱۷۲)

ماء الانہار والبحار:...... ناپاک ہی نہیں ہوتاماء الابار والعیون وقوع نجاست سے ناپاک ہوجاتا ہے اورکل یا بعض نکالنے سے پاک بھی ہوجاتا ہے اس لئے کہ کل یا بعض نکالنے سے ظن غالب ہوجاتا ہے کہ اجزاء نجاست نکل گئے ہونگے ورنہ عقلاتو کبھی پاک ہوہی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ ہر نکلنے والے تازہ پانی کے ساتھ پہلے پانی کے اجزاءمل کرسب کوناپاک کردیتے ہیں۔ اس طرح کبھی پاک ہوہی نہیں ہوسکتا۔ توو ہی بات آ گئی کہ مبتلی بہ کی رائے کا اعتبار ہوگا تو ماء العیون والابار کے بارے میں جو روایتیں آئیں ہیں کہ ناپاک ہی نہیں ہوتا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا ناپاک نہیں ہوتا کہ پاک ہی نہ ہو۔

تقسیم ثانی:...... یایوں تین قسمیں بنالیں۔

(۱) ماء الانہار جوناپاک ہی نہیں ہوتا۔

(۲) ماء راکد ناپاک تو ہوجاتا ہے پاک نہیں ہوتا۔

(۳) ماء الابار و ماء العیون۔ ناپاک ہوجاتا ہے مگر ایسا نہیں کہ پاک ہی نہ ہوسکے بلکہ پاک ہوسکتا ہے۔

محل حدیث بئیر بضاعه ،حدیث قلتین و حدیث ماء الدائم:......

حدیث بئیر بضاعه ماء الابار پرمحمول ہے۔ حدیث قلتین ماء العیون پرمحمول ہے۔ ماء الدائم والی روایت غیر جاری یعنی ماء راکد پرمحمول ہے۔ تو حدیث بئیر بضاعه کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا ناپاک نہیں ہوتا کہ پاک ہی نہ ہوسکے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ بالکل ناپاک ہی نہیں ہوتا ورنہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اتنا نظیف نبی ﷺ جوتھوک کی سنک سے بھی پرہیز کرتا ہو وہ ایسے پانی کے استعمال کی اجازت دے جس کے اندر گندگی پڑی ہوئی ہو۔

مذہب امام بخاریؒ:...... امام بخاریؒ کو ہر کوئی اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جمہورؒ اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ بظاہر یہی ہے امام بخاریؒ کا مالکیہؒ والا مذہب ہے۔ کیونکہ پہلی دلیل ہی اسی کی لائے ہیں۔ فرمایا لابأس بالماء ما لم یغیره طعم او ریح او لون[1] اوراسی طرح (فارة سقطت فی سمن) چوہے والی حدیث۔ لیکن انورشاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ مالکیہؒ والا مذہب نہیں رکھتے۔ اور حنفیہؒ والا بھی نہیں ہے۔ بلکہ امام احمدؒ کی ایک غیر مشہور روایت ہے جس میں وہ نجاست رقیقه اور کثیفه میں فرق کرتے ہیں۔ اسی طرح شئ جامد اور شئ مائع میں فرق کرتے ہیں۔ اگر نجاست رقیقه شی جامد یاشی مائع میں داخل ہوجائے تو ناپاک کردیتی ہے اگرچہ تغیر احد الاوصاف نہ ہوا ہو۔ اور نجاست کثیفه شی جامد یاشی مائع میں داخل ہو

[1] (عینی ج۳ص ۱۵۸: بخاری ص ۳۷)

جائے تو ناپاک نہیں کرتی ترجمۃ الباب میں سمن کے اوپر ماء کا عطف کر کے یہی بتلانا چاہتے ہیں کہ جس طرح سمن نجاسۃ کثیفہ کے وقوع سے ناپاک نہیں ہوتا اسی طرح ماء بھی نجاسۃ کثیفہ کے وقوع سے ناپاک نہیں ہوتا۔ البتہ اگر تغیر احد الاوصاف ہو جائے تو ناپاک ہو جاتا ہے۔

خلاصہ:...... یہ کہ امام بخاریؒ نجاست رقیقہ میں حنفیہؒ کے ساتھ ہیں اور کثیفہ میں مالکیہؒ کے ساتھ ہیں۔

قول زہری لابأس بالماء الخ کا جواب :...... یہ قول ہمارے خلاف حجت نہیں ہے لہٰذا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

قول حماد لاباس بریش المیتہ کا جواب :...... میتہ کا پر ہمارے نزدیک بھی ناپاک نہیں ہے۔

زہریؒ کے قول ثانی **(عظام الموتی الخ)** کا جواب:...... یہ ہے کہ اس میں وقوع ثابت نہیں ہے لہٰذا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔

قول ابن سیرینؒ وابراھیمؒ (لا باس بتجارۃ العاج) کا جواب :...... عاج کی تجارت کے جواز سے پاکی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ جس شئی سے انتفاع جائز ہے اس کی تجارت بھی جائز ہے۔ خواہ ناپاک ہو[1] جیسے دیہاتی رُوڑی بیچتے ہیں۔ یا جیسے جلد میتہ کہ اس سے انتفاع جائز ہے۔ تو تجارت بھی جائز ہے لیکن ناپاک ہے اور شحم میتہ سے انتفاع جائز نہیں تو تجارت بھی جائز نہیں تو عاج (ہاتھی دانت) کا پاک ہونا ہی ثابت نہیں ہوا تو وقوع (پانی میں واقع ہونا) تو اس کی فرع ہے۔

گھی میں چوہا گرنے والی حدیث کا جواب :...... امام بخاریؒ نے اس کے عموم سے استدلال کیا ہے کہ گھی چاہے جامد ہو چاہے مائع ہو وقوع نجاست سے ناپاک نہیں ہوتا اس پر ماء کو قیاس کر لیا کہ اگر پانی میں نجاسۃ کثیفہ واقع ہو جائے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

جواب...... ہم کہتے ہیں کہ یہ استدلال صحیح نہیں اس لئے کہ یہ روایت سمن جامد پر محمول ہے۔ اور احنافؒ بھی اس کے قائل ہیں۔ ہمارے اس دعویٰ پر دو دلیلیں ہیں۔

---

[1] (فیض الباری ص ۳۲۶)

دلیل(۱):...... حدیث میں ہے **القوھا وماحولھا** ۔**ماحول** اسی کا متعین ہوسکتا ہے جو جامد ہو۔جس کا ماحول ہی متعین نہیں اس کے لئے یہ حکم نہیں۔

دلیل(۲):...... ابوداؤد کی روایت ہے **ان کان جامدافالقوھا وماحولھا وان کان مائعا فلاتقربوہ** [۱]

اشکال:...... کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جی لپ بھر کر نکال دیں گے۔

جواب:...... ہم کہتے ہیں اگر برتن گہرا ہوتو کیسے نکالو گے۔

قال معن الخ:...... اس روایت میں اختلاف ہے کہ مسانید ابن عباسؓ میں سے ہے یا مسانید میمونہؓ میں سے قال معن سے قول ثانی کی تائید ہے۔ پہلے والوں کی رد ہے۔

سوال:...... روایت ابو ہریرہؓ کی باب سے کیا مطابقت ہے؟

جواب:...... امام بخاریؒ نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ کسی شی کی جب صفات بدل جائیں تو اس کا حکم بدل جاتا ہے۔ یہ استدلال **بالضد** ہے۔ کہ جیسے ناپاک چیز صفات کے بدل جانے سے پاک ہوجاتی ہے۔ ایسے ہی کوئی شیٔ پاک ہو اس کی صفات بدل جائیں تو وہ ناپاک ہوجاتی ہے۔ جیسے خون، ہے تو یہ ناپاک لیکن بواسطہ شہادت فی سبیل اللہ کستوری بنادیا جاتا ہے [۲] ایسے ہی پانی صرف وقوع نجاست کے بعد تغیر سے پہلے ناپاک نہیں ہوتا۔ یہ استدلال بالضد ہے۔

مسئلہ استحالۃ الشی:...... یہ ضمنی مسئلہ ہے کہ استحالہ سے حکم بدل جاتا ہے۔ استحالہ کہتے ہیں کسی شی کا اپنی حقیقت پر نہ رہنا۔ ناپاک چیز کی حقیقت ختم کردو تو پاک ہوجاتی ہے علی ہذا القیاس چند امثال ملاحظہ ہوں

(۱) جیسے گدھا نمک کی کان میں گر جائے، اور وہ نمک بن جائے تو استحالہ ہوگیا تو اب یہ نمک پاک ہے۔

(۲) گوبر جب جل کر راکھ ہوجائے تو یہ راکھ پاک ہے۔ کبھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ عورتیں آگ پر روٹی گرم کرتی ہیں۔ تو راکھ لگ جاتی ہے تو وہ ناپاک نہیں۔

(۳) ناپاک پانی بھاپ بن گیا تو بھاپ پاک ہے۔

(۴) یہ کستوری خون کے قطرات ہوتے ہیں جو ناف میں گر کر جم جاتے ہیں۔ جب تک خون تھا تو ناپاک تھا اور جب کستوری بن گیا تو پاک ہوگیا۔

---

[۱] (ابوداؤد ص ۱۸۱ ج ۲) [۲] (عینی ج ۳ ص ۱۶۴)

(۲۳۶)حد ثنا ابو الیما ن قا ل انا شعیب قا ل انا ابو الز نا د ان عبد الر حمن
ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا انھیں شعیب نے خبر دی' انھیں ابو الزناد نے خبر دی کہ ان سے عبد الرحمٰن
بن ھر مز الا عر ج حد ثه انه سمع ابا ھر یر ۃ انه سمع رسو ل اللهﷺ یقو ل
بن ہرمز الاعرج نے بیان کیا انھوں نے حضرت ابو ہرہؓ سے سنا' انھوں نے رسول اللہﷺ سے سنا' آپؐ فرماتے تھے
نحن الاٰ خر و ن السا بقو ن وبا سنا دہ قا ل لا یبو لن احد کم فی المآء الدائم
کہ ہم (لوگ) دنیا میں پچھلے (مگر آخرت میں) سب سے آگے ہیں اور اسی سند سے (یہ بھی) فرمایا کہ تم میں سے کوئی پیشاب نہ کرے
الذی لا یجری ثم یغتسل فیه
ٹھہرے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو۔ کہ (اس کے بعد) پھر اسی میں غسل کرنے لگے

انظر: ۸۷۶، ۸۹۶، ۲۹۵۶، ۳۴۸۶، ۶۶۲۴، ۶۸۸۷، ۷۰۳۶، ۷۴۹۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

هذان الحدیثان مستقلان ومطابقة الحدیث الثانی للترجمة ظاهرة

غرض الباب: ...... اس باب سے غرض یہ ہے کہ ماءِ راکد وقوعِ نجاست سے ناپاک ہوجاتا ہے۔امام بخاریؒ چونکہ نجاستِ رقیقہ اور کثیفہ کا فرق کرتے ہیں اس لئے فرمایا باب البول۔اس سے معلوم ہوا کہ پہلے باب میں نجاستِ کثیفہ کا بیان تھا۔

امام بخاریؒ کا مسلک :......امام بخاریؒ کا مسلک میاہ میں امام مالکؒ کے موافق ہے اس مذہب کے موافق نہی **عن البول فی الماء الدائم** تعبدی ہوگی اور بعض علماءؒ فرماتے ہیں کہ نہی سدًا للباب فرمائی گئی ہے اس لیے کہ ایک کو دیکھ کر دوسرا بھی پیشاب کرے گا اور انجام کار پانی ناپاک ہوجائے گا۔[1]

نحن الاخرون السابقون:......

سوال :......اس جملہ کا باب سے کیا ربط ہے؟۔

جواب ۱ :...... بعض نے کہا ہے کہ مضمون کے لحاظ سے تو کوئی ربط نہیں ہے بلکہ مکان وزمان کے لحاظ سے ربط ہے۔چونکہ دونوں باتیں ایک ہی جگہ پر یا ایک ہی موقع پر سنیں۔اس لئے حدیث کے ساتھ اس کو بھی ذکر کردیا۔[2]

جواب ۲ :...... بعض نے معنی کے لحاظ سے بھی تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔لیکن یہ تکلف ہے، معنوی تطبیق اس طرح دی ہے ہم مؤخر ہوں گے پیشاب کرنے میں، اور سابق ہوں گے وضوء کرنے میں۔یا اس کے الٹ **اخرون فی الوضوء السابقون فی البول** کہ وہ پہلے آکر پیشاب کرجائیں گے اور ہم بعد میں آکر وضوء کریں گے یا یہ کہ وہ پہلے وضوء کریں گے اور ہم بعد میں پیشاب کریں گے۔

جواب۳ :...... محققین نے کہا ہے کہ یہ سب تکلفات ہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ امام مسلمؒ وامام بخاریؒ دونوں ابوہریرہؓ کے دو صحیفوں سے روایت کرتے ہیں۔ابوہریرہؓ کے شاگردوں میں سے دو کے صحیفے مشہور ہیں (۱) صحیفہ ہمامؒ بن منبہ (۲) صحیفہ عبدالرحمٰنؒ بن ہرمز۔یہ جملہ اس (صحیفہ عبدالرحمٰن بن ہرمز) کی پہلی حدیث ہے اس امت کی فضیلت اس کے اندر بیان کی گئی ہے کہ یہ زمانے کے لحاظ سے مؤخر، اور دخولِ جنت کے لحاظ سے مقدم ہے۔ای **نحن الاخرون فی الدنیا السابقون فی الاخرۃ**۔تو جب بھی اس صحیفے سے روایت کریں گے تو اس کو تعارف کے لئے لائیں گے کہ یہ حدیث کون سے صحیفے کی ہے۔[3]

وباسنادہ:...... **الضمیر مرجع الی الحدیث ای حدثنا ابو الیمان بالاسناد المذکور**)

---

[1] (تقریر بخاری ج۲ص۷۴) [2] (فتح الباری ج۱ص۱۷۲) [3] نحن الآخرون بکسر الخاء جمع الآخر بمعنی المتاخر یذکر فی مقابلۃ الاول وبفتحھا جمع الآخر افعل التفضیل ھذاالمعنی اعم من لاول والروایۃ بالکسر فقط و معناہ نحن المتاخرون فی الدنیا المتقدمین فی یوم القیامۃ (عمدۃ القاری ج۳ص ۱٦۸) (فیض الباری ج ۱ ص ۳۳٦).

لایجری:....... یہ کونسی صفت ہے۔صفتِ کاشفہ ہے یا مقیدہ،معروف یہ ہے کہ یہ صفتِ کاشفہ ہے۔اکثر شراحؒ اور محدثینؒ کے نزدیک اسی طرح ہے۔اس قول کے مطابق یوں سمجھیے کہ ماءِ دائم بمعنی ماءِ راکد ہے۔لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ صفتِ مقیدہ ہے۔اور یہ حضرت علامہ انورشاہ صاحبؒ کی تحقیق ہے۔کیونکہ جہاں بھی ماءِ راکد آتا ہے وہاں یہ صفت نہیں ہوتی۔البتہ ماءِ دائم کے ساتھ آتی ہے۔کیونکہ ماءِ دائم وہ ہے جو **الذی یدوم اصلہ** ہو،اور یہ جاری ہونے کی صورت میں ہوسکتا ہے اور کثیر ہونے کی صورت میں بھی۔تو **الذی لایجری** کی قید لگا کر ماءِ دائم قلیل جاری کی تخصیص کرلی۔اوراب اس کے مدلول میں صرف **ماءِ دائم کثیر لا یجری** رہ گیا۔تو ماءِ دائم اور ماءِ راکد میں عام خاص من وجہ کی نسبت ہے۔جب کہ پہلے قول کے مطابق ترادف کی نسبت ہے۔عموم خصوص من وجہ میں تین مادے ہوتے ایک اتفاقی دواختلافی۔مادہ اتفاقی **ماء کثیر لا یجری** ہے۔

مادہ اختلافی:.......

(۱)**قلیل یجری**:.......اوراگر قلیل ہواور جاری ہوتو یہ فقط ماءِ دائم ہے۔اور

(۲)**قلیل لایجری**:.......اگر جاری نہیں ہے اور قلیل ہے تو یہ فقط ماءِ راکد ہے۔

ثم یغتسل فیہ:.......

سوال:.......ثم کونسا ہے عاطفہ ہے یا غیر عاطفہ؟

جواب:....... جمہورؒ کے نزدیک عاطفہ ہے۔

سوال:....... عطف کس پر ہے **یبولن** پر یا **لا یبولن** پر؟

جواب ۱:....... **لایبولن** پر عطف ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ نہ پیشاب کرے اور نہ غسل کرے۔

جواب ۲:....... لا کے نیچے لاؤ کہ پیشاب نہ کرے پھر غسل کرے لیکن اس سے منشاءِ نبوت ظاہر نہیں ہوتا۔

جواب ۳:....... حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ثم استبعادیہ ہے۔جیسے **لا یضرب احدکم زوجتہ ثم یجامعھا** چونکہ یہ احنافؒ کی دلیل تھی اس لئے اس کے پیچھے پڑ گئے اوراس کی تاویلیں شروع کردیں۔

تاویل نمبر ۱:...... پانی پیشاب کرنے سے ناپاک نہیں ہوتا یہ منع کرنا سدًا للذرائع ہے کہ بار بار کریں گے تو آخر تغیر ہو جائے گا۔

تاویل نمبر ۲:...... کہتے ہیں کہ یہ منع ادباً ہے جیسے سائے مین پیشاب سے منع کیا گیا۔ یا جیسے پانی میں سانس لینے سے منع کیا گیا ہے۔ تو یہ وقوع نجاسات کے قبیل سے نہیں ہے۔

تاویل نمبر ۳:...... کسی نے یوں کہا کہ یہ ناپاک ہونے کی وجہ سے منع نہیں کیا گیا بلکہ **عدم امتیاز بین البول والماء** کی وجہ سے منع کیا گیا۔ کیونکہ دونوں رقیق ہیں۔

تاویلات کے جوابات:......

(۱) ہم کہتے ہیں کہ ناپاک ہونے کا یہی تو مطلب ہے کہ اجزاءِ نجاست اور اجزاءِ طہارت میں امتیاز نہیں ہو سکے گا۔ تو پھر **توقی عن النجاست** نہیں ہو سکے گی

(۲) یہ فہمِ راوی کے بھی خلاف ہے کیونکہ آپ نے ابو ہریرہؓ کا قول بھی پڑھا ہے کہ پھر تم میں سے ایک آ کر وضو کرے گا اور پیئے گا اس لئے پیشاب مت کرو [۱]

(۱۶۷)

باب اذا القی علی ظهر المصلی قَذَرٌ او جیفةٌ لم تفسد علیه صلوته

جب نمازی کی پشت پر کوئی نجاست یا مردار ڈال دیا جائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی

قال و کان ابن عمر اذا رأیٰ فی ثو به دما وهو یصلی و ضعه ومضی فی صلوته
انھوں نے کہا اور ابن عمرؓ جب نماز پڑھتے وقت کپڑے میں خون لگا ہوا دیکھتے تو اس کو اتار ڈالتے اور نماز پڑھتے رہتے

---

[۱] (فتح الباری ج۱ص ۴۷۲، فیض الباری ج۱ص ۳۳۶)

وقال ابن المسیب و الشعبی اذا صلی و فی ثوبه دم او جنابة

ابن میسب اور شعبی کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص نماز پڑھے اور اس کے کپڑے پر نجاست یا جنابت (منی) لگی ہو

اولغیرالقبلة او تیمم فصلی ثم ادرک المآء فی وقته لا یعید

یا قبلے کے علاوہ کسی اور طرف نماز پڑھی ہو یا تیمم کر کے نماز پڑھی ہو پھر نماز ہی کے وقت میں پانی مل گیا ہو تو نماز نہ لوٹائے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۳۷)حدثنا عبدان قال اخبرنی ابی عن شعبة عن ابی اسحٰق عن عمرو بن

ہم سے عبدان نے بیان کیا انھیں ان کے باپ (عثمان) نے شعبہ سے خبر دی انھوں نے ابواسحاق سے انھوں نے عمرو

میمون ان عبد الله قال بینا رسول الله ﷺ ساجد ح

بن میمون سے انھوں نے عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نماز پڑھتے وقت) سجدہ میں تھے (دوسری

قال وحدثنی احمد بن عثمان قال حدثنا شریح بن مسلمة قال حدثنا ابراهیم بن یوسف عن ابیه

سند سے) ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا ان سے شریح بن مسلمہ نے ان سے ابراہیم بن یوسف نے اپنے باپ

عن ابی اسحق قال حدثنی عمرو بن میمون ان عبدالله بن مسعود حدثه

کے واسطے سے بیان کیا، وہ ابواسحاق سے روایت کرتے ہیں ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے ان سے حدیث بیان کی

ان النبی ﷺ کان یصلی عند البیت و ابوجهل واصحاب له جلوس اذ قال

کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اسکے ساتھی (بھی وہیں) بیٹھے ہوئے تھے تو ان میں سے ایک نے

بعضهم لبعض ایکم یجئ بسلاجزور بنی فلان فیضعه علی ظهرمحمد اذا

دوسرے سے کہا تم میں سے کوئی شخص فلاں قبیلے کی (جو) اونٹنی (ذبح کی ہوئی ہے اسکی) اوجھری اٹھالائے اور (لاکر) جب محمدؐ

سجد فانبعث اشقی القوم فجآء به فنظر حتی اذا

سجدہ میں جائیں تو ان کی پیٹھ پر رکھ دے، ان میں سے ایک سب سے زیادہ بد بخت (آدمی) اٹھا اور اوجھری لے آیا اور دیکھتا رہا

سجد النبی ﷺ وضعه علی ظهره بین کتفیه

جب آپؐ نے سجدہ فرمایا تو اس نے اس اوجھری کو آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا

وانا انظر لا اغنی شیئا لوکانت لی منعة قال فجعلوا یضحکون

(عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں) اور میں دیکھ رہا تھا مگر کچھ نہیں کر سکتا تھا کاش میرے لئے جماعت ہوتی عبداللہ کہتے ہیں کہ (اس حال میں آپ کو دیکھ کر) وہ لوگ ہنسنے لگے

ویحیل بعضهم علی بعض ورسول الله ﷺ ساجد لا یرفع رأسه

اور (ہنسی) کے مارے لوٹ پوٹ ہونے لگے اور رسول اللہ ﷺ سجدہ میں تھے (بوجھ کی وجہ سے) اپنا سر نہیں اٹھا سکتے تھے

حتی جآء ته فاطمة فطرحته عن ظهره فرفع راسه ثم قال

حتی کہ حضرت فاطمہؓ آئیں اور وہ بوجھ آپؐ کی پیٹھ پر سے اتار کر پھینکا۔ تب آپؐ نے سر اٹھایا۔ پھر تین بار فرمایا

اللهم علیک بقریش ثلث مرات فشق ذلک علیهم اذ دعا علیهم قال

یا اللہ! تو قریش کی تباہی کو لازم کر دے (یہ بات) ان کافروں کو ناگوار ہوئی کہ آپؐ نے انھیں بددعا دی عبداللہ کہتے ہیں

وکانوا یرون ان الدعوة فی ذلک البلد مستجابة ثم سمی

کہ وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر (مکہ) میں دعا قبول ہوتی ہے پھر آپؐ نے (ان میں سے) ہر ایک کا (جدا جدا) نام لیا

اللهم علیک بابی جهل وعلیک بعتبة بن ربیعة وشیبة بن ربیعة

کہ اے اللہ! ان کو ضرور ہلاک کر دے' ابو جہل کو' عتبہ بن ربیعہ کو' شیبہ بن ربیعہ کو

والولیدبن عتبة وامیة بن خلف وعقبة بن ابی معیط وعد السابع فلم یحفظه

ولید بن عقبہ کو' امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو' ساتویں (آدمی) کا نام (بھی) لیا مگر مجھے یاد نہیں رہا

فوالذی نفسی بیده لقد رأیت الذین عد رسول الله ﷺ صرعیٰ فی

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جن لوگوں کا (بددعا دیتے وقت) رسول اللہ ﷺ نے نام لیا تھا
القلیب قلیب بدر.
میں نے ان (کی لاشوں) کو بدر کے کنویں پڑا ہوا دیکھا۔

انظر: ۵۲۰، ۲۹۳۴، ۳۱۸۵، ۳۸۵۴، ۳۹۶۰

عبداللہ: اس سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔

﴿تحقیق و تشریح﴾

باب کاما قبل سے ربط:...... (۱) چونکہ نجاستوں کا ذکر ہو رہا تھا اسی مناسبت کیوجہ سے ایک مسئلہ بیان کردیا۔

ربط:...... (۲) یا یوں کہیے کہ طہارتِ بدن کا بیان چل رہا تھا تو طہارتِ ثوب کا مسئلہ بھی بیان کردیا۔

ربط:...... (۳) مصنف خود فاعل مختار ہے اس کی مرضی جیسے چاہے لائے۔

اختلافِ ائمہ فی طہارتِ الثوب

امام مالکؒ:...... فرماتے ہیں کہ طہارتِ ثوب نماز کے لئے شرط نہیں ہے طہارتِ ثوب مسائلِ نماز میں سے نہیں ہے بلکہ مسائلِ لباس میں سے ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ناپاک کپڑا پہن کر نماز پڑھا کرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ شرائطِ نماز میں سے نہیں ہے۔

جمہورؒ:...... کہتے ہیں کہ طہارتِ ثوب شرط ہے ابتداءً بھی اور انتہاءً بھی۔

امام اوزاعیؒ:...... فرماتے ہیں کہ طہارتِ ثوب صرف ابتداءً شرط ہے انتہاءً شرط نہیں، اگر درمیانِ نماز کپڑا ناپاک ہوگیا تو نماز پڑھتے رہو۔

امام بخاریؒ:...... کا مذہب بھی یہی ہے۔

جواباتِ دلائلِ بخاری

امام بخاریؒ کی پہلی دلیل:...... **وکان ابن عمرؓ اذا رأی فی ثوبہ دما وھو یصلی وضعہ ومضی فی صلاتہ.**

جواب: ......اس کی کیا دلیل ہے کہ وہ خون مقدارِ درہم سے زائد تھا۔ یا اس کی کیا دلیل ہے کہ ابتدأً نہیں تھا بعد میں لگا [1]

امام بخاریؒ کی دوسری دلیل: ......وقال ابن المسیبؒ والشعبیؒ اذا صلی وفی ثوبہ دم او جنابۃ او لغیر القبلۃ او تیمم وصلی ثم ادرک الماء فی وقتہ لا یعید [2]

جواب: ...... ان دونوں (دم او جنابت) کا جواب یہ ہے کہ مقدارِ درہم سے کم ہو تو جائز ہے۔

او لغیر القبلۃ : ......اگر تحری کے باوجود رخ صحیح نہ ہوا تو ہمارے نزدیک بھی جائز ہے۔

او تیمم فصلی: ......ہمارے نزدیک بھی اگر فارغ ہو گیا تو نماز لوٹانا ضروری نہیں۔

حدثنا عبدانؒ : ...بسلا جزور۔

اونٹ کی بچہ دانی: ......سلابفتح السین المهمله وبالقصر هی الجلدة التی یکون فیها الولد والجمع اسلا [3]

اشقی القوم : ......عقبہ بن ابی معیط کو اشقی کہا گیا ہے اور یہ شقاوت جزئی ہے۔ اور کلی شقاوت ابو جہل کے لئے ہے۔

کان لی منعۃ: ......اس سے معلوم ہوا کہ دین کا رعب قائم کرنے کے لئے جماعت، طاقت اور قوت ضروری ہے

ویحیل بعضهم علی بعض: ......اس کے دو مطلب ہیں۔

(۱) ایک مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے کے اوپر ڈال رہے تھے ایک کہتا کہ اس نے یہ اوجھری ڈالی ہے اور دوسرا کہتا کہ اس نے ڈالی ہے۔

(۲) یا یہ مطلب ہے کہ ہنستے ہوئے اور مذاق اڑاتے ہوئے ایک دوسرے کے اوپر گر رہے تھے۔

حتی جاء تہ فاطمۃؓ فطرحت: ......امام بخاریؒ نے حدیث کے اس جملہ سے استدلال کیا ہے کہ انتہاء

---

[1] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۰۰، تقریر بخاری ج ۲ ص ۵۷) [2] (ع ج ۳ ص ۱۷۱) [3] (ع ج ۳ ص ۱۷۲)

طہارتِ ثوب شرط نہیں ہے۔

امام بخاریؒ کے استدلال کے جوابات:.......

(۱) یہ وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے فتح الباری کتاب التفسیر میں علامہ ابن حجرؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے

(۲) یہ استدلال تب صحیح ہوسکتا ہے جب یہ ثابت ہو کہ آپ ﷺ نے قضاء نہیں کی، **لا دلیل فیه انه اعادها ام لا** [۱] یہ جواب علامہ انور شاہ صاحبؒ نے دیا ہے۔

(۳) ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ کو نجس ہونے کا علم ہی نہ ہوا ہو اگر چہ بوجھ تو محسوس ہوا ہو [۲]

(۴) اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حالتِ استغراق میں محسوس ہی نہ ہوا ہو۔

(۵) آپ ﷺ نے اپنی حالتِ زار اللہ تعالیٰ کو دکھانے کے لئے اور مزید طلبِ رحمت کے لئے اپنے آپ کو اسی حالت میں رکھا۔ اس کا نام ,,**ابقاءِ هیئتِ محمودہ**،، ہے۔ اس کو مزید چند مثالوں سے سمجھ لیں۔

مثال:.......

(۱) حضرت حمزہؓ شہید ہوئے۔ تو انھیں مثلہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر صفیہؓ کے غم کا خیال نہ ہوتا تو حمزہؓ کو ایسے ہی پڑا رہنے دیتا۔

(۲) ایک محرم کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا **لا تغطوه** اس لئے کہ یہ قیامت کے دن تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا۔

(۳) حضرت حرامؓ کا واقعہ ہے کہ خون کو چہرے پر مل رہے تھے، **فنضحه علی وجهه ورأسه ثم قال فزت ورب الكعبة** [۳] اور یہ کہاں کا مسئلہ ہے؟

(۴) ایک انصاریؓ کو تیر لگا اور وہ نماز پڑھتا رہا۔

(۵) پولیس کے پاس زخمی کو اسی حالت میں لے جاتے ہیں تا کہ مظلومیت ظاہر ہو۔

(۶) ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ شہید کو اس حال میں اٹھائیں گے کہ خون بہتا ہوا ہوگا۔

---

[۱] (لامع الدراری ج۱ ص۱۰۵) [۲] (**لا دلیل فیه انه کان یعلم ان علی ظهره سلاجزور الخ**، حاشیہ لامع ج۱ ص۱۰۰، فیض الباری ج۱ ص۳۳۸)
[۳] (بخاری ص۵۸۷ ج۲)

اللھم علیک بقریش:......

سوال:......آپ ﷺ کے متعلق تو مشہور ہے کہ آپ ﷺ بددعا نہیں فرماتے تھے یہاں کیوں بددعا فرمائی؟ آپ ﷺ تو پتھر مارنے والوں اور کانٹے بچھانے والوں کیلئے بھی دعا فرمایا کرتے تھے۔

جواب:......آپ ﷺ کی دو حالتیں تھیں۔

(۱) حالتِ بشریت:......اس حالت کی وجہ سے جو آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتا تھا تو آپ ﷺ بدلہ نہ لیتے تھے۔ یہی مفہوم احادیث سے بھی ملتا ہے۔

(۲) دوسری حالتِ مناجات:......اس حالت میں اگر کوئی رکاوٹ بنا تو آپ ﷺ نے اس کے لئے بددعا فرمائی تو یہ بددعا انتقامِ نفسی نہیں ہے بلکہ حدود اللہ توڑنے کی وجہ سے ہے۔ اور جہاں بھی بددعا کا ذکر ہے وہ اسی پر محمول ہے [۱]

وعد السابع:......یہ سابع عمارہ بن ولید ہے [۲]

صرعی فی القلیب قلیب بدر:......ساتوں کے ساتوں کے بارے میں یہ نہیں بلکہ اکثر کہنا چاہیے کیونکہ عقبہ بن ابی معیط کو باندھ کر قتل کیا گیا اور عمارہ بن ولید کے بارے میں یہ ہے کہ نجاشی کی بیوی پر عاشق ہو گیا تھا۔ نجاشی نے اس کی شرم گاہ پر جادو کروا دیا جس سے یہ متوحش ہو گیا تھا۔ جانوروں کے ساتھ رہتا تھا اور حبشہ میں اس کی موت واقع ہوئی۔ امیہ بن خلف کا قصہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ قلیب بدر سے کچھ فاصلے پر قتل ہوا تھا۔ پھر یہ متبدن (پھول) ہو گیا تھا اٹھانے سے جوڑ ٹوٹتے تھے اس لئے وہیں اس پر مٹی ڈال دی گئی [۳]

---

[۱] (فیض الباری ج۱ ص۳۳۹) [۲] (لامع الدراری ج ص۱۰۲) [۳] (فتح الباری ج۱ ص۱۵۷) واستشکل بعضھم عدم عمارۃ بن الولید فی المذکورین لانہ لم یقتل ببدر بل ذکر اصحاب المغازی انہ مات بارض الحبشۃ.)

(۱۶۸)

باب البزاق والمخاط ونحوہ فی الثوب

کپڑے میں تھوک اور رینٹ وغیرہ لگ جائے تو کیا حکم ہے

وقال عروة عن المسور ومروان خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عروہ نے مسور اور مروان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
زمن الحديبية فذكر الحديث و ماتنخّم النبی صلی اللہ علیہ وسلم نخامة
حدیبیہ کے زمانے میں نکلے (اس سلسلہ میں) انھوں نے پوری حدیث نقل کی (اور پھر کہا کہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی مرتبہ بھی تھوکا
الا وقعت فی كف رجل منهم فدلک بها وجهه و جلده
وہ (زمین پر گرنے کی بجائے) لوگوں کی ہتھیلی پر پڑا (کیونکہ لوگوں نے غایت محبت کی وجہ سے ہاتھ سامنے کر دیئے) پھر وہ لوگوں نے اپنے چہروں اور بدن پر مل لیا
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۳۸) حد ثنا محمد بن یو سف قال ثنا سفيان عن حميد عن انس قال
ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' ان سے سفیان نے حمید کے واسطے سے بیان کیا' وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
بذق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ثو به. قال ابو عبدالله طوله ابن ابی مريم قال انا يحيیٰ بن ايوب قال حدثنی حميد قال سمعت انسا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) اپنے کپڑے میں تھوکا۔

انظر: ۴۰۵، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۷، ۵۳۱، ۵۳۲، ۸۲۲، ۱۲۱۴

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة

بزاق: ...... وہ ریز ہے جو منہ سے نکلتی ہے۔

مخاط: ...... وہ ریز ہے جو ناک سے نکلے۔اسی طرح جو گلے سے نکلے اسے نخامہ اور نخاعہ کہتے ہیں۔

غرض الباب: ...... امام بخاریؒ کی غرض ان لوگوں پر رد ہے جو نخاعہ اور نخامہ کو غیر طاہر کہتے ہیں۔

بزاق ومخاط کے بارے میں چند اقوال

(۱) قال البعض بزاق اور مخاط نجس ہے کپڑا اس سے ناپاک ہوجاتا ہے۔حضرت سلمانؓ اور بعض تابعینؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ بزاق نجس ہے [۱]

(۲) جمہورؒ کہتے ہیں کہ نظافت کے خلاف تو ہے لیکن طہارت کے خلاف نہیں تو ازالہ کا حکم تنظیف کے لئے ہے

(۳) قال البعض طاھر فی حق نفسه ونجس فی حق غیره۔امام بخاریؒ نے دو حدیثوں سے استدلال کیا ہے۔لیکن جمہورؒ کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ باب باندھ کر استدلال قائم نہیں کر سکے کیونکہ دونوں حدیثیں نخاعہ نبی ﷺ کے بارے میں ہیں اس سے عامۃ الناس کے نخاعہ کیلئے استدلال وقیاس صحیح نہیں امابصاق النبی ﷺ فھو اطیب من کل طیب واطھر من کل طاھر [۲] آپ ﷺ کے تو قذورات بھی پاک ہیں۔حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے ائمہ اربعہؒ کی کتب کے مطالعہ سے یہی سمجھا ہے۔

دلیل جمہورؒ: ...... مشہور حدیث ہے سور المؤمن شفاء. سؤر میں لعاب مل ہی جاتا ہے جب بزاق پاک ہے تو نخامہ اور مخاط کو بھی اس پر قیاس کرلیا جائے گا۔جو منفذ علیا سے نکلتا ہے وہ پاک ہے۔اور جو سفلی (سبیلین) سے نکلتا ہے وہ ناپاک ہے۔اس کے علاوہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) طبعی خون اور پیپ وغیرہ یہ ناپاک ہیں۔

(۲) اور جو غیر طبعی ہے پسینہ اور آنسو وغیرہ یہ پاک ہیں۔

---

[۱] (تقریر بخاری ج ص۷۵، ع ج۳ص۱۷۷) [۲] (عمدۃ القاری ج۳ص۱۷۷)

(۱۶۹)

باب لا یجوز الوضوء بالنبیذ ولا بالمسکر وکرهه الحسن وابو العالیة وقال عطاء التیمم احب الیّ من الوضوء بالنبیذ واللبن

نبیذ سے اور کسی نشہ والی چیز سے وضو جائز نہیں حسن بصری اور ابوالعالیہ نے اسے مکروہ کہا ہے اور عطاء کہتے ہیں کہ نبیذ اور دودھ سے وضو کرنے کے مقابلے میں مجھے تیمّم کرنا زیادہ پسند ہے

(۲۳۹) حدثنا علی بن عبد اللہ قال ثنا سفین قال عن الزهری عن ابی سلمة عن
ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے سفیان نے ان سے زہری نے ابوسلمہ کے واسطے سے بیان کیا وہ حضرت
عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کل شراب اسکر فهو حرام
عائشہؓ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ پینے کی ہر وہ چیز جس سے نشہ (پیدا) ہو حرام ہے

انظر: ۵۵۸۵، ۵۵۸۶

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض الباب :...... (۱) امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ نبیذ سے وضوٴ جائز نہیں ہے۔

(۲) مسکر سے وضوٴ جائز نہیں۔ تو گویا ترجمة الباب کے دو جزء ہو گئے [۱]

سوال :...... مسکر کے اضافہ کی ترجمة الباب میں کیا ضرورت تھی؟۔ یہ مسئلہ کوئی مخفی تو تھا نہیں۔

جواب :...... اصل تو یہ بیان کرنا ہے کہ نبیذ سے وضوٴ جائز نہیں ہے لیکن جس روایت سے استدلال کرنا تھا اس میں

---

[۱] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۰۲)

مسکر کا لفظ ہے۔ اس لئے ترجمہ میں بھی مسکر کو ذکر کر دیا۔ اور کوئی روایت نبیذ سے وضوء کے عدم جواز پر شرائط کے مطابق نہیں ملی۔ تو نبیذ جو مقدمہ مسکر ہے اور مقدمہ شئی خود شئی کے حکم میں ہوا کرتا ہے جب مسکر سے وضو جائز نہیں تو نبیذ سے بھی جائز نہیں ہوگا۔

جواب: ...... ہم کہتے ہیں کہ ذرا ایک قدم اور آگے بڑھو۔ کہ پانی بھی مقدمہ نبیذ ہے اور نبیذ مقدمہ مسکر ہے اگر نبیذ سے بوجہ مقدمہ مسکر ہونے کے وضو جائز نہیں تو پانی جو مقدمہ نبیذ ہے اس سے بھی وضو جائز نہیں ہونا چاہیے۔ باقی جو اقوال نقل کئے گئے ہیں وہ امام اعظمؒ پر حجت نہیں ہیں۔ تو ترجمۃ الباب ہی ثابت نہ ہوا۔

مسئلہ نبیذ: ...... نبیذ بروزن فعیل بمعنی منبوذ ہے۔ نبیذ کی اصطلاحی تعریف۔ **ماء القی فیہ التمر او الزبیب**

نبیذ کی اقسام

نبیذ کی کئی اقسام ہیں۔

(۱) نبیذ کچی ہوگی یا پکی۔

(۲) احد الاوصاف میں تغیر ہوا ہوگا یا نہیں۔

(۳) رقت وسیلان زائل ہوا ہوگا یا نہیں۔

(۴) مسکر ہوگا یا نہیں۔

ان سب کا حکم: ...... اگر نبیذ مسکر ہے تو چاہے کچا ہو یا پکا اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔ اور اگر مسکر تو نہیں بلکہ رقت اور سیلان زائل ہو گیا لیکن تغیر نہیں ہوا تو کچا ہو یا پکا دونوں صورتوں میں اس کا استعمال جائز ہے اور احد الاوصاف متغیر ہو گیا۔ اگر کچا ہے تو احنافؒ کے نزدیک جائز ہے۔ جمہورؒ کے نزدیک ناجائز ہے۔ اور اگر پکا ہو تو صاحبینؒ بھی جمہورؒ کے ساتھ ہیں کہ ناجائز ہے صرف امام ابوحنیفہؒ باقی رہ گئے [۱]

[۱] (واما لوضوء بالنبیذفھو جائزعند ابی حنیفة ولکن یشترط ان یکون حلوا رقیقا یسیل علی الاعضاء کا لماء وماا شتد منھا صار حراما لایجوزالتوضئی بہ وان غیر تہ النا ر فمادام حلوا فھو علی الخلاف (ع ج ۳ ص ۱۷۹) (خلاصہ کلام: نبیذ تمر کے علاوہ دوسرا کوئی پانی موجود نہ ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک نبیذ تمر سے وضو کرے، امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمدؒ کے نزدیک وضو اور تیمم دونوں کرے۔ نبیذ مختلف فیہ یہ ہے کہ پانی میں کھجور ڈال دی جائیں یہاں تک کہ پانی شیریں اور پتلا ہو کر اعضاء پر پانی کی طرح بہہ جائے نہ گاڑھا ہوا اور نہ نشہ آور۔ اور اگر وہ گاڑھی اور کڑوی ہوگئی تو اس سے بالاجماع وضو کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ نشہ آور اور حرام ہے۔ اور اگر اس کو آگ پر پکا لیا گیا تو جب تک وہ شیریں اور رقیق ہے، اعضاء پر پانی کی طرح بہتی ہے تو وہ بھی امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کے درمیان مختلف فیہ ہے اور اگر پکانے سے گاڑھی ہوگئی تو امام صاحبؒ کے نزدیک اس سے وضو کرنا جائز ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں۔ اشرف الھدایہ ص ۱۸۸ ج ۱)

نظائر:...... امام ابوحنیفہؒ نے نبیذ کے بہت سارے نظائر بیان فرمائے ہیں۔

(۱):...... بیری کے پتے ڈال کر ابال لیا جائے تو استعمال جائز ہے۔

(۲):...... حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ کو حضور ﷺ کے اونٹ پر حیض آ گیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **انفست** اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب تو فارغ ہو تو پانی میں نمک ڈال کر غسل کر لینا [۱] خلاصہ یہ کہ ام سلمہؓ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ نمک ڈال کر نہایا کرو۔

(۳) اور عجین پاک ملا ہوا ہو تب بھی جائز ہے۔ حدیث میں ہے **وفیه اثر العجین**.

(۴) اور خطمی والے پانی سے غسل کرنا آپ ﷺ سے ثابت ہے ابوداؤد میں ہے **کان رسول الله ﷺ یغسل رأسه بالخطمی** [۲]

مدارِ اختلاف:...... قرآن کریم میں ہے **فان لم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا**۔ اگر پانی نہ ملے تو تیمّم کرو جمہورؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد ماء مطلق ہے لہٰذا کوئی بھی تقیید شامل نہیں ہونی چاہیے ورنہ وضوٗ جائز نہیں ہوگا اس لئے ماءِ زعفران اور **ماء فیه اثر العجین** سے وضوٗ جائز نہیں ہے اور امام اعظمؒ فرماتے ہیں۔ کہ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ ماء سے مراد ماء مطلق ہے۔ لیکن احنافؒ کہتے ہیں کہ ایک آدھ وصف کے بدلنے سے کچا ہو یا پکا وہ اطلاق سے نہیں نکلا۔ صرف اضافت کے ذکر کر دینے سے کوئی چیز اپنے اطلاق سے نہیں نکلتی۔ جب تک کہ کوئی دوسرا نام تجویز نہ ہو جائے۔ اضافت کی وجہ سے ماء ہونا اور پختہ ہو گیا۔ اگر یہ پانی سے نکل کر کوئی اور چیز بنتا تو وہ نام دیا جاتا۔ نمک مرچ ڈال کر آپ نے پانی ابال دیا تو وہ شوربا بن گیا اور اس کا نام بھی اور پڑ گیا اس کو اب ماء نہیں کہتے بلکہ مرق کہتے ہیں ایسے تو ماء الانہار اور ماء البیر میں بھی اضافت ہے رنگ تو ان کا بھی بدلا ہوا ہوتا ہے۔ سمندر کے پانی سے وضو نہیں کرو گے کیا؟ نمکیں بھی ہے اور رنگ بھی بدلا ہوا ہے۔ دیکھا احنافؒ کا کیا مقام ہے تم نے قید لگا کر مخلوق پر تنگی کر دی۔ کبھی برف ڈال کر ٹھنڈا کر لیا جاتا ہے۔ کبھی پھٹکڑی ڈال لی جاتی ہے تو کیا یہ ناپاک ہو گیا ان سے وضوٗ ناجائز ہے؟

خلاصہ کلام:...... تو خلاصہ یہ نکلا کہ جب تک پانی کا نام باقی ہے وضو کرنا جائز ہوگا۔

و کرهه الحسنؒ و ابو العالیةؒ یہ حضرت حسنؒ کا مذہب ہوگا اور انکا مذہب امام اعظمؒ پر حجت نہیں اور ابوالعالیہؒ سے امام

---

[۱] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۷۶) [۲] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۷۶)

بخاریؒ نے مجملاً نقل کیا ہے ان کا اثر تفصیل سے دارقطنی میں ہے کہ ابوالعالیہؒ نے جب وضوء بالنبیذ سے منع کیا تو کسی نے کہا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں تو وضو کرتے تھے تو ابوالعالیہؒ نے فرمایا کہ وہ تمھاری انبذہ کی طرح نجس نہیں تھی معلوم ہوا کہ ابوالعالیہؒ کی کراہت اس کی شدت اور غلیان کی وجہ سے تھی اور ممکن ہے کہ حسنؒ نے بھی اسی قسم کو مکروہ سمجھا ہو

وقال عطاءؒ : ...... یہ ان کا اپنا مذہب ہے۔

کرهه الحسن: ...... هو البصری امام الذی علقه عن الحسن فرواه ابن ابی شیبةؒ حدثنا وقیع عن سفیان سمع الحسن یقول لا یتوضأ بلبن ولا نبیذ ورواه عبدالرزاق فی مصنفه.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۷۰)
باب غسل المرأة اباها الدم عن وجهه
وقال ابو العالية امسحو على رجلي فانها مريضة

عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا
ابوالعالیہ نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ میرے پیروں کو ملو کیونکہ وہ (تکلیف کی وجہ سے) مریض ہوگئے ہیں

(۲۴۰) حدثنا محمد قال ثنا سفيان بن عيينة عن ابي حازم سمع سهل بن سعد الساعدي
ہم سے محمد نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے ابن حازم کے واسطے سے نقل کیا انھوں نے سہل بن سعد الساعدی سے
وسأله الناس ومابيني وبينه احد باى شئ دوى جرح النبى ﷺ فقال ما بقى احد اعلم به منى
سنا کہ لوگوں نے ان سے پوچھا اور (میں اس وقت سہل کے قریب تھا کہ) میرے اور ان کے درمیان مجھ سے زیادہ کوئی نہیں رہا

کا ن علی یجیئ بترسه فیه مآ ء و فاطمة تغسل عن وجهه الد م فا خذ حصیر فا حر ق
علیؓ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے اور حضرت فاطمہؓ آپؐ کے منہ سے خون کو دھوتیں ۔ پھر ایک بوریا لے کر جلایا
فحشی به جر حه.
گیا اور آپؐ کے زخم میں بھر دیا گیا۔

انظر: ۲۹۰۳، ۲۹۱۱، ۳۰۳۷، ۴۰۷۵، ۵۲۴۸، ۵۷۲۲

سهل بن سعد الساعدی انصاری: ان کا نام حزن رکھا گیا تھا نبی پاک ﷺ نے انکا نام سہل رکھا۔ کل مرویات: ۱۳۸

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

سوال: ...... ترجمۃ الباب تو ثابت ہے۔ لیکن باب کا کتاب الوضوء سے کیا ربط ہے۔

جواب: ...... اصل میں استعانت وضو کا بیان ہے۔ لیکن شرائط کے مطابق کوئی روایت نہ ملی۔ تو یہ روایت لے آئے کہ جیسے ازالۂ خبث کے لئے مدد لینا جائز ہے ایسے ہی ازالۂ حدث کے لئے بھی مدد لینا جائز ہے [1]

جب ترجمۃ الباب کا مقصد واضح ہو گیا تو وقال ابو العالیہ اثر کا ربط بھی معلوم ہو گیا کہ اس میں استعانت فی الوضوء ہے۔ ورنہ اس کا ربط مشکل ہو جاتا۔

فاخذ حصیر فاحرق فحشی به جرحه: ...... جب پانی ڈالنے سے خون بند نہ ہوا تو ایک چٹائی (بوریا) جلا کر اس کی راکھ زخم میں بھر دی گئی راکھ کا خون کو روکنے میں ایک خاصہ ہے اسی وجہ سے بچوں کے ختنہ کے بعد اس مقام پر راکھ لگا دیتے ہیں۔

مسائل مستنبطه: ......

(۱) فیه جواز المداواة بالحصیر المحرق لانه یقطع الدم.

(۲) وفیه ان المداواة لا تنا فی التوکل. [2]

[1] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۰۳) وقال ابو العالیة امسحو اعلی رجلی فانها مریضة، فتح الباری ج ۱ ص ۷۶) (بخاری ج ۱ ص ۳۸) [2] (عمدة القاری ج ۳ ص ۱۸۳)

(۱۷۱)

باب السواک

وقال ابن عباسؓ بت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاستن

مسواک کا بیان، ابن عباس نے فرمایا کہ میں نے رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گذاری تو (میں نے دیکھا کہ) آپؐ نے مسواک کی

(۲۴۱) حدثنا ابو النعمان قال ثنا حماد بن زید عن غیلان بن جریر عن ابی بردة

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا ان سے حماد بن زید نے غیلان بن جریر کے واسطے سے نقل کیا۔ وہ ابو بردہؓ سے وہ اپنے

عن ابیه قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدته یستن بسواک بیده

باپ سے روایت کرتے ہیں کہ (میں ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے مسواک کرتے ہوئے پایا

یقول اعْ اعْ والسواک فی فیه کانه یتهوع

اور آپؐ کے منہ سے اع اع کی آواز نکل رہی تھی اور مسواک آپؐ کے منہ میں (اسطرح) تھی جس طرح آپؐ قے کر رہے ہوں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۴۲) حدثنا عثمان ابن ابی شیبة قال ثنا جریر عن منصور عن ابی وائل

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا ان سے جریر نے منصور کے واسطے سے نقل کیا۔ وہ ابو وائلؒ سے

عن حذیفة قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام من اللیل یشوص فاه بالسواک

وہ حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے

انظر: ۸۸۹، ۱۱۳۶

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

حذیفة: ...... اس سے مراد حذیفہ بن الیمان رضؓ ہیں جو راز دار نبوت تھے.

ربط: ...... وضوٗ ختم ہونے لگا تو امام بخاریؒ کو مسواک یاد آ گئی۔ اصل بات یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ مسواک سنتِ وضوٗ ہے یا سنتِ نماز۔ امام بخاریؒ نے اسکو اپنے موقع سے ہٹا کر مؤخر ذکر کیا اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ یہ سنتِ وضوٗ میں سے نہیں ہے۔ چنانچہ بخاریؒ ج ا ص ۱۲۲ پر شرح صدر کے ساتھ اس کو قائم کریں گے صرف استحباب و وجوب کا فرق ہے۔ کرنی دو جگہ ہے۔

مسواک کا حکم: ...... مسواک جمہورؒ کے نزدیک سنت ہے۔ بعض ظواہر کے نزدیک واجب ہے۔ ابن حزمؒ کے نزدیک جمعہ کے دن واجب ہے اور باقی ایام میں سنت ہے۔

سوال: ...... مسواک سنتِ وضوء ہے یا سنتِ صلوۃ یا سنتِ دین؟

جواب: ...... بعض نے سنتِ وضوء کہا ہے اور بعض نے سنتِ صلوۃ قرار دیا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ یہ سنتِ دین ہے[1]

مسواک کے فوائد: ...... مسواک کے ستر فوائد ہیں ان میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ مرتے وقت شہادتین یاد دلاتی ہے [2]

حدثنا ابو النعمان: ...... اع اع، اُع اُع اور کہیں ہے اِع اِع اور کہیں ہے اَع اَع تعارض نہیں ہے کیونکہ ہر کوئی اپنے ذوق کے مطابق تشبیہ دیتا ہے۔

---

[1] (وهو الاقوى نقل ذلک عن ابی حنیفة وفی الهدایة ان الصحیح استحابة و کذا هو عند الشافعی : عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۸۵)
[2] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۷۸)

(۱۷۲)

﴿باب دفع السواک الی الاکبر﴾

بڑے آدمی کومسواک دینا

وقال عفان حدثنا صخر بن جویریة عن نافع
عفان کہتے ہیں کہ ہم سے صخر بن جویریہ نے نافع کے واسطے سے بیان کیا
عن ابن عمر ان النبی ﷺ قال ارانی اَتَسَوک بسواک
وہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ (خواب میں) مسواک کررہا ہوں
فجاءنی رجلان احدهما اکبر من الاخر فناولت السواک الاصغر منهما فقیل لی
'تو میرے پاس دو آدمی آئے' ایک ان میں سے دوسرے سے بڑا تھا تو میں نے چھوٹے کو مسواک دی۔ پھر مجھ سے کہا گیا
کبر فدفعته الی الاکبر منهما قال ابوعبداللّٰه اختصره نعیم
گیا کہ بڑے کو دو ۔تب میں نے ان میں سے بڑے کو دی۔ ابوعبداللہ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو نعیم نے
عن ابن المبارک عن اسامة عن نافع عن ابن عمر
ابن المبارک سے' انھوں نے اسامہ سے' انھوں نے نافع سے انھوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے مختصر طور پر روایت کیا ہے

﴿تحقیق وتشریح﴾

(اخرج البخاری هذا الحدیث بلارواية ولکن وصله غیره منهم ابوعوانة فی صحیحه عن محمد بن اسحاق الصغانی وغیره عن عفان واخرجه ایضا ابونعیم الاصبهانی عن ابی احمد عمدة القاری ج۳ ص ۱۸۶)

غرضِ امام بخاریؒ :......فضیلتِ مسواک کو بیان کرتا ہے۔ کہ مسواک بڑی فضیلت والی چیز ہے۔ یہ باب

اس لئے قائم کیا جاتا ہے کہ بظاہر چونکہ اس سے منہ صاف کیا جاتا ہے۔تو ناپسندیدہ چیز معلوم ہوتی ہے تو امام بخاریؒ ثابت کررہے ہیں کہ فضیلت والی چیز ہے ۔اوراس طریقے سے ثابت کررہے ہیں کہ اس کا بڑوں کو دینے کا حکم ہے اور بڑوں کوخطیراور عظیم چیز دی جاتی ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسواک ناقابلِ استعمال بھی ہوجائے تب بھی معزز جگہ رکھنی چاہیے [۱]

تعارض:...... یہ واقعہ یقظہ کا ہے یا نوم کا۔اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عالمِ رؤیت (خواب) کی بات ہے ابوداؤد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عالمِ یقظہ کی بات ہے۔اور عینی کے حوالے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، رایت **رسول الله ﷺ یسن فاعطاه اکبر القوم ثم قال ان جبریل امرنی ان اکبره اخرجه احمدؒ و البیهقیؒ** [۲]

تطبیق:......اس طرح ہے کہ دونوں کا واقعہ ایک ہے۔کیونکہ آپ ﷺ کے خواب بالکل بعینہ پورے بھی ہوجاتے تھے۔پہلے خواب میں دیکھا پھر بیداری میں عمل کیا [۳]

وجوہ ترجیح لاحد:...... کسی کو کسی پر ترجیح دینے کی کئی وجوہ ہوتی ہیں۔

(۱) **اکبر:**......اکبر کی ترجیح اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے۔اور حویصہؓ اور محیصہؓ کی روایت سے بھی۔جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بڑے کو بات کرنے دو۔

(۲) **اقدم:**......یہ بھی حدیث سے ثابت ہے۔

(۳) **الا یمن فالایمن:**......ایمن کی ترجیح بھی حدیث سے ثابت ہے۔آپ ﷺ تشریف فرما تھے دائیں طرف بچہ تھا اور بائیں طرف اشیاخ تھے تو آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ اشیاخ کو دوں اور بچہ سے اجازت لی بچہ نے اجازت نہ دی اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عندالتعارض ترجیح کس کو دینی ہے۔

(۴) **اقرب:**......یہ بھی حدیث سے ثابت ہے۔باب المیراث میں آپ نے پڑھا ہے **الاقرب فالاقرب**

(۵) **اعلم:**......**اعلم فالاعلم** مسئلہ امامت میں آپ نے پڑھا ہے۔

(۶) **اصغر:**......جب کوئی پھل آتا ہے تو آپ بھی پہلے چھوٹوں کو دیتے ہیں۔

۱(فیض الباری ج ۱ص ۳۴۵) ۲(عمدۃ القاری ج ۳ص ۱۸۷) ۳(فیض الباری ج ۱ص ۳۴۵)

اب بتلاؤ ترجیح کے قائل ہو یا مساوات کے۔ بڑے بڑے فہیم مساوات لئے پھر رہے ہیں۔ غیروں کی مداخلت نے بیوقوف بنادیا۔ اور اس مذہب کا پرچار کر رہے ہیں۔ جس پر عمل محال ہے۔ ایک دن بھی عمل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ہوا ہے جرنیل اور ایک دھان دھننے والے کا درجہ ایک ہے؟۔ بیمار کو بھی اور وہی تندرست کو بھی۔ یہ تو ظلم ہے۔ میرے خیال میں شیطان کے مذاہب میں سے سب سے باطل یہی مذہب ہے۔ اسلام چودہ سو سال سے اپنی تعریف کرا سکتا ہے۔ اور چالیس سال کی مدت میں اس مذہب کا بطلان دنیا پر واضح و روشن ہوگیا۔ اب تنگ ہو کر کہتے ہیں کہ اس کو بدلنا چاہیے مساوات قائم کرنی ہے تو ایک سال مرد بچہ جنے اور ایک سال عورت جنے، مساوات جو کرنی ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اسلام میں مساوات نہیں ہے۔ اسلام میں مساوات ہے۔ مگر اسلامی مساوات یہ ہے کہ حقدار کو حق دیا جائے ضرورت مند کو ضرورت کے لحاظ سے دیا جائے۔ یہ لوگ مساوات کے نعرے لگاتے ہیں۔ روس میں پانچ کروڑ مزارعین کو قتل کیا تھوڑی تھوڑی ہر ایک کی زمین تھی۔ حکومت نے کہا کہ حکومت کا ٹریکٹر آیا کرے گا اور وہ تمھاری زمینوں پر ہل چلادیا کرے گا۔ یہ بہت خوش ہوئے۔ پھر کہا کچھ ٹریکٹر کا تو پانچ دس فیصد حصہ نکال دیا کرو اور زمیندار بڑے خوش ہوئے۔ پھر ایک تقسیم کرنے والا مقرر کردیا۔ اور پھر اعلان کردیا کہ ساری زمین حکومت کی ہے۔ روٹی کپڑا دیا جائے گا۔ مزارعوں نے ہڑتال کی تو قتل کردیئے گئے۔ آبادی کم ہوگی اور وسائل زیادہ ہوں گے۔ شام کو خاوند گھر نہ آئے تو بیوی سمجھ جاتی ہے کہ کوئی غلطی ہوگئی ہوگی۔ جیل میں ہوگا۔ وہ جیل میں روٹی لے جاتی ہے۔ تین دن گزر جائیں گھر نہ آئے تو سمجھ جاتی ہے کہ قتل کردیا گیا ہوگا یہ کوئی زندگی ہے یا قبرستان۔ یہ انقلاب کیسے آیا۔ سب لیڈروں کو سرکاری طور پر جمع کیا۔ کہ آپس میں کوئی فیصلہ کرلو۔ حکومت وہی کردے گی اور سرکاری آدمی بیچ میں چھوڑ دیئے جو کوئی نہ کوئی ایسی شرط لگادیتے کہ کہیں اتفاق نہ ہوجائے۔ تین دن تک بحث چلتی رہی مگر کوئی مشترکہ فارمولہ تیار نہ ہوا اور ادھر ریڈیوں اور اخبارات میں شور مچادیا کہ لیڈر کسی ایک بات پر اتفاق نہیں کرتے۔ لڑائیاں کرواتے ہیں سب کو گولی سے اڑادیا نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ نہ کوئی احتجاج کرنے والا اور نہ کوئی پوچھنے والا۔ پورا ملک قبرستان بنادیا گیا (روسی انقلاب کا قصہ سنایا)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۷۳)

﴿باب فضل من بات علی الوضوء﴾

باوضوء رات کو سونے والے کی فضیلت

(۲۴۳) حدثنامحمد بن مقاتل قال انا عبداللہ قال انا سفین عن منصورعن سعد
ہم سے محمد بن مقاتل نے کہا، انہیں عبداللہ نے خبر دی، انہیں سفیان نے منصور کے واسطے سے خبر دی وہ سعید
ابن عبیدة عن البراء بن عازب قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بن عبیدہ سے، وہ براء بن عازبؓ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اذااتیت مضجعک فتوضأوضوءک للصلوۃ ثم اضطجع علی شقک الایمن
جب تم اپنے بستر پر لیٹنے کے لئے آؤ، اس طرح وضو کرو جیسے نماز کے لیے کرتے ہو، پھر داہنی کروٹ پر لیٹ رہو اور یوں کہو
ثم قل اللھم اسلمت وجھی الیک وفوضت امری الیک والجات ظھری الیک
اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف جھکادیا، اپنا معاملہ تیرے ہی سپرد کردیا، میں نے
رغبة و رھبة الیک لا ملجأ و لا منجأ منک الا الیک
تیرے ثواب کی توقع اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھے ہی اپنا پشت پناہ بنایا تیرے سوا کہیں پناہ اور نجات کی جگہ نہیں
اللھم امنت بکتابک الذی انزلت و نبیک الذی ارسلت
اے اللہ جو کتاب تو نے نازل کی ہے میں اس پر ایمان لایا، جو نبی تو نے (مخلوق کی ہدایت کے لیے) بھیجا ہے میں اس پر ایمان لایا
فان مت من لیلتک فانت علی الفطرة و اجعلھن اخر ماتتکلم بہ
تو اگر اس حالت میں اسی رات مر گیا تو فطرت (یعنی دین) پر مرے گا اور اس دعا کو سب باتوں کے اخیر میں پڑھو

قال فرددتها على النبی صلى الله علیه وسلم فلما بلغت
براء کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس دعا کو دوبارہ پڑھا، جب میں امنت بکتابک الذی پر پہنچا
اللھم امنت بکتابک الذی انزلت قلت ورسولک قال لا ونبیک الذی ارسلت
تو میں نے ورسولک (کالفظ) کہا، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (یوں کہو) ونبیک الذی ارسلت

انظر: ۳۱۱، ۶۳۱۱، ۶۳۱۳، ۶۳۱۵، ۷۴۸۸

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

غرض امام بخاریؒ: ......شرح حدیث ہے۔ افضل یہ ہے کہ باوضوء سوئے۔ اور اگر پہلے سے وضوء ہے تو اس پر بھی سو سکتا ہے۔ ورنہ کرلے۔ تو یہ ترجمہ شارحہ ہوا۔

حدثنا محمدؒ بن مقاتل: ......حدیث میں یہ الفاظ ہیں اذا اتیت مضجعک فتوضأ وضوءک للصلوة۔ تو باب کے اندر فضل کا لفظ زیادہ کرکے اشارہ کردیا کہ یہ امر استحبابی ہے من بات سے بتلادیا کہ جس کا وضو ہو اس کے لئے ضروری نہیں ہے۔

علی شقک الایمن: ......دائیں پہلو پر لیٹنا انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے اور بائیں طرف پر لیٹنا نوم غافلین ہے کیونکہ بائیں پہلو پر لیٹنے سے قلب کی حرکت کم ہوجاتی ہے۔ تو نیند گہری آتی ہے۔ دائیں طرف لیٹنے سے دل لٹکتا رہتا ہے اور ہوشیار رہتا ہے۔ بیدار بھی جلدی ہوجاتا ہے۔ اور سیدھا لیٹنا نوم صالحین ہے آپ ﷺ بھی پہلے ایسے لیٹتے تھے پھر دائیں طرف ہوجاتے۔ لان النبی ﷺ کان یحب التیامن ولانه اسرع الی الانتباه[1] الٹا لیٹنا نوم فاسقین ہے۔

ونبیک الذی ارسلت: ......

سوال: ......کیا آپ ﷺ روایت بالمعنی سے روک رہے ہیں۔

جواب: ......روایت بالمعنی سے نہیں روک رہے وہ تو بالاجماع ثابت ہے۔ اس جگہ پر روکنے میں چند ایک حکمتیں

[1] (عمدة القاری ج ۳ ص ۱۹۰)

ہیں۔ جواس جگہ خاص ہیں۔

(۱) ادعیہ ماثورہ کے اندر برکت ہوتی ہے۔

(۲) بعض ایسے رسول ہیں جو نبی نہیں ہیں جیسے حضرت جبریل علیہ السلام۔

(۳) بظاہر تکرار سے بچنے کے لئے نبیک کے لفظ میں بلاغت ہے۔

(۴) ورسولک میں نبی علیہ کی تصریح نہیں ہے اور نبی میں رسول کا ذکر بھی صراحۃً ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم
کتاب الغسل
غسل کا بیان

وقول اللّٰه تعالیٰ،وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْاالیٰ قوله لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْن ، وقوله يَآاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الیٰ قوله عَفُوًّاغَفُوْرًا

خدا تعالیٰ کا قول ہے ''اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب اچھی طرح پاک ہو لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا کوئی تم میں سے آیا ہے جائے ضرورت سے یا پاس گئے ہو تم عورتوں کے، پھر نہ پاؤ تم پانی، تو قصد کرو پاک مٹی کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھوں کو اس سے، اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی کرے لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور پورا کرے اپنا احسان تم پر تا کہ تم احسان مانو'' خداوند تعالیٰ کا قول ہے کہ'' اے ایمان والو نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو ، یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ اس وقت کہ غسل کی حاجت ہو مگر راہ چلتے ہوئے یہاں تک کہ غسل کر لو، اور اگر تم مریض ہو، یا سفر میں، یا آیا ہے تم میں سے کوئی جائے ضرورت سے، یا پاس گئے تم عورتوں کے پھر نہ ملے تم کو پانی تو ارادہ کرو پاک مٹی کا، پھر ملو اپنے منہ اور ہاتھوں کو، بے شک اللہ معاف فرمانے والا اور بخشنے والا ہے۔

﴿تحقیق و تشریح﴾

غسل:...... بفتح الغین اور بضم الغین المعجمة۔ دونوں طرح پڑھا گیا ہے بالضم بمعنی اغتسال ہے جب اس کی اضافت جمیع بدن کی طرف ہو تو بالضم پڑھا جاتا ہے۔ اور جب بعض بدن یا غیرِ بدن کی طرف ہو تو بالفتح پڑھا جاتا ہے۔ اگر چہ لغوی اعتبار سے دونوں طرح جائز ہے۔

ربط:...... پہلے حدث اصغر کا بیان تھا اب حدث اکبر کا بیان ہے۔

سوال:...... دو آیتوں کو کس مقصد کے لئے ذکر کیا؟

جواب:...... وجوبِ غسل کی دلیل بتانے کیلئے استدلالاً ذکر کیا ہے۔ یا پھر استبراکاً لائے ہیں [1]

اعتراض:...... دو آیتیں ذکر کیں ایک سورتِ نساء کی اور دوسری سورتِ مائدہ کی۔ اگر استدلالاً ذکر کیں تو قرینِ قیاس یہ تھا کہ پہلی سورت کی آیت کو پہلے اور بعد والی سورت کی آیت کو بعد میں لاتے۔ تو یہ قلب کیوں کیا؟

---

[1] (فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۱)

جواب:......عکسِ ترتیب کی وجہ یہ ہے کہ سورتِ مائدہ میں اجمالاً ذکر ہے۔اور نساء میں تفصیلاً۔اور ترتیب میں تقاضاء طبعی یہ ہوتا ہے کہ مجمل کو مقدم ذکر کیا جائے پھر مفصل کو،تو یہاں ترتیب قرآنی کا لحاظ نہیں کیا بلکہ تقاضائے طبعی کا لحاظ کیا ہے [1]

(۱۷۴)

باب الوضوء قبل الغسل

غسل سے پہلے وضو کا بیان

(۲۴۴) حدثنا عبد الله بن یوسف قال انا مالک عن هشام عن ابیه عن

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا،انہوں نے کہا کہ ہمیں مالک نے خبر دی ہشام سے روایت کر کے وہ اپنے والد

عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم ان النبی صلی الله علیه وسلم کان

سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب

اذاغتسل من الجنابة بدأ فغسل یدیه ثم یتوضأ کما یتوضأ للصلوة

غسل فرماتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر اسی طرح وضو کرتے جیسے نماز کے لیے آپؐ کی عادت تھی

ثم یدخل اصابعه فی الماء فیخلل بها اصول الشعر

پھر پانی میں اپنی انگلیاں ڈبوتے تو ان سے بالوں کی جڑوں کا خلال فرماتے

ثم یصب علی رأسه ثلث غرف بیده ثم یفیض المآء علی جلده کله

پھر اپنے سر مبارک پر اپنے ہاتھ تین چلو پانی بہائے پھر اپنے تمام جسم مبارک پر پانی بہاتے

انظر: ۲۶۲،۲۷۲ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[1] (فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۱)

(٢٤٥) حدثنا محمد بن يوسف قال ثنا سفيان عن الاعمش عن سالم بن ابی
ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا اعمش سے روایت کر کے وہ
الجعد عن كريب عن ابن عباس عن ميمونة زوج النبی صلی الله عليه وسلم
سالم بن ابی الجعد سے وہ کریب سے وہ ابن عباسؓ سے وہ میمونہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے، آپ نے
قالت توضأ رسو ل الله صلی الله عليه وسلم وضوء ه للصلوة غير رجليه
فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے وضو کی طرح ایک مرتبہ وضو کیا البتہ پاؤں نہیں دھوئے
وغسل فرجه وما اصابه من الاذی ثم افاض عليه المآء ثم نحی رجليه
پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا اور جہاں کہیں بھی نجاست لگ گئی تھی اس کو دھویا پھر اپنے اوپر پانی بہالیا پھر سابقہ جگہ سے ہٹ کر
فغسلهما هذه غسله من الجنابة.
اپنے دونوں پاؤں کو دھویا، یہ تھا آپؐ کا غسل جنابت۔
انظر: ۲۵۷، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۶، ۲۷۴، ۲۷۶، ۲۸۱

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

غرض الباب: ...... امام بخاریؒ کی غرض ائمہؒ کے اختلافات کا بیان ہے۔اس بارے میں چند اقوال ہیں۔

القول الاول: ...... قال البعض اشارة الى اختلاف المذاهب ہے۔کہ قبل الغسل وضو واجب ہے یا مستحب؟ جمہور کے نزدیک مستحب ہے۔تو اس سے جمہورؒ کی تائید ہے۔اور تائید اس طرح ہوئی کہ حکم کوئی نہیں لگایا صرف اتنا کہہ دیا الوضوء قبل الغسل۔تو اس سے ثبوت تو ہے وجوب نہیں ہے اگر وجوب کو ثابت کرنا چاہتے تو کہتے وجوب الوضوء قبل الغسل۔

مذهب ظاهريه : ...... اہل ظواہر کے نزدیک وضو قبل الغسل واجب ہے۔

القول الثانی:...... وضوٴ جزءِ غسل ہے یا تشریعاً مقدم کیا جاتا ہے ائمہؒ کے اس بارے میں دو قول ہیں۔

(۱) قال البعض جزءِ غسل ہے (۲) وقال البعض تشریعاً مقدم کیا جاتا ہے۔ جمہورؒ جزءِ غسل ہونے کے قائل ہیں۔

ثمرۂ اختلاف:...... یہ ہے کہ جو جزءِ غسل کے قائل ہیں ان کے نزدیک بعد الغسل وضو کا اعادہ نہیں ہے اور جو تشریعاً تقدیمِ وضوٴ کے قائل ہیں ان کے نزدیک اعضاءِ وضوٴ کو دوبارہ دھویا جائے گا [۱]

القول الثالث:...... اس اختلاف کو بیان کرنا ہے کہ وضوٴ قبل الغسل پورا کرنا ہے یا پاؤں بعد میں دھونے ہیں یعنی اس اختلاف کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ روایتِ عائشہؓ میں ہے کہ پاؤں پہلے دھوئے اور روایتِ میمونہؓ میں ہے کہ پاؤں بعد میں دھوئے اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

پاؤں دھونے میں اختلاف:...... شافعیہؒ کہتے ہیں کہ پہلے دھوئے [۲]

حنفیہؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ بعد میں دھوئے۔

مالکیہؒ کا مذہب تفصیل والا ہے اگر غسل کی جگہ پانی جمع ہو تو پاؤں آخر میں دھوئے ورنہ پہلے دھولے [۳] اور یہی حنفیہؒ کا مفتی بہ قول ہے۔

القول الرابع:...... امام بخاریؒ شافعیہؒ کی تردید کر رہے ہیں کہ مسِ ذکر سے وضوٴ نہیں ٹوٹتا کیونکہ غسل میں سب جگہ کو دھوئے گا تو مسِ ذکر بھی ہوگا شافعیہؒ یہ کہہ تو بیٹھے کہ مس ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر نبھانا مشکل ہو گیا کہ ذکر کس کا؟ اپنا یا کسی بالغ کا؟ یا نابالغ کا؟ منتشر کو یا غیر منتشر کو؟ مع الحائل یا بدون الحائل؟ مردہ کا یا زندہ کا؟

فیخلل بها اصول شعره:...... التخلیل فی شعر الرأس واللحیة لظاهر. وهو واجب عند اصحابنا هنا وسنة فی الوضوء وعند الشافعیة واجب فی قول وسنة فی قول وقیل واجب فی الرأس وفی اللحیة قولان للمالکیة.

غسل کے مسنون طریقے

غسل کرتے وقت جسم پر پانی بہانے کے تین طریقے مسنون ہیں۔

---

[۱] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۷۹) [۲] (ع ج ۳ ص ۱۹۲) [۳] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۹۲)

(۱):...... پہلے سر پر پانی ڈالے پھر دائیں طرف پھر بائیں طرف۔

(۲):...... پہلے دائیں طرف ڈالے پھر سر پر پھر بائیں طرف

(۳):...... پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف پھر سر پر پانی ڈالے۔

توضأرسول الله ﷺ وضوء ہ للصلوۃ غیر رجلیه وغسل فرجه :......ایک اورحدیث میں صحیح ترتیب ہے یہ واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے **الاحادیث یفسر بعضها بعضا**۱

(۱۷۵)

﴿باب غسل الرجل مع امرأته﴾

مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ غسل کرنا

(۲۴۶)حدثناادم بن ابی ایاس قال ثنا ابن ابی ذئب عن الزهری
ہم سے آدم بن ابی ایاس نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن ابی ذئب نے حدیث بیان کی انہوں نے
عن عروۃ عن عائشة قالت کنت اغتسل انا والنبی صلی الله علیه و سلم
زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آپ نے فرمایا میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک
من اناء واحد من قدح یقال له الفرق
ہی برتن میں غسل کرتے تھے اس برتن کو فرق کہا جاتا تھا (فرق میں تقریبا ساڑھے دس سیر پانی آتا تھا)

انظر: ۲۶۱، ۲۶۳، ۲۷۳، ۲۹۹، ۵۹۵۶، ۷۳۳۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

غرض الباب:......امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ عند الاغتسال ایک دوسرے (خاوند، بیوی) کی شرمگاہ پر نظر پڑ جائے تو جائز ہے۔اوران لوگوں پر رد ہے جو اس کے عدمِ جواز کے قائل ہیں کہ ایک دوسرے کی شرم

۱ (ع ج ۳ ص ۱۹۴)

گاہ دیکھنا حرام ہے۔ البتہ خاوند کا، بیوی کے لئے نظر کرنا مکروہ ہے بعض فقہاء نے کہا ہے کہ ایک دوسرے کی شرم گاہ کو دیکھنے والے کا اندھا ہوجانے کا خطرہ ہے [۱]

تعارض:......فرق تین صاع کی مقدار کا برتن ہے [۲] اگر آدھا، آدھا بھی استعمال کرتے ہوں تو معلوم ہوا کہ ڈیڑھ صاع سے غسل کیا کرتے تھے حالانکہ ابوداؤد ص ۱۴ کی روایت میں ہے **کان یغتسل بالصاع ویتوضأبالمد** اور آگے امام بخاریؒ باب بھی قائم کررہے ہیں **باب الغسل بالصاع ونحوہ** تو ان میں بظاہر تعارض ہے۔

اس تعارض کے کئی جواب ہیں۔

جواب ۱:......فرق سولہ رطل کا ہوتا ہے **وقال ابن الاثیر الفرق بالفتح ستةعشر رطلا** [۳] ایک روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے اور اس روایت سے معلوم ہوا کہ فرق تین صاع کا تھا۔ تو صاعِ حجازی مراد ہے جو کہ پانچ رطل کا ہوتا ہے اور ابوداؤد کی روایت میں صاعِ عراقی مراد ہے جو کہ آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔

جواب ۲:......ضروری نہیں کہ بھرا ہوا ہو۔

جواب ۳:......صاع والی روایت تقریب پر محمول ہے تحدید پر نہیں۔

(۱۷۶)
باب الغسل بالصاع ونحوہ
صاع کی مقدار یا اسی طرح کی کسی چیز کی مقدار پانی سے غسل کرنا

(۲۴۷ حدثنا عبدالله بن محمد قال ثنا عبدالصمد قال
عبداللہ بن محمد نے ہم سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ عبدالصمد نے ہم سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم
شعبة قال حدثنی ابوبکر بن حفص قال سمعت ابا سلمة یقول
سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوبکر بن حفص نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں نے ابوسلمہؓ سے یہ حدیث سنی کہ

[۱] (فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۳) [۲] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۹۵) [۳] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۹۵)

دخلت انا واخو عائشة علی عائشةؓ فسألها اخوها عن غسل رسو ل الله ﷺ

میں اور حضرت عائشہؓ کے بھائی حضرت عائشہ کی خدمت میں گئے ان کے بھائی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے بارے میں سوال کیا

فدعت بانآء نحو من صاع فاغتسلت وافاضت علی رأسها وبيننا وبينها حجاب

تو آپ نے صاع جیسا ایک برتن منگایا پھر غسل کیا اور اپنے اوپر پانی بہایا اس وقت ہمارے درمیان اور ان کے درمیان پردہ حائل تھا

قال ابو عبدالله وقال يزيد بن هارون وبهز والجدی عن شعبة قدرصاع

ابوعبداللہ (بخاری) کہتے ہیں کہ یزید بن ہارون، بہز اور جدی نے شعبہ سے قدر صاع کے الفاظ کی (ایک صاع کی مقدار) روایت کی ہے

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۴۸) حدثنا عبد الله بن محمد قال ثنا يحيى بن ادم قا ل ثنا زهير عن ابی

ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی انھوں نے کہا ہم سے یحیی بن ادم نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا ہم سے زہیر

اسحاق قال ثنا ابوجعفر انه كان عند جابر بن عبد الله

نے ابو اسحق کے واسطہ سے روایت بیان کی انھوں نے کہا ہم سے ابو جعفر نے بیا ن کیا کہ وہ اور ان کے والد جابر بن عبداللہؓ

هو وابوه و عنده قوم فسألوه عن الغسل

کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت حضرت جابرؓ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے آپ سے غسل

فقال يكفيك صاع فقال رجل ما يكفيني فقال جا بر

کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ایک صاع (پانی) کافی ہے۔ اس پر ایک شخص بولا مجھے کافی نہیں ہوگا

كان يكفي من هو او في منك شعرا وخيرا منك ثم امّنا في ثوب

حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ یہ ان کے لئے کافی ہوتا تھا جن کے بال تم سے زیادہ تھے اور جو تم سے بہتر تھے
یعنی رسول اللہ ﷺ، پھر حضرت جابرؓ نے صرف ایک کپڑا پہن کر ہمیں نماز پڑھائی

انظر: ۲۵۶،۲۵۵ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۴۹)حد ثنا ابو نعیم قال ثنا ابن عیینة عن عمر و عن جابر بن زید عن ابن عباس

ابونعیم نے ہم سے روایت کی۔کہا کہ ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا عمرو کے واسطہ سے وہ جابر بن زید سے وہ ابن عباس سے

ان النبی ﷺ ومیمو نة کانا یغتسلا ن من اناٴء واحدقال ابو عبدالله کا ن ابن عیینة

کہ نبی کریم ﷺ اور میمونہؓ ایک برتن میں غسل کر لیتے تھے۔ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) کہتا ہے کہ ابن عیینہ اخیر عمر میں

یقو ل اخیرا عن ابن عباس عن میمو نة والصحیح ما روی ابونعیم

اس روایت کو ابن عباس کے توسط سے میمونہؓ سے روایت کرتے تھے اور صحیح وہی ہے جس طرح ابونعیم نے روایت کی

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب: ...... امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے مقدار ماء کے اختلاف للغسل کو ثابت کرنا ہے۔فرمایا کہ اس میں تحدید نہیں ہے صاع ہو یا صاع کی مثل مقدار ہو۔صرف اتنی شرط ہے کہ اسراف نہ ہو کیونکہ حالات کی وجہ سے کمی وزیادتی ہوسکتی ہے طویل وقصیر اور کثیف وغیر کثیف۔جسیم اور غیر جسیم ہونے کے لحاظ سے کمی وزیادتی ہوسکتی ہے

نحو: ...... بڑھا کر اشارہ کر دیا کہ صاع کی قید تحدید کیلئے نہیں ہے [۱]

سمعت ابا سلمة: ...... ابوسلمہؓ حضرت عائشہؓ کے رضاعی بھانجے ہیں اور اخو عائشہؓ سے مراد رضاعی بھائی ہیں اور ان کا نام عبداللہ بن یزیدؓ بتلایا جاتا ہے [۲]

اشکال قوی علی هذاالحدیث: ...... اشکال یہ ہے کہ جب انہوں نے آ کر غسل کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عائشہؓ نے اگر پردہ میں غسل کیا ہے تو کیفیت کیسے دیکھی؟ اور اگر پردہ نہیں ہے تو بے پردہ کیسے غسل کیا۔غلام جیلانی برق نے کہا کہ غسل کا طریقہ سیکھنے کے لئے نوجوانوں نے حضور ﷺ کی جوان سال بیوی کا انتخاب کیا اور انہوں نے بھی کمال کر دیا کہ سامنے نہانا شروع کر دیا۔غلام جیلانی کا مقصد یہ ہے کہ احادیث توہین کرتی ہیں لہٰذا غیر معتبر ہیں۔

---

۱ (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۰ حاشیہ، فیض الباری ج ۱ ص ۳۴۹) ۲ (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۰، فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۳)

اس اعتراض کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

جواب ۱ :...... شراح سابقین میں سے علامہ قسطلانیؒ اور علامہ کرمانیؒ اور قاضی عیاضؒ وغیرہ نے کہا کہ اسفلِ بدن کے لئے حجاب کرلیا سر کو دکھایا اور آنے والے محرم تھے [۱]

جواب ۲ :...... سوال کیفیتِ غسل سے نہیں ہے بلکہ کمیت یعنی مقدارِ ماء للغسل سے ہے اب حضرت عائشہؓ ایک صاع پانی لے کر گئیں اور پردہ میں غسل کر کے آگئیں.

عن غسل النبی ﷺ :...... میں دونوں احتمال ہیں کہ کیفیتِ غسل سے سوال ہے یا کمیت یعنی مقدارِ ماءِ غسل سے اور قرینہ اس پر تبویب بخاریؒ ہے کہ **باب الغسل بالصاع ونحوہ** لیکن علامہ عینیؒ کمیت یعنی مقدار ماء غسل کے سوال کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں مگر عینیؒ کی عبارت **قال بعضهم** ہی بتارہی ہے کہ کمیت کا کوئی قائل ضرور ہے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں **قلت لا نسلم ان السوال عن الكمية ايضا** [۲]

قال ابو عبد اللهؒ :...... یہ تعلیق ہے اور یہ تعلیقات کہیں نہ کہیں متصلات ہوتی ہیں بعض کا پتہ چل جاتا ہے اور بعض کا نہیں۔ یزید بن ہارونؒ کے طریق کو اتصالاً ابو نعیمؒ نے ذکر کیا اور بہزؒ کے طریق کو اسماعیلیؒ نے نقل کیا ہے۔

بہزؒ کا پورا نام:...... بہزؒ بن اسد ہے۔

جدی:...... جدی کا نام عبد الملک بن ابراہیم ہے، جدی منسوب ہے جدہ کی طرف۔ اصل میں جدہ بالضم ہے عوام کی زبان پر بالفتح ہے۔ جدی کی تعلیق کے متعلق علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ پتہ نہیں کہ کہاں ذکر ہے [۳]

حدثنا عبد الله بن محمدؒ :...... امّنا فی ثوب اس کے قائل اور فاعل کون ہیں؟ اس میں دو احتمال ہیں

(۱) اگر اس کا قائل حضرت ابو جعفرؒ کو مان لیں تو فاعل حضرت جابرؓ ہیں۔

(۲) اگر قائل حضرت جابرؓ کو مان لیں تو فاعل رسول اللہ ﷺ ہیں۔

حدثنا ابو نعیمؒ .قال ابو عبد اللهؒ:...... مقصد تعلیق یہ ہے کہ مسندات میمونہؓ سے ہے یا مسانیدِ ابن عباسؓ سے حضرت ابو نعیمؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسانیدِ ابن عباسؓ سے ہے اور ابن عیینہؒ کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسنداتِ میمونہؓ سے ہے۔ امام بخاریؒ کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ مسانیدِ ابن عباسؓ سے ہے [۴]

---

[۱] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۰۴، فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۴، وقال القاضی عياضؒ ظاهر هذا الحديث انهما رأيا عملها فی رأسها واعالی جسدها مما يحل للمحرم نظره من ذات الرحم، عمدالقاری ج ۳ ص ۱۹۸) [۲] (ع ج ۳ ص ۱۹۸) (فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۴، بخاری ج ۱ ص ۳۹) [۳] (واما طريق الجدی فلم اقف عليه (ع ج ۳ ص ۱۹۸، فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۴) [۴] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۰۵) (فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۴)

(۱۷۷)

﴿باب من افاض علی رأسه ثلثا﴾

جوشخص اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہائے

(۲۵۰)حد ثنا ابو نعیم قال ثنا زھیر عن ابی اسحاق قال حد ثنی سلیمان
ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہا کہ ہم سے زہیر نے روایت کی' ابواسحٰق سے کہا مجھ سے سلیمان بن صرد نے حدیث بیان کی کہا ہم سے
بن صرد قال حد ثنی جبیر بن مطعم قال قال رسول اللہ ﷺ اما انا فافیض
جبیر بن مطعم نے روایت کی انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تو پانی اپنے سر پر تین مرتبہ بہاتا ہوں
علی رأسی ثلثا و اشار بیدیه کلتیھما
اور آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا
راجع: ۲۵۲ مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة
(۲۵۱)حد ثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن
محمد بن بشار نے ہم سے روایت بیان کی کہا ہم سے غندر نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا مخول بن راشد
مخول بن راشد عن محمد بن علی عن جابر بن عبداللہ قال کان النبی
کے واسطے سے وہ محمد بن علی سے وہ جابر بن عبد اللہؓ سے انھوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ اپنے سر پر تین
ﷺ یفرغ علی راسه ثلاثا
مرتبہ پانی بہاتے تھے۔
راجع: ۲۵۲ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۵۲)حد ثنا ابونعیم قال حدثنا معمر بن یحیی بن سلام قال حدثنی ابو
ہم سے ابونعیم نے بیان کیا۔کہا کہ ہم سے معمر بن یحیی بن سلام نے بیان کیا۔کہا ہم سے ابو جعفر نے بیان کیا انھوں نے
جعفر قال لی جابر اتانی ابن عمک یعرض بالحسن بن محمد بن
کہا کہ ہم سے جابرؓ نے بیان کیا کہ میرے پاس تمھارے بھائی آئے انکا اشارہ حسن بن محمد بن حنفیہ کی طرف تھا
الحنفیة قال کیف الغسل من الجنابة فقلت کان النبی ﷺ یاخذ ثلث
انہوں نے پوچھا کہ جنابت کے غسل کا کیا طریقہ ہے؟ میں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ تین چلو لیتے تھے اوران کو اپنے سر
اکف فیفیضها علی رأسه ثم یفیض علی سائر جسده فقال لی الحسن انی
پر بہاتے تھے۔پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہاتے تھے۔حسن نے اس پر کہا کہ میں تو بہت بالوں والا آدمی ہوں۔میں
رجل کثیر الشعر فقلت کان النبی ﷺ اکثر منک شعرا
نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ کے تم سے زیادہ بال تھے

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب :......اس باب کی دوغرضیں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) ایک غرض یہ کہ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ غسل میں تثلیث مستحب ہے۔

(۲) دوسری غرض یہ بیان کرنا ہے کہ **دلک فی الغسل** ضروری نہیں ہے جیسا کہ امام مالکؒ کا مذہب ہے کہ **دلک فی الغسل** شرط ہے۔

سوال :......اس کا معادل اور مقابل کیا ہے؟

جواب:......یہ روایت مختصر ہے حضور ﷺ کی مجلس میں صحابہ کرام غسلِ جنابت کے بارے میں تذکرہ کر رہے تھے ہرایک اپنا غسل ذکر کررہا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا اما انا الخ تو اس کا معادل محذوف ہے۔

ابن عمک: ...... یہاں پر عبارت محذوف ہے اصل میں ابن عم والدک ہے۔ مراد اس سے علیؓ بن حسین بن علی ہیں۔ یہ مجازاً کہہ دیا۔ ابن عمک کا مصداق حسنؒ بن محمد بن حنفیہ ہے[1]

ثلاثة اکف: ...... اس سے تثلیث معلوم ہوئی اور بعد والے باب کے تقابل سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحب ہے اور دلک کا ذکر نہیں ہے تو دونوں غرضیں ثابت ہوگئیں ۔

اختلاف: ...... غسل میں دلک ہے یا نہیں؟

امام مالک: ...... امام مالکؒ کے نزدیک دلک فرض ہے۔

جمھور آئمه: ...... جمہور آئمہ کے ہاں فرض نہیں۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں لفظ افاض بڑھا کر جمہورؒ کی تائید فرمائی[2]

(۱۷۸)

باب الغسل مرة واحدة

صرف ایک مرتبہ بدن پر پانی ڈال کر اگر غسل کیا جائے؟

(۲۵۳) حد ثنا موسی بن اسمٰعیل قال ثنا عبد الواحد عن الاعمش عن
ہم سے موسیٰ نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا۔ اعمش کے واسطے سے وہ سالم بن ابی الجعد
سالم بن ابی الجعد عن کریب عن ابن عباس قال قالت میمونة وضعت للنبی ﷺ ماء للغسل
سے وہ کریب سے وہ ابن عباسؓ سے آپ نے فرمایا کہ حضرت میمونہؓ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا تو آپؐ نے اپنا
فغسل یده مرتین او ثلا ثا ثم افرغ علی شماله فغسل مذا کیره ثم مسح یده با لا رض
ہاتھ دو مرتبہ یا تین مرتبہ دھویا پھر پانی اپنے بائیں ہاتھ میں لے کر اپنی شرمگاہ کو دھویا۔ پھر زمین پر ہاتھ ملا اور دھویا
ثم مضمض واستنشق وغسل وجهه و یدیه ثم افاض علی جسده
اس کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا۔ پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہالیا اور

[1] (ابن عمک فیه مسامحة اذ الحسن هو ابن عم ابیه لا ابن عمه. (ع ج ۳ ص ۲۰۲، فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۵) [2] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۱)

ثم تحو ل من مکا نه فغسل قد میه.
اپنی جگہ سے ہٹ کر دونوں پاؤں دھوئے۔
تکلف ابن بطال لتطبیق الحدیث علی الترجمة فقال موضع الترجمة من الحدیث فی لفظ (ثم افاض علی جسدہ) و لم یذکر مرة ولا مرتین فحمل علی اقل مایسمی غسل وھو مرة واحدة والعلماء اجمعوا علی انہ لیس الشرط فی الغسل الا العموم والاسباغ لا عددا من المرات (عمدة القاری ج۳ ص ۲۰۳)

راجع: ۲۴۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

غسل مذاکیرہ:......مذاکیر خلاف قیاس ذکر کی جمع ہے[۱] ذکر اور انثیین پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس لئے مردوں کے ختنہ کرنے والے کو **مقطع المذاکیر** کہتے ہیں۔ اور عورتوں کے ختنہ کرنے والوں کو **مقطعة البظور** مذاکیر جمع باعتبار انثیین اور قضیب کے ہے [۲]

(۱۷۹)

﴿با ب من بدأ با لحلا ب او الطیب عند الغسل﴾

جس نے حلاب سے یا خوشبو لگا کر غسل کیا

(۲۵۴)حد ثنا محمد بن المثنی قال ثنا ابوعاصم عن حنظلة عن القا سم
محمد بن مثنی نے ہم سے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا حنظلہ کے واسطے سے وہ قاسم کے واسطے سے وہ عائشہؓ سے
عن عا ئشة قالت کا ن النبی ﷺ اذا اغتسل من الجنابة دعا بشی ء نحو
آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ جب غسل جنابت کرنا چاہتے تو حلاب کی طرح ایک چیز منگاتے تھے (بہت سی دوسری

[۱] (عمدة القاری ج۳ ص۲۰۴) [۲] (فتح الباری ج۱ ص۱۸۵)

الحلاب	فاخذ	بکفه	فبدأ	بشق	رأسه	الایمن
روایات میں بعینہ حلاب منگانے کا ذکر ہے) پھر (پانی) اپنے ہاتھ میں لیتے تھے اور سر کے داہنے حصے سے غسل کی						
ثم	الایسر	فقال	بهما	علی	وسط	رأسه
ابتدا فرماتے تھے پھر بائیں حصہ کا غسل فرماتے تھے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو سر کے بیچ میں لگاتے تھے						

﴿تحقیق وتشریح﴾

یہ باب امام بخاریؒ کے ان ابواب میں سے ہے جس کی غرض شراح کے ہاں متعین نہیں ہوسکی اس میں بہت اختلاف واقع ہوا ہے اس جگہ کو سمجھنے کے لئے تین سوال قائم کرلیں تو آسانی سے بات سمجھ آجائیگی۔

سوال (۱):......غرض باب کیا ہے؟

سوال (۲):......حلاب اور طیب میں کیا ربط ہے؟

سوال (۳):......روایت الباب سے ترجمۃ الباب کی کیا مطابقت ہے؟

جواب سوال اول:......امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ غسل سے پہلے اگر خوشبو لگی ہوئی ہو تو غسل سے مانع نہیں ہے یعنی غسل سے پہلے خوشبو کا استعمال جائز ہے۔

جواب سوال ثانی:......حلاب وطیب کے ربط میں شراح کے تین قول ہیں۔

(۱) ذامین (۲) مادحین (۳) محققین

(۱):......ذامین وہ لوگ جو امام بخاریؒ کے خلاف تھے اس کو لے اڑے کہ حلاب تو اس برتن کو کہتے ہیں جس میں دودھ نکالا جائے۔لیکن امام بخاریؒ کو اس کا معنی نہیں آیا وہ اس کا معنی خوشبو سمجھ بیٹھے۔

(۲):......مادحین نے کہا کہ آپ نے خواہ مخواہ اعتراض کردیا یہ اصل میں جلاب تھا اور یہ گلاب کا معرب ہے اور گلاب اور طیب میں مناسبت واضح ہے اور درحقیقت یہ ناسخین کی غلطی ہے۔

(۳):...... محققین نے کہا ہے کہ حلاب سے مراد دودھ دوہنے کا برتن ہی ہے پہلی دونوں باتیں افراط وتفریط پر مبنی ہیں۔دودھ والے برتن میں دودھ کی خوشبو باقی ہوتی ہے تو استعمال طیب عند الغسل کے استدلال کے لئے جو روایت لائے ہیں اس میں حلاب کا ذکر تھا اس لئے اس کو بھی ترجمۃ الباب میں ذکر کر دیا تو بقاءِ اثرِ لازم کے لحاظ سے حلاب اور طیب میں مناسبت ہے تو لھذا غرضیں دو ہو گئیں۔

(۱):...... غسل سے پہلے طیب استعمال کر سکتا ہے۔

(۲):...... اور اس پانی سے غسل کر سکتا ہے جس میں خوشبو کا اثر ہو۔حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔(فتح الباری ج۱ص۱۸۵)

القول الرابع:...... قال الخطابیؒ الحلاب اناء یسع قد ر حلبة ناقة والدلیل علی ان الحلاب ظرف قول الشاعر

صاح هل رأیت وسمعت براع ☆☆☆ رد فی الزرع مابقی فی الحلاب

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ غرض صرف حلاب کا ذکر کرنا کہ ہے جس میں خوشبو کا اثر ہو اس سے غسل جائز ہے البتہ طیب لگا کر جائز نہیں ایسے نہ ہو کہ کوئی حلاب کے استعمال پر طیب کو قیاس کر کے جائز نہ سمجھ لے تو غرض طیب کے جواز کی نفی کرنا ہے۔

سوال ثالث:...... روایت الباب میں طیب کا ذکر نہیں ہے تو ترجمۃ الباب سے مطابقت کیسے ہوگئی؟۔

جواب اول:...... علامہ قسطلانیؒ والا قول ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اس کے عدم جواز کو بیان کرنا مقصود ہے۔

جواب ثانی:...... امام بخاریؒ کی عادت یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں کوئی مسئلہ ذکر کر کے اس کی روایت نہ لائیں تو مقصد تعمیم حکم ہوتا ہے۔

یا شرائط کے مطابق روایت نہ ملی تو ذکر نہ کی اور عطف کر کے حکم ثابت کر دیا۔

جواب رابع:...... یا اشارہ ہوتا ہے کہ دلیل دوسری جگہ موجود ہے چنانچہ بخاری ج۱ص۴۰ پر ہے باب من تطیب ثم اغتسل وبقی اثر الطیب وہاں یہ بات صراحۃً مذکور ہے۔

(۱۸۰)

﴿باب المضمضة والاستنشاق فی الجنابة﴾

غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

(۲۵۵)حد ثنا عمر بن حفص بن غیا ث قا ل ثنا ابی قا ل حد ثنا الا عمش
ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا
قال حد ثنی سا لم عن کر یب عن ابن عبا س قال حد ثتنا میمو نۃ قالت
کہا مجھ سے سالم نے بیان کیا کریب کے واسطہ سے وہ ابن عباس سے۔ کہا ہم سے میمونہؓ نے بیان فرمایا کہ میں نے
صببت للنبی ﷺ غسلا فافرغ بیمینه علی یساره فغسلهما ثم غسل
نبی ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا تو آپؐ نے پانی کو دائیں ہاتھ سے بائیں پر گرایا۔ اس طرح دونوں ہاتھوں کو دھویا اور
فرجه ثم قا ل بید ه علی الا رض فمسحها بالتراب ثم غسلها ثم مضمض
پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا، پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا اور اس کو مٹی سے ملا اور دھویا پھر کلی کی
واستنشق ثم غسل وجهه وافاض علی رأسه ثم تنحی فغسل قدمیه
اور ناک میں پانی ڈالا، پھر اپنے چہرہ کو دھویا اور اپنے سر پر پانی بہایا۔ پھر ایک طرف ہو کر دونوں پاؤں دھوئے
ثم اتی بمندیل فلم ینفض بها
اس کے بعد آپ کی خدمت میں بدن خشک کرنے کے لیے رومال پیش کیا گیا لیکن آپ ﷺ نے اس سے پانی خشک نہیں کیا
راجع: ۲۴۹ مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

﴿تحقیق وتشریح﴾

مضمضہ اور استنشاق میں ائمہؒ کے درمیان اختلاف:.......

مسلک امام احمدؒ:......امام احمدؒ سے اس بارے میں متعدد اقوال ہیں۔

(۱) مضمضہ اور استنشاق وضوٗ اور غسل (دونوں) میں سنت ہیں۔

(۲) دونوں، دونوں میں واجب ہیں۔

(۳) استنشاق دونوں میں واجب اور مضمضہ دونوں میں سنت ہے۔

مسلک امام شافعیؒ:......امام شافعیؒ کے نزدیک دونوں، دونوں میں واجب ہیں۔

مسلک احنافؒ:......ائمہ حنفیہؒ کے نزدیک تفصیل ہے اور وہ یہ ہے۔کہ وضوٗ میں دونوں سنت ہیں اور غسل میں دونوں واجب ہیں۔

امام بخاریؒ:......نے کوئی حکم نہیں لگایا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مسلک بھی وجوب کا ہے اگر وجوب کا مسلک نہ ہوتا تو کوئی نہ کوئی قید لگاتے۔مثلاً فضل المضمضۃ وغیرہ کہتے۔

مضمضہ واستنشاق کا ثبوت احادیث سے ہے لیکن واجب یا سنت ہونا یہ فقہاءؒ کا کام ہے کہ اس کا مرتبہ متعین کریں سب سے زیادہ راجح مذہب حنفیہؒ کا ہے جو کہ قائل بالفصل ہیں۔

سوال اول:......جب وضوٗ میں بھی مضمضہ اور استنشاق کا امر ہے اور غسل میں بھی۔تو اس کی کیا وجہ ہے؟ کہ ایک میں امر کو استحباب پر محمول کرتے ہو اور ثانی میں وجوب پر۔

جواب:......احنافؒ کہتے ہیں کہ **فَاغسلوا وجوهكم** میں وجوہ کو دھونے کا امر ہے اور چونکہ فم اور انف وجہ میں داخل نہیں ہیں اس لئے ان کا دھونا فرض نہیں ہے۔شافعیہؒ وغیرہ جو وجوب کے قائل ہیں وہ ان کو وجہ میں داخل قرار دیتے ہیں حنفیہؒ کہتے ہیں کہ **فم** اور **انف شرعاً وحساً من وجہ** منہ میں داخل ہیں اور **من وجہ** خارج ہیں۔اور حسی طور پر تو من وجہ دخول اور من وجہ خروج واضح ہے۔اور شرعی طور پر اس طرح ہے کہ اگر من کل الوجوہ وجہ (منہ سے) خارج ہوتے تو تھوک وغیرہ نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا۔اور اگر من کل الوجوہ داخل ہوتے تو منہ اور ناک میں پانی ڈالنے سے روزہ ٹوٹ

جاتا تو وضوٗ میں ان کو داخل کا حکم دے دیا اور غسل میں خارج کا۔

سوال ثانی :......سائل پھر سوال کرتا ہے کہ اس کے الٹ کیوں نہیں کیا؟

جواب :......وضوٗ میں غسل وجہ کا حکم ہے اور وہ ناک اور منہ میں پانی ڈالے بغیر بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور غسل میں فَاطَّهَّرُوْا کا حکم ہے یعنی طہارت حاصل کرنے میں مبالغہ کا حکم ہے اور اس کے امتثال کی یہی صورت ہے کہ منہ اور ناک کے غسل کو ضروری قرار دیا جائے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جنابت میں نجاست اور حدث اشد ہے۔

سوال :......حدث اکبر میں شدت کیوں ہے؟

جواب :......حدث اکبر کے بارے میں ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۹ میں آیا آپ ﷺ نے فرمایا **تحت کل شعرة جنابة** ہے بے وضوٗ قرآن پڑھ سکتا ہے جنبی قرآن نہیں پڑھ سکتا تو معلوم ہوا کہ یہ حدث اکبر زبان تک بھی سرایت کر گیا ہے اس لئے ہم نے وجوب کا حکم لگایا۔

ثم اتی بمندیل فلم ینفض بها :...... اس سے عدم استعمال مندیل بعد الوضوٗ والغسل ثابت ہوا۔

استعمالِ مندیل کے بارے میں احنافؒ کے اقوال :......

(۱):......ترک مستحب ہے۔

(۲):......فعل یعنی استعمال کرنا مستحب ہے۔

(۳):......مباح

(۴):......مکروہ

(۵):......گرمیوں میں ترک اولیٰ ہے اور سردیوں میں استعمال اولیٰ ہے۔ خلاصہ سب کا ایک ہے۔ کہ فی نفسہ مباح ہے عند الضرورۃ استعمال مستحب ہے۔ عند عدم الضرورۃ ترک مستحب ہے۔

قائلین بالترک کی دلیل :......حدیث الباب ہے۔

جواب ۱ :......حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک منشف تھا جس سے صفائی (خشک

فرماتے تھے تو جس طرح عدم استعمال ثابت ہے ایسے ہی استعمال بھی ثابت ہے۔

جواب ۲: ...... روایت الباب سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ مندیل استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ حدیث میں اتی بمندیل کے الفاظ ہیں۔ اگر معمول نہ ہوتا تو کیوں لاتی؟ باقی اس موقع پر عدم ضرورت یا عدم فرصت کی بنا پر استعمال نہیں فرمایا۔

(۱۸۱)

﴿باب مسح الید با لتراب لتکون انقٰی﴾

ہاتھ کا مٹی پر ملنا تا کہ خوب صاف ہو جائے

(۲۵۶)حد ثنا عبد اللہ بن الز بیر الحمید ی قا ل حد ثنا سفین قال حد ثنا الا عمش
ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا
عن سالم ابن ابی الجعد عن کریب عن ابن عباس عن میمونة ان
سالم بن ابی الجعد کے واسطہ سے وہ کریب سے وہ ابن عباسؓ سے وہ میمونہؓ سے
النبی ﷺ اغتسل من الجنا بة فغسل فر جه بید ہ ثم د لک بھا الحآئط
کہ نبی کریم ﷺ نے غسل جنابت کیا تو اپنی شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے دھویا۔ پھر ہاتھ کو (کچی) دیوار پر ملا اور دھویا
ثم غسلها ثم تو ضأ وضوء ہ للصلوٰة فلما فر غ من غسله غسل رجلیه
پھر نماز کی طرح وضو کیا اور جب آپؐ اپنے غسل سے فارغ ہو گئے تو اپنے دونوں پاؤں دھوئے

راجع: ۲۴۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله ثم دلک بها الحائط .

مسح الید بالتراب: ...... غسل فرج کے بعد ظاہریہ کے نزدیک ہاتھ مٹی سے ملنا واجب ہے۔

عند الجمھورؒ:...... سنت ہے۔

امام بخاریؒ:...... جمہورؒ کی تائید فرمارہے ہیں تو یہ ترجمہ شارحہ ہوا اور حدیث الباب سے ثابت ہے کہ ہاتھ کو دیوار پر ملا۔ اب یہ ملنا وجوباً ہے یا استحباباً؟ توامام بخاریؒ نے لتکون انقی کی قید لگا کر استحباب کی طرف اشارہ کردیا۔ یہ مسئلہ ایک اور اختلافی مسئلہ پر مبنی ہے جو یہ ہے۔

سوال:...... ازالۂ نجاست ضروری ہے یا ازالۂ اثرِ نجاست ضروری؟ اس میں اختلاف ہے۔

جمھورؒ:...... کہتے ہیں کہ تطہیر کیلئے ازالۂ نجاست کافی ہے

ظاھریه:...... کہتے ہیں کہ ازالۂ اثرِ نجاست ضروری ہے لھذا ان کے نزدیک مسح الید بالتراب واجب ہے جب کہ جمہورؒ کے نزدیک مستحب ہے۔

(۱۸۲)

باب ھل یدخل الجنب یدہ فی الاناء قبل ان یغسلھا اذا لم یکن علی یدہ قذر غیر الجنابة

کیا جنبی اپنے ہاتھوں کو دھونے سے پہلے پانی کے برتن میں ڈال سکتا ہے؟ جب کہ جنابت کے سوا ہاتھ پر کوئی گندگی نہ لگی ہوئی ہو

وادخل ابن عمر والبرآء بن عازب یدہ فی الطھور ولم یغسلھا ثم توضأ
ابن عمرؓ اور براء بن عازبؓ نے ہاتھ دھونے سے پہلے غسل کے پانی میں اپنا ہاتھ ڈالا تھا
ولم یر ابن عمر وابن عباس بأسا بما ینتضح من غسل الجنابة
اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اس پانی سے غسل میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے جس میں غسل جنابت کا پانی ٹپک کر گر گیا ہو

(۲۵۷)حد ثنا عبد اللہ بن مسلمة قال حد ثنا افلح بن حمید عن القا سم عن عا ئشة رضؓ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے افلح بن حمید نے بیان کیا وہ قاسم سے وہ عائشہؓ سے آپؓ نے فرمایا کہ

قالت کنت اغتسل انا والنبی ﷺ من انآء واحد تختلف ایدینا فیه

میں اور نبی ﷺ ایک برتن میں اس طرح غسل کرتے تھے کہ ہمارے ہاتھ بار بار اس میں پڑتے تھے

راجع: ۲۵۰ (مطابقة هذا الحديث للترجمة من حيث جواز ادخال الجنب يده فى الاناء قبل ان يغسلها اذا لم يكن عليها قذر يدل عليه من قوله عائشة تختلف ايدينا فيه واختلاف الايدى فى الاناء لا يكون الا بعد الادخال فدل ذلک على انه لا يفسد الماء (عمدة القارى ج۳ ص۲۰۸)

(۲۵۸)حدثنا مسدد قال حدثنا حماد عن هشام عن ابیه عن عائشة رضؓ قالت

ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حماد نے ہشام کے واسطے سے بیان کیا وہ اپنے والد سے وہ عائشہؓ سے آپ نے

کان رسول اللہ ﷺ اذا اغتسل من الجنابة غسل یده

فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ غسل جنابت فرماتے تو (پہلے) اپنا ہاتھ دھوتے تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۵۹)حد ثنا ابوالولید قا ل حد ثنا شعبة عن ابی بکر بن حفص عن عر و ة عن عا ئشة

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے ابوبکر بن حفص کے واسطے سے بیان کیا وہ عروہ سے وہ عائشہؓ سے

قالت کنت اغتسل انا والنبی ﷺ من انآء واحد من جنابة

آپؓ نے فرمایا کہ میں اور نبی ﷺ ایک برتن میں غسل جنابت کرتے تھے

وعن عبد الر حمن بن القا سم عن ابیه عن عا ئشة مثله

عبد الرحمٰن بن قاسم اپنے والد سے وہ عائشہؓ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۶۰)حد ثنا ابو الولید قال حدثنا شعبة عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبر
ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا عبداللہ بن عبداللہ بن جبر کے واسطہ سے کہا کہ میں نے
قال سمعت انس بن مالک یقول کان النبی ﷺ والمرأة من نسآءه یغتسلان
انس بن مالکؓ کو یہ کہتے سنا کہ نبی ﷺ اور آپؐ کی کوئی زوجۂ مطہرہ ایک برتن میں غسل کرتے تھے
من انآءٍ واحد زاد مسلم ووهب بن جریر عن شعبة من الجنابة
اس حدیث میں مسلم اور وہب بن جریر نے شعبہ کے واسطے سے من الجنابة کی زیادتی بیان کی (یعنی یہ غسل جنابت ہوتا تھا)

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب :...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایسی صورت میں جبکہ ہاتھ پر نجاست وغیرہ نہ لگی ہوئی ہوتو پانی میں ہاتھ ڈال سکتا ہے ہاں اگر نجاست لگی ہوئی ہوتو ہاتھ نہ ڈالے یعنی نجاستِ حکمی مانع نہیں ہے اور حقیقی مانع ہے۔ پانی بھی ناپاک نہیں ہوگا اگر ہاتھ پر کوئی نجاست بظاہر لگی ہوتو پھر سب کے نزدیک ہاتھ ڈالنے سے پانی ناپاک ہوجائے گا اور اگر نجاست نہ لگی ہوتو ہاتھ ڈالنے سے ظاہر یہ کے نزدیک پانی ناپاک ہوجائے گا اور جمہورؒ کے نزدیک ناپاک نہ ہوگا۔[1]

سوال :......امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں ھل کو کیوں ذکر کیا؟

جواب :......نجاستِ حکمیہ مثل نجاستِ حقیقیہ کے ہے۔ اگر کسی ہاتھ پر نجاست بول وبراز میں سے کچھ لگا ہوتو اگر وہ ہاتھ پانی میں ڈال دے تو پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔ ایسے ہی یہ وہم ہوتا ہے کہ نجاستِ حکمیہ کی صورت میں بھی اگر جنبی آدمی پانی میں اپنا ہاتھ ڈال دے اگر چہ ظاہراً اس کے ہاتھ پر نجاست وغیرہ نہیں ہے۔ تو وہ پانی بھی ناپاک ہوجاتا ہوگا چونکہ اس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک ناپاک ہوجاتا ہے اور بعض کے نزدیک ناپاک نہیں ہوتا تو اس اختلاف کی طرف اشارہ کرنے کیلئے لفظ **ھل** بڑھادیا۔[2]

امام بخاریؒ :...... ترجمۃ کو ثابت کرنے کیلئے دو آثار اور چار روایتیں لائے۔

[1] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۴) [2] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۴ حاشیہ ۱)

اثر (۱):......وادخل ابن عمرؓ والبراءؓ ابن عازب یده فی الطهور ولم یغسلها ثم توضأ [۱]

سوال:...... یہ ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں ہے۔ کیونکہ ترجمۃ الباب میں جنبی کی قید ہے اور اس میں نہیں ہے

جواب:......(۱) امام بخاریؒ نے حدث اصغر پر حدث اکبر کو قیاس کرلیا کہ جیسے حدث اصغر میں ہاتھ ڈالنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا تو ایسے ہی حدث اکبر میں بھی ناپاک نہیں ہوگا۔

جواب:......(۲) ممکن ہے امام بخاریؒ کے نزدیک دوسرے دلائل سے ثابت ہو کہ جنبی تھے تو پھر ترجمہ شارحہ ہو جائے گا۔

اثر:......(۲) ولم یر ابن عمرؓ وابن عباسؓ بأسا بما ینتضح من غسل الجنابة [۲]

طریقِ استدلال:......استدلال اس طریقے سے ہے کہ جس ہاتھ کو پانی لگ کر چھینٹیں اندر جائیں اور پانی ناپاک نہ ہو تو وہ ہاتھ خود اندر چلا جائے تب بھی پانی ناپاک نہیں ہوگا۔

حدثنا عبد الله بن مسلمةؒ.

تختلف ایدینا فیه:......اختلافِ ایدی مستلزم ہے ادخالِ ایدی کو۔ اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوگیا [۳]

غسل یده:......اپنے ہاتھوں کو دھویا۔

کنت اغتسل انا والنبی ﷺ من اناء واحد من جنابة:......اس کو اس سے پہلی حدیث پر محمول کرلیا جائے گا کہ دھونے کے لئے پہلے ہاتھ داخل کرتے ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ہاتھ دھونے ہی سے تو نجاست زائل ہوگی اور ہاتھ داخل کر کے ہی دھونے ہوں گے اور آخری روایت کو بھی پہلی روایت پر محمول کرلیا جائے گا۔

جنبی کے ہاتھ دھونے کا طریقہ:......بڑے برتن سے پانی لینا چاہتا ہے اگر چھوٹا برتن موجود ہے تو اس چھوٹے برتن کے ذریعے پانی لے اور ہاتھ دھولے اور اگر چھوٹا برتن نہیں تو بڑے برتن کو انڈیل کر پانی ہاتھوں پر ڈال کر ہاتھ دھولے، یعنی پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھولے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو تین انگلیاں برتن میں ڈال کر پانی لے اور ہاتھ دھولے، جب ہاتھ دُھل جائے تو پھر اس کو پانی میں ڈال کر پانی استعمال میں لائے اور جنبی آدمی غسل کرلے۔

---

[۱] (ع ج۳ ص۲۰۷) [۲] (ع ج۳ ص۲۰۸) [۳] (مطابقة هذاالحدیث للترجمة من حیث جواز ادخال الجنب یده فی الاناء قبل ان یغسلها اذا لم یکن علیها قذر یدل علیه من قول عائشةؓ تختلف ایدینا فیه واختلاف الایدی فی الاناء لا یکون الا بعد الادخال (ع ج۳ ص۲۰۸)

(۱۸۳)

﴿باب من افرغ بیمینه علی شماله فی الغسل﴾

جس نے غسل میں اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی گرایا

(۲۶۱)حد ثنا موسی بن اسمعیل قال حدثنا ابوعوانة قال ثنا الاعمش
ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا۔ ان سے ابوعوانہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اعمشؒ نے سالم بن ابی الجعد کے
عن سالم بن ابی الجعدعن کریب مولی ابن عباس عن ابن عباس عن میمونة بنت الحارث
واسطے سے بیان کیا۔ وہ ابن عباسؓ کے مولی کریب سے وہ ابن عباسؓ سے وہ میمونہؓ بنت حارث سے انھوں نے کہا کہ
قالت وضعت لرسول الله ﷺ غسلاً وسترته فصب علی یده فغسلها
میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا اور پردہ کردیا آپ ﷺ نے (غسل میں) اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا اور اسے
مرة اومرتین قال سلیمان لاادری اذکر الثالثة ام لا ثم افرغ بیمینه
ایک یا دومرتبہ دھویا۔ سلیمان (اعمش) کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں راوی نے تیسری بار کا بھی ذکر کیا یا نہیں۔ پھر داہنے ہاتھ
علیٰ شماله فغسل فرجه ثم دلک یده بالارض او بالحائط ثم تمضمض واستنشق
سے بائیں پر پانی ڈالا اور شرمگاہ دھوئی۔ پھر ہاتھ کو زمین پر یا (کچی) دیوار پر رگڑا۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے اور
وغسل وجهه ویدیه وغسل رأسه ثم صب علی جسده ثم تنحی فغسل قدمیه
ہاتھوں کو دھویا اور سر کو دھویا' پھر بدن پر پانی بہایا اور ایک طرف ہوکر اپنے دونوں پاؤں دھوئے
فناولته خرقة فقال بیده هکذ و لم یردها
بعد میں میں نے ایک کپڑا دیا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے پانی جھاڑ لیا اور کپڑا نہیں لیا
راجع: ۲۴۹

﴿تحقیق و تشریح﴾

غسل میں دو چیزیں ہوا کرتی ہیں (۱) پانی ڈالنا (۲) ملنا۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں ان میں سے جو افضل ہوگا وہ داہنے ہاتھ سے کیا جائے گا اور چونکہ پانی ڈالنا ملنے سے افضل ہے اس لیے دائیں سے پانی ڈالا جائے گا اور بائیں سے ملا جائے گا[۱]

اشکال: ......ترجمۃالباب میں افراغ بالیمین علی الشمال فی الغسل ہے اور روایت الباب میں افراغ بالیمین علی الشمال فی غسل الفرج ہے۔ ترجمہ عام اور روایت الباب خاص یہ کیا ہوا؟

جواب ۱: ......شراحؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ چونکہ غسل فرج عموماً غسل ہی میں ہوتا ہے لهٰذا باقی میں قیاس سے ثابت فرمالیا۔

جواب ۲: ......شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں کہ میری رائے یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے دوسری روایت کی طرف جو ابھی گزری ہے جس میں ہے۔ فافرغ بیمینہ علی یسارہ فغسلھا اشارہ فرمادیا[۲]

(۱۸۴)
باب تفریق الغسل والوضوء
ویذکر عن ابن عمر انہ غسل قدمیہ بعد ما جف وضوءہ

غسل اور وضو کے درمیان فصل کرنا۔ ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے قدموں کو وضو کردہ اعضاء کے خشک ہو جانے کے بعد دھویا

(۲۶۲) حد ثنا محمد بن محبوب قال حد ثنا عبد الواحد قال حد ثنا
ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے بیان کیا

[۱] (تقریر بخاری ج۲ ص۸۴) [۲] (تقریر بخاری ج۲ ص۸۴)

الاعمش عن سا لم بن ابی الجعد عن کر یب مو لی ابن عبا س عن ابن عباس
اعمش نے سالم بن ابی الجعد کے واسطہ سے۔ وہ کریب مولیٰ ابن عباسؓ سے وہ ابن عباسؓ سے
قال قالت میمو نة وضعت للنبیﷺ مآء یغتسل به فا فرغ علی ید یه
کہا کہ میمونہ نے کہا کہ میں نے نبیﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا تو آپؐ نے داہنے ہاتھ سے بائیں پر گرایا
فغسلهما مر تین مرتین او ثلثا ثم افر غ بیمینه علی شما له فغسل مذا کیره
انہیں دو دو یا تین تین مرتبہ دھویا پھر اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر گرا کر اپنی شرم گاہ دھوئی
ثم دلک یده بالارض ثم تمضمض واستنثق ثم غسل وجهه ویدیه
پھر ہاتھ کو زمین پر رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا
ثم غسل رأسه ثلا ثا ثم صب علی جسد ه ثم تنحی من مقا مه فغسل قدمیه
پھر سر کو تین مرتبہ دھویا پھر اپنے بدن پر پانی بہایا پھر ایک طرف ہوکر قدموں کو دھویا

تحقیق وتشریح

مسئلہ ٔ موالات:...... غسل اور وضوٴ میں بعض اعضاء کا پہلے دھونا اور بعض کا بعد میں۔ اس مسئلہ کا نام مسئلہ ٔ موالات ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ موالات شرط تو نہیں البتہ مستحب ہے موالات کا مطلب یہ ہے کہ پہلے اعضاء خشک ہونے سے پہلے پہلے دوسرے اعضاء کو دھولیا جائے۔

(۱۸۵)

باب اذا جامع ثم عاد و من دار على نسآئه فی غسل واحد

جس نے جماع کیا اور پھر دوبارہ کیا اور جس نے اپنی کئی بیبیوں سے ہم بستر ہو کر ایک غسل کیا

(۲۶۳)حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا ابن ابی عدی و یحیی بن سعید

ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی۔ کہا ہم سے ابن ابی عدی اور یحیی بن سعید نے بیان کیا وہ شعبہ سے وہ ابراہیم

عن شعبة عن ابراهیم بن محمد بن المنتشر عن ابیه قال ذکرته لعائشة

بن محمد بن منتشر سے وہ اپنے والد سے انھوں نے کہا کہ میں نے عائشہؓ کے سامنے اس مسئلہ کا ذکر کیا تو آپؓ نے فرمایا اللہ تعالی ابوعبدالرحمن پر

فقالت یرحم الله اباعبدالرحمن کنت أطیب رسول الله صلی الله علیه وسلم فیطوف

رحم فرمائے (انھیں غلط فہمی ہوئی) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی اور پھر آپؐ اپنی تمام ازواج مطہراتؓ کے پاس تشریف

علی نسائه ثم یصبح محرما ینضخ طیبا

لے گئے اور صبح کو احرام اس حالت میں باندھا کہ خوشبو سے بدن مہک رہا تھا

انظر: ۲۷۰ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله فیطوف علی نساءه

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۶۴)حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثنی ابی عن قتادة

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے والد نے قتادہ کے واسطے

قال حد ثنا انس بن مالک قال کان النبی ﷺ یدور علی نسآئه فی
سے بیان کیا۔کہا ہم سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ دن اور رات کے ایک ہی موقع پر اپنی تمام ازواج مطہراتؓ
السا عة الو ا حد ة من اللیل و ا لنها ر وهن احدیٰ عشر ة قال قلت لا نس او
کے پا س گئے اور یہ گیا رہ تھیں (منکو حہ اور دو با ندیاں) راو ی نے کہا میں نے حضرت انسؓ سے پو چھا
کان یطیقه قال کنا نتحدث انه اعطی قوة ثلاثین
کیا حضور ﷺ اس کی قوت رکھتے تھے۔تو آپ نے فرمایا ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ آپؐ کو تیس مردوں کی طاقت دی گئی ہے
وقال سعید عن قتادة انا نتحدث ان انسا حدثهم تسع نسوة
او ر سعید نے کہا قتا د ہ کے وا سطہ سے کہ ہم کہتے تھے کہ انسؓ نے ان سے نو ازواج مطہراتؓ کا ذکر کیا

﴿تحقیق و تشریح﴾

انظر: ۲۷۴، ۵۰۶۸، ۵۲۱۵

مسئله عود للجماع :......اس کی چار صورتیں ہیں

(۱):......عود بعد الغسل۔

(۲):......عود بعد الوضوٗ۔

(۳):......عود بعد الاستنجاء۔

(۴):......عود بلا مس ماء۔

ظاہر یہ کے نزدیک بلا مس ماء جائز نہیں۔ان کے نزدیک کم از کم استنجاء اور وضوٗ ضروری ہے۔اس باب سے ان لوگوں کا رد ہے۔اور جو کہتے ہیں کہ خوشبو لگانے والا محرم ہوسکتا ہے یا نہیں؟ حضرت ابن عمرؓ کا قول ہے **ما احب ان اصبح محرما و انضح طیبا** بعد میں لگانا تو بالاتفاق جائز نہیں ہے۔

فیطوف علی نساء ه :......یہ تو آ گیا لیکن بالغسل یا بلا غسل۔اس کی تفصیل اگلی حدیث میں ہے۔

فی الساعۃ الواحدۃ :......یعنی ایک موقع پر**المراد بھاقدر من الزمان لاالساعۃالزمانیۃالتی ھی خمس عشرۃدرجۃ**(ع ج ۳ ص ۲۱۵)۔اگر اس کا معنی گھڑی اور گھنٹہ کرو گے تو منکرین حدیث اس سے غلط استدلال کرلیں گے۔

اشکال :......ایک ہی رات میں سب بیویوں کے پاس جانا باری، عدل اور تقسیم کے خلاف ہے۔

جواب اول:......آپ ﷺ پر باری واجب ہی نہیں تھی۔آپ ﷺ تو تبرعاً باری کالحاظ فرماتے تھے۔

جواب ثانی :......ہوسکتا ہے کہ ایک رات مشترکہ رکھ لی ہو۔

جواب ثالث :......سفر سے واپسی کا موقع ہوگا جب کہ باری ابھی شروع ہی نہیں ہوئی تھی۔

جواب رابع :......ازواجِ مطہراتؓ کی اجازت سے ہوگا۔

اشکال:......یہ اشکال تاریخی ہے۔گیارہ بیویاں تو آپ ﷺ کے پاس کبھی بھی جمع نہیں ہوئی۔قتادہؒ گیارہ نقل کرتے ہیں اور دوسری روایت نو کی ہے تو گیارہ بیویاں کیوں کہا؟

جواب:......راجح روایت نو کی ہے اور امام بخاریؒ نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔گیارہ والی روایت کا جواب یہ ہے (۱) کہ ضروری نہیں کہ ازواجِ مطہراتؓ ہی ہوں (۲) ''سرایا'' یعنی باندیوں (ریحانہ، ماریہ) میں سے تھیں جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تصریح ہے۔

اشکال :......ایک ہی رات میں اتنی عورتوں سے ہمبستری بشری طاقت سے بظاہر باہر ہے۔تو یہ روایت بشری طاقت کے خلاف ہے۔

جواب :......اس کا جواب روایت ہی میں دیا گیا ہے **او کان یطیقہ قال کنا نتحدث انہ اعطی قوۃ ثلثین** حلیہ ابونعیمؒ میں ہے **قوۃ اربعین رجلا** اور وہ بھی جنتی آدمیوں کی [1]

---

[1] وفی الحلیۃلابی نعیمؒ عن مجاھدؒ ،اعطی قوۃاربعین رجلا کل من رجال اھل الجنۃ (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۱۷) ترمذی شریف ج دوئم ص ۷۶ پر روایت ہے کہ ایک جنتی مرد کی قوت سو آدمیوں کے برابر ہے۔وفی جامع الترمذی فی صفۃالجنۃمن حدیث عمرانؒ القطان عن قتادۃعن انسؓ عن النبی ﷺ یعطی المؤمن فی الجنۃقوۃ کذا و کذامن الجماع قیل یارسول اللہ او یطیق ذلک فقال یعطی قوۃ مائۃ رجل۔(ع ج ۳ ص ۲۱۷)

اشکال:...... آپ ﷺ نے چار سے زائد بیویوں سے کیوں نکاح کیا؟ جب کہ قرآن میں ہے ﴿فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ (پ۴) یعنی چار تک کی اجازت ہے۔

جواب:...... یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔

﴿مسئلہ تعددِ ازواج﴾

امام بخاریؒ نے باب **لا یتزوج اکثر من اربع لقوله تعالیٰ مثنی وثلث ورباع** (ص۷۶۲ ج۲) قائم فرمایا، اس مسئلہ میں دو اختلاف قابل ذکر ہیں۔

اختلاف اول:...... تعدد ازواج میں تحدید ہے یا نہیں؟

اختلاف ثانی:...... صرف ایک ہی عورت سے نکاح جائز ہے یا زیادہ بھی کرسکتا ہے؟

مسئلہ دو طریقوں سے اختلافی ہوگیا۔

مذهب اهل السنة والجماعة:...... یہ ہے کہ تعددِ ازواج تو جائز ہے لیکن چار تک کی تحدید ہے۔

دونوں اختلافی نکتوں میں اہل سنۃ والجماعۃ کے دلائل:......

دلیل ۱:...... قرآن پاک کے چوتھے پارہ سورۃ النساء میں ہے ﴿فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ ثنی، ثلث، رباع قیدیں ہیں۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ نکاح کرسکتے ہو دو دو، تین تین، چار چار، اس آیت پاک سے آنحضرت ﷺ نے استدلال فرمایا ہے۔ اور اس پر اجماع قائم ہے۔

دلیل استدلال:...... شرح السنۃ میں نوفل بن معاویہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ جب میں اسلام لایا اس وقت میرے نکاح میں پانچ بیویاں تھیں میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا **فارِق واحدة وامسک اربعةً**

ثانی:...... دوسری روایت غیلانؓ بن سلمہ ثقفی سے ہے یہ جب مسلمان ہوئے تو ان کے نکاح میں دس بیویاں تھیں وہ بھی مسلمان ہوگئیں، غیلانؓ نے حضور ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا **اَمسِکْ اربعاً وفارق سائرهن**۔

اجماع:...... چار ازواج کی تحدید پر اجماع بھی قائم ہے۔

مثنی وثلث ورباع میں واو بمعنی او ھے:...... امام بخاریؒ نے اس آیت کی تفسیر میں علیؒ بن الحسین کا قول نقل کیا ہے، **وقال علی بن الحسین یعنی مثنی او ثلاث او رباع**۔ مطلب یہ ہے کہ قرآنی آیت مثنیٰ وثلث ورباع میں واو تنویع کے لئے ہے۔ اَو کے معنی میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعدد ازواج تحدید اربع کے ساتھ جائز ہے۔

مذھب ظاھریه:...... پہلے نکتہ اختلافیہ میں اہل سنت والجماعت سے اہل ظاہر نے اختلاف کیا ہے، اہل ظاہر کہتے ہیں کہ کوئی تحدید نہیں۔ اور وہ مثنیٰ وثلث ورباع کا مطلب اور معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عقد میں دودو، تین تین، چار چار سے نکاح کر سکتے ہو جیسا کہ امیر لشکر، لشکر سے کہتا ہے کہ قلعہ میں دو دو، تین تین، چار چار ہو کر داخل ہو جاؤ۔ اس میں تحدید نہیں ہوتی، ایسے ہی یہاں مراد ہے کہ جتنی عورتیں چاہو نکاح میں داخل کرلو لیکن نکاح میں داخل کرنے اور لانے کا طریقہ یہ ہے کہ دو دو، تین تین، چار چار عورتوں کو نکاح میں لاؤ، تو اس آیت میں طریقہ دخول کا بیان ہے مجموعہ مدخول کا بیان نہیں، اس آیت میں تحدید نہیں، مثنیٰ وثلث ورباع کا ذکر تمثیلاً ہے۔

مثال وقرینه:...... سورۃ فاطر پارہ ۲۲ میں اللہ پاک نے فرشتوں کا ذکر فرمایا ﴿اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ کیا خیال ہے کہ فرشتوں کے چار سے زائد پر نہیں ہیں؟ بلکہ یہ تمثیل ہے۔ ایسے ہی یہاں بھی تمثیل ہے۔ جبرائیلؑ کے چھ سو پر ہیں۔

جواب:...... حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ جو **اَعْلَمُ بمحاورۃ القرآن** ہیں انھوں نے اس آیت سے تحدید سمجھی ہے تو آپ کو کوئی حق نہیں کہ آپ اس کا انکار کریں۔

مثال کا جواب:...... آپ نے جو مثال دی ہے یہ مثال عجمی ہے یاد رکھیں کہ قرآن پاک عجمی محاوروں کے تابع نہیں ہے اس کی مثال اگر دینی ہے تو یوں ہے امیر لشکر کھانے کی تقسیم کے وقت کہے کہ ہر ایک لشکری کو دو دو، تین تین، چار چار روٹیاں دی جائینگی تو کیا خیال ہے کہ ساری روٹیاں ایک ہی کو دینے کی اجازت ہے؟ جب یہاں پر تحدید ہے تو وہاں پر بھی ہوگی۔ مثال کے مقابلے میں مثال ہے۔

جواب قرینه:...... سورہ فاطر کی آیت کا قرینہ پیش کیا اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے کہ وہاں

تحدید نہیں ہے لیکن اس عدم تحدید پر قرینہ ﴿ وَيَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ﴾ ہے۔

یہ تو وہ تھے جو تحدید ہی کے قائل نہیں تھے، کچھ ایسے ہیں جو تحدید کے قائل ہیں لیکن تحدید بالاربع کے قائل نہیں ہیں۔ وہ حضرات کہتے ہیں کہ یہ واؤ جمع کے لئے ہے یعنی نو (۹) عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو، دو جمع تین اور جمع چار۔ کل نو ہو گئے۔ اور بعض نے کہا یہ تو معدول ہے اصل کے لحاظ سے اٹھارہ بنتی ہیں۔

قرینہ: ...... یہ پیش کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔ یہ رافضیوں اور خارجیوں کا قول ہے۔

جواب: ...... علی بن الحسینؒ تصریح کر رہے ہیں کہ واؤ تنویع کے لئے ہے اَو کے معنی میں ہے۔

جواب قرینہ: ...... نو سے نکاح کرنا آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

منکرین تعدد: ...... دوسرا نکتہ اختلافیہ یہ تھا کہ صرف ایک ہی نکاح کر سکتا ہے یا اس سے زیادہ سے بھی کر سکتا ہے۔ اہل سنت والجماعۃ تعدد کے قائل ہیں۔

منکرین حدیث: ...... منکرین تعدد بھی ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ عدم جواز تعدد قرآن سے بھی ثابت ہے اور حدیث سے بھی اور عقل سے بھی۔

اثبات من القرآن: ...... اللہ پاک نے قرآن مجید میں فرمایا ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾[۱] اگر تمہیں خوف ہو کہ انصاف نہیں کر سکو گے تو صرف ایک سے نکاح کرو اور قرآن مجید نے خود کہا ہے ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ﴾[۲] لھذا ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح جائز نہیں ہے۔

جواب: ...... یہ استدلال صحیح نہیں ہے اس لئے کہ دونوں آیتوں میں عدل مختلف لحاظ سے ہے، پہلی آیت میں عدل ظاہری مراد ہے یعنی نفقہ، سکنی اور کسوۃ کے لحاظ سے عدل ضروری ہے، اور دوسری آیت میں عدل باطنی مراد ہے، یعنی دل کے میلان کے لحاظ سے۔ نکاح جس عدل سے مشروط ہے وہ عدل ظاہری ہے اور دوسری آیت میں عدل باطنی کی نفی ہے کہ تم عورتوں میں عدل باطنی نہیں رکھ سکو گے۔

قرینہ: ...... اس کے بعد ہے ﴿فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾[۳] کہ انصاف تو کر نہیں سکتے لیکن یہ بھی اجازت نہیں ہے کہ ایک طرف بہت زیادہ میلان کرلو۔

اثبات من الحدیث: ...... حضرت علیؓ نے نکاح ثانی کی اجازت مانگی آپ ﷺ نے اجازت نہیں دی،

---

[۱] (پارہ ۴ آیت ۳ سورۃ النساء) [۲] (پارہ ۵ آیت ۱۲۹ سورۃ النساء) [۳] (سورۃ النساء آیت ۱۲۹)

آپ ﷺ نے فرمایا میں اجازت نہیں دیتا معلوم ہوا نکاح ثانی منسوخ ہو چکا ہے۔

جواب اول: ...... یہ حضرت فاطمہؓ اور آپ ﷺ کی خصوصیت ہے رعایت خاطر فاطمہؓ آپ ﷺ نے منع فرمایا۔

جواب ثانی: ...... نہی خاص جزئی سے تھی کہ حضرت علیؓ ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے تھے تو فرمایا کہ میری بیٹی کے ساتھ اللہ پاک کے دشمن کی بیٹی جمع نہیں ہوسکتی۔ ایذاء کا سبب ہے۔ اس کی تائید بخاری ج ۲ ص ۷۸۷ کی روایت سے ہوتی ہے اس میں الفاظ یہ ہیں **فلا اذن ثم لا اذن ثم لا اذن الا ان یرید ابن ابی طالب ان یطلق ابنتی وینکح ابنته فانما هی بضعة منی یرینی ما ارابها ویوذینی ما اذاها۔**

جواب ثالث: ...... یہ نہی بطور مشورہ کے تھی بطور تشریع نہ تھی۔ کیونکہ کوئی باپ بھی اس کو پسند نہیں کرتا چنانچہ آپ ﷺ سے صراحتاً ثابت ہے **لست احرم حلالاً** [1]

اثابت من العقل: ...... عورتوں اور مردوں کے حقوق تو مساوی ہوتے ہیں اگر مرد کو چار عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے تو پھر ایک عورت کو چار مردوں سے نکاح کی اجازت بھی ہونی چاہیے جبکہ ایک عورت چار مردوں سے نکاح نہیں کرسکتی تو یہاں بھی جائز نہیں ہونا چاہیے۔

جواب اول: ...... تعدد ازواج عقلاً محمود ہے اور اقتصادیات کے لحاظ سے بھی ضروری ہے اس لئے کہ جو شارع مطلق ہے وہی خالق کل بھی ہے۔ خلقتاً لڑکیاں زیادہ پیدا ہو رہی ہیں اور لڑکے کم۔ اور پھر مرد میدانوں، کارزاروں میں ہلاک بھی ہو جاتے ہیں تو شرح پیدائش کے لحاظ سے بھی مرد کم ہوں اور ہلاکت کے مواقع بھی مردوں کے زیادہ ہوں اگر فی کس فی عورت کی پابندی لگادی جائے تو زائد عورتیں کدھر جائینگی یا تو ان کے نکاح پر پابندی لگانی ہوگی یا سفح (منی بہانا) کا دروازہ کھولنا ہوگا اس طرح عورتیں بدکاری میں مبتلا ہو جائینگی۔

جواب ثانی: ...... اگر عورتوں کو چار مرد کرنے کی اجازت دی جائے تو پانچ خرابیاں پیدا ہونگیں۔

(۱) ضیاع نسب (۲) خلط نسب (۳) نزاع نسب (۴) عدم تحمل یعنی ایک مرد اپنی بیوی کے ساتھ جا رہا ہے، دوسری طرف سے اسکا دوسرا خاوند آ گیا اس نے اپنی طرف بلایا عورت نے جواب دیا کہ میں تو اس کے

---

[1] (ابوداؤد ص ۲۸۹)

ساتھ جاتی ہوں تو یہ مرد کو کیسے برداشت ہوگا (۵) نشوز، اس سے خاوند کی نافرمانی کی صورت پیدا ہوگی۔

جواب ثالث:...... تعدداز واج فطرۃً بھی محمود ہے کل دنیا اس پر متفق ہے۔(۱) بائبل باب پیدائش میں لکھا ہے کہ تعددِ ازواج باعثِ برکت ہے (۲) ویدوں کی کتاب میں تعددِ ازواج کا تصور ہے (۳) حضرت سلیمان علیہ السلام کی ۹۹ بیویاں تھیں (۴) حضرت ابراھیم علیہ السلام کی تین اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چار اور عرب میں تعدداز واج کا عام رواج تھا اور اب بھی ہے۔ تو تعدداز اج فطری امر ہے۔ من وشاستر لکھتا ہے کہ اگر ایک بیوی صاحب اولاد ہو جائے تو تمام صاحب اولاد شمار ہونگی۔ تو معلوم ہوا کہ ہندو کے نزدیک بھی کئی بیویاں ہوسکتی ہیں۔ اسلام نے عورتوں پر تحدید کر کے احسان کیا ورنہ فطرت کے تقاضے میں تحدید نہیں ہے۔

جواب رابع:...... چار بیویاں عین سلامتی بھی ہیں، تین مہینے کے بعد تندرست بیوی حاملہ ہو جاتی ہے تو مرغوب فیھا نہیں رہتی۔ کئی ماہ حمل رہتا ہے۔ تقریبا سال کے بعد وضع حمل ہوتا ہے حمل کے بعد مرغوب فیھا بنتی ہے۔ اس عرصہ میں باقی بیویاں تسکین قلبی وراحت جسمانی کا ذریعہ بنی رہیں گی۔ اس طرح چار بیویاں ہونا عین سلامتی ہے۔

طعن منکرین حدیث:...... ملحدین نے طعن کیا ہے کہ آپ ﷺ کا کئی بیویاں کرنا خواہش نفسانی پر مبنی تھا۔

جواب:...... یہ طعن وہ شخص کر سکتا ہے جو جاھل ہے، تاریخ سے ناواقف ہے، یا پھر مُتَعَنِّتْ اور ضدی ہے ورنہ تاریخ دان اعتراض نہیں کر سکتا کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ پچیس سال کی عمر میں ایک شادی کی جو جوانی اور عیش اور طاقت کا زمانہ ہے، پچاس سال تک ایک ہی بیوی کے ساتھ وقت گزارا ہے پچاس سال کے بعد جن عورتوں سے نکاح کیا ہے ان میں سے ایک کے سوا کوئی کنواری نہیں تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے نکاح عیش پرستی کے لئے نہیں تھے بلکہ کثرت اور تعدداز واج تبلیغ امت کے لئے تھے کیونکہ مردوں کی طرح عورتوں کے مسائل کی تعلیم کے لئے یہ ضروری تھا یا خود بیوگان اور ان کے قبائل کی تالیف کے تھا۔

اعتراض:...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو باکرہ ملتی نہیں تھی اس لئے بیوگان سے نکاح کیا۔

جواب اول:...... یہ بھی تاریخ سے ناواقفیت ہے کیونکہ عقبہ بن عامر نے دس بیٹیاں اور سرداری پیش کی مال پیش کیا، اگر مقصد زندگی دولت اور عیش ہوتی تو مطالبہ چھوڑ دیتے اور معاہدہ کر لیتے، حالانکہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم

اگرایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے ہاتھ میں سورج رکھ دو تب بھی اپنا مشن نہیں چھوڑوں گا جس نے تمام وسائل کے باوجود دو دو دن کے بعد کھانا کھایا اس کے بارے میں یہ تصور حماقت ہے۔ یہ تو ایسی بات ہے جس کو دشمن نے بھی تسلیم کیا ہے۔ ایک انگریز اپنی کتاب محمدؐ اینڈ محمڈن میں لکھتا ہے آپ ﷺ نے جتنی بھی شادیاں کی ہیں نہ وہ جمال کے لحاظ سے مشہور تھیں اور نہ ہی وہ مال کے لحاظ سے۔

جواب ثانی:...... طعن منکرین کا دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ آپ ﷺ میں تیس آدمیوں کی قوت ہے اور حلیہ ابونعیم کی روایت میں اربعین رجلاً ہے، اور رجلا سے مراد جنت کا مرد ہے اور جنتی مرد کی طاقت دنیا کے سوصحت مند چاک وچوبند آدمیوں کی طاقت کے برابر ہے اس لحاظ سے آپ ﷺ میں چار ہزار آدمیوں کے برابر طاقت تھی اور پھر ایک مرد کے لئے چار عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے تو اس لحاظ سے آپ ﷺ کو سولہ ہزار عورتوں سے نکاح کی اجازت ہونی چاہیے۔ جبکہ آپ ﷺ نے صرف نو یا گیارہ پر اکتفاء کیا اس سے آپ ﷺ کا تحمل ظاہر ہے۔

(۱۸٦)

غسل المذی و الوضوء منه

مذی کا دھونا اور اس کی وجہ سے وضو کرنا

(۲٦۵) حد ثنا ابو الولید قال حد ثنا زائدة عن ابی حصین عن ابی عبدالرحمن

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے زائدہ نے ابوحسین کے واسطہ سے بیان کیا انھوں نے ابوعبدالرحمٰن سے

عن علی قال کنت رجلا مذآء فا مرت ر جلا یسأل النبی ﷺ

انھوں نے حضرت علیؓ سے آپ نے فرمایا کہ مجھے مذی بکثرت آتی تھی چونکہ میرے گھر میں نبی ﷺ کی صاحبزادی تھیں

لمکان ابنته فسأل فقال توضأ واغسل ذکرک

اس لیے میں نے ایک شخص سے کہا کہ وہ آپؐ سے اس کے متعلق سوال کریں انھوں نے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ وضو کرو اور ذکر دھولو

راجع: ۱۳۲

﴿تحقیق و تشریح﴾

مسئله مذی:...... مذی کے بارے میں دو مسئلے اتفاقی ہیں اور تین اختلافی۔

امام بخاریؒ تین مسائل اختلافیہ میں سے دو میں جمہورؒ کی تائید فرمانا چاہتے ہیں۔

(۱):...... ایک اتفاقی مسئلہ یہ ہے کہ مذی ناپاک ہے۔

(۲):...... خروج مذی سے وضوٗ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور تین مسئلے اختلافی ہیں۔

مسئله اختلافیه اولی:...... موضع مذی کا دھونا کافی ہے یا کل ذکر کا یا انثیین بھی ساتھ دھونا ضروری ہے

ظاهریه:...... کے نزدیک کل ذکر اور انثیین کا دھونا ضروری ہے کیونکہ بعض روایتوں میں **والذکر والانثیین** ہے

امام احمدؒ:...... کے نزدیک کل ذکر کا دھونا ضروری ہے۔

جمهورؒ:...... جمہورؒ کے نزدیک موضعِ نجاست کا دھونا ضروری ہے۔

امام بخاریؒ:...... **غسل المذی** کہہ کر جمہور کی تائید فرما رہے ہیں کہ فقط موضع نجاست کو دھویا جائے گا اگر چہ حدیث میں غسل الذکر ہے تو یہ ترجمہ شارحہ ہے۔

مسئله اختلافیه ثانیه:...... دھونا ضروری ہے یا ڈھیلے سے بھی خشک کر سکتے ہیں اس میں جمہورؒ کی بجائے امام بخاریؒ نے امام احمدؒ بن حنبل کی تائید کی ہے جو کہ اکتفاء علی الحجر کے قائل نہیں ہیں۔ اس لئے کہ امام بخاریؒ نے فرمایا **غسل المذی**.

مسئله اختلافیه ثالثه:...... وضوٗ علی الفور واجب ہے یا تاخیر بھی کر سکتا ہے۔

عند البعض:...... وضوٗ علی الفور واجب ہے

جمهورؒ:...... کہتے ہیں کہ تاخیر بھی جائز ہے۔

تو امام بخاریؒ والوضوء منه عطف کے ساتھ ذکر کر کے اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ تاخیر بھی ہو سکتی ہے، تو گویا

اس مسئلہ میں بھی امام بخاریؒ جمہورؒ کی تائید فرمارہے ہیں۔

توضأ واغسل ذکرک :...... واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے۔اس سے امام احمدؒ نے استدلال کیا ہے کہ آپ ﷺ نے غسل ذکر کا حکم دیا ہے لہذا سارے ذکر کا دھونا ضروری ہے۔

جواب (۱):...... بعض اوقات ذکرِ کل سے ارادۂ جزء ہوتا ہے۔تو یہاں بھی ایسا ہی ہے۔کیونکہ مقصود تو تطہیر ہے

جواب (۲):...... یہ علاج پر محمول ہے تطہیر پر نہیں،یعنی غسلِ کُل ذکر علاج پر محمول ہے۔

جواب (۳):...... یا اس حالت پر محمول ہے جب کہ مذی ذکر کو بھی لگ جائے تو امام بخاریؒ کا ترجمہ شارحہ ہوا کہ غسل ذکر مراد نہیں بلکہ غسل مذی عن الذکر مراد ہے باقی اس پر مشہور اشکال ہے

اشکال:...... سائل کون تھا۔

جواب:...... روایات تین قسم کی ہیں تعارض تین طرح سے دور ہوسکتا ہے عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۱۹ پر اس کی تفصیل اس طرح موجود ہے [1]

(۱۸۷)

باب من تطیب ثم اغتسل و بقی اثر الطیب

جس نے خوشبو لگائی پھر غسل کیا اور خوشبو کا اثر اب بھی باقی رہا

(۲۶۶)حدثنا ابو النعمان قال حدثنا ابو عوانة عن ابراهيم بن محمد بن المنتشر عن ابيه
ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا۔کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا۔ابراہیم بن محمد بن منتشر سے وہ اپنے والد سے کہا میں
قال سالت عائشة و ذكرت لها قول ابن عمر ما احب ان اصبح محرما انضح طيبا
نے عائشہؓ سے پوچھا اور ان سے ابن عمرؓ کے اس قول کا ذکر کیا کہ میں اسے گوارا نہیں کرسکتا کہ احرام باندھوں اور خوشبو

[1](واما الاختلاف فی السائل فقد ذکر فیما سقنا من الاحادیث ان فی بعضها السائل هو علیؓ بنفسه وفی بعضها السائل غیره ولکنه حاضر وفی بعضها هو المقدادؓ وفی بعضها هو عمارؓ وجمع ابن حبانؒ بین هذا الاختلاف ان علیا سئل عمارا ان یسئل ثم امر المقدادؓ بذلک ثم سئل بنفسه)

فقالت عائشةؓ انا طیبت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ثم طاف
میرے جسم سے مہک رہی ہو۔ تو عائشہؓ نے فرمایا میں نے خود نبی علیہ السلام کو خوشبو لگائی ہے، پھر آپؐ اپنی تمام ازواج کے پاس
فی نسآ ئه ثم اصبح محر ما
تشریف لے گئے اور اس کے بعد احرام باندھا
راجع:۲۶۷ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۶۷)حد ثنا اٰدم بن ابی ایا س قال حد ثنا شعبة قال ثنا الحکم عن ابر اھیم
آدم بن ابی ایاس سے روایت ہے کہا ہم سے شعبہ نے حدیث بیان کی۔ کہا ہم سے حکم نے حدیث بیان کی ابراہیم کے
عن الا سو د عن عا ئشة قالت کا نی انظر الی وبیص الطیب فی مفر ق النبی
واسطہ سے وہ اسود سے وہ عائشہؓ سے آپ نے فرمایا گویا میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں
صلی اللہ علیہ وسلم وھو محر م.
اور آپؐ احرام باندھے ہوئے ہیں۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

انظر:۱۵۳۸، ۵۹۱۸، ۵۹۲۳

غرض الباب : ......امام بخاریؒ اس سے دو باتیں بتلانا چاہتے ہیں

(۱) اثر طیب باقی ہو تو غسل کے تام ہونے کے منافی نہیں ہے۔

(۲) خوشبو لگی ہوئی ہو تو احرام کے منافی نہیں ہے۔

حدثنا ابو النعمانؒ:......

طاف فی نساء ہ : ......یہ جماع سے کنایہ ہے اور بعد الجماع غسل کیا ہوگا تو خوشبو کے بعد غسل ثابت ہوا۔

اوردوسرا جزء روایتِ ثانی سے ثابت ہے.

کانی انظر الی وبیص الطیب: ...... تو معلوم ہوا کہ اثرِ طیب باقی تھا اور دوسرا جزء پہلی حدیث سے بھی ثابت ہوسکتا ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ قول ابن عمرؓ کے جواب میں فرمارہی ہیں **طیبت رسول اللہ ﷺ** .

جواب: ...... ''رد'' تب ہی ہوسکتا ہے جب کہ اثرِ طیب باقی ہو.

طاف فی نساءہ: ...... اس روایت سے معلوم ہوا کہ واقعہ ایک مرتبہ کا ہے۔ تاریخ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے چونکہ آپ ﷺ شارع ہیں اس لئے آپ ﷺ کو ہر طرح کرنا ہے تو ایک مرتبہ آپ ﷺ کا سب بیویوں کے پاس جانا بالغسل ہے اور ایک مرتبہ بلا غسل ہے۔ لیکن بیان کرنے والا یوں بھی کہہ دیتا ہے **کان رسول اللہ ﷺ یطوف علی نساءہ**[۱] معلوم ہوا کہ **دخول کان علی المضارع** ہمیشہ استمرار کے لئے نہیں ہوتا یہ بات وہاں کام آئے گی جہاں آتا ہے **کان رسول اللہ ﷺ یرفع یدیہ حتی لقی اللہ**

مناظرہ: ...... ہمارے ایک ساتھی کو مناظرہ کا بڑا شوق تھا غیر مقلدوں کے ساتھ مناظرہ ہوا اس نے استدلال میں یہی روایت پیش کی تو اس ساتھی نے کہا یہاں تو کان رسول پر داخل ہے نہ کہ مضارع پر۔ ملا آں باشد کہ چپ نہ شود

واقعہ نمبر ۱: ...... میں نے ایک مرتبہ ایک غیر مقلد سے کہا کہ ایک آدمی تکبیر کہہ کر نماز میں داخل ہوا۔ ادھر امام نے فاتحہ ختم کی تو اب یہ مقتدی فاتحہ پڑھے یا آمین کہے اگر فاتحہ پڑھتا ہے تو حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا **اذا قال الامام ولاالضآلین فقولوا آمین**. اور اگر آمین کہتا ہے تو آمین پہلے ہوجائے گی اور فاتحہ بعد میں ہوتی والا قصہ ہوجائے گا۔ (الخیر الساری ج ۱ میں گزرا ہے وہاں پر رجوع فرمائیں)

واقعہ نمبر ۲: ...... ایک غیر مقلد سے میں نے کہا کہ اگر امام کو رکوع میں پایا تو پہلے فاتحہ پڑھو گے یا رکوع کرو گے۔ اگر پہلے فاتحہ پڑھو گے تو رکوع نکل جائے گا اس کو حدیث سے ثابت کرو بلکہ اس کے خلاف احادیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرامؓ دوڑ کر رکوع میں شریک ہوتے تھے۔ غیر مقلد نے فٹ (فوراً) کہا کہ رکوع میں پڑھ لیں گے میں نے کہا اس کے لئے حدیث پیش کرو۔

واقعہ نمبر ۳: ...... رائٹرز کالونی ملتان میں گیا تو وہاں غیر مقلدین مجھ سے کہنے لگے کہ جی اپنے امام صاحب سے

---

[۱] (عینی ج ۳ ص ۲۲۱)

کہیں کہ ہماری بھی کچھ رعایت کرلیا کرے فاتحہ ذرا ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرے۔ میں نے کہا بھائی حدیث میں تو ہے انما جعل الامام لیؤتم بہ[1] کہ امام کی اقتداء کی جائے اور تم کہتے ہو کہ امام مقتدیوں کی اقتداء کرے میں تو یہ نہیں کہہ سکتا

(۱۸۸)
باب تخلیل الشعر حتی اذا ظن انه قد اروٰی بشرته افا ض علیه

بالوں کا خلال کرنا اور جب یقین ہو جائے کہ کھال تر ہوگئی تو اس پر پانی بہا دیا

(۲۶۸)حد ثنا عبد ان قا ل اخبر نا عبد الله قا ل اخبر نا هشا م بن عروة عن ابيه عن
ہم سے عبدان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبداللہ نے بیان کیا۔ ہم سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد کے واسطے سے بیان
عا ئشة قالت كان رسول الله ﷺ اذااغتسل من الجنا بة غسل يديه وتوضأ و ضوءه للصلوة
کیا کہ عائشہؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ جنابت کا غسل کرتے تو (پہلے) اپنے ہاتھوں کو دھوتے اور نماز کی طرح وضو کرتے پھر
ثم اغتسل ثم تخلل بيد ه شعره حتى اذاظن انه قداروٰى بشرته افاض عليه المآء ثلا ث مرات
اپنے ہاتھ سے بالوں کا خلال کرتے اور جب یقین ہو جاتا کہ کھال تر ہوگئی ہے تو تین مرتبہ اس پر پانی بہاتے۔ پھر تمام
ثم غسل سا ئر جسد ه وقا لت كنت اغتسل انا ور سو ل الله ﷺ من انآء واحد
بد ن کا غسل کر تے اور عا ئشہؓ نے فرمایا کہ میں اور رسو ل اللہ ﷺ ایک بر تن سے غسل کر تے تھے
نغرف منه جميعا
ہم دونوں اس سے چلو بھر بھر کر پانی لیتے تھے

راجع: ۲۴۸

[1] (مسلم شریف ص ۷۷ اقدیمی کتب خانہ کراچی)

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

سوال :...... جنبی کے سر پر اگر بال ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب :...... جنبی دو حال سے خالی نہیں مرد ہوگا یا عورت پھر بال بٹے ہوئے ہوں گے یا کھلے ہوئے ہوں گے تو چار قسمیں ہوگئیں۔ مرد کے لئے ہر حال میں تر کرنا ضروری ہے بال بٹے ہوئے ہوں تو کھول کر تر کرے عورتوں کے لئے اگر کھلے ہوئے ہوں تو تر کرنا ضروری ہے بٹے ہوئے ہوں تو جڑوں کو تر کرنا ضروری ہے تو یہ باب خاص ہے ان عورتوں کے ساتھ کہ جن کے بال بٹے ہوئے ہوں۔ جیسے مؤلفؒ نامِ حق نے کہا ہے۔

آن زنا که موئے را بافند

غسل جنابت اور غسل حیض میں اختلاف :...... پھر غسل جنابت اور غسل حیض میں اختلاف ہے کہ ان دونوں میں فرق ہے یا نہیں۔

عند الجمہورؒ :...... ایک ہی حکم ہے، یعنی جڑوں کو تر کرنا ضروری ہے کھولنا ضروری نہیں۔ لیکن حنابلہ فرق کرتے ہیں۔

حنابلہؒ :...... کہتے ہیں کہ غسل جنابت میں جڑوں کو تر کرنا کافی ہوگا اور غسلِ حیض میں کھولنا ضروری ہے اس مسئلہ میں امام بخاریؒ کا مسلک بھی امام احمدؒ والا ہے۔ کیونکہ یہاں جو باب باندھا ہے اس میں ہے **حتی اذا ظن انه قد اروی بشرته افاض علیه**۔ آگے بخاری ج اول ص ۴۵ پر ہے باب **نقض المراة شعرها عند المیحض** . معلوم ہوا کہ دونوں میں فرق ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۸۹)
باب من توضأ فی الجنابة ثم غسل سائر جسده ولم یعد غسل مواضع الوضوء منه مرة اخری

جس نے جنابت کی حالت میں وضو کیا پھر اپنے تمام بدن کا غسل کیا لیکن وضو کیے ہوئے حصے کو دوبارہ نہیں دھویا

(۲۶۹) حدثنا یوسف بن عیسیٰ قال انا الفضل بن موسیٰ قال انا الاعمش

ہم سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے فضل بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اعمش نے سالم کے واسطے

عن سالم عن کریب مولی ابن عباس عن ابن عباس عن میمونة قالت

سے بیان کیا۔ انھوں نے کریب مولیٰ ابن عباسؓ سے انھوں نے ابن عباسؓ سے کہ میمونہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ

وضع رسول الله ﷺ وضوء الجنابة فاکفأ بیمینه علی یساره مرتین او

کے لیے غسل جنابت کے لیے پانی رکھا گیا ۔ آپؐ نے پانی دو یا تین مرتبہ داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر ڈالا۔ پھر

ثلاثا ثم غسل فرجه ثم ضرب یده بالارض او الحائط مرتین او ثلاثا ثم

شرمگاہ کو دھویا پھر ہاتھ کو زمین پر یا دیوار پر دو یا تین مرتبہ مار کر دھویا پھر

تمضمض و استنشق وغسل وجهه وذراعیه ثم افاض علی رأسه الماء ثم

کلی فرمائی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے اور بازوؤں کو دھویا پھر سر پر پانی ڈالا اور سارے بدن کا غسل کیا

غسل جسده ثم تنحی فغسل رجلیه قالت فاتیته بخرقة

پھر اپنی جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے۔ حضرت میمونہؓ نے فرمایا کہ میں آپ ﷺ کے پاس ایک کپڑا لائی

فلم یردها فجعل ینفض بیده.
آپ ﷺ نے اسے نہیں لیا اور ہاتھوں ہی سے پانی جھاڑنے لگے۔

راجع: ۲۴۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب: ......اس باب سے امام بخاریؒ کی دوغرضیں ہیں۔

(۱):......ایک اختلافی مسئلہ گزرا تھا کہ وضوٗ قبل الغسل جزءِ غسل ہے یا خارج۔ بعض حضرات کی رائے خارج کی تھی۔ کہ غسل کے لئے الگ پھر ان اعضاء کو دھویا جائے گا تو امام بخاریؒ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہ جزءِ غسل ہے تو اب دوبارہ ان اعضاء کو دھونے کی ضرورت نہیں۔

(۲):......دوسرا مسئلہ وہی ہے کہ مسِ ذکر ناقضِ وضوٗ نہیں ہے۔ دونوں مسئلے بیان ہو چکے ہیں۔

(۱۹۰)
باب اذا ذکر فی المسجد انه جنب خرج کما هو و لا یتیمم

جب مسجد میں اپنے جنبی ہونے کو یاد کرے تو اسی حالت میں باہر آجائے اور تیمّم نہ کرے

(۲۷۰) حدثنا عبد الله بن محمد قال ثنا عثمان بن عمر قال انا یونس عن
ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے یونس نے زہری کے واسطے سے بیان
الزهری عن ابی سلمة عن ابی هریرة قال اقیمت الصلوة وعدلت الصفوف قیاما
کیا وہ ابو سلمہ سے وہ ابو ہریرہؓ سے کہ نماز کی تیاری ہو رہی تھی اور صفیں درست کی جا رہی تھیں کہ

فخر ج الینا رسو ل اللہ ﷺ فلما قا م فی مصلا ہ ذ کر انہ جنب
رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ جب آپ مصلے پر کھڑے ہو چکے تو یاد آیا کہ آپؐ جنابت کی حالت میں ہیں اس وقت
فقا ل لنا مکا نکم ثم رجع فا غتسل ثم خر ج الینا
آپؐ نے ہم سے فرمایا اپنی جگہ کھڑے رہو اور آپؐ واپس چلے گئے پھر آپؐ نے غسل کیا اور واپس تشریف لائے تو سر سے قطرے
و رأسہ یقطر فکبر فصلینا معہ
ٹپک رہے تھے۔ آپؐ نے نماز کے لیے تکبیر کہی اور ہم نے آپؐ کے ساتھ نماز ادا کی اس روایت کی متابعت کی ہے عبد
تا بعہ عبد الا علی عن معمر عن الزھر ی ور و اہ الا و زا عی عن الزھر ی
الاعلی نے معمر سے روایت کر کے اور وہ زہری سے اور اوزاعی نے بھی زہری سے اس حدیث کی روایت کی ہے

انظر: ۶۳۹، ۶۴۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ

جنبی مسجد سے کس طرح باہر آئے:...... مسجد میں کسی کو یاد آیا کہ وہ جنبی ہے اب نکلنے کا کیا طریقہ ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔

احنافؒ کے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ تیمّم کر کے نکلے۔

امام بخاریؒ:...... احناف پر تعریض کر رہے ہیں کہ ان کا مذہب حدیث کے خلاف ہے اسی لئے یہ باب باندھا۔

جواب ۱:...... حنفیہ" کب فرضیت کے قائل ہیں طہارت کا تو فائدہ ہی ہے آپ ﷺ کا یہ فعل بیان جواز کے لئے ہے دوسری احادیث کی بنا پر حنفیہؒ نے کہا کہ مسجد سے نکلنے کے لئے تیمّم کرے۔

جواب ۲:...... یہ واقعہ دخول فی المسجد جنباً کے حکم سے پہلے کا ہے۔

ملحدین کا اعتراض: ...... ملحدین نے اس کو خوب اچھالا کہ آپ ﷺ کا تو دل بھی جاگتا ہے تو کیسے آپ کو احتلام ہو گیا اور پھر پتہ بھی نہیں چلا؟ اور اگر بیداری میں غسل واجب ہوا تو یاد کیسے نہیں رہا؟

جواب: ...... چونکہ آپ ﷺ شارع ہیں امت پر جس قسم کے حالات آنے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ تشریع کیلئے آپ ﷺ پر وہی حال طاری فرمادیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جیسے تم بھولتے ہو ایسے ہی میں بھی بھولتا ہوں، لیکن ہمارے اور نبی پاک ﷺ کے بھولنے میں فرق ہے آپ ﷺ کا بھولنا تشریع کے لئے ہے اور ہمارا بھولنا غفلت کی بنا پر ہے۔ تو آپ ﷺ نے ایسا اس لئے فرمایا تا کہ کوئی امام شرم کی وجہ سے جنبی ہی نماز نہ پڑھادے [1]

(۱۹۱)

﴿باب نفض اليدين من غسل الجنابة﴾

غسل جنابت کے بعد ہاتھوں سے پانی جھاڑنا

(۲۷۱) حدثنا عبدان قال اخبرنا ابو حمزة قال سمعت الاعمش عن سالم
ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے ابوحمزہ نے بیان کیا، کہا میں نے اعمش سے سنا انھوں نے سالم بن ابی الجعد سے
بن ابی الجعد عن کریب عن ابن عباسؓ قال قالت میمونة وضعت للنبی
انھوں نے کریب سے۔ انھوں نے ابن عباسؓ سے۔ آپ نے فرمایا کہ میمونہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کے لیے

[1] فلما قام فی مصلاه ذکرانه جنب:......((فان قلت))اذاکان القول علی بابه فیکون واقعا فی الصلوة(قلت)لیس کذلک بل کان ذکره انه جنب قبل ان یکبر وقبل ان یدخل فی الصلوة کما ثبت فی الصحیح(فان قلت)فی روایة ابن ماجة قام الی الصلوة وکبر ثم اشار الیهم فمکثوا ثم انطلق فاغتسل وکان رأسه یقطرماء فصلی بهم فلما انصرف قال انی خرجت الیکم جنباوانی انسیت حتی قمت فی الصلوة ،وفی دار قطنی من حدیث انسؓ دخل فی صلوة فکبر وکبرنا معه ثم اشار الی القوم کما انتم وفی روایةلاحمد من حدیث علیؓ کان قائما فصلی بهم اذاانصرف وفی روایة لابی دائود من حدیث ابی بکرةؓ دخل فی صلوة الفجر فأومابیده ان مکانکم قلت هذاکله لایقاوم الذی فی الصحیح وایضامن حدیث ابی هریرةؓ هذا ثم رجع فاغتسل فخرج الینا ورأسه یقطرفکبر فلو کان کبر اولا لماکان یکبر ثانیا (ع ج ۳ ص ۲۲۴)(فتح الباری ج ۱ ص ۱۹۲)(بخاری ج ۱ ص ۴۱)

غسل کا پانی رکھا اور ایک کپڑے سے پردہ کر دیا۔ پہلے آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ اور انھیں دھویا
شماله فغسل فر جه فضرب بيده الارض فمسحها ثم غسلها فمضمض و استنشق
پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ میں پانی لیا اور شرمگاہ دھوئی پھر ہاتھ کو زمین پر رگڑا اور دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا
وغسل وجهه وذراعيه ثم صب على رأسه وافاض على جسده ثم تنحى
اور اپنا چہرہ اور اپنے بازو دھوئے۔ پھر اپنے سر پر پانی بہایا اور سارے بدن کا غسل کیا اس کے بعد ایک طرف ہو گئے
فغسل قدميه فناولته ثوبا فلم ياخذه فانطلق و هو ينفض يديه
اور دونوں پاؤں دھوئے اس کے بعد میں نے آپؐ کو ایک کپڑا دینا چاہا تو آپؐ نے اسے نہیں لیا اور آپ ﷺ ہاتھوں سے پانی جھاڑنے لگے

راجع: ۲۴۹

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ کی رائے ہے کہ امام بخاریؒ کی غرض ماء مستعمل کی طہارت ثابت کرنی ہے اس لیے کہ جب نفض کرے گا تو کپڑے وغیرہ پر چھینٹیں پڑیں گی اور اس کا دھونا کہیں منقول نہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں کہ اس باب کی غرض یہ ہے کہ ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے۔ **لا تنفضوا ايدكم في الوضوء فانها مراوح الشيطان**، تو امام بخاریؒ نے اس روایت پر رد فرمایا [1]

[1] (تقریر بخاری ج۲ ص۸۹)

(۱۹۲)

﴿باب من بدأ بشق رأسه الایمن فی الغسل﴾

جس نے اپنے سر کے داہنے حصے سے غسل شروع کیا

(۲۷۲)حد ثنا خلّاد بن یحییٰ قال حد ثنا ابراھیم بن نا فع عن الحسن بن مسلم
ہم سے خلاد بن یحیی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن نافع نے بیان کیا حسن بن مسلم سے روایت کر کے
عن صفیة بنت شیبة عن عائشة قالت کنا اذا اصاب احدانا
وہ صفیہ بنت شیبہ سے۔ وہ عائشہؓ سے آپ نے فرمایا کہ ہم ازواج (مطہراتؓ) میں سے کسی کو
جنابة اخذت بیدیھا ثلاثا فوق رأسھا ثم تاخذ بیدھا علی شقھا
اگر جنابت لاحق ہوتی تو وہ پانی ہاتھوں میں لے کر سر پر تین مرتبہ ڈالتیں پھر ہاتھ میں پانی لے کر اپنے داہنے حصے کا
الایمن وبیدھا الاخریٰ علی شقھا الایسر
غسل کرتیں اور دوسرے ہاتھ سے بائیں حصے کا غسل کرتیں
مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة

﴿تحقیق وتشریح﴾

بدایتِ الغسل:......اس میں اختلاف ہے کہ غسل کی ابتداء کہاں سے کی جائے۔ اس میں احنافؒ کے اقوال مختلف ہیں، جو تفصیل سے بیان کردئے گئے ہیں۔

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ امام بخاریؒ اس باب سے ظاہریہ پر رد فرمارہے ہیں۔اس لیے کہ ان کے نزدیک بدایۃ بالوضوء واجب ہے۔تو امام بخاریؒ نے بدایۃ بالوضوء نہیں بلکہ بدایۃ بشق رأسه الایمن فرما کر ان کا رد فرمادیا۔[۱]

(۱۹۳)

باب من اغتسل عریانا وحده فی الخلوة ومن تستر والتستر افضل

جس نے خلوت میں تنہا ننگے ہو کر غسل کیا اور جس نے کپڑا باندھ کر کیا اور کپڑا باندھ کر غسل کرنا افضل ہے

وقال بهز عن ابيه عن جده عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الله احق ان يستحيی منه من الناس

بہز نے اپنے والد سے والد نے بہز کے دادا سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کے مقابلے میں اللہ زیادہ مستحق ہیں کہ اس سے حیا کی جائے

(۲۷۳) حدثنا اسحق بن نصر قال حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن همام بن منبه عن ابی هریرة

ہم سے اسحٰق بن نصر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا معمر سے انھوں نے ہمام بن منبہ سے وہ ابوہریرہؓ سے

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرآئیل یغتسلون عراة ینظر بعضهم الی بعض

انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل ننگے ہو کر اس طرح نہاتے تھے کہ ایک شخص دوسرے کو دیکھتا ہوتا

وکان موسی علیہ السلام یغتسل وحده فقالوا والله ما یمنع موسیٰ ان یغتسل معنا

لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا غسل فرماتے اس پر انھوں نے کہا کہ بخدا موسیٰ کو ہمارے ساتھ غسل کرنے میں صرف یہ

[۱] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۸۹)

الا انه اٰدر فذهب مرة یغتسل فوضع ثوبه

چیز مانع ہے کہ آپ آماس خصیہ میں مبتلا ہیں ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام غسل کے لئے تشریف لے گئے آپ نے کپڑے ایک

علی حجر ففر الحجر بثوبه فجمح موسیٰ فی اثره یقول

پتھر پر رکھ دیئے، اتنے میں پتھر کپڑوں سمیت بھاگنے لگا اور موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے بڑی تیزی سے دوڑے

ثوبی حجر ثوبی یا حجر حتی نظرت بنو اسرآئیل الی موسیٰ

آپ علیہ السلام کہتے جاتے تھے۔ چھوڑ میرے کپڑے اے پتھر، چھوڑ میرے کپڑے اے پتھر، اس عرصہ میں بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو پوشاک

وقالوا والله ما بموسیٰ من بأس واخذ ثوبه و طفق بالحجر ضربا

کے بغیر دیکھ لیا اور کہنے لگے کہ بخدا موسیٰ کو کوئی بیماری نہیں اور موسیٰ نے کپڑا پالیا اور پتھر کو مارنے لگے

قال ابوهریرةؓ والله انه لندب بالحجر ستة او سبعة ضرباً بالحجر

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں اللہ کی قسم البتہ بے شک اس پتھر پر چھ یا سات مار کے نشان تھے

وعن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا ایوب یغتسل عریانا

اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایوب علیہ السلام غسل فرمارہے تھے

فخرعلیه جراد من ذهب فجعل ایوب یحتثی فی ثوبه فناداه ربه

کہ سونے کی ٹڈیاں آپ پر گرنے لگیں حضرت ایوبؑ انھیں اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے، اتنے میں ان کے رب نے انھیں آواز دی

یا ایوب الم اکن اغنیتک عما تریٰ قالْ بلیٰ

اے ایوب! کیا میں نے تمھیں اس چیز سے بے نیاز نہیں کر دیا تھا، جسے تم دیکھ رہے ہو ایوب علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہاں

و عزتک ولکن لا غنیٰ بی عن برکتک

تیرے غلبہ اور تیری عزت، اور تیری بزرگی کی قسم لیکن آپ کی برکت سے میرے لیے استغناء نہیں ہے

و رواه ابراهيم عن موسىٰ بن عقبة عن صفوان عن عطآء بن يسار عن ابى هريرة عن النبى ﷺ قال بينا ايوب يغتسل عريانا

اوراس حدیث کی روایت ابراہیم نے موسیٰ بن عقبہ سے وہ صفوان سے وہ عطاء بن یسار سے وہ ابوہریرہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے اس طرح کرتے ہیں ۔ جب کہ حضرت ایوب علیہ السلام ننگے ہوکر غسل کررہے تھے

انظر: ۳۴۰۴، ۴۷۹۹ مطابقة الحديث للترجمة فى اغتسال موسىٰ عليه السلام عريانا وحده خاليا عن الناس ولكن هذا مبنى على شرائع من قبلنا من الانبياء عليهم الصلوة والسلام

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض الباب:...... اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ ننگے غسل خلوت میں جائز ہے جیسے غسل خانے میں یا فضاء میں جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔لیکن پردہ افضل ہے۔

الله احق ان يستحيى منه من الناس:...... استدلال اسی جملہ سے ہے گواللہ تعالیٰ سے پردہ نہیں ہوسکتا مگر حیاء کی ہیئت یہی ہے۔اس کواختیار کرلیا جائے البتہ لوگوں سے پردہ واجب ہے۔

ترجمة الباب:...... کے دوجزء ہیں دوسراجزء **والتستر افضل** ہےدوسرے جزء کیلئے استدلال پہلی تعلیق سے ہےاوردوسری روایت سے پہلے جزء کے لئے استدلال ہےاورمحل استدلال **فوضع ثوبه على حجر** ہے۔

سوال:......حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے **ثوبى يا حجر** کیوں فرمایا؟ **يا** تو ذوی العقول کیلئے استعمال ہوتا ہے۔اور پھرحضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے کپڑے لینے کے بعداسے مارا،پتھرکو مارنے کا کیا فائدہ؟ مارتو ذوی العقول کیلئے کارگرثابت ہوتی ہے،جماد کیلئے نہیں۔

جواب:......اس جماد سے ذوی العقول کا سافعل صادرہوا توحضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے سزادی [1]

اوردوسرامحل استدلال اسی روایت میں **نظرت بنو اسرائيل الى موسى** ہےاورتیسری روایت حضرت ابوہریرہؓ والی میں محل استدلال **يغتسل عريانا** ہے۔

[1] (تقریر بخاری ج۲ص۸۹)

(۱۹۴)

﴿باب التستر فی الغسل عند الناس﴾

لوگوں کے قریب نہاتے وقت پردہ کرنا

(۲۷۴)حد ثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن ما لک عن ابی النضر مو لٰی عمر بن

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے روایت کی۔انھوں نے مالک سے انھوں نے عمر بن عبیداللہ کے مولیٰ ابونضر سے کہ ام ہانی

عبید اللہ ان ابا مر ۃ مولٰی ام ھانیٔ بنت ابی طالب اخبرہ انہ سمع ام ھانیٔ

بنت ابی طالب کے مولیٰ ابو مرہ نے انھیں بتایا کہ میں نے ام ہانی بنت ابی طالب سے سنا کہ وہ

بنت ابی طالب تقول ذھبت الی ر سول اللہ ﷺ عا م الفتح فو جد تہ یغتسل

فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے دیکھا کہ آپؐ غسل فرمارہے ہیں

وفاطمۃ تسترہ فقال من ھذہ فقلت انا ام ھانیء

اور فاطمہؓ نے پردہ کر رکھا ہے آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کی کہ میں ام ہانی ہوں

انظر:۳۵۷، ۳۱۷۱، ۶۱۵۸ ام ھانی (بالنون وبھمزۃ فی آخرہ وکنیت باسم امھا واسمھا فاختۃ وقیل عاتکۃ وقیل فاطمۃ وقیل ھند وھی اخت علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما) کل مرویات: ۴۶

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۷۵)حد ثنا عبد ان قا ل اخبر نا عبد اللہ قا ل اخبر نا سفیا ن عن الا عمش

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا۔انھوں نے اعمش سے وہ

عن سالم بن ابی الجعد عن کر یب عن ابن عباس عن میمو نۃ قا لت سترت

سالم بن ابی الجعد سے وہ کریب سے وہ ابن عباسؓ سے وہ میمونہؓ سے انھوں نے فرمایا کہ میں نے جبکہ نبی ﷺ غسل

النبی ﷺ وھو یغتسل من الجنابة فغسل ید یه ثم صب بیمینه علی شماله
جنابت کررہے تھے آپ کا پردہ کیا ہوا تھا' تو آپؐ نے اپنے ہاتھ دھوئے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی بہایا اور شرمگاہ
فغسل فرجه وماصابه ثم مسح بید ہ علی الحائط والارض ثم تو ضأ
دھوئی اور جو کچھ اس میں لگ گیا تھا اسے دھویا پھر ہاتھ کو زمین یا دیوار پر رگڑ کر دھویا۔ پھر نماز کی طرح وضو کیا پاؤں کے
وضوء ہ للصلوٰة غیر رجلیه ثم افاض علی جسده المآء ثم تنحی فغسل
علاوہ پھر پانی اپنے بدن پر بہایا اور اس جگہ سے ہٹ گئے اور دونوں قدموں کو دھویا۔ اس حدیث کی متابعت ابوعوانہ
قدمیه تابعه ابوعوانة و ابن فُضیل فی الستر
اور ابن فضیل نے ستر کے ذکر کے ساتھ کی ہے (اگر زمین پختہ نہ ہو اور نہاتے وقت مٹی کے ساتھ پانی کے چھینٹے پاؤں پر آجاتے ہوں تو پاؤں غسل کے بعد دھونے چاہیں لیکن پختہ فرش پر اس کی ضرورت نہیں)
راجع: ۲۴۹

تحقیق وتشریح

وفاطمة تستره:...... التستر سے مراد نصف اعلیٰ کا تستر ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ کپڑے باندھ کر غسل فرماتے تھے۔ وفاطمة تستره سے روایت الباب کے ان ہی الفاظ سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ غسل فرمارہے تھے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لوگوں سے تستر کر رہی تھیں۔

(۱۹۵)
باب اذا احتلمت المرأة
جب عورت کو احتلام ہو

(۲۷۶) حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ھشام بن عروة عن ابیه
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے مالک نے بیان کیا ہشام بن عروہ کیواسطہ سے وہ اپنے والد سے وہ

عن زينب بنت ابی سلمة عن ام سلمة ام المؤمنين انها قالت جاء ت
زینب بنت ابی سلمہ سے وہ ام المومنین ام سلمہؓ سے آپ نے فرمایا کہ ام سلیم ابوطلحہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت
ام سليم امرأة ابی طلحة الی رسول الله ﷺ فقالت يارسول الله ﷺ ان الله لا يستحيی من الحق هل علی المرأة من غسل
میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ اللہ تعالیٰ حق سے حیاء نہیں فرماتے۔ کیا عورت پر بھی جب کہ اسے احتلام ہو غسل واجب ہو جاتا
اذاهی احتلمت فقال رسول الله ﷺ نعم اذا رات المآء
ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اگر پانی (منی) دیکھے

ام سليم: بضم السين المهملة وفتح اللام واختلف فی اسمها فقيل سهلة وقيل رميلة الخزرجة النجارية والدة انس بن مالک زوجة ابی طلحة.

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

امام بخاریؒ نے کوئی حکم نہیں لگایا اس لئے کہ روایت الباب سے استدلال واضح ہے۔

حدثنا عبد الله بن يوسف:......اس حدیث کے بیان کرنے میں امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ متفق ہیں۔ لیکن روایتِ ہشامؒ میں ام سلمہؓ ہیں اور روایتِ زہریؒ میں حضرت عائشہؓ ہیں تفصیلی روایات میں آتا ہے کہ ام سلیمؓ نے جب پوچھا تو ازواج مطہراتؓ نے انکار کیا۔

سوال:......انکار کرنے والی کون ہے؟ حضرت ام سلمۃؓ یا حضرت عائشہؓ ؟

جواب:......محدثین شراحؒ کے اس بارے میں تین قول ہیں۔

(۱) قاضی عیاضؒ روایتِ ہشامؒ کو ترجیح دیتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ قصہ حضرت ام سلمہؓ کا ہے نہ کہ حضرت عائشہؓ کا اس سے معلوم ہوا کہ روایت ہشامؒ راجح ہے۔

(۲) علامہ ابن عبدالبرؒ اور علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ دونوں صحیح ہیں کیونکہ دونوں کا قصہ ہے۔

(۳) امام ابوداودؒ نے زہریؒ کی روایت کو ترجیح دی ہے کہ قصہ حضرت عائشہؓ کا ہے راجح مذہب تطبیق والا ہے۔

(۱۹۶)

﴿باب عرق الجنب وان المسلم لا ينجس﴾

جنبی کا پسینہ اور مسلمان نجس نہیں ہوتا

(۲۷۷)حدثنا علی بن عبداللہ قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا حمید حدثنا
ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحیی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حمید نے بیان کیا کہا ہم سے بکر نے ابورافع
بکرعن ابی رافع عن ابی هريرة ان النبی ﷺ لقيه في بعض طريق المدينة
کے واسطہ سے بیان کیا۔ انھوں نے ابوہریرہؓ سے کہ مدینہ طیبہ کے کسی راستے میں نبی کریم ﷺ سے ان کی ملاقات ہوگئی
وهو جنب فانتجست منه فذهبت
اس وقت ابوہریرہ جنابت کی حالت میں تھے، میں نے اپنے آپ کو جنبی خیال کیا اس لیے آہستہ سے نظر بچا کر گھر چلا گیا
فاغتسلت ثم جاء فقال اين كنت يا اباهريرة
تو میں غسل کر کے حاضر خدمت ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کہاں تھے؟ اے ابوہریرہ!
قال كنت جنبا فكرهت ان اجالسک وانا علی غير طهارة قال
انھوں نے جواب دیا کہ میں جنابت کی حالت میں تھا اس لئے میں نے آپؐ کے ساتھ بغیر غسل بیٹھنا مناسب نہیں سمجھا
سبحان الله ان المؤمن لا ينجس.
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ سبحان اللہ مومن ہرگز نجس نہیں ہوسکتا۔

انظر: ۲۸۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث لاحدی ترجمتی هذا الباب ظاهرة وهی الترجمة الثانية

ترجمة الباب: ...... کے دو جزء ہیں (۱): ...... جنبی کا پسینہ پاک ہے (۲): ...... ان المؤمن لا ينجس شراح

محدثینؒ نے دوسرے جزء کی دو توجیہیں کی ہیں اس بات پر تو اتفاق ہے کہ یہ جملہ اپنے ظاہر پر نہیں ہے کوئی قید ملحوظ ہے (۱):...... **حیث لا یطھر بالغسل** کی قید ہے (۲):......یا مطلب یہ ہے کہ **لایجوز مخالطته وملا مسته** دوسرا جزء صراحۃً ثابت ہے اور پہلا جزء استدلالاً۔ استدلالاً اس طرح کہ روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ ملے اور ملنے کے وقت مصافحہ کا معمول ہے اور کبھی حالت پسینہ کی ہوتی ہے، اگر ناپاک ہوتا تو مصافحہ جائز نہ ہوتا۔

سوال:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی نبی ﷺ کو ہاتھ لگا سکتا ہے اور مسئلہ ہے کہ جنبی قرآن پاک کو ہاتھ نہیں لگا سکتا حالانکہ نبی ﷺ تو افضل ہیں اس لئے کہ قرآن جو مابین دفتین ہے وہ مخلوق ہے اور مخلوق میں سب سے افضل آپ ﷺ ہیں۔

اس کے دو جواب ہیں۔

جواب:...... (۱) جنابت ایک ایسی حالت ہے جو نبی ﷺ پر بھی طاری ہو جاتی ہے تو جس حالت میں نبی ﷺ خود مبتلا ہوتے ہوں تو اس حالت میں نبی ﷺ کو ہاتھ لگ جانا بدرجہ اولی جائز ہوگا۔

جواب:......(۲) یہ مسئلہ از قبیلِ حقوق رسول اللہ ﷺ ہے، تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے اپنا یہ حق معاف فرما دیا تھا

(۱۹۷)

باب الجنب یخرج ویمشی فی السوق وغیرہ وقال عطآء یحتجم الجنب ویقلم اظفارہ ویحلق رأسه وان لم یتوضأ

جنبی باہر نکل سکتا ہے اور بازار وغیرہ جا سکتا ہے اور عطاء نے کہا ہے کہ جنبی پچھنا لگوا سکتا ہے ناخن ترشوا سکتا ہے اور سر منڈوا سکتا ہے اگرچہ وضو بھی نہ کیا ہو

(۲۷۸) حدثنا عبد الاعلی بن حماد قال ثنا یزید بن زریع حدثنا سعید عن

ہم سے عبدالاعلی بن حماد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا کہا ہم سے سعید نے قتادہ سے بیان کیا کہ حضرت انسؓ

قتادة ان انس بن مالک حدثھم ان نبی اللہ ﷺ کان یطوف علی نسآئه

بن مالکؓ نے ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ اپنی تمام ازواج مطہراتؓ کے پاس ایک

فی اللیة الواحدة وله یومئذ تسع نسوة
ہی رات میں تشریف لے گئے اس وقت آپ ﷺ کی نو بیویاں تھیں
راجع ۲۶۸
(۲۷۹)حد ثنا عیا ش قا ل حدثنا عبد الا علیٰ قال ثنا حمید عن بکر عن ابی
ہم سے عیاش نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا ' کہا ہم سے حمید نے بیان کیا بکر کے واسطہ سے وہ ابو
رافع عن ابی هریرة قال لقینی رسول الله ﷺ واناجنب فاخذ بیدی
رافع سے اور وہ ابوہریرہؓ سے کہا کہ میری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی اس وقت میں جنبی تھا۔آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑلیا
فمشیت معه حتی قعد فا نسللت فا تیت الر حل فا غتسلت ثم جئت وهو
اور میں آپؐ کے ساتھ چلنے لگا آخر آپؐ ایک جگہ تشریف فرما ہوئے میں کھسک گیا اور اپنے گھر آیا اور غسل کر کے حاضر خدمت ہوا
قاعد فقا ل این کنت یاا با هر یرة فقلت له فقال سبحان الله ان المئومن لا ینجس
آپؐ ابھی تک تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اے ابوہریرہؓ! کہاں چلے گئے تھے میں نے واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ مومن تو نجس نہیں ہوتا

تحقیق وتشریح

مطابقة الحدیث للترجمة تفهم من قوله کان یطوف علی نساء ہ

راجع ۸۳

غیرہ :......یا تو مجرور ہے ضمیر راجع الی السوق ہے یا یہ مرفوع ہے ضمیر راجع الی المشی ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور کام بھی کرسکتا ہے۔والراجح هو الاول ۔

حدثنا عبد الاعلیٰ ..کان یطوف علی نساء ہ فی اللیلة الواحدة :......یہ محلِ استدلال ہے ظاہر ہے کہ ایک گھر سے نکلتے اور دوسرے میں داخل ہوتے ہوں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۹۸)

باب کینونة الجنب فی البیت اذا توضأ قبل ان یغتسل

غسل سے پہلے جنبی کا گھر میں ٹھہرنا جبکہ وضو کرلے

(۲۸۰) حدثنا ابو نعیم قال حدثنا هشام و شیبان عن یحییٰ عن ابی سلمة
ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام اور شیبان نے بیان کیا یحییٰ سے وہ ابوسلمہ سے کہا میں نے
قال سألت عائشة اکان النبی ﷺ یرقد وهو جنب قالت نعم و یتوضأ
حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ کیا نبی کریم ﷺ جنابت کی حالت میں گھر میں سوتے تھے۔ کہا ہاں لیکن وضو فرمالیتے تھے
انظر ۲۸۸ مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

تحقیق و تشریح

غرض الباب :...... اس باب سے مقصود رفعِ تعارض ہے یا شرحِ حدیث۔ حدیث پاک میں ہے لا تدخل الملائکة بیتا فیه کلب اوصورة او جنب. اس دوسری حدیث کا محمل عادت بنالینا ہے یا اتنی تاخیر کرے کہ نماز قضاء کردے

(۱۹۹)

باب نوم الجنب

جنبی کا سونا

(۲۸۱) حدثنا قتیبة بن سعید قال حدثنا اللیث عن نافع عن ابن عمر ان عمر بن الخطابؓ
ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا نافع سے وہ ابن عمرؓ سے کہ عمر بن خطابؓ نے

سأل رسول الله ﷺ ایرقد احدنا وھو جنب قال نعم اذا توضأ

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم جنابت کی حالت میں سو سکتے ہیں فرمایا ہاں

احدکم فلیر قد وھو جنب.

وضو کر کے جنابت کی حالت میں بھی سو سکتے ہیں۔

انظر ۲۸۹، ۲۹۰

(۲۸۲)حد ثنا یحییٰ بن بکیر قال ثنا اللیث عن عبید اللہ بن ابی جعفر عن محمد بن عبد الر حمن

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، عبید اللہ بن ابی جعفر سے وہ محمد بن عبدالرحمٰن سے وہ

عن عروۃ عن عائشۃ قالت کان النبی ﷺ اذا اراد ان ینام وھوجنب

عروہ سے وہ حضرت عائشہؓ سے آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ جب جنابت کی حالت میں ہوتے اور سونے کا ارادہ کرتے

غسل فر جه وتو ضأ للصلو ۃ .

تو شرمگاہ کو دھو لیتے اور نماز کی طرح وضو کرتے

راجع : ۲۸٦

(۲۸۳)حد ثنا مو سی بن اسمٰعیل قال ثنا جو یر یۃ عن نا فع عن عبداللہ بن

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا نافع سے وہ عبداللہ بن عمرؓ سے کہا عمرؓ نے

عمر قال استفتی عمر النبی ﷺ اینام احدنا وھو جنب قال نعم اذا توضأ
نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا ہم جنابت کی حالت میں سو سکتے ہیں، آپؐ نے فرمایا ہاں۔ لیکن وضو کر کے
مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۲۸۴)حدثنا عبداللہ بن یوسف قال اخبر نا مالک عن عبد اللہ بن دینارعن عبد اللہ بن عمر
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہمیں مالک نے خبر دی عبداللہ بن دینار سے وہ عبداللہ بن عمر سے انھوں نے
انه قال ذکر عمر بن الخطاب لرسول اللہ ﷺ انه تصیبه الجنابة من اللیل
کہا، حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ رات میں انھیں غسل کی ضرورت ہو جایا کرتی ہے
فقال له رسول اللہ ﷺ توضأ واغسل ذکرک ثم نم
تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وضو کر لیا کرو اور شرمگاہ کو دھو کر سو جایا کرو راجع: ۲۸۷

﴿تحقیق و تشریح﴾

انه تصیبه الجنابة من اللیل: ...... ہ، ضمیر میں اختلاف ہے کہ ابن عمرؓ کی طرف راجع ہے یا عمرؓ کی طرف بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ کی طرف راجع ہے۔ حضرت عمرؓ ابن عمرؓ کیلئے سوال کررہے ہیں فقال له رسول اللہ توضأ واغسل ذکرک ثم نم۔ تو آپ ﷺ نے ابن عمرؓ سے یہ فرمایا اور یہی راجح ہے۔

مسئله : ...... جنبی کے لئے بدوں وضؤ اور استنجاء سونا جائز ہے یا نہیں؟

حل : ...... آپ ﷺ سے تین قسم کی روایات ہیں۔

(۱) بعد الغسل: ...... **(۲) بعد الاستنجاء:** ...... **(۳):** ...... **بلا مس ماء**

حضرت عائشہؓ سے ترمذی شریف میں روایت ہے کان رسول ﷺ ینام وھو جنب ولا یمس ماء[1]

اختلاف : ...... اس روایت کے پیشِ نظر امام ابو یوسفؒ اور سفیان ثوریؒ اور سعید بن مسیبؒ اس کے قائل ہوئے ہیں کہ سو سکتا ہے، یعنی بغیر وضو (بلا مس ماء) سو سکتا ہے۔

---

[1] (ترمذی ج ۱ ص ۳۲)

جمہور ائمہؒ نیز سفیان ثوریؒ، اسحاقؒ اور ابن مبارکؒ کے نزدیک وضو کر کے سونا چاہیے۔

حدیث الباب:......جمہورؒ ائمہ کے خلاف ہے۔

جواب:......(۱) حضور ﷺ نے کبھی بیان جواز کے لئے بلا مس ماء نوم فرمائی۔

جواب:......(۲) لا یمس ماء ای ماء الغسل کیونکہ اکثر روایات میں وضو کر کے سونا آیا ہے۔ حضرت علامہ سید انور شاہ صاحبؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

(۲۰۱)

﴿باب اذاا لتقی الختانان﴾

جب دونوں ختان ایک دوسرے سے مل جائیں

(۲۸۵) حد ثنا معا ذ بن فضا لة قال ثنا هشا م ح وحدثنا ابو نعیم عن هشا م عن قتا دة
ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا ح اور ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا ہشام سے وہ قتادہ سے
عن الحسن عن ابی رافع عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال اذا جلس بين شعبها الاربع
وہ حسن سے وہ ابو رافع سے وہ ابو ہریرہؓ سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب مرد عورت کے چہار زانوں میں بیٹھ گیا اور اس
ثم جهد ها فقد وجب الغسل تا بعه عمر و عن شعبة وقال موسیٰ
کے ساتھ کوشش کی تو غسل واجب ہو گیا۔ اس حدیث کی متابعت عمر نے شعبہ کے واسطہ سے کی ہے اور موسیٰ نے کہا
حدثنا ابان قال ثنا قتادة قال انا الحسن مثله قال ابوعبدالله
کہ ہم سے ابان نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حسن نے بیان کیا اسی حدیث کی طرح ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا

هذا اجود و اوکد و انما بینا الحدیث الاخر لا ختلا فهم و الغسل احوط

یہ حدیث اس باب کی تمام احادیث میں عمدہ اور بہتر ہے۔ اور ہم نے دوسری حدیث فقہا کے اختلاف کے پیش نظر بیان کی اور غسل میں احتیاط زیادہ ہے

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله ((ثم جهد))

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس باب میں امام بخاریؒ نے مسئلہ اکسال بیان کیا ہے۔

مسئله اکسال:..... جب خاوند بیوی کا التقاءِ ختانین ہو جائے اور بدوں انزال علیحدگی ہو جائے تو غسل کے وجوب اور عدم وجوب میں ظاہریہ اور جمہورؒ کے درمیان اختلاف ہے۔

ظاهریه:..... ظاہریہ عدمِ وجوب کے قائل ہیں [۱]

جمهورؒ ائمه:..... وجوب کے قائل ہیں ابتداء میں یہ مسئلہ صحابہ کرامؓ میں بھی اختلافی رہا ہے [۲] حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ یہ تمام صحابہ عدمِ وجوبِ غسل کے قائل تھے اور ان سب کا مدار حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت تھی جو یہ ہے **انما الماء من الماء** (مشکوۃ ص ۴۷) **ای استعمال ماء الغسل من خروج ماء منی.** اور بعض صحابہ کرامؓ وجوب غسل کے قائل تھے، حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اختلافی باتیں زیادہ نکل چکی تھی ان میں ایک یہ بھی تھی۔ تو حضرت عمرؓ نے صحابہؓ کو بلایا اور فرمایا اگر تم ہی اختلاف کرو گے تو بعد والوں کا کیا ہوگا؟ کوئی قطعی علم لاؤ۔ مشورہ سے حضرت حفصہؓ کے پاس آدمی بھیجا گیا انہوں نے فرمایا کہ مجھے کوئی علم نہیں حضرت عائشہؓ سے پوچھو تو حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ غسل واجب ہے اور یہاں تک کہا **فعلنا و اغتسلنا** اور عمدہ القاری میں یہ واقعہ تفصیل سے ہے۔

حضرت عائشہؓ سے جب اس کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا **اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل فقال عمرؓ لااسمع برجل فعل ذلک الا اوجعته ضربا** [۳] اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے **انها سئلت عن الرجل یجامع فلا ینزل فقالت فعلته انا و رسول اللهﷺ فاغتسلنا** [۴]

---

[۱] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۴۷) [۲] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۴۷) [۳] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۴۶) [۴] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۴۸)

ترمذی اور طحاوی میں ہے اذاجاوز الختان الختان وجب الغسل فعلته انا ورسول اللہ ﷺ فاغتسلنا [۱] اور بعض صحابہ کرامؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت بھی سنائی اذا جلس بین شعبها الاربع ثم جهدها فقد وجب الغسل [۲] حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اب میں کسی کو نہ سنوں کہ ایسے عمل کے بعد غسل نہیں کرتا ورنہ تعزیر ہوگی کسی نے نکیر نہیں کی تو تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوگیا اب اختلاف کی گنجائش نہ رہی، ظاہریہ کی باتیں تو جان چھڑانے والی ہیں مسئلہ تو مخفی نہیں رہا، مخفی بات تو مذہب امام بخاریؒ ہے۔

سوال :......امام بخاریؒ کا کیا مذہب ہے؟

جواب :......اس بارے میں تین قول ہیں۔

قول :......(۱) بعض شراحؒ نے کہا کہ امام بخاریؒ نے توقف ظاہر کیا لم یقض فیه شیأ صرف اتنی بات کہی الغسل احوط۔ دلیل اس قول کی یہ ہے کہ فریقین کے دلائل نقل کر دیئے اور حکم کوئی نہیں لگایا صرف اتنا کہہ دیا اذاالتقی الختان الختان۔

قول :......(۲) امام بخاریؒ ظاہریہ کی تائید کر رہے ہیں اس لئے کہ اذاالتقی الختان الختان پر کوئی حکم نہیں لگا رہے اور اس کے بعد ایک باب قائم کر رہے ہیں۔ اس میں امام بخاریؒ ذکر دھونے کا حکم کر رہے ہیں نہ کہ نہانے کا۔ لیکن تعجب کی بات ہے کہ اتنا اہم مجمع علیہ مسئلہ ہو اور امام بخاریؒ کو تردد ہو یا وہ ظاہریہ کی تائید کر رہے ہوں، مذاہب کوئی مخفی نہیں تھے آخر اس زمانے میں مذاہب اربعہ واضح تھے

قول :......(۳) امام بخاریؒ کی شان کے موافق جمہورؒ کی تائید ہے تو وہ تائید ہی تو کر رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ اصل حدیث یہی حدیث ہے اذاالتقی الختان الختان اور دوسری حدیث جو ذکر کی ہے وہ اختلاف ظاہر کرنے کے لئے ہے پہلے باب کے آخر میں کہا قال ابو عبد اللہؒ هذا اجود واوکد وانما بینا الحدیث الآخر لاختلافهم والغسل احوط [۳] اور اسی طرح دوسرے باب کے آخر میں بھی کہا قال ابو عبداللہؒ الغسل احوط وذلک الاخر انما بیناه لا ختلافهم والماء انقی [۴]

اشکال :......امام بخاریؒ کا اگر جمہورؒ والا مذہب تھا تو فقد وجب الغسل کیوں نہ کہہ دیا؟ پھر الغسل اجود

---

[۱] (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۴۸) [۲] (ع ج ۳ ص ۲۴۶) [۳] (بخاری ج اول ص ۴۳) [۴] (ع ج ۳ ص ۲۵۳)

واحوط وغیرہ الفاظ سے بھی عدمِ وجوب معلوم ہوتا ہے۔

جواب:...... اس کا جواب حضرت انورشاہ صاحبؒ نے دیا کہ ایک وجوبِ استدلالی ہوتا ہے اور ایک وجوب استحسانی۔

وجوبِ استدلالی:...... وہ ہے کہ جس میں وجوب کے لئے دلائل بلاتعارض قائم ہوں۔

وجوب استحسانی:...... اور وجوبِ استحسانی وہ ہے کہ جس میں دلائل متعارض ہوں لیکن وجوب کو ترجیح دی جائے اسی کو کہہ رہے ہیں الغسل احوط۔ تو وجوبِ استحسانی کا بیان ہے۔ ویسے بھی دونوں بابوں میں پانچ مرتبہ کہاالغسل احوط (دوبار) پھر اجود پھر اوکد پھر انقی کہا۔

بین شعبها الاربع:......اس کی متعدد تشریحات کی گئیں ہیں۔

(۱):......دوہاتھ دوٹانگیں (۲):......دوٹانگیں دورانیں (۳):......دوپاؤں دوفرج کے کنارے (۴):...... یا فرج کے چار کنارے۔

ثم جهدها:...... یہ کنایہ ہے دخولِ حشفہ سے۔ قرینہ ایک روایت میں ہے **اذا قعد بین شعبها الاربع و الزق الختان الختان فقد وجب الغسل**[۱] اس سے معلوم ہوا کہ جهد سے دخولِ حشفہ مراد ہے۔ بعض روایات میں تو **غابت الحشفة** آیا ہے اور ختنہ نہ ہو تو موضع ختنہ مراد ہے اور اسی **ثم جهد** سے روایت الباب کے ساتھ مطابقت ہے۔

(۲۰۲)
﴿باب غسل ما يصيب من فرج المرأة﴾
اس چیز کا دھونا جو عورت کی شرمگاہ سے لگ جائے

(۲۸۶) حدثنا ابو معمر قال ثنا عبد الوارث عن الحسين المعلم قال يحيىٰ واخبرني ابو سلمة
ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا حسین معلم کے واسطہ سے یحییٰ نے کہا مجھ کو ابوسلمہ نے خبر دی
عن عطاء بن يسار اخبره ان زيد بن خالد الجهني اخبره انه سأل عثمان بن عفان
ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا انھیں زید بن خالد جہنی نے بتایا کہ انھوں نے عثمان بن عفانؓ سے سوال کیا کہ اس

[۱] (عمدۃ القاری ج۳ ص۲۴۷)

فقال ارأیت اذا جا مع الر جل امرأته فلم یمن وقال عثمان یتوضأ کما یتوضأ للصلوة

مسئلہ کا حکم تو بتایئے کہ مرد اپنی بیوی سے ہم بستر ہوا لیکن انزال نہیں ہوا حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ نماز کی طرح وضو کر

ویغسل ذکر ہ وقال عثما ن سمعته من رسو ل اللہ ﷺ فسألت عن ذلک

لے اور ذکر کو دھولے اور عثمانؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے میں نے اس کے متعلق علی بن

علی بن ابی طا لب والز بیر بن العو ام وطلحة بن عبید اللہ وابی بن کعب فامروہ بذالک

ابی طالبؓ، زبیر بن العوامؓ طلحہ بن عبید اللہؓ، ابی بن کعبؓ سے پوچھا تو انھوں نے بھی یہی فرمایا۔ اور ابوسلمہ نے مجھے بتایا کہ

واخبر نی ابو سلمة ان عر وة بن الزبیر اخبر ہ ان ابا ایو ب اخبرہ

انھیں عروہ بن زبیر نے خبر دی انھیں ابوایوب نے خبر دی

انه سمع ذلک من رسو ل اللہ ﷺ

کہ انہوں نے یہ حدیث آنحضرت ﷺ سے سنی

راجع: ۱۷۹

(۲۸۷) حد ثنا مسدد قال ثنا یحیی عن هشا م بن عر وة قال اخبر نی ابی قال

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیی نے ہشام بن عروہ سے بیان کیا کہا مجھے خبر دی میرے والد نے کہا مجھے خبر دی

اخبرنی ابوایوب قال اخبرنی ابی بن کعب انه قال یارسو ل اللہ ﷺ اذاجامع الرجل المرأة فلم ینزل

ابوایوبؓ نے کہا مجھے خبر دی ابی بن کعبؓ نے کہ انہوں نے پوچھا یارسول اللہ جب مرد عورت سے جماع کرے اور انزال نہ ہو (تو اس کا کیا حکم ہے)

قال یغسل ما مس المرأة منه ثم یتوضأ و یصلی

آپؐ نے فرمایا عورت سے جو کچھ اسے لگ گیا ہے اسے دھو دے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے

قال ابو عبداللہ الغسل احوط و ذلک الاخر انما بیناہ لاختلافهم

(امام بخاریؒ) ابوعبداللہ نے کہا غسل میں زیادہ احتیاط ہے اور آخری احادیث ہم نے اس لیے بیان کر دیں کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے

والماء انقی .

اور پانی (غسل) زیادہ پاک کرنے والا ہے۔

ابو ایوب الانصاری: اسمه خالد بن زید

بسم اللہ الرحمن الرحیم
کتاب الحیض
حیض کا بیان

وقو ل اللہ تعالیٰ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ ھُوَ اَذًی
اور خدا وند تعالیٰ کا قول ہے ۔ اور تجھ سے پوچھتے ہیں حکم حیض کا کہہ دے وہ پلیدی ہے
فَاعْتَزِلُوْا النِّسَاءَ فِی الْمَحِیْضِ وَلَاتَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰی یَطْھُرْنَ
سو تم الگ رہو عورتوں سے حیض کے وقت اور نہ نزدیک ہو ان کے جب تک پاک نہ ہو ویں ۔
فَاِذَا تَطَھَّرْنَ فَاْتُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ
پھر جب خوب پاک ہو جائیں تو جاؤ ان کے پاس جہاں سے حکم دیا تم کو اللہ نے بے شک اللہ کو پسند آتے ہیں
التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ.
توبہ کرنے والے اور پسند آتے ہیں پلیدی سے بچنے والے۔

تحقیق و تشریح

ربط:...... ماقبل سے ربط یہ ہے کہ ماقبل میں غسل کا بیان تھا اب غسل کے بعد موجباتِ غسل کو بیان فرما رہے ہیں ان موجباتِ غسل میں سے انقطاعِ حیض بھی ہے۔

سوال:......اس کتاب میں نفاس اور استحاضہ کا ذکر بھی ہے تو عنوان میں صرف حیض کی تخصیص کیوں کی؟۔

جواب:......(۱) یہ دونوں چیزیں حیض کے تابع ہیں تو جب حیض کا ذکر آ گیا تو ان کا ذکر بھی تبعاً آ گیا۔ توابع کا ذکر نہیں کیا کرتے جیسے کہ یہاں کوئی صاحب آئیں تو تین چار اس کے ساتھ کلاشن کوف بردار ہوتے ہیں لیکن کہتے کیا ہیں۔ کہ جی، مولانا حق نواز صاحب آئے ہیں۔ کلاشنکوف بردار محافظوں کا کوئی نام ہی نہیں لیتا یا جیسے کوئی وزیر آئے تو اس کے ساتھ چھوٹے افسر ہوتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ فلاں وزیر صاحب تشریف لائے ہیں۔ چھوٹے افسروں کا کوئی نام ہی نہیں لیتا۔

جواب:......(۲) نفاس اور استحاضہ درحقیقت حیض ہی ہیں۔ اس لئے مستقل ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حیض کا لغوی معنی:...... سیلان (والحیض فی اللغۃ السیلان یقال حاضت السمرۃ وھی

شجرة یسیل منہا شیء کالدم ویقال الحیض لغة الدم الخارج)

حیض کی اصطلاحی تعریف:......دم ینفضہ رحم امرأة سلیمةعن داء وصغرا[1] بدون الولاد۔

نفاس:......اس میں بدون الولاد کی جگہ بالولادہ کہہ دوتو خون تو وہی ہوا۔ کہتے ہیں کہ جب علوق ٹھہر جاتا ہے تو تین چلوں تک شکل نہیں بنتی۔ وہی رحم کا خون لوتھڑا، گوشت بننا شروع ہوجاتا ہے۔اور کچھ خون جمع ہوجاتا ہے۔تو یہ جمع شدہ خون پھراس کی خوراک بنتا ہے۔ پہلے چلے میں علقہ دوسرے میں مضغہ غیرمخلقہ اور تیسرے میں مضغہ مخلقہ تو چار مہینے جب خون جمع ہوتا رہا اب جب حمل نکلا تو وہ خون بھی نکلنا شروع ہوگیا۔ناف کے ساتھ ایک ناڑ ہوتی ہے۔اس کے ذریعہ سے اس کو غذا پہنچتی ہے نکلا باپ کی میانی سے داخل ہوا ماں کی میانی میں کھایا حیض کا خون پھر نکلا ماں کی میانی سے۔اور پھر تکبر کرتا ہے اب استحاضہ کو الگ کیسے کریں مولویوں کی مجلس ہے اور علماء تو اس کو جانتے ہیں۔استحضارا عرض کردیتا ہوں۔

استحاضہ کی تعریف:......دم ینفضہ عرق رحم امرأة زاد علی مدة الحیض اونقص من مدة الحیض اومن مدة الحمل۔[2] استحاضہ باب استفعال سے ہے اس کا خاصہ کثرت کا ہوتا ہے اور تبدیل ماخذ کا بھی۔

سوال:......استحاضہ کو استحاضہ کیوں کہا؟۔

جواب:......اس لئے کہ جب حیض کثیر ہوجائے تو استحاضہ ہے یا تبدیل ماخذ۔کہ بگڑا ہوا حیض ہے جب حیض بگڑ جائے تو اس کو استحاضہ کہتے ہیں لیکن چونکہ کثرت آ گئی یا تبدیلی آ گئی تو احکام میں بھی تبدیلی آ گئی اس لحاظ سے مستقل باب قائم نہیں کیا۔

قول اللہ تعالیٰ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ:......

سوال:......یہ آیت استدلالاً ذکر کی یا استبراکاً؟

---

[1] ع ج ۳ص ۲۵۴) [2] (الاستحاضة جریان الدم فی غیر اوانہ ع ج ۳ص ۲۵۴)

جواب :......استبراکا کی نفی تو نہیں ہوسکتی کہ برکت تو یقیناً ہوگی لیکن یہاں استدلالاً ذکر کیا۔ کہ حیض کے اکثر مسائل اسی آیت سے ثابت ہوتے ہیں۔

مسئلہ اولیٰ :......فاعتزلوا النساء۔ ایک اعتزال یہود ونصاری کا تھا۔ اور ایک اعتزال اسلام والا ہے اسلام میں اعتزال کا حکم تو ہے لیکن جاہلیت والا نہیں۔ بلکہ اس کا مصداق یہ ہے کہ ہم بستری نہ کرو بلکہ دلائل کے پیش نظر اختلاف ہوا ہے۔ کسی نے کہا کہ مطلقاً منع ہے۔ کسی نے کہا ماتحت الازار منع ہے امام بخاریؒ اعتزال النساء سے ان تمام کے استثنائی ابواب ذکر کریں گے۔ اسلام نے عورت کو کتنا بڑا اعزاز بخشا لیکن لوگ کہتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو ذلیل کیا ہے۔ حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ منکر کو معروف کہیں گے اور معروف کو منکر۔ اور عورت کو پتہ ہی نہیں کہ عزت کس میں ہے۔ عورت کی پردہ میں رہنے میں جو عزت ہے وہ بے پردگی میں نہیں ہے عورت تو اپنے گھر کی ملکہ ہے لیکن یہ چاہتے ہیں کہ عورت خادمہ بن جائے باہر جا کر محنت، مشقت کرے۔

واقعہ:......ایک بار تبلیغی جماعت بیرون ملک گئی۔ زبان تو نہیں جانتے تھے عورت ہاتھ پکڑ کر دستخط کرواتی تو جب جماعت والوں کا ہاتھ پکڑنے لگی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے اسلام میں یہ جائز نہیں ہے اس نے حیرانگی سے پوچھا کہ تمہارے ہاں عورتیں دفتروں میں کام نہیں کرتیں تو انہوں نے کہا نہیں۔ ہمارے ہاں صرف مرد دفتروں میں کام کرتے ہیں اس نے کہا پھر تمہارے ہاں تو عورت بادشاہ ہے دیکھو میں ادھر ملازمت کرتی ہوں اور میرا خاوند مجھ سے تین سو میل دور ملازمت کرتا ہے میرا خرچ بھی برداشت نہیں کرتا ہفتہ دو ہفتہ کے بعد جا کر ملاقات ہوتی ہے۔

مسئلہ ثانیہ:......وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ الایۃ......قربان سے مراد یہاں وطی ہے یا استمتاع من تحت الازار۔

قربان بعد الطهارت:......میں تفصیل ہے اگر طہارت اکثر مدت حیض گزر جانے کے بعد حاصل ہوئی ہو تو بدوں غسل وطی جائز ہے اور اگر اکثر مدت حیض نہیں گزری تو غسل کرنے کے بعد جائز ہے یا اتنا وقت گزر جائے کہ غسل کر کے تکبیر تحریمہ کہہ سکے۔

حاصل:...... یہ ہے کہ حیض اکثر مدت حیض گزرنے سے پہلے ختم ہوگیا تو غسل وجوبی ہے ورنہ استحبابی ہے۔

استحباب میں تو اختلاف نہیں۔اختلاف وجوب میں ہے کہ قربان کے لئے غسل واجب ہے یا نہیں؟اوپر والی تفسیر قربان امام صاحبؒ سے منقول ہے۔وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ (الایۃ پ۲)۔اس کے بعد فرمایافَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ الایۃ۔تطہرن مبالغہ کا صیغہ ہے اوراس پرعمل نہانے سے ہوگا اس لئے بدوں غسل وطی جائز نہیں یہ جب ہے کہ اقل مدت میں حیض ختم ہوا ہو۔لیکن اگر اکثر من مدۃ الحیض میں ختم ہوا ہو تو بدوں غسل کے بھی طہارت بالمبالغہ حاصل ہوجاتی ہے اس لئے اس صورت میں غسل واجب نہیں ہے۔مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ۔اس سے وطی فی الدبر کی نفی ہوگئی۔کیونکہ امر اللہ وطی فی القبل کا ہے۔

(۲۰۳)
باب کیف کان بدأالحیض
حیض کی ابتداء کس طرح ہوئی

وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم هذا شيء كتب الله على بنات اٰدم وقال بعضهم كان اول ما

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالی نے آدم کی بیٹیوں کی تقدیر میں لکھ دیا ہے بعض اہل علم

ارسل الحيض على بني اسرآئيل قال ابوعبدا لله وحديث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اكثر

نے کہا ہے کہ سب سے پہلے حیض بنی اسرائیل میں آیا۔ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تمام عورتوں کو شامل ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۸۸)حد ثنا علي بن عبد الله ثنا سفيٰن قال سمعت عبد الر حمن بن القاسم

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا۔کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے سنا، کہا میں نے

قال سمعت القاسم يقول سمعت عائشة تقول خرجنالا نرىٰ الا الحج

قاسم سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے عائشہؓ سے سنا آپ فرماتی تھیں کہ ہم حج کے ارادہ سے نکلے جب ہم مقام سرف میں

فلما كنا بسرف حضت فدخل عَلَيَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا ابكي فقال ما

پہنچے تو میں حائضہ ہوگئی۔ اس بات پر میں رو رہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمھیں

لک انفست قلت نعم قال ان هذا امر كتبه الله على بنات ادم

کیا ہوگیا۔ کیا حائضہ ہوگئی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے لکھ دیا ہے

فاقضي ما يقضي الحاج غير ان لا تطوفي بالبيت قالت

اس لیے تم بھی حج کے افعال پورے کرلو۔ البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا

وضحى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن نسآئه بالبقر

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہراتؓ کی طرف سے گائے کی قربانی کی

مطابقة الحديث للترجمة في قوله ان هذا امر كتبه الله على بنات ادم

انظر: ۳۰۵،۳۱۶،۳۱۷،۳۱۹،۳۲۸، ۱۵۱۶، ۱۵۱۸،۱۵۵۶،۱۵۶۰،۱۵۶۱،۱۵۶۲،۱۶۳۸، ۱۶۵۰،۱۷۰۹،۱۷۰۲،۱۷۳۳،۱۷۵۷،۱۷۶۲،۱۷۷۱،۱۷۷۲،۱۷۸۳،۱۷۸۶،۱۷۸۷ ، ۱۷۸۸ ۲۹۵۲، ۲۹۸۴، ۴۳۹۵، ۴۴۰۱، ۴۴۰۸، ۵۳۲۹، ۵۵۴۸، ۵۵۵۹، ۶۱۵۷، ۷۲۲۹،

﴿تحقیق و تشریح﴾

کیف کان: ...... کیف کان سے شروع کیا جانے والا یہ تیسرا باب ہے۔ امام بخاریؒ کیف کان سے اصالۃً تیس (۳۰) باب منعقد فرماتے ہیں۔ بیس جلد اول میں اور دس جلد ثانی میں [1]

غرض امام بخاریؒ: ...... ابتداءِ حیض کے بارے میں امام بخاریؒ ایک اختلافی مسئلہ میں فیصلہ دینا چاہتے ہیں۔ اختلاف یہ ہے کہ حیض کب شروع ہوا ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی بیوی (جو ایک لحاظ سے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹی ہیں کیونکہ مشہور روایات کی بنا پر آپ کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئیں) حواءؑ سے شروع ہوا دوسری روایتؒ ابن مسعودؓ اور حضرت عائشہؓ سے ہے کہ **اول ما ارسل الحيض على بني اسرائيل.**

[1] (تقریر بخاری ج ۳ ص ۹۴)

قا ل ابو عبدالله الخ:......سے امام بخاریؒ نے فیصلہ دیا کہ حدیث النبی اکثر ای اکثر شمولا یعنی بنی اسرائیل کی عورتوں اوراس سے پہلی عورتوں کو بھی شامل ہے اس لئے اس حدیث کوترجیح ہوگی اور بعض روایتوں میں اکبر کالفظ ہے کہ حدیث نبی ﷺ قول صحابیؓ سے زیادہ عظمت والی ہے امام بخاریؒ نے ترجیح کاطریق اختیار کیااور بعض نے تطبیق کا۔

تطبیق:...... ابتداء تو حضرت حواءؑ سے ہوئی لیکن بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کی وجہ سے کثرت بنی اسرائیل کی عورتوں پر ہوئی [1]

خلاصه

سوال:......حیض کی ابتدا کب ہوئی؟

جواب:......قول النبی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حواءؑ سے ابتداء ہوئی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عائشہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں سے اس کی ابتدا ہوئی۔

تعارض:......قول نبیؐ اورقول صحابیؓ بظاہر متعارض ہوگئے؟ رفع تعارض کی صورت کیا ہے؟

رفع تعارض:......ابتداء حضرت حواءؑ سے ہے اور شدت بنی اسرائیل کی عورتوں کی شرارت کی وجہ سے بنو اسرائیل کے زمانے میں ہوئی۔

سوال:......حدیث النبی ﷺ اکثر ہے یا اکبر؟ کس طرح پڑھنا چاہیے؟

جواب:......دونوں روایتیں ہیں۔اوراس کا مطلب یہ ہے کہ **حدیث النبی** ﷺ **اکبر قوة واکثر طاقة** یا یہ مطلب ہے کہ **حدیث النبی** ﷺ **اکثر شمولا و اکبر قوة** ہے۔

مدت الحیض

سوال:......مدت حیض کتنی ہے؟

جواب:......اس کے بارے میں شارع علیہ السلام سے کوئی تحدید مروی نہیں ہے کہ اقل کیا ہے؟ اکثر کیا ہے؟ اس

[1] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۱۵)

لئے کہ یہ کسی تقدیر میں آ ہی نہیں سکتی عمروں کے اختلاف کی وجہ سے ,علاقوں کے اختلاف کی وجہ سے غذاؤں کے اختلاف کی وجہ سے صحت ومرض کے لحاظ سے کثرت خون اور قلت خون کے لحاظ سے مدت مختلف ہوسکتی ہے۔ کسی عورت کو دنوں کا پابند نہیں کیا جاسکتا۔

سوال:...... جب شارع علیہ السلام کی طرف سے کوئی تحدید نہیں ہے (یعنی حیض کی مدت کی تحدید نہیں کی) تو آئمہ مجتہدینؒ نے کہاں سے تحدید قائم کرلی؟

جواب:...... ائمہ مجتہدینؒ نے تقریبی طور پر سہولت کے لئے تحدید بیان کی۔

مدت حیض میں اختلاف

امام مالکؒ:...... فرماتے ہیں اقل مدت حیض کوئی نہیں ولو ساعة۔ اور اکثر مدت حیض سترہ یا اٹھارہ دن ہے [1]

امام شافعیؒ:...... کے نزدیک اقل مدت ایک دن ایک رات ہے اور اکثر مدت پندرہ دن ہے [2]

امام احمدؒ:...... کے نزدیک اقل مدت ایک دن ایک رات ہے اور اکثر مدت سترہ یا اٹھارہ دن۔ تو اقل میں امام شافعیؒ کے ساتھ ہیں اور اکثر مدت میں امام مالکؒ کے ساتھ ہیں۔

احنافؒ:...... کے نزدیک اقل مدت تین دن اور اکثر مدت دس دن ہے۔

دلائل احنافؒ:......

دلیل اول:...... ایک روایت آپ نے پڑھی ہے جس میں ہے کہ عورتوں نے کہا **مانقصان دیننا یا رسول الله قال ونقصان دینکن الحیضة فتمکث احدیکن الثلاث والاربع لا تصلی** [3]

دلیل ثانی:...... استحاضہ کے باب میں ہے **ولتنظر عدد اللیالی والایام التی کانت تحیض** [4] ایام جمع قلت ہے اور جمع قلت کم از کم تین کا عدد ہے اور لیالی جمع کثرت ہے اور اسکا کم از کم عدد دس ہے اس سے معلوم ہوا کہ اقل مدت حیض تین دن ہے اور اکثر دس دن ہے۔

دلیل ثالث:...... طبرانی میں ابو اسامہؓ باہلی کی روایت ہے **اقل مدة الحیض ثلاثة ایام واکثرها عشرة**

---

[1] (تنظیم الاشتات ج ۱ ص ۲۰۸) [2] (تنظیم الاشتات ج ۱ ص ۲۰۹، عنایہ ج ۱ ص ۱۱۱) [3] (ترمذی ج ۲ ص ۸۹) [4] (ابوداؤد ص ۴۱)

ایام۔امام طحاویؒ اور دار قطنیؒ نے کثیر آثار نقل فرمائے ہیں تقریباً اجماع ثابت کر دیا یہ چونکہ مدرک بالعقل نہیں ہیں اس لئے یہ مرفوع کے حکم میں ہیں۔تو اب اٹکل سے اس کے خلاف کوئی دلیل نہیں لائی جاسکتی۔

دلیل رابع:......ما روی الدارقطنی عن ابی امامۃؓ قال قال النبی ﷺ اقل الحیض للجاریۃ البکر والثیب الثلاث واکثر مایکون عشرۃ ایام فاذازادفھی مستحاضۃ [۱]

دلائل امام شافعیؒ :......

دلیل اول:......امام شافعیؒ کی دلیل یہ روایت ہے کہ **تقعد احدٰھن شطر عمرھا لاتقوم ولاتصلی.** شوافع کہتے ہیں کہ شطر سے مراد یہ ہے کہ عورت نصف عمر صوم وصلوۃ کے بغیر گزارے گی اگر ہر ماہ پندرہ دن حیض شمار کیا جائے تو نصف عمر قعود ہوگا اس لئے اکثر مدت حیض پندرہ دن ہیں۔

جواب ۱ :......اس حدیث کے متعلق بیہقیؒ نے کہا **انہ لایجدہ** اور ابن الجوزیؒ نے کہا **فی التحقیق ھذالایعرف .**

جواب ۲:......عورت کو زمانہ صغر ومدت حمل اور زمانہ یاس کے اندر تو حیض ہی نہیں آتا تو اس کی عمر کے ہر ماہ سے نصف ساقط نہیں ہوا،اب نصف عمر قعود کیسے لازم آئے گا لھذا اس حدیث میں شطر سے مراد نصف عمر نہیں بلکہ مقارب للشطر مراد ہے ۔جو **اکثر الحیض عشرۃ ایام** لینے سے بھی حاصل ہوتا ہے [۲]

دلیل ثانی:......امام شافعیؒ یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ اگر عورت حائضہ نہ ہو تو شریعت میں اس کی عدت تین ماہ ہیں نصف ماہ بالاتفاق طہر ہے لہٰذا بقیہ پندرہ دن حیض میں شمار ہوں گے۔

جواب :......یہ قیاس بمقابلہ احادیث صریحہ وآثار حجت نہیں۔

مدت نفاس :......اقل مدت کی کوئی تعیین نہیں ہے **ولو ساعۃ** ۔اکثر مدت چالیس دن ہے کیونکہ یہ نفاس وہی خون حیض ہی ہے جو حاملہ ہونیکی صورت میں رک جاتا ہے چالیس دن کے بعد چونکہ خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے ہڈیاں شکل وجسم وغیرہ بنتا ہے۔پھر وہی خون اس بچہ کی خوراک بننے لگ جاتا ہے تو چار ماہ خون رکا اور اکثر مدت حیض دس دن ہے ہر ماہ سے جب دس دن ہوئے تو چالیس دن ہو گئے لہٰذا اکثر مدت نفاس بھی چالیس دن ہوئے۔

---

[۱] (تنظیم الاشتات ج۱ص۲۰۹)(فتح القدیر ج۱ص۱۱۲) [۲] (تنظیم الاشتات ج۱ص۲۰۹)(فتح القدیر والعنایہ ج۱ص۱۱۲)

اکثر مدت نفاس میں اختلاف

امام اعظمؒ :......امام اعظمؒ کے نزدیک چالیس دن ہے۔

امام شافعیؒ اور امام مالکؒ :......کے نزدیک اکثر مدت نفاس ساٹھ دن ہیں۔[1]

اقل مدت نفاس میں اختلاف

زید بن علیؒ:......کے نزدیک پندرہ دن ہیں۔

امام ثوریؒ :......کے نزدیک تین دن ہے۔

جمہور ائمہؒ:......کے نزدیک اقل مدت نفاس کے لیے کوئی حد مقرر نہیں۔

لا نری الاالحج:......

سوال :......اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے احرام صرف حج ہی کا باندھا تھا؟

جواب :......اس سے قران کی نفی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ حج کے موسم میں مکہ کی طرف جانے والا چاہے حج کے لئے جا رہا ہو یا حج وعمرہ دونوں کے لئے وہ یہی کہتا ہے کہ حج کے لئے جا رہا ہوں اس سے عمرہ کی نفی نہیں ہوتی یہ حصر اضافی ہے

کنابسرف:...... مکہ سے سات میل کے فاصلہ پر ہے **وضحیٰ رسول الله ﷺ عن نسائه بالبقر :**......

اشکال :......ازواج مطہراتؓ تو نو(۹) تھیں اور گائے ایک۔ تو ایک گائے سے نو کی طرف سے قربانی کیسے ہوگئی؟

جواب ۱ :...... یہ بیان جنس ہے نہ کہ بیان عدد یعنی گائیوں کی قربانی کی۔

جواب ۲ :......ایک گائے کی قربانی جمیع نساء کی طرف سے نہیں ہے اور نہ ہی حدیث میں جمیع کا لفظ ہے ہوسکتا ہے کہ بعض کی طرف سے گائے ہو اور بعض کی طرف سے کچھ اور [2]

جواب ۳:......ثواب کے لئے نفلی قربانی کی تھی۔

۱(تنظیم الاشتات ج۱ص۲۱۰) ۲(فیض الباری ج۱ص۳۷۵)

(۲۰۴)

﴿باب غسل الحآئض رأس زوجها وترجیله﴾

حائضہ عورت کا اپنے شوہر کے سر کو دھونا اور اس میں کنگھا کرنا

(۲۸۹) حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ہشام بن عروۃ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہمیں خبر دی مالک نے ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے وہ عائشہؓ سے کہ

عن ابیہ عن عآئشۃ قالت کنت ارجل رأس رسول اللہ ﷺ وانا حآئض

آپؓ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کو حائضہ ہونے کی حالت میں بھی کنگھا کرتی تھی

انظر: ۲۹۶، ۳۰۱، ۲۰۲۸، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۴۶، ۵۹۲۵

مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی ترجیل رأس رسول اللہ ﷺ واما امر الغسل فلا مطابقۃ لہ وقال بعضھم الحق بہ الغسل قیاسا او اشارۃ الی الطریق الآتیۃ فی باب مباشرۃ الحائض فانہ صریح فی ذلک (عمدۃ القاری ج۳ ص ۲۵۸)

(۲۹۰) حدثنا ابراھیم بن موسیٰ قال اخبرنا ہشام بن یوسف ان ابن جریج اخبرھم

ہم سے ابراہیم بن موسی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا کہ ابن جریج نے انھیں اطلاع دی کہا

قال اخبرنی ہشام بن عروۃ عن عروۃ انہ سئل اتخدمنی الحآئض او

مجھے ہشام بن عروہ نے عروہ کے واسطہ سے بتایا کہ ان سے کسی نے سوال کیا۔ کیا حائضہ میری خدمت کر سکتی ہے یا

تدنومنی المرأۃ وھی جنب فقال عروۃ کل ذلک عَلَیَّ ھَیِّن

ناپاکی کی حالت میں عورت مجھ سے قریب ہو سکتی ہے۔ عروہ نے فرمایا میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس

وکل ذلک تخدمنی ولیس علی احد فی ذلک بأس اخبرتنی عائشۃؓ انھا

طرح کی عورتیں میری بھی خدمت کرتی ہیں اور اس میں کسی کے لیے بھی کوئی حرج نہیں۔ مجھے عائشہؓ نے بتایا کہ وہ

کانت ترجل رسول اللہ ﷺ وھی حائض و رسول اللہ ﷺ حینئذ مجاور فی المسجد یدنی لھا رأسہ وھی

رسول اللہ ﷺ کو حائضہ ہونے کی حالت میں کنگھا کیا کرتی تھی حالانکہ رسول اللہ ﷺ اس وقت مسجد میں معتکف ہوتے

فی حجر تھا فتر جلہ وھی حآئض
آپؐ اپنا سر مبارک قریب کردیتے اور حضرت عائشہؓ حائضہ ہونے کے باوجود اپنے حجرہ ہی سے کنگھا کردیتیں
راجع: ۲۹۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

یہ فاعتزلوا النساء سے پہلا استثنائی باب ہے۔ کہ حائضہ عورت خاوند کا سر دھو سکتی ہے اور کنگھی کر سکتی ہے تو امر اعتزال عموم پر محمول نہیں۔

سوال :......روایۃ الباب میں صرف ترجیل کا ذکر ہے غسل الرأس کا ذکر نہیں تو روایت الباب ترجمۃ الباب کے مطابق نہ ہوئی؟

جواب:......امام بخاریؒ نے اسے قیاساً ثابت فرما دیا یا شراح بخاریؒ فرماتے ہیں عموماً ترجیل سے پہلے غسل رأس بھی ہوا کرتا ہے [۱]

مجاور فی المسجد :......

سوال :...... معتکف تو مسجد میں ہوتا ہے اور حائضہ عورت تو مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی؟۔

جواب:......آپ ﷺ سر مبارک حجرے کی طرف باہر نکال لیتے تھے۔ تو حضرت عائشہؓ باہر بیٹھے بیٹھے ترجیل کرتیں نہ کہ مسجد میں داخل ہو کر۔

سوال:......معتکف کا نکلنا تو درست نہیں ہے تو آپ ﷺ سر کیوں نکالتے تھے؟۔

جواب:......خروج ودخول معروف چیزیں ہیں اعضاء کے نکالنے اور داخل کرنے کو معتکف کا خروج ودخول نہیں کہتے۔

[۱] (تقریر بخاری ج ۱ ص ۹۵)

(۲۰۵)

باب قرآءة الرجل فی حجر امرأته وھی حآئض
وکان ابووائل یرسل خادمه وھی حآئض الی ابی رَزین فتاتیه بالمصحف فتمسکه بعلاقته

مرد کا اپنی بیوی کی گود میں حائضہ ہونے کے باوجود قرآن پڑھنا ابووائل اپنی خادمہ کو حیض کی حالت میں ابورزین کے پاس بھیجتے تھے اور خادمہ قرآن مجید ان کے یہاں سے جزدان میں لپٹا ہوا اپنے ہاتھ سے پکڑ کر لاتی تھی

(۲۹۱) حدثنا ابو نعیم الفضل بن دکین سمع زھیرا عن منصور بن صفیة ان

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا۔ انھوں نے زہیر سے سنا۔ وہ منصور بن صفیہ سے کہ ان کی ماں نے ان سے

امه حدثته ان عائشة حدثتها ان النبی ﷺ کان یتکی فی حجری وانا

بیان کیا کہ عائشہؓ نے ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ میری گود میں سر مبارک رکھ کر قرآن مجید پڑھتے تھے حالانکہ میں اس

حآئض ثم یقرأ القران

وقت حائضہ ہوتی تھی۔

انظر: ۷۵۴۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

وکان ابو وائل یرسل خادمه: ...... یہاں مراد خادمہ ہے کیونکہ خادم کا لفظ مذکر ومؤنث کو عام ہے۔

بعلاقته: ...... اس کا معنی دھاگا، پرتلا۔

سوال: ...... اس اثر کا ربط کیا ہے؟

جواب:......امام بخاریؒ اس اثر کو لا کر استدلال فرمانا چاہتے ہیں کہ قرآن پاک غلاف کے اندر ہو تو عورت کے لئے اس کے علاقہ (جزدان) کو ہاتھ لگانا جائز ہے تو ایسے سمجھ لینا چاہیے کہ مصحف (قرآن پاک) کو غلاف کے ساتھ اٹھانا جائز ہے تو وہ مرد جس کے سینے میں قرآن پاک ہے اس کا جسم اس کے غلاف کی مانند ہے تو یہ عورت کو اور عورت اسکو چھو سکتی ہے اور وہ حائضہ عورت کی گود میں قرآن پاک پڑھ سکتا ہے۔

سوال:...... جزدان کے ساتھ حائضہ قرآن پاک اٹھا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:......حنفیہؒ اور حنابلہؒ کے نزدیک اٹھا سکتی ہے۔ جبکہ مالکیہؒ اور شافعیہؒ کے نزدیک نہیں اٹھا سکتی۔ امام بخاریؒ نے اس مسئلہ میں احنافؒ کی تائید فرمائی ہے [۱]

اس پر چند واقعات قرآن پاک کی مناسبت سے تحریر کئے جاتے ہیں ان شاءاللہ مفید ہونگے۔

واقعہ ۱:......ایک شخص ابن سیرینؒ کے پاس آیا کہ میں نے خواب میں دیکھا قرآن پر پیشاب کر رہا ہوں تو فرمایا کہ یہ پریشانی کی بات نہیں تیرا حافظہ سے نکاح ہوگا۔

واقعہ ۲:......ملکہ زبیدہؒ نے خواب میں دیکھا کہ بہت سارے لوگ اس سے زنا کر رہے ہیں اس نے باندی سے کہا کہ ابن سیرینؒ کے پاس جاؤ اور اس خواب کی تعبیر پوچھو مگر خواب کی نسبت اپنی طرف کرنا۔ وہ گئی اس نے اپنی طرف خواب کی نسبت کرتے ہوئے تعبیر چاہی۔ تو ابن سیرینؒ نے فرمایا کہ یہ تیرا خواب نہیں ہے پہلے بتاؤ کہ خواب دیکھنے والی کون ہے؟ پھر تعبیر دوں گا ملکہ زبیدہؒ نے سوچا کہ رسوائی جو ہونی ہے وہ تو ہوگی دل کی تسلی ہونی چاہیے۔

بلبلا مزدہ بہار بیار......خبر بد ببوم بگزار

باندی نے بتلا دیا کہ فلاں صاحبہ نے دیکھا ہے تو ابن سیرینؒ نے کہا کہ ہاں وہ ہو سکتی ہے جا کر اسے بتلا کہ وہ ایسا کام کرے گی جس کا بہت سارے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا پھر ملکہ زبیدہؒ نے نہر کھدوائی جس سے بہت سے لوگ مستفید ہوئے اور اب تک ہو رہے ہیں۔

واقعہ ۳:......میرے پاس ایک شخص نے آ کر کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں اپنی بیوی کو ذبح کر رہا ہوں۔ میں نے اس کو تعبیر دی کہ تیری بیوی بہت فرمانبردار ہے تو اس سے زیادہ کام لیتا ہے یعنی اس کے جذبات کو ذبح کرتا ہے اس

[۱] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۹۵)

نے تسلیم کیا کہ واقعتاً میری بیوی بہت زیادہ فرمانبردار ہے اور میں اس سے اسکی استطاعت سے زیادہ کام لیتا ہوں۔

واقعہ۴:......ایک شخص نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک کاغذ پر کلمہ شریفہ لکھا ہوا ہے اور میں اس پر پیشاب کرتا ہوا جا رہا ہوں اور وہ شخص تبلیغ میں لگا ہوا تھا میں نے اسے بتلایا کہ تم بہت زیادہ لوگوں کو کلمہ سکھلاؤ گے۔

(۲۰۶)

﴿باب من سمی النفاس حیضا﴾

جس نے نفاس کا نام حیض رکھا

(۲۹۲) حد ثنا المکی بن ابر اهیم قال حد ثنا هشا م عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمة

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشام نے یحیٰ بن ابی کثیر کے واسطہ سے بیان کیا وہ ابوسلمہ سے کہ زینب

ان زینب بنت ام سلمة حدثته ان ام سلمة حدثتها قالت بینا انا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم مضطجعة فی خمیصة

بنت ام سلمہ نے ان سے بیان کیا اور ان سے ام سلمہ نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی اتنے

اذ حضت فانسللت فاخذت ثیاب حیضتی

میں مجھے حیض آ گیا۔ اس لیے میں آہستہ سے باہر نکل آئی اور اپنے حیض کے کپڑے پہن لیے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فقال انفست قلت نعم فدعانی فا ضطجعت معه فی الخمیلة

پوچھا کیا تمھیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر مجھے آپ نے بلالیا اور میں چادر میں آپ کے ساتھ لیٹ گئی

انظر: ۳۲۲، ۳۲۳، ۱۹۲۹

ام سلمة رضی اللہ عنہا ام المؤمنین: اسمها هند بنت ابی امیة

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض الباب:......۔امام بخاریؒ کی غرض اس بات کو بیان کرنا ہے کہ نفاس اور حیض مادہ اور احکام کے لحاظ سے

ایک ہی ہیں اس لئے ان کا ایک دوسرے پر اطلاق ہوتا ہے [۱]

خمیصة:...... گدڑی کو کہتے ہیں یعنی وہ چادر جس میں پیوند لگے ہوئے ہوں اس کے مقابلہ میں خمیلہ ہے۔

خمیله : کا معنی ہد بہ دار یعنی جھالروں والی چادر۔ **خمیصه:** خاص ہے اور خمیلہ عام ہے۔

فاخذت ثیاب حیضتی:...... اس سے معلوم ہوا کہ ازواج مطہراتؓ حیض کے لئے علیحدہ کپڑے رکھتی تھیں [۲]

قال انفست:...... اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔ **انفست بمعنی حضت ۔**

سوال :...... **ترجمة الباب** تو ثابت نہیں ہوا کیونکہ مقصد ترجمہ یہ ہے کہ نفاس کا نام حیض رکھا اور روایت الباب سے اس کے الٹ معلوم ہوتا ہے کہ حیض کا نام نفاس رکھا۔

جواب ۱ :...... معلوم ہوتا ہے کہ **ترجمة الباب** میں قلب ہوگیا اصل عبارت یوں ہونی چاہیے تھی **من سمی الحیض نفاسا.**

جواب۲:...... **سمی** بمعنی اطلق کے ہے یعنی جس نے حیض پر نفاس کا لفظ بولا اور روایت الباب میں ایسے ہی ہے۔

جواب۳:...... غرض امام بخاریؒ صرف لغوی تشریح نہیں ہے کہ ایک دوسرے پر اطلاق ہوتا ہے بلکہ مقصد **تلازم فی الاحکام** بتلانا ہے کہ احکام دونوں کے ایک ہیں ترجمہ میں کہا کہ نفاس کو حیض کہا جا سکتا ہے اور روایت سے معلوم ہوا کہ حیض کو نفاس کہا جا سکتا ہے [۳]

جواب۴:...... استدلال بالتعاکس ہے یعنی عکس سے استدلال کیا گیا **کل حائض ذات نفاس** اس کا عکس ہے **کل ذات نفاس حائض۔**

---

[۱] (فیض الباری ج ۱ ص ۳۶۷، لامع الدراری ج ۱ ص ۱۱۷) [۲] (فیض الباری ج ۱ ص ۳۷۷) [۳] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۱۸، فیض الباری ج ۱ ص ۳۷۶)

(۲۹۳)حد ثنا قبیصة قال حدثنا سفیٰن عن منصور عن ابراهیم عن الاسود
ہم سے قبیصہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا وہ منصور سے وہ ابراہیم سے وہ اسود سے وہ عائشہؓ سے کہ
عن عائشةؓ قالت کنت اغتسل انا والنبی ﷺ من انآء واحد وکلانا جنب
آپ نے فرمایا میں اور نبی ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے اور دونوں جنبی ہوتے تھے
وکان یأمرنی فاتزر فیباشرنی وانا حآئض وکان یخرج رأسه
اور آپؐ مجھے حکم فرماتے تو میں ازار باندھ لیتی اور آنحضرت ﷺ میرے ساتھ مباشرت فرماتے اور میں حیض میں ہوتی
اِلَیَّ وهو معتکف فاغسله وانا حائض
اور آپ اپنا سر مبارک میری طرف کردیتے اور آنحضرتؐ حالت اعتکاف میں ہوتے میں آپ کا سر مبارک دھوتی اور میں حالت حیض میں ہوتی
راجع: ۲۵۰ مطابقة الحدیث للترجمة فی قولها (فیباشرنی)

(۲۹۴)حدثنا اسمٰعیل بن خلیل قال اخبرنا علی بن مسهر اخبرنا ابواسحاق
ہم سے اسمٰعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسحاق شیبانی نے بیان کیا
هو الشیبانی عن عبدالرحمن بن الاسود عن ابیه عن عائشة قالت کانت
عبدالرحمن بن اسود کے واسطے سے وہ اپنے والد سے وہ عائشہؓ سے کہ آپ نے فرمایا ہم ازواج مطہراتؓ میں سے کوئی جب

احدانا اذا کانت حائضا فاراد رسول اللّٰہ ﷺ ان یباشرھا امرھا ان تتزر فی
حائضہ ہوتیں اس حالت میں رسول اللہ ﷺ اگر مباشرت کا ارادہ کرتے تو آپؐ ازار باندھنے کا حکم دیتے باوجود حیض
فور حیضتھاثم یباشرھا قالت وایکم یملک اربہ کما کان النبی ﷺ یملک
کے جوش کے، پھر مباشرت کرتے آپؐ نے کہا تم میں ایسا کون ہے جو نبی کریم ﷺ کی طرح اپنی خواہش پر قابو رکھتا
اربہ تابعہ خالد و جریر عن الشیبانی
اس حدیث کی متابعت خالد اور جریر نے شیبانی سے کی ہے
راجع: ۳۰۰
(۲۹۵)حدثنا ابو النعما ن قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا الشیبا نی قال
ابونعمان نے ہم سے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبانی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن
حدثنا عبداللّٰہ بن شداد قال سمعت میمو نۃقالت کان رسول اللّٰہ ﷺ اذا اراد
شداد نے بیان کیا، کہا میں نے میمونہؓ سے سنا انھوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ اپنی ازواج میں سے کسی سے
ان یباشر امرأۃمن نسآئہ امرھا فاتزرت وھی حائض ورواہ سفین عن الشیبانی
مباشرت کرنا چاہتے اور وہ حائضہ ہوتیں تو آپؐ کے حکم سے وہ پہلے ازار باندھ لیتیں اور اس کو سفین نے شیبانی سے روایت کیا (یہ یاد رہے کہ ان تمام احادیث میں حیض کی حالت میں مباشرت سے مراد شرمگاہ کے علاوہ سے مباشرت کرنا ہے)

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب:......غرض امام بخاریؒ اس باب سے یہ ہے کہ حیض کی حالت میں مباشرت فاحشہ ناجائز ہے۔

مباشرت کی تعریف:......یہ ہے کہ دو ننگے جسموں کا آپس میں ملنا۔ بشر چمڑے کو کہا جاتا ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ دو ماتھے پر ہاتھ رکھ دو، منہ رخسار پر رکھ دو، سینہ سینے پر رکھ دو تو یہ سب صورتیں مباشرت کی ہیں۔

اقسام مباشرت:......اس کی دو تقسیمیں ہیں۔ **تقسیم اول**::اسکی دوقسمیں ہیں۔

(۱) فاحشہ

(۲) غیرفاحشہ

(۱) فاحشہ قطعاً حرام ہے کہ خاص بدن کے حصے آپس میں مل جائیں وہ کونسے دو حصے ہیں اس شعر سے آپ کو سمجھ آ جائیں گے۔

هر که را شد مباشرت فاحش.....فرج در فرج اِیر در بالش

یہ شعر نام حق میں ہے۔استاد پڑھاتے وقت بچوں کو محتاط طریقے سے پڑھا دیا کرتے ہیں تا کہ حیا میں فرق نہ آئے اور ترجمۃ الباب میں مباشرت سے مراد مباشرت غیر فاحشہ ہے۔اورعرف میں مباشرت کا اطلاق جماع پر ہوتا ہے۔

(۲) **غیر فاحشه** :......ایسے دو ننگے بدنوں کا مل جانا جس میں جماع نہ ہو۔

تقسیم ثانی:......**مباشرت حائض علی ثلاثة انواع** ہے۔

(۱) **جماع**:......جس کو مباشرت فاحشہ کہتے ہیں یہ بالا جماع حرام ہے۔

(۲) **ما فوق السرة تحت الركبة**:...... یہ بالاجماع جائز ہے۔

(۳) **تحت السره فوق الركبة**:......اس میں اختلاف ہےامام احمدؒاورامام محمدؒفرماتے ہیں کہ یہ بھی جائز ہےصرف مقام خاص میں مباشرت جائز نہیں اور باقی سب جگہ جائز ہے [۱]

عند الجمهورؒ:...... یہ ناجائز ہے۔

امام بخاریؒ :......اس اختلافی مسئلہ میں جمہورؒ کی تائید فرمار ہے ہیں اس لئے کہ امام بخاریؒ نے اس باب میں جتنی روایات نقل کی ہیں ان میں اِتّزَار کا ذکر ہےاس سے معلوم ہوا کہ **تحت السرة فوق الركبة** مباشرت جائز نہیں ہےاس کو ماتحت الازار بھی کہتے ہیں کیونکہ ازار کم ازکم گھٹنے تک ڈھانپتا ہے۔

---

[۱] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۹۶)

امام احمدؒ اور امام محمدؒ کی دلیل :...... وہ حدیث ہے جس میں ہے اصنعوا کل شیٔ الا النکاح ۔یعنی نکاح

جواب۱:...... یہ حدیث صحاح کی روایت کے معارض ہے لہذا حجت نہیں۔

جواب۲:...... الاالنکاح وماقارب النکاح [1]

جواب۳:...... یہ حدیث دوسری روایات کی بنا پر مقید ہے۔قرینہ اس پر صحاح کی روایات ہیں اس کے علاوہ صریح روایات بھی ہیں جن میں تحت السرۃ فوق الرکبۃ مباشرت سے ممانعت وارد ہے جیسا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے سوال کیا ما یحل لی من امرأۃ وھی حائض قال ما فوق الازار پھر فرمایاو التعفف عن ذلک افضل ۔

تنبیه:...... اگر کسی حدیث میں آجائے قال عطاءؒ کان النبی یباشر وھو صائم میں نے آپ کے سامنے جو مباشرت کی قسمیں بیان کی ہیں ان سے منکرین حدیث کا جواب مل گیا۔منکرین حدیث اس کو لے کر طعن کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ روزے کی حالت میں جماع کرتے تھے۔

فی فور حیضتها:...... فور کا معنی جوش ہے۔اس کا معنی کثرت اور ابتداء بھی آتا ہے۔کیونکہ ابتداء میں عام طور پر جوش ہوتا ہے۔

ایکم یملک اربه:...... بالفتح بمعنی حاجت کے ہے بالکسر بمعنی ذکر کے ہے۔

سوال :...... اس جملہ سے مقصود کیا ہے؟ روک رہی ہیں یا اجازت دے رہی ہیں؟

جواب:...... اس میں دونوں قول ہیں۔

(۱) یہ کہ روک رہی ہیں کہ آپ ﷺ کو تو قابو تھا آپ ﷺ تو ایسا کر سکتے تھے تم نہیں کر سکتے تم میں سے کس کو اتنا کنٹرول ہے۔

(۲) اجازت دے رہی ہیں کہ آپ ﷺ اتنے قابو والے ہو کر بھی مباشرت کر لیتے تھے تو تم اتنا کہاں قابو پا سکتے ہو اور کہاں تمہاری اتنی طاقت ہے تم بھی کر لیا کرو [2]

---

[1] (تنظیم الاشتات ج ۱ ص ۲۱۲) [2] (فتح الباری ج ۱ ص ۴۰۲)

سوال:......سفیانؒ تو دو ہیں (۱) سفیان ثوریؒ (۲) سفیان بن عیینہؒ تو یہاں کونسے مراد ہیں؟

جواب:......اس میں جہالت ہے۔ یعنی صراحت نہیں کہ کون سے مراد ہیں۔

سوال:......جہالت تو مضر ہوتی ہے؟

جواب:......دونوں ثقہ ہیں لہذا جہالت مضر نہیں۔

(۲۰۸)

باب ترک حائض الصوم

حائضہ روزے چھوڑ دے گی

(۲۹۶) حدثنا سعید بن ابی مریم قال حدثنامحمد بن جعفر قال اخبر نی زید هو
ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا مجھے زید نے خبر دی اور یہ زید اسلم کے بیٹے
ابن اسلم عن عیاض بن عبداللّٰہ عن ابی سعید الخدری قال خرج رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں، عیاض بن عبداللہ کے واسطے سے وہ ابوسعید خدری کے واسطے سے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالاضحی یا عید
فی اضحی او فطر الی المصلٰی فمر علی النسآء فقال یا معشر النساء تصدقن فانی
الفطر کے موقع پر عیدگاہ تشریف لے گئے وہاں آپ عورتوں کی طرف گئے اور فرمایا اے بیبیو! صدقہ کیا کرو، کیونکہ میں نے
اریتکن اکثر اهل النار فقلن وبم یا رسول اللّٰہ قال تکثرن اللعن
جہنم میں زیادہ عورتوں ہی کو دیکھا ہے، انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیوں ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ تم لعن طعن کثرت
وتکفرن العشیر ما رأیت من ناقصات عقل ودین اذهب للب الرجل
سے کرتی ہو، اور شوہر کی ناشکری کثرت سے کرتی ہو، باوجود عقل اور دین میں ناقص ہونے کے میں نے تم سے زیادہ
الحازم من احداکن قلن وما نقصان دیننا وعقلنا یا رسول اللّٰہ
کسی کو بھی زیرک اور تجربہ کار مرد کو دیوانہ بنا دینے والا نہیں دیکھا، عورتوں نے عرض کی یا رسول اللہ اور ہمارے دین اور عقل کا

قال الیس شهادة المرأة مثل نصف شهادة الرجل قلن بلیٰ
نقصان کیا ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا کیا عورت کی شہادت مرد کی شہادت کے نصف کے برابر نہیں ہے انھوں نے کہا جی ہے
قال فذلک من نقصان عقلها الیس اذا حاضت لم تصل
آپ ﷺ نے فرمایا بس یہی ان کی عقل کا نقصان ہے پھر آپ ؐ نے پوچھا کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتو نہ نماز پڑھ سکتی ہے
ولم تصم قلن بلیٰ قال فذلک من نقصان دینها
نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔عورتوں نے کہا ایسا ہی ہے ،آپ ؐ نے فرمایا کہ یہی ان کے دین کا نقصان ہے

انظر: ۲۶۵۸،۱۹۵۱،۱۴۶۲،۹۵۶

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله ((ولم تصم))

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب:......اس باب سے غرض یہ ہے کہ حائضہ روزہ نہیں رکھ سکتی۔

سوال:......نماز بھی تو نہیں پڑھ سکتی تو اکیلے روزہ کا کیوں ذکر کیا۔

جواب:......دونوں کے حکم میں چونکہ فرق ہے اس لئے جدا جدا باب میں بیان کردیا۔

سوال:......فرق کیا ہے؟

جواب:......فرق دوطرح سے ہے۔

الفرق الاول :......روزہ ترک کرتی ہے مگر اس میں اہلیت ہوتی ہے تو چونکہ نفس وجوب ہوتا ہے اس لئے قضاء لازم آتی ہے اس لئے کہ حائضہ ہونا منافی صوم نہیں لیکن کمزوری کی وجہ سے روک دیا جاتا ہے بخلاف نماز کے کہ حالت حیض منافی صلوٰۃ ہے کیونکہ نماز کے لئے طہارت شرط ہے اور حالت حیض میں طہارت حاصل نہیں ہوسکتی لہذا نماز کی قضاء نہیں ہوگی کیونکہ نفس وجوب ہی نہیں ہوتا۔

الفرق الثانی :......روزے سال میں ایک مرتبہ آتے ہیں دس روزے چھوٹ گئے تو قضاء کرسکتی ہے۔مشکل نہیں ہے جب کہ نماز قضاء کرنا مشکل ہے خاص طور پر امام شافعیؒ کے مذہب پر کہ ان کے نزدیک اکثر مدت حیض پندرہ دن ہے

اذهب للب الرجل الحازم:......عقل مند، بہادر کی عقل کو لے جاتی ہیں۔

سوال :......خود ان کو تو بے وقوف کہا جارہا ہے اور عقلمندوں کو بے وقوف بناتی ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ تو بظاہر حدیث میں تعارض ہوگیا کیونکہ عقل مندوں کو بے وقوف بنانا تو بظاہر عقل مندوں ہی کا کام ہے نہ کہ بیوقوفوں کا۔

جواب :...... یہ مطلب نہیں کہ دلائل سے غالب آجاتی ہیں بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ ناز سے اپنی کمزوری دکھا کر بات منوالیتی ہیں۔

واقعه :......ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ ان کو کشف ہوا کہ ان کی تین دعائیں قبول ہوں گی بیوی کو بتلایا تو اس نے کہا کہ ایک دعا میرے لئے کردو کہ میں بہت خوبصورت ہوجاؤں تم گھر آؤ گے تو تمہیں دیکھ کر خوشی ہوگی اس نے دعا کی وہ خوبصورت ہوگئی تو اس نے اوروں کی طرف جھانکنا شروع کردیا۔ بزرگ کو غصہ آیا دوسری دعا کردی کہ اس کا گدھے کا منہ بن جائے چنانچہ وہ بن گیا بیوی نے کہا کہ دعا کردو کہ پہلے ہی کی طرح ہوجاؤں اس بزرگ نے تیسری دعا بھی کردی۔وہ پھر پہلے ہی کی طرح ہوگئی تو عورتوں کے پیچھے لگ کر بڑے بڑے زیرک بزرگ بہت کچھ کھو بیٹھے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ تم عورتوں کے پیچھے لگ کر کہیں ملک نہ کھو بیٹھنا۔(کچھ عرصہ تک پاکستان میں ایک عورت نے ملک کی باگ ڈور سنبھالی تھی اسکی طرف اشارہ ہے)

سوال :......بہت سی عورتیں بہت سے مردوں سے افضل اور عقل مند ہوتی ہیں۔ جواب یہ تقابل جمیع مردوں کا جمیع عورتوں سے ہے۔شعر۔

نه هر زن ،زن است نه هر مرد،مرد   خدا پنج انگشت یکساں نه کرد

(۲۰۹)

باب تقض الحآئض المناسک کلها الا الطواف بالبیت

حائضہ بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حج کے باقی مناسک پورا کرے گی

وقال ابراهیم لابأس ان تقرء الایةولم یر ابن عباس بالقرأةللجنب بأسأ وکان
ابراھیم نے کہا کہ آیت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور ابن عباسؓ جنبی کے لئے قرآن مجید پڑھنے میں کوئی حرج
النبی ﷺ یذکر اللہعلی کل احیا نه وقا لت ام عطیة کنا نؤمران نخرج الحیض
نہیں سمجھتے تھے، اور نبی کریم ﷺ ہر وقت ذکراللہ کیا کرتے تھے۔ام عطیہؓ نے فرمایا ہمیں حکم ہوتا تھا کہ ہم حائضہ
فیکبرن بتکبیرهم ویدعون وقال ابن عباس اخبرنی ابوسفیان ان
عورتوں کو (عید کے دن) باہر نکالیں، پس وہ مردوں کے ساتھ تکبیر کہتیں اور دعا کرتیں، ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ان سے ابوسفیانؓ نے بیان کیا
هرقل دعا بکتا ب النبی ﷺ فقرأه فاذافیه بسم اللهالرحمٰن الرحیم وَیٰٓاَهْلَ
کہ ہرقل نے نبی کریم ﷺ کے مکتوب گرامی کو طلب کیا اور اسے پڑھا اس میں لکھا تھا (ترجمہ) شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ الایة اَلَّانَعْبُدَ اِلَّا اللهَ
اور اے اہل کتاب ایک ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں
وَلَا نُشْرِکَ بِه شَیْئًا الی قوله مُسْلِمُوْنَ وقال عطاء عن جابر
اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھرائیں خداوند تعالیٰ کے قول مسلمون تک عطاء نے جابرؓ کے حوالہ سے بیان کیا ہے

حاضت عائشة فنسكت المناسك كلها غير الطواف بالبيت و لاتصلي
کہ حضرت عائشہؓ کو (حج میں) حیض آگیا تو آپ نے تمام مناسک پورے کیے سوا بیت اللہ کے طواف کے اور نماز بھی نہیں پڑھتی تھیں
وقال الحكم انی لا ذبح وانا جنب وقال اللّٰه عز وجل وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ
اور حکم نے کہا ہے میں جنبی ہونے کے باوجود ذبح کرتا ہوں جبکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ الخ
راجع: ۲۹۴
(۲۹۷) حدثنا ابو نعیم قال حدثنا عبدالعزيز بن ابی سلمة عن عبدالرحمن بن القاسم
ہم سے ابونعیم نے روایت کی کہا کہ ہمیں عبدالعزیز بن ابی سلمۃ نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے روایت بیان کی
عن القاسم بن محمد عن عائشةؓ قالت خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نذكر الا الحج
انہوں نے قاسم بن محمد سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے
فلما جئنا سرف طمثت فدخل على النبي صلى الله عليه وسلم وانا ابكي
ہمارا ارادہ حج ہی کا تھا، جب ہم مقام سرف میں آئے تو میں حائضہ ہوگئی کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں رو رہی تھی
فقال ما يبكيك قلت لوددت والله انی لم احج العام
پس آپؐ نے فرمایا، تجھے کیا چیز رُلا رہی ہے؟ میں نے کہا میں تمنا کرتی ہوں کہ اللہ کی قسم میں اس سال حج نہ کرتی
قال لعلك نفست قلت نعم قال فان ذلك شئی كتبه الله على بنات ادم
آپؐ نے فرمایا شاید تو حائضہ ہوگئی ہے میں نے کہا ہاں، آپؐ نے فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ پاک نے آدم کی بیٹیوں کے لئے لکھ دیا ہے
فافعلي ما يفعل الحاج غير ان لا تطوفي بالبيت حتى تطهري
پس کرو تم وہ کام جو حجاج کررہے ہیں البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرنا یہاں تک کہ تو پاک ہوجائے

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض الباب:...... یہ ہے کہ حائضہ سارے کام کرسکتی ہے سوائے بیت اللہ کے طواف کے۔ اور اس کی دو وجہیں ہیں۔

(۱) طواف مسجد میں ہوتا ہے اور حائضہ کا دخول فی المسجد منع ہے۔

(۲) طواف بمنزلِ صلوٰۃ کے ہے جیسے نماز کے لئے طہارت ضروری ہے ایسے ہی طواف کے لئے بھی ضروری ہے۔

روایت الباب کی ترجمۃ الباب سے مطابقت:...... باب کے بالکل آخر میں ہے **ان لاتطوفی بالبیت حتی تطہری**.

سوال:...... ترجمۃ الباب تو بڑی آسانی سے ثابت ہو گیا لیکن آگے جو آثار آرہے ہیں ان کا کیا ربط ہے؟

جواب:...... اس باب میں صرف یہ نہیں ثابت کرنا چاہتے کہ حائضہ طواف کے علاوہ باقی سب کچھ کرسکتی ہے بلکہ امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ذکر وغیرہ بھی کرسکتی ہے اس سے ترقی کر کے یہ بھی بتلانا چاہتے ہیں کہ قرآن بھی پڑھ سکتی ہے تو اس پر پابندی صرف طواف کی ہے کیونکہ مناسک حج میں ذکر و قرآت بھی ہوتے ہیں ترجمۃ الباب میں بھی عموم ہے [1]

اختلاف:...... حائضہ کیلئے قرآت قرآن میں آئمہ کا اختلاف ہے۔

امام مالکؒ:...... فرماتے ہیں مطلقا جائز ہے [2]

دوسرا مذہب:...... یہ ہے کہ معلّمہ کے لئے مطلقا جائز ہے۔

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ:...... کے نزدیک **قرأة للجنب والحائض** مطلقا ناجائز ہے۔

حضرت ابراهیم نخعیؒ:...... کے نزدیک تحدی سے کم جائز ہے۔

احنافؒ:...... کے نزدیک آیت سے کم جائز ہے امام بخاریؒ یہاں بھی بہت سے آثار نقل کر رہے ہیں جیسے پہلے ایک جگہ (باب مایقع من النجاسات) ذکر کئے مگر جب تک حدیث مرفوع نہ ہو تو ان آثار سے استدلال تام نہیں ہوتا۔

وقال ابراهیمؒ لا باس ان تقرء الایة:...... ابراہیم نخعیؒ کا دعویٰ ثابت نہیں ہے کیونکہ ان کے نزدیک تو **مادون التحدی** ہے اور یہ ان کا اپنا مذہب ہے **فلا حجة علینا**.

ولم یر ابن عباس بالقراءة للجنب بأسا:...... یہ بھی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ بنیت

---

[1] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۱۹، فتح الباری ج ۱ ص ۴۰۲) [2] (تنظیم الاشتات ج ۱ ص ۱۷۱)

دعا ہو۔(دعا کی نیت سے ہو)

وکان النبی ﷺ یذکر الله علی کل احیانه:......ان احیان میں سے حین جنابت بھی ہے اور ذکر سے مراد قرأۃ قرآن بھی ہوسکتا ہے، تو حالت جنابت میں قرآت قرآن ثابت ہوا۔

جواب۱:...... ''ہ'' ضمیر ذکر کی طرف لوٹا دو تو اب بات بن جائے گی۔

جواب۲:...... کسی نے کہا کہ ذکر قلبی مراد ہے اور وہ فکر ہے۔

جواب۳:...... آپ ﷺ کے احیان دو قسم پر تھے۔

(۱) احیان متشابهه (۲) احیان متوارده

احیان متشابهه:......وہ ہیں کہ آپ ﷺ کو ایک ہی حالت پر قرار ہوتا تھا کہ بیٹھے ہیں تو بیٹھے رہے چل رہے ہیں تو چل ہی رہے ہیں۔

احیان متوارده:...... کہ پہلے مسجد سے باہر تھے اب داخل ہو رہے ہیں۔ پہلے مسجد کے اندر تھے اب خارج ہو رہے ہیں علی ہذا القیاس تو ایسے حالات میں ذکر کرتے تھے۔ احیان متشابهه اکثر ذکر کرتے تھے لیکن کبھی ان میں ایسے احیان بھی آجاتے کہ ان میں ذکر نہ ہوتا تھا مثلاً جب کسی سے کلام کر رہے ہوں تو اب ذکر کیسے ہوگا؟ لیکن احیان متوارده میں ہر وقت ذکر کرتے تھے [۱]

جواب۴:...... یہاں احیان سے احیانِ طہارت مراد ہیں [۲]

وقالت ام عطية كنا نؤمر ان نخرج الحُيَّضُ:......یعنی عید کی نماز کے لئے حائضہ عورتوں کو بھی نکلنے کا حکم ہوتا۔

مطابقت:......اس سے استدلال اس طرح ہے کہ جیسے تکبیر کہہ سکتی ہے ایسے ہی تلاوت بھی کر سکتی ہے حائضہ بمعنی بالغہ عید پڑھ سکتی ہے اور بالفعل حائضہ عید کی نماز نہیں پڑھ سکتی۔ آپ ﷺ کے زمانہ میں حائضہ عورتیں نکلتی تھیں لیکن عید

۱(فیض الباری ج۱ص۳۷۹) ۲(تنظیم الاشتات ج۱ص۱۷۱)

کی نماز نہیں پڑھتی تھیں بلکہ دعاؤں میں شریک ہوتی تھیں دعا تو عید کی نماز کے اندر بھی ہے جیسے فاتحہ بھی دعا ہے اور خطبہ بھی دعا ہے علیحدہ کوئی دعا مراد نہیں لیکن اس سے یہ ثابت کرنا کہ دعائیں مانگتی تھیں تو نماز بھی پڑھتی تھیں لہذا قرآن بھی پڑھتی تھیں یہ درست نہیں ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ عید کے خطبہ کے بعد یا نماز کے بعد کوئی بھی دعا کو روایت نہیں کرتا دعا کے لئے عمومات سے استدلال نہیں کرنا چاہیے البتہ حیلہ ہوسکتا ہے کہ کچھ بیان کرلیا جائے اس کے بعد دعا مانگ لی جائے۔(فتح الباری ج ۱ص ۴۰۲) علماء کو عمل میں سنت کا اہتمام کرنا چاہیے اور بدعت سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ لوگ علماء کرام کے عمل سے ناجائز استدلال کرلیتے ہیں۔اس پر ایک واقعہ تحریر کیا جاتا ہے۔

واقعہ :...... میں جامعہ کے دفتر میں بیٹھا تھا کہ پیپلز پارٹی کا وزیر مذہبی امور آیا اس کا نام بہادر خان تھا، میں ان لوگوں سے میل جول نہیں رکھتا مگر اکرام میں تھوڑی دیر بیٹھا رہا۔اس نے بات چیت شروع کردی کہ میں تو جاہل ہوں قرآن وحدیث کے لحاظ سے کیا حکم ہے عورت کی سربراہی جائز ہے یا نہیں؟ میں نہیں جانتا۔البتہ پاکستان کے آئین کے لحاظ سے درست ہے تو آپ بھی کہہ دیں کہ آئین کے لحاظ سے درست ہے تو میں نے کہا جو آئین قرآن وحدیث کے خلاف ہو ہم اس کو آئین ہی نہیں مانتے اگر میں کہہ دیتا کہ آئین کے لحاظ سے درست ہے تو باہر جاکر کہتا کہ فلاں جامعہ کے شیخ الحدیث نے کہا ہے کہ عورت کی سربراہی جائز ہے۔

وَيَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا الخ:......

سوال :...... ظاہر ہے کہ ہرقل نے یہ آیت پڑھی ہوگی اور وہ کافر تھا جنبی تھا تو آپ ﷺ نے کیسے آیت کافر جنبی کے ہاتھ میں دیدی؟

جواب ۱ :...... کفار فروعات کے مکلّف نہیں ہیں۔

جواب ۲ :...... آپ ﷺ نے من حیث القرآن نہیں بھیجا بلکہ من حیث التبلیغ بھیجا ہے اور اس نے بھی من حیث القرآن نہیں پڑھا۔

جواب ۳:...... اھون البلیتین پر عمل فرمایا۔

الاٰیۃ :......اس میں تین طرح اعراب پڑھے جاتے ہیں۔ضمہ، فتح، جر۔

اشکال:...... الایۃ کہہ کر پھر آگے آیت شروع کردی حالانکہ یہ تو آیت کے چھوڑ دینے کی نشانی ہے۔

جواب:...... امام بخاریؒ نے دونسخوں کو جمع کیا ہے جنہوں نے **الایۃ** لکھا ہے انہوں نے آگے **ان لا نعبد الا الله** نہیں لکھا اور جنہوں نے **الایۃ** نہیں لکھا انہوں نے آگے آیت چلائی ہے۔اور لکھی ہے۔

سوال:...... طواف کے علاوہ باقی ارکان تو ادا کرتی تھیں اور ارکان میں ذکر ہوتا ہے تو جب ذکر ثابت ہوا تو قرأۃ قرآن بھی ثابت ہوا۔

جواب:...... یہ ہے کہ جب صریح نص میں جنبی کے لئے قرأۃ قرآن کی ممانعت ہے تو ذکر کے عموم سے قرأۃ قرآن ثابت کرنا درست نہیں۔

وقال الحکم انی لاذبح وانا جنب:...... ذبح ذکر کو لازم ہے تو ذکر فی حالت الجنب ثابت ہوا۔

جواب:...... یہ ہے کہ جب صریح نص میں جنبی کے لئے قرآن کی ممانعت ہے تو ذکر کے عموم سے قرأۃ قرآن ثابت کرنا درست نہیں۔

وقال الله تعالی ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾[1]:......

حضرت شاہ صاحبؒ نے اس جملہ کے تحت ایک قصہ لکھا ہے حرم میں شوافعؒ نے اپنے ایک عالم کو بلایا اور بھرے مجمع میں اس سے سوال کیا کہ مصراۃ کے بارے میں کیا مسئلہ ہے تو اس عالم نے جواب دیا کہ اس میں امام ابوحنیفہؒ اور حضورﷺ کا اختلاف ہے اس کے بعد احناف نے بھی ویسے ہی ایک حنفی عالم کو بلایا اور اس سے سوال کیا کہ **متروک التسمیه عامدا** کا کیا حکم ہے؟

تو اس عالم نے جواب دیا کہ اس میں امام شافعیؒ اور اللہ تعالی کا اختلاف ہے [2]

[1] (سورۃ مائدۃ پ۸) [2] (فیض الباری ج۱ص۳۸۰)

(۲۹۸)حد ثناعبداللّٰہبن یو سف قال اخبرنا مالک عن ھشام عن ابیہ عن
ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک نے بیان کیا ہشام کے واسطہ سے وہ اپنے والد سے وہ
عائشة انها قالت قالت فاطمةبنت ابی حبیش لرسول اللّٰہﷺیا رسول اللّٰہانی لااطهر
عائشہؓ سے آپ نے بیان کیا کہ فاطمہؓ بنت ابی حبیش نے رسول اللہﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں تو پاک ہی نہیں ہوتی
افادع الصلوة فقال رسول اللّٰہﷺانما ذلک عرق ولیس با لحیضة
تو کیا میں نما ز بالکل چھو ڑدوں؟ آنحضورؐ نے فرمایا کہ یہ رگ کا خون ہے ،حیض نہیں ہے
فاذا اقبلت الحیضة فاترکی الصلٰوة فاذا ذھب قدرھا
اس لیے جب حیض کے دن (جن میں تمہیں پہلے عادۃً حیض آیا کرتا تھا) آئیں تو نماز چھوڑ دو اور جب اندازہ کیمطابق وہ ایام گزر جائیں
فاغسلی عنک الدم وصلی
تو خون کو دھو لو اور نماز پڑھو:

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

بخاری میں تو یہ مسئلہ آسان ہے ابوداؤد میں آ کر مشکل ہو جاتا ہے اس لئے کہ ابوداؤد کی روایات میں کثیر اختلاف ہے، مستحاضہ کی ایک قسم متحیرہ ہے وہ سب کو متحیر کر دیتی ہے۔

اقسام مستحاضہ:...... عندالاحنافؒ مستحاضہ کی تین قسمیں ہیں

(۱) مبتدئہ (۲) معتادہ (۳) متحیرہ۔

پھر متحیرہ کی دو قسمیں ہیں

(۱) مستمرة الدم (۲) غیر مستمرة الدم

شوافعؒ کے نزدیک ایک چوتھی قسم "**ممیزہ**" بھی ہے۔ حنفیہؒ اس کی نفی کرتے ہیں اب ہمارے ذمہ ان پانچ قسموں کا حکم بیان کرنا ہے۔

(۱) مبتدئہ:...... جس کو حیض شروع ہوا اور خون بند ہی نہیں ہوتا۔

حکم:...... اس کا حکم یہ ہے کہ پہلے دس دن حیض شمار کرے باقی استحاضہ۔

(۲) معتادہ:...... جس کی عادت معلوم ہو۔

حکم:...... اس کا حکم یہ ہے کہ عادت کے مطابق حیض ہے باقی استحاضہ۔

(۳) متحیرہ:...... جو نہ مبتدءَہ ہے اور نہ معتادہ۔ دونوں کو بھول چکی ہے یہ بھی یاد نہیں کہ حیض کتنے دن آتا تھا اور یہ بھی یاد نہیں کہ کونسے دن آتا تھا اس کی دو حالتیں ہیں (۱) خون بند ہی نہیں ہوتا (۲) یا کبھی بند ہو جاتا ہے اور کبھی چل پڑتا ہے مثلاً دن کو بند ہو جاتا ہے اور رات کو جاری ہو جاتا ہے۔ اسکا حکم مستحاضہ کے حکم کے بعد آرہا ہے۔

(۴) ممیزہ:...... جو رنگوں سے تمیز کرے۔ حنفیہؒ اس کو نہیں مانتے اس لئے کہ حیضوں کے رنگ موسموں سے غذاؤں سے عمر کے فرق سے شروع حیض اور آخر حیض کے فرق سے بدلتے رہتے ہیں حیض ایک رنگ کا نہیں ہوتا آپ ﷺ نے اگر بتلایا ہے تو وحی سے پہچان کر یا کہیں **دم الاسود** کہا ہے تو اس لئے کہ وہ اپنی اصلی حالت سے بدلا ہوا ہے نہ یہ کہ حیض کا رنگ کالا ہوتا ہے۔

حکم اقسام متحیرہ:...... متحیرہ کی دو قسمیں ہیں دونوں کے حکم الگ، الگ ہیں۔ اس لیے مستحاضہ کا حکم پہلے معلوم ہونا چاہیے۔

مستحاضہ کا حکم: ...... مستحاضہ کا حکم معذور کا حکم ہے جیسے سلسل بول اور انفلات ریح وغیرہ۔ معذور بننے کے لئے ضروری ہے کہ ایک نماز کا پورا وقت گزر جائے اور اتنا وقت بھی نہ ملے کہ دو رکعت یا چار رکعت پڑھ سکے تو یہ معذور بن گیا اور معذور رہنے کے لئے پورے نماز کے وقت میں ایک مرتبہ بھی اس عذر کا پایا جانا کافی ہے معذور کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ وضو کرے اور نماز پڑھے۔

(۴) **اب مستحاضہ متحیرہ** جو کہ **مستمرۃ الدم** ہے اس کے بارے میں یہ احتمال ہے کہ یہ وقت انقطاع حیض کا ہو تو ہر وقت نماز کے لئے غسل کرلیا کرے اور نماز پڑھ لیا کرے کیونکہ انقطاع حیض سے غسل واجب ہوتا ہے

(۵) **اگر غیر مستمرۃ الدم** ہو تو ظہر کی نماز تاخیر سے غسل کرکے اور عصر کی نماز جلدی وضو کرکے پڑھ لے مغرب کی نماز تاخیر سے غسل کرکے اور عشاء کی نماز جلدی وضو کرکے پڑھے اور فجر کی نماز پھر غسل کرکے پڑھے اس طرح پانچ نمازوں کے لئے کل تین غسل کرے گی اگر درمیان میں خون جاری ہو جائے تو پھر اگلی نماز کے لئے غسل کرے اس اصول کو پیش نظر رکھ کر جتنی روایات مستحاضہ کے بارے میں ہیں ان کو منطبق کرسکو گے۔ اگر وضو لکل صلوۃ والی روایت ہے تو وہ اس مستحاضہ کے بارے میں جس کے بارے میں انقطاع حیض کا احتمال نہیں ہے۔

(۲۱۱)

﴿باب غسل دم الحیض﴾

حیض کا خون دھونا

(۲۹۹) حدثنا عبداللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ہشام بن عروۃ عن
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہمیں مالک نے ہشام بن عروہ کے واسطہ سے خبر دی وہ فاطمہ بنت منذر سے
فاطمۃ بنت المنذر عن اسماء بنت ابی بکر الصدیق انہا قالت سالت امرأۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہ اسماء بنت ابی بکر صدیق سے کہ آپ نے فرمایا ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ

فقالت یارسول اللہ ارأیت احدا نا اذااصاب ثوبھا الدم من الحیضۃ کیف تصنع

ایک ایسی عورت کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس کے کپڑے پر حیض کا خون لگ گیا ہو، اسے کیا کرنا چاہیے؟

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اصاب ثوب احداکن الدم من الحیضۃ فلتقرصہ

آپؐ نے فرمایا کہ اگر کسی عورت کے کپڑے پر حیض کا خون لگ جائے تو اسے رگڑ ڈالے اس کے بعد

ثم لتنضحہ بمآء ثم لتصل فیہ :

اسے پانی سے دھوئے پھر وہ اس کپڑے میں نماز پڑھ سکتی ہے۔

راجع: ۲۲۷ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ

(۳۰۰) حدثنا اصبغ قال اخبرنی ابن وھب قال اخبرنی عمرو بن الحارث

ہم سے اصبغ نے بیان کیا، کہا مجھے ابن وہب نے خبر دی کہا مجھے عمرو بن حارث نے عبدالرحمٰن بن قاسم کے واسطہ سے

عن عبدالرحمٰن بن القاسم حدثہ عن ابیہ عن عائشۃ قالت کانت احدانا تحیض

خبر دی انھوں نے اپنے والد کے واسطہ سے بیان کیا وہ عائشہؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم میں سے کسی کو حیض آتا تو کپڑے کو پاک

ثم تقترص الدم من ثوبھا عند طھرھا فتغسلہ و تنضح علی سائرہ ثم

کرتے وقت ہم خون کو مل دیتیں پھر اسی جگہ کو دھو لیتیں اور تمام کپڑے پر پانی بہا دیتیں

تصلی فیہ:

اور اسے پہن کر نماز پڑھ لیتیں۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب...... اس سے مقصود دو چیزوں کا بیان ہے۔

(۱) دم حیض سے تطہیر کے لئے غسل واجب ہے کھرچنا کافی نہیں ہے۔

(۲) یہ ترجمہ شارحہ ہے کہ حدیث میں لتنضحه کا لفظ آیا ہے اس سے مراد غسل ہے تو ایک غرض بیان مسئلہ ہے اور دوسری غرض شرح حدیث ہے۔

(۲۱۲)

﴿باب اعتكاف المستحاضة﴾

استحاضہ کی حالت میں اعتکاف

(۳۰۱) حدثنا اسحٰق بن شاهين ابوبشر الواسطي قال اخبرنا خالد بن عبد الله عن خالد عن عكرمة
ہم سے اسحٰق بن شاہین ابو بشر واسطی نے بیان کیا، کہا ہمیں خالد بن عبداللہ نے خبر دی، خالد سے وہ عکرمہ سے وہ عائشہؓ سے
عن عائشةؓ ان النبي ﷺ اعتكف معه بعض نسآئه وهي مستحاضة ترى الدم
کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کی بعض ازواجؓ نے اعتکاف کیا حالانکہ وہ مستحاضہ تھیں، اور انہیں خون آتا تھا، اس لئے
فربما وضعت الطست تحتها من الدم وزعم ان عآئشة رأت مآء العصفر فقالت
خون کی وجہ سے اکثر طشت اپنے نیچے رکھ لیتیں، اور عکرمہ نے کہا کہ عآئشہ نے زرد رنگ کا پانی دیکھا تو فرمایا کہ یہ تو ایسا
كان هذا شئي كانت فلانة تجده
معلوم ہوتا ہے جیسے فلاں صاحبہ کو استحاضہ کا خون آتا تھا:
انظر: ۳۱۰، ۳۱۱، ۲۰۳۷ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة
(۳۰۲) حد ثنا قتيبة ثنا يزيد بن زريع عن خالد عن عكرمه عن عائشة قالت
ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے زید بن زریع نے بیان کیا، خالد سے وہ عکرمہ سے وہ عآئشہؓ سے آپ نے
اعتكفت مع رسول الله ﷺ امرأة من ازواجه فكانت ترى الدم والصفرة
فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی ازواج مطہراتؓ میں سے ایک نے اعتکاف کیا، وہ خون اور زردی

والطست تحتها و هی تصلی
(نکلتی) دیکھتیں طشت ان کے نیچے ہوتا اور نماز ادا کرتی تھیں
راجع: ۳۰۹
(۳۰۳)حدثنا مسدد ثنا معتمر عن خالد عن عکرمة عن عائشة ان بعض
ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے خالد کیواسطہ سے بیان کیا وہ عکرمہ سے وہ عائشہؓ سے کہ بعض امہاتؓ
امهات المؤمنین اعتکفت وهی مستحاضة
مؤمنین نے استحاضہ کی حالت میں اعتکاف کیا۔

﴿تحقیق و تشریح﴾

مستحاضہ کا حکم :...... مستحاضہ کے لئے اعتکاف کا حکم ہے لیکن مسجد میں نہیں بلکہ مسجد دار میں، لیکن ازواج مطہراتؓ کی خصوصیت ہے کہ وہ مسجد کے اندر بھی اعتکاف کرتی تھیں امام بخاریؒ عمومی طور پر جواز کو ثابت کر رہے ہیں اور جواز کے ہم بھی قائل ہیں لیکن افضل یہ ہے کہ مسجد دار میں اعتکاف کرے۔

اعتکف معه بعض نسائه وهی مستحاضة :......پہلے باب کی آخری حدیث میں ہے کانت احدانا تحیض. بعض حضرات نے اس میں بحث کی ہے کہ ازواج مطہرات مستحاضہ ہوتی تھیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے بنات آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام پر حیض جاری تو کیا ہے لیکن کیا کوئی زوجہ مطہرہ مستحاضہ ہوئی ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

قول ۱ :...... بعض حضرات نے کہا کہ انہیں دم استحاضہ نہیں آتا تھا کیونکہ یہ رکضة شیطانیه ہے اور ازواج مطہراتؓ شیطان کے رکضہ سے محفوظ تھیں۔

قول ۲ :...... بعض نے کہا ہے کہ ان کو دم استحاضہ آتا تھا اور یہی قول راجح ہے کیونکہ نصوص سے دم استحاضہ کا آنا ثابت ہے۔ کہ حضرت سودہؓ، حضرت زینبؓ اور ام حبیبہؓ پر استحاضہ کی کیفیت طاری ہوئی۔

سوال:...... حدیث الباب میں بعض نساء سے کون مراد ہیں؟

جواب:......اس بارے میں محدثینؒ کا اختلاف ہے۔اس میں مختلف اقوال ہیں۔

(۱)قال البعض سودةؓ (۲) قال البعض ام حبیبةؓ (۳)قال البعض زینب بنت جحشؓ

(۴) قال البعض ام سلمةؓ .

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ بعض محدثینؒ نے ام سلمہؓ والے قول کو ترجیح دی ہے۔

وزعم ان عائشةؓ :...... زعم کا فاعل عکرمہ ہے کانت فلانة تجده. فلانة کو غیر منصرف پڑھنا ہے کیونکہ نام ذکر نہیں کیا اور ہے متعین۔ بظاہر یہی ہے کہ ازواج مطہراتؓ میں سے تھیں [1]

(۲۱۳)

باب هل تصلی المرأة فی ثوب حاضت فیه

کیا عورت اسی کپڑے سے نماز پڑھ سکتی ہے جس میں اسے حیض آیا ہو؟

(۳۰۴)حد ثنا ابو نعیم قال حد ثنا ابراهیم بن نا فع عن ابن ابی نجیح عن مجاهد
ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراھیم بن نافع نے بیان کیا ابن ابونجیح سے وہ مجاھد سے کہ عآئشہؓ نے فرمایا کہ
قال قالت عائشة ما کا ن لاحد انا الا ثوب واحد تحیض فیه فاذااصابه شئی من دم
ہمارے پاس صرف ایک کپڑا ہو تا تھا جسے ہم حیض کے وقت پہنتے تھے ،جب اس میں خون لگ جا تا تو
قالت بر یقها فمصعته بظفرها
اس پرتھوک ڈال لیتے اور پھراسے ناخنوں سے مسل دیتے

[1] (فتح الباری ج۱ص۲۰۵)

﴿تحقیق و تشریح﴾

حاضت فیه:...... یعنی جن کپڑوں میں حیض کے دن گزارے ہیں روایت الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو پاک کر کے ان میں نماز پڑھ سکتی ہے۔

سوال:...... روایت الباب سے مسئلہ صاف معلوم ہو رہا ہے تو پھر ترجمۃ الباب میں ھل کیوں ذکر کیا؟

جواب:...... امام بخاریؒ کی نظر مختلف روایات پر ہے چنانچہ ام سلمہؓ کی روایت ہے کہ **فانسللت فاخذت ثیاب حیضتی** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض کا کپڑا دوسرا ہوتا تھا اس لئے امام بخاریؒ نے اس طرف توجہ کرنے کیلئے ترجمہ میں ھل ذکر فرمادیا [1]

قالت بریقها:...... تھوک داغ مٹانے کے لئے صابن اور سرف سے زیادہ مؤثر ہے امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ جب ناپاکی نہ ہو تو پڑھ سکتی ہے۔

سوال:...... جب صراحۃ ثابت ہے تو ہل کا لفظ کیوں بڑھایا؟ ھل تو محل شک میں بڑھایا جاتا ہے یہاں کونسا شک ہے؟

جواب:...... اس روایت سے تو صراحۃ ثابت ہے لیکن تعارض ادلہ کی وجہ سے ہل کا لفظ بڑھادیا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہراتؓ کے حیض کیلئے الگ کپڑے ہوتے تھے ورنہ عند البخاریؒ تو جواز کا حکم ہی ہے اس روایت سے معلوم ہوا کہ تھوک سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے بلکہ نجاست زائل ہو جاتی ہے ائمہ احنافؒ نے اس حدیث سے ایک اصولی مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ کپڑا ہر اس چیز سے پاک ہو جاتا ہے جو مائع ہو اور قالع للنجاست ہو **یطهر البدن والثوب بکل شئ مائع قالع للنجاسة۔**

مسئله اُولیٰ:...... بلی کا جھوٹا مکروہ ہے اگر تازہ چوہا وغیرہ کھایا ہو تو اس کا جوٹھا حرام ہے۔ اگر اس نے دیر کا کھایا ہو اور منہ کو چاٹ لیا ہو تو منہ پاک ہو جاتا ہے تو اسکا جوٹھا بھی پاک ہے صرف مکروہ کے درجہ میں ہے اگر انسان یہ عمل کرے تو اس کے لئے یہ عمل جائز تو نہیں لیکن منہ تین بار چاٹ لینے سے پاک ہو جائے گا۔

مسئله ثانیه:...... اور حیران و پریشان کن مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کی انگلی کو ناپاکی لگ جائے اور وہ چوس لے تو ایسا کرنا

---

[1] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۹۹)

ناجائز ہے لیکن انگلی پاک ہوجائے گی (یہ مسئلہ بہشتی زیور میں بھی ہے اوراس کا ماخذ یہی حدیث معلوم ہوتی ہے جس کوامام بخاریؒ لائے ہیں لیکن بدعتیوں اور غیر مقلدین نے اسے اس حدیث سے لاعلمی کی بناپراور تعصب کے پیش نظر خوب اچھالا ہے اللہ تعالیٰ ان کوہدایت نصیب فرمائے (آمین)۔

(۲۱۴)

﴿باب الطيب للمرأة عند غسلها من المحيض﴾

حیض کے غسل میں خوشبواستعمال کرنا

(۳۰۵)حدثنا عبدالله بن عبدالوهاب قال حدثنا حماد بن زيد عن ايوب

(۳۰۴) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیاایوب سے وہ حفصہ سے وہ ام

عن حفصةعن ام عطية قالت كنا ننهٰى ان نحد علٰى ميت فوق ثلٰث الا على

عطیہؓ سے آپ نے فرمایا کہ ہمیں کسی میت پرتین دن سے زیادہ غم منانے سے روکا جاتا تھا،لیکن شوہر کی موت پر چار

زوج اربعة اشهروعشرا ولا نكتحل ولا نتطيب ولا نلبس ثوبا مصبوغا الا

مہینے دس دن کے سوگ کاحکم تھا،ان دنوں میں ہم نہ سرمہ استعمال کرتیں، نہ خوشبواور عصب (یمن کی بنی ہوئی ایک چادر جورنگین

ثوب عصب وقد رخص لناعند الطهر اذا اغتسلت احدانا فى محيضها فى

بھی ہوتی تھی) کے علاوہ کوئی رنگین کپڑاہم استعمال نہیں کرتیں تھیں اور ہمیں (عدت کے دنوں میں) حیض کے غسل کے بعدکچھ اظفار

نبذة من كست اظفار و كنا ننهٰى عن اتباع الجنآئز

(بحرین میں ایک جگہ کا نام یا عورتوں کی ایک خاص خوشبو) کے کست (ایک خوشبو جو چین اور کشمیر میں پیداہوتی ہے)استعمال کرنے کی اجازت تھی اور ہمیں جنازہ کے پیچھے چلنے کی اجازت نہیں تھی

رواه هشام بن حسان عن حفصة عن ام عطیةؓ عن النبی ﷺ

اس حدیث کی روایت ہشام بن حسان نے حفصہ سے انھوں نے ام عطیہؓ سے انھوں نے نبی کریم ﷺ سے کی

انظر: ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۵۳۴۰، ۵۳۴۱، ۵۳۴۲، ۵۳۴۳

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله وقد رخص لنا عند الطهر الخ

ام عطیة: من فاضلات الصحابة کانت تمرض المرض وتداول الجرحیٰ وتغسل الموتیٰ واسمها نسیبة بنت الحارث

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب :...... امام بخاریؒ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عورت جب حیض سے غسل کرے تو عورت کو خوشبو لگانا جائز ہے تعفن اور بد بو کو زائل کرنے کے لئے خوشبو لگانی چاہیے۔

ان نحد علی میت فوق ثلاث :...... سوگ منانا یعنی زینت کا ترک تین دن سے زیادہ جائز نہیں البتہ خاوند کی وفات پر چار ماہ اور دس دن سوگ منانے کی اجازت ہے جیسا کہ قرآن پاک کے پارے سورۃ بقرہ میں ہے ((وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (الایة پ ۱ آیت ۱۳۴)

الا ثوب عصب :...... اس سے یمنی چادر مراد ہے اور یہ مرادی ترجمہ ہے۔ یمن والے سوت کے دھاگے کو باندھ کر رنگ دیتے تھے پھر بنتے تھے تو ظاہر ہے کہ جب باندھ کر گرہ لگا کر رنگ دیں گے تو رنگ سارا نہیں چڑھے گا۔ اس لئے اس کو دھاری دار چادر بھی کہہ دیتے ہیں۔

سوال :...... جب زینت سے منع کیا گیا تو اس زینت والے کپڑے کی اجازت کیوں دی گئی؟۔

جواب ۱ :...... ایک کپڑا جتنا بھی قیمتی ہو عام استعمال میں جب آتا ہے تو اس کی اجازت ہوتی ہے۔

جواب ۲ :...... عرف میں زینت والا کپڑا شمار نہیں ہوتا تھا کہ جیسے بعض مرتبہ ایک کپڑا چاہے کتنا ہی قیمتی ہو اس کو زینت والا شمار نہیں کرتے جیسے کھدر چاہے جتنا بھی قیمتی ہو بخلاف جاپانی کے۔ ٹی کے کہ اس کو باعث زینت سمجھا جاتا ہے

جواب ۳ :...... ضرورت کی بنا پر اجازت دی۔

نبذة من کست اظفار: ...... اس کو کست بحری بھی کہتے ہیں اور کست ہندی بھی۔ یہ ایک چھوٹی سی بوٹی کا نام ہے۔ کست اور قسط دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ یا ایک خوشبو ہے جو ناخنوں کی شکل پر ٹکڑے ٹکڑے ہوتی ہے دھونی کی صورت میں خوشبو لی جاتی ہے۔ یہ ساری تقریر تو جب ہے کہ اظفار بالہمزۃ پڑھیں اور بعض روایتوں میں کست ظفار یہ ہے، یمن کے علاقہ میں ایک جگہ کا نام ہے وہاں یہ خوشبو پائی جاتی ہے۔

(۲۱۵)
باب دلک المرأة نفسها اذا تطهرت من المحیض و کیف تغتسل وتاخذ فرصة ممسكة فتتبع بها اثر الدم

حیض سے پاک ہونیکے بعد عورت کا اپنے بدن کو نہاتے وقت ملنا اور یہ کہ عورت کیسے غسل کرے اور مشک میں بسا ہوا کپڑا لے کر خون لگی ہوئی جگہوں پر اسے پھیر دے

(۳۰۶)حد ثنا یحیی قال ثنا ابن عیینة عن منصور بن صفیة عن امه عن

ہم سے یحیٰی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے منصور بن صفیہ نے بیان کیا، اپنی والدہ سے وہ

عائشة ان امرأةسألت النبی ﷺ عن غسلها من المحیض فامرها کیف تغتسل

عائشہؓ سے کہ آپ نے فرمایا ایک عورت نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ میں حیض کا غسل کیسے کروں، آپ ﷺ

قال خذی فرصة من مسک فتطهری بها قالت کیف اتطهر بها

نے فرمایا کہ مشک میں بسا ہوا ایک کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرو، انھوں نے پوچھا، اس سے کس طرح پاکی حاصل کروں

قال تطهری بها قالت کیف قال سبحان الله تطهری

آپؐ نے فرمایا اس سے پاکی حاصل کرو، انھوں نے دوبارہ پوچھا کہ کس طرح؟ آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ، پاکی حاصل کرو

فاجتذبتها	اِلَیّ	فقلت	تتبعی	بها	اثر	الدم
،پھر میں نے انہیں اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ انھیں خون لگی ہوئی جگہوں پر پھیر لیا کرو						

انظر: ۳۱۵، ۷۳۵۷

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة الا فی الدلک و کیفة الغسل صریحا

غرض امام بخاریؒ:......اس ترجمہ سے امام بخاریؒ نے دو باتیں ثابت کی ہیں۔

(۱) دلک ثابت کیا ہے کہ حیض سے پاک ہونے کے بعد اپنے جسم کو اچھی طرح ملے اور خوشبو لگائے۔

(۲) روایت الباب میں جو آتا ہے فرصة من مسک اس جملہ کی شرح کرنا ہے۔اس کو دو طرح سے پڑھا گیا ہے (۱) مسک بالفتح بمعنی چمڑے کا ٹکڑا کہ اس کو لے کر اس سے صاف کر۔(۲) مسک بکسر المیم کہ کستوری کا ٹکڑا لے کر اس جگہ لگائے۔یہی راجح ہے تو یہ ترجمہ شارحہ ہے۔

تطهری بها:......بمعنی تنظفی بها.

سوال:......آپ ﷺ نے فرمایا کہ تطهری بها تو وہ کیوں نہ سمجھی؟۔

جواب:......وہ طہارت سے مراد طہارتِ اصطلاحی لے رہی تھیں اور آپ ﷺ لغوی معنی لے رہے تھے اس لئے اس عورت کو سمجھ نہیں آیا۔(فیض الباری ج ۱ ص ۳۸۳)

(۲۱۶)

﴿باب غسل المحیض﴾

حیض کا غسل

(۳۰۷)حدثنا مسلم قال حدثنا وهیب قال حدثنا منصور عن امه عن

ہم سے مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور نے اپنی والدہ کے واسطے سے بیان کیا، وہ

عائشة ان امرأة من الانصار قالت للنبی ﷺ کیف اغتسل من المحیض

عائشہؓ سے کہ ایک انصاری عورتؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میں حیض غسل کس طرح کروں، آپؐ

قال خذی فرصة ممسكة وتوضیء ثلاثا ثم ان النبی ﷺ استحی

نے فرمایا کہ مشک میں بسا ہوا ایک کپڑا لے لو اور پاکی حاصل کرو۔ یہ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا، پھر آنحضور ﷺ شرمائے

فاعرض بوجهه اوقال توضئی بهافاخذتها فجذبتها فاخبر تها بما یرید النبی ﷺ

اور آپؐ نے اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا، یا (صرف آپ نے اتنا ہی) فرمایا کہ اس سے پاکی حاصل کرو، پھر میں نے انھیں پکڑ کر کھینچ لیا اور نبی کریم ﷺ کی بات سمجھائی

راجع: ۳۱۴

﴿تحقیق وتشریح﴾

غسل : ...... بالضم یا بالفتح ہے۔ راجح اول ہے۔ مراد اس سے یہ ہے کہ انقطاع حیض کے بعد غسل کیسے کرنا ہے۔

(۲۱۷)

﴿باب امتشا ط المرأة عند غسلها من المحیض﴾

عورت کا حیض کے غسل کے بعد کنگھا کرنا

(۳۰۸)حد ثنا موسیٰ بن اسمٰعیل قال ثنا ابر اهیم قال ثنا ابن شها ب عن عروة ان

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراھیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے عروہ کے واسطے سے

عائشة قالت اهللت مع النبی ﷺ فی حجة الو داع فکنت ممن تمتع
بیان کیا کہ حضرت عآئشہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کیا میں بھی تمتع کرنے والوں میں سے تھی
ولم یسق الھدی فزعمت انھا حاضت ولم تطھرحتی دخلت لیلةعرفة
اور جو ہدی (قربانی کا جانور) اپنے ساتھ نہیں لے گئے تھے، حضرت عآئشہ نے اپنے متعلق بتایا کہ وہ حائضہ ہوگئیں، عرفہ کی رات آگئی
قالت یارسول اللہ ھذہ لیلة یوم عرفة و انماکنت تمتعت
اور ابھی تک وہ پاک نہیں ہوئی تھیں، اس لیے انھوں نے رسول اللہؐ سے کہا کہ یا رسول اللہ آج عرفہ کی رات ہے
بعمرةفقال لھارسول اللہ ﷺ انقضی ر اسک و امتشطی وامسکی عن عمرتک
اور میں عمرہ کی نیت کرچکی تھی رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اپنے سر کوکھول ڈالو اور کنگھا کرلواور عمرہ کوچھوڑ دو
ففعلت فلما قضیت الحج امر عبدالرحمٰن لیلة الحصبة
میں نے ایسا ہی کیا، پھر میں نے حج پورا کر لیااور لیلۃ الحصبہ میں عبدالرحمٰن کو آنحضور ﷺ نے حکم دیا کہ وہ
فاعمرنی من التنعیم مکان عمرتی التی نسکت
مجھے اس عمرہ کے بدلہ میں جس کی نیت میں نے کی تھی تنعیم سے (دوسرا) عمرہ کرالائے

راجع: ۲۹۴

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض الباب:......اس باب کی غرض یہ بتلانا ہے کہ جب غسل حیض کرے تو کنگھی کرے کیونکہ حدیث سے ثابت ہے

تمتعت بعمرة :......اس کی قائلہ حضرت عائشہؓ ہیں جو پہلے کہہ رہی تھی لانذکر الا الحج .

لیله حصبه:...... تیرہویں کے بعدوالی رات ہے ایام منیٰ میں، اس رات وادی محصب میں ٹھہرتے ہیں۔اور وادی محصب منیٰ میں ہے، لیلۃ الحصبہ کا مطلب ہوا وادیٔ محصب میں ٹھہرنے کی رات۔

سوال: ...... ترجمۃ الباب کیسے ثابت ہوا؟

جواب: ...... حیض کی حالت میں احرام باندھنے کے لئے کنگھی کرنے کا حکم کیا تو حیض سے غسل کرنے کے بعد بدرجہ اولی ثابت ہوا یوں سمجھ لیجئے کہ غسل احرام جو کہ سنت ہے اس میں کنگھی کرنے کا حکم ہے تو غسل فرض کے وقت کنگھی کرنا بدرجہ اولی ثابت ہوا، الحاصل غسل عندالاحرام پر غسل عند انقطاع الحیض کو قیاس کیا[1]

(۲۱۸)

﴿باب نقض المرأۃ شعرھا عند غسل المحیض﴾

حیض کے غسل کے وقت عورت کا اپنے بالوں کو کھولنا

(۳۰۹) حدثنا عبید بن اسمٰعیل قال ثنا ابو اسامۃ عن ھشام عن ابیہ عن عآئشۃ

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے ہشام کے واسطہ سے بیان کیا وہ اپنے والد سے وہ عائشہؓ

قالت خرجنا موافین لھلال ذی الحجۃ قال رسول اللہ ﷺ من احب

سے کہ انھوں نے فرمایا ہم ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی نکل پڑے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا دل عمرہ کے احرام کو

ان یھل بعمرۃ فلیھل فانی لولا انی اھدیت لاھللت بعمرۃ فاھل بعضھم بعمرۃ

چاہے تو اسے باندھ لینا چاہیئے کیونکہ میں اگر ہدی ساتھ نہ لاتا تو عمرہ کا احرام باندھتا تو اس پر بعض صحابہؓ نے عمرہ کا احرام باندھا

واھل بعضھم بحج و کنت انا ممن اھل بعمرۃ فادرکنی یوم العرفۃ وانا حائض

اور بعضؓ نے حج کا، میں بھی ان لوگوں میں تھی جنھوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، لیکن میں نے یوم عرفہ تک حیض کی

فشکوت الی النبی ﷺ فقال دعی عمرتک وانقضی رأسک وامتشطی

حالت میں گزار دی میں نے نبی کریم ﷺ سے اسکے متعلق عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ عمرہ چھوڑ دو اور اپنا سر کھول لو اور کنگھا کر لو

[1] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۲۳)

واھلی بحج ففعلت حتی اذا کان لیلۃالحصبۃ ارسل معی اخی
اور حج کا احرام باندھ لو، میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب حصبہ کی رات آئی تو آنحضورﷺ نے میرے ساتھ
عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ فخرجت الی التنعیم فاھللت بعمرۃمکا ن عمرتی
میرے بھائی عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر کو بھیجا، میں تنعیم گئی اور وہاں سے اپنے عمرہ کے بدلے دوسرے عمرے کا احرام باندھا
قال ھشام ولم یکن فی شئی من ذلک ھدی ولا صوم ولا صدقۃ
ہشام نے کہا کہ ان میں سے کسی بات کی وجہ سے بھی نہ ہدی واجب ہوئی، نہ روزہ، نہ صدقہ :راجع:۲۹۴

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب:......ایک اختلافی مسئلہ میں امام بخاریؒ جمہورؒ کے خلاف فیصلہ دے رہے ہیں جمہورؒ کے نزدیک نقض شعر کے معاملہ میں غسل جنابت اور غسل حیض میں کوئی فرق نہیں دونوں میں بال کھولنا ضروری نہیں ہے لیکن امام احمدؒ کی ایک روایت میں تفصیل ہے کہ غسل حیض میں بال کھولنا ضروری ہے غسل جنابت میں نہیں۔امام مالکؒ کا مذہب بھی یہی ہے [1]

وانقضی رأسک:......اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہے۔لیکن یہ حدیث جمہورؒ کے خلاف نہیں۔کیونکہ جمہور کے نزدیک بال کھولنا ناجائز تو نہیں ہے۔

موافین لھلال ذی الحجۃ:......ذوالحجہ کے چاند کو قریب پانے والے۔

سوال:......اس میں لفظ ہلال سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ ذوالحجہ کی پہلی تاریخ کو نکلے ہیں کیونکہ ہلال پہلی رات کے چاند کو کہتے ہیں حالانکہ بعض روایات میں ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ آپﷺ ذوالقعدہ کی چھبیس،یا ستائیس کو نکلے۔

جواب:...... یہ مجاز بالمشارفہ کے قبیل سے ہے یعنی قربت کی وجہ سے حکم لگا دینا۔

ولم یکن فی شئ من ذلک ھدی ولا صوم ولاصدقۃ:......

سوال:......جب حضرت عائشہؓ متمتعہ تھیں تو ہدی کی نفی کیسے کی؟ کیونکہ متمتع پر دم شکر ہوتا ہے اگر ہدی نہ تھی تو

[1] (فتح الباری ج ۱ص ۲۰۸)

پھر صوم ہوتا یہاں تو دونوں کی نفی ہے اس کے متعدد جوابات ہیں۔

تنبیه: …… جوابات سے قبل ایک بات ذہن نشین فرمالیں کہ احنافؒ کے نزدیک حضرت عائشہؓ مفردہ تھیں لھذا جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں اور شوافعؒ کے نزدیک متمتعہ تھیں لھذا شوافع یہ جوابات دیتے ہیں۔

جواب ۱: …… حضرت جابرؓ سے روایت ہے اہدی عن عائشۃ بقرۃ۔ ہوسکتا ہے ہشام کو یہ روایت نہ پہنچی ہو تو یہ نفی روایت کے لحاظ سے ہے کہ مجھے جو روایت پہنچی ہے اس میں اس کا ذکر نہیں۔

جواب ۲: …… **لم یکن فی ذلک ھدی ای بلا واسطة** ۔حضورﷺ کے واسطے سے جو ہدی تھی اس کی نفی نہیں ہے [1]

جواب ۳: …… **وھو الجواب** ۔اس جنایت کو جنایت اختیاریہ قرار نہیں دیا گیا یہ جنایت غیر اختیاری ہے اصل مقصد جنایت کی نفی کرنا ہے نہ کہ ہدی کی۔ ہدی تھی اور آپ ﷺ نے دی ہے ثابت ہے کہ اثر کی نفی سے مؤثر کی نفی مقصود ہے یعنی نفی مقید کی ہے کہ ہدی تو تھی لیکن کسی ایسی جنایت کی وجہ سے نہیں تھی جو جنایت اختیاری ہو۔

جواب ۴: …… ہوسکتا ہے کہ نفی اپنے علم کے لحاظ سے ہو۔**فا ھل بعضھم بعمرة و اھل بعضھم بحج** اس سے **لا نذکر الا الحج** کا مطلب واضح ہوگیا۔

(۲۱۹)

باب قول اللہ عز و جل مخلقة و غیر مخلقة

اللہ عزوجل کا قول ہے مخلقۃ وغیر مخلقۃ (کامل الخلقت اور ناقص الخلقت)

(۳۱۰) حدثنا مسدد قال حدثنا حماد عن عبید اللہ بن ابی بکر عن انس بن مالک

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا عبید اللہ بن ابی بکر کے واسطے سے وہ انس بن مالکؓ سے

[1] (فیض الباری ج ۱ ص ۳۸۵)

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللّٰہ تبارک و تعالیٰ وکل بالرحم ملکا یقول
وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ رحم مادر میں اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ متعین کردیتا ہے، فرشتہ کہتا ہے
یا رب نطفۃیا رب علقۃ،یارب مضغۃ فاذاارادﷲان یقضی خلقہ قال
اے رب نطفہ ہے اے رب علقہ ہوگیا اے رب مضغہ ہوگیا، پھر جب خدا تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اسکی خلقت پوری کردیں تو کہتے ہیں
اذ کر ام انثی شقی ام سعید فما الرزق وماالاجل قال فیکتب فی بطن امہ
مذکر ہے یا مونث، بدبخت ہے یا نیک بخت، روزی کتنی مقدر ہے اور عمر کتنی فرمایا پس ماں کے پیٹ ہی میں یہ تمام باتیں فرشتہ لکھتا ہے

انظر: ۳۳۳۳، ۶۵۹۵

﴿تحقیق وتشریح﴾

مخلقہ: ...... سے مراد یہ ہے کہ بچہ کی خلقت تام ہو جائے اور غیر مخلقہ ناقص الخلقت ہے جسے سقط کہتے ہیں۔

سوال: ...... کتاب الحیض سے اس باب کو کیا ربط ہے؟ یہ تو کتاب التفسیر میں ہونا چاہیے تھا کہ مخلقہ اور غیر مخلقہ کی کیا تفسیر ہے؟

جواب: ...... جب تک غرض نہیں سمجھیں گے اس وقت تک ربط سمجھ میں نہیں آئے گا امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے ایک اختلافی مسئلہ میں جمہورؒ کی تائید ہے۔

اختلاف: ...... یہ ہے کہ حاملہ کو اگر خون آجائے تو وہ حیض کا خون ہوگا یا استحاضہ کا۔ جمہورؒ کہتے ہیں کہ وہ حیض کا خون نہیں ہوگا امام شافعیؒ کی روایت جدیدہ اور امام مالکؒ کا ایک قول یہ ہے کہ وہ حیض کا خون ہوگا۔ امام بخاریؒ جمہورؒ کی تائید کرنا چاہتے ہیں اس طرح کہ جب مخلقہ ہوتا ہے تو حیض کا خون اس کی غذا بنتا ہے اور جب غیر مخلقہ ہوتا ہے تو رحم خون کو پھینک دیتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے **قال اذا وقعت النطفۃ فی الرحم بعث اللہ ملکا فقال یارب مخلقۃ اوغیر مخلقۃ فان قال غیر مخلقۃ مجھا الرحم دما وان قال مخلقۃ قال یا رب فما صفۃ ھذہ النطفۃ فیقال لہ انطلق الی ام الکتاب فانک تجد قصۃ ھذہ النطفۃ فینطلق فیجد قصتھا فی ام الکتاب**[1]

فیکتب فی بطن امہ: ...... یہ جزوی تقدیر ہے ایک عمومی اور کلی تقدیر ہے جس میں سب کچھ لکھا ہے اس سے نقل کرتے ہیں۔

---

[1] (عینی ج ۳ ص ۲۹۲، ۲۹۳) (فتح الباری ج ۱ ص ۲۰۸) (بخاری ج ۱ ص ۴۶) (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۲۴) الخ

(۲۲۰)

﴿باب کیف تهل الحائض بالحج و العمرة﴾

حائضہ حج اور عمرہ کا احرام کس طرح باندھے؟

(۳۱۱) حدثنا یحیی بن بکیر قال ثنا اللیث عن عقیل عن ابن شهاب عن عروة
ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے عقیل کے واسطہ سے بیان کیا، وہ ابن شہاب سے وہ عروہ سے وہ
عن عائشة قالت خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجة الوداع فمنا اهل بعمرة ومنا
عائشہؓ سے انھوں نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے لیے نکلے، ہم میں سے بعض نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض
من اهل بحج فقدمنا مكة فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من احرم بعمرة ولم يهد
نے حج کا، پھر ہم مکہ آئے، اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور ہدی ساتھ نہ لایا ہو تو وہ
فليحلل ومن احرم بعمرة واهدى فلا يحل حتى يحل بنحر هديه
حلال ہو جائے گا اور جس کسی نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور ہدی بھی ساتھ لایا ہو تو وہ ہدی کی قربانی کرنے سے پہلے حلال نہ ہوگا
ومن اهل بحج فليتم حجه قالت فحضت فلم ازل حائضا حتى كان يوم عرفة
اور جس نے حج کا احرام باندھا ہو تو اسے حج پورا کرنا چاہیے عائشہؓ نے کہا کہ میں حائضہ ہو گئی اور عرفہ کے دن تک برابر حائضہ رہی
ولم اهلل الا بعمرة فامرني النبي صلی اللہ علیہ وسلم ان انقض رأسي وامتشط
میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا، پس مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں اپنا سر کھول لوں کنگھا کر لوں
واهل بالحج و اترك العمرة ففعلت ذلك حتى قضيت حجتي
اور حج کا احرام باندھ لوں اور عمرہ کو چھوڑ دوں میں نے ایسا ہی کیا اور اپنا حج پورا کر لیا

فبعث معی عبد الرحمٰن بن ابی بکر فامر نی ان اعتمر مکا ن عمرتی من التنعیم
پھر میرے ساتھ آنحضو ر ﷺ نے عبد الرحمٰن بن ابی بکر کو بھیجا اور مجھ سے کہا کہ میں اپنے چھوڑے ہوئے عمرہ کے عوض تنعیم سے دوسرا عمرہ کر لوں

راجع: ۲۹۴

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة فی قولها ((واهل بحج))

حاصل یہ ہے کہ حیض احرام حج اور احرام عمرہ سے مانع نہیں ہے الّا یہ کہ احرام کی دو رکعتیں نہیں پڑھے گی

(۲۲۱)

﴿باب اقبال المحیض و اد باره﴾

حیض کا آنا اور اس کا ختم ہونا

وکن نساء یبعثن الی عائشة با الدرجة فیها الکر سف فیه الصفرة فتقول لا
عورتیں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ڈبیا بھیجتی تھیں جس میں روئی ہوتی تھی، اس میں زردی ہوتی تھی، حضرت عائشہؓ فرماتیں
تعجلن حتی ترین القصة البیضآء ترید بذلک الطهر من الحیضة وبلغ بنت
کہ جلدی نہ کرو، یہاں تک کہ صاف سفیدی نہ دیکھ لو، اس سے ان کی مراد حیض سے پاکی ہوتی تھی، زید بن ثابتؓ کی
زید بن ثابت ان نسآء یدعون بالمصابیح من جوف اللیل ینظرن الی الطهر
صا حبزادی کو معلوم ہو ا کہ عورتیں رات کی تاریکی میں چراغ منگوا کر پاکی کو دیکھتی ہیں تو آپ نے

فقالت ما کان النسآء یصنعن ھذا و عابت علیھن
فرمایا کہ عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں، انھوں نے (عورتوں کے اس غیر ضروری اہتما م پر) تنقید کی
☆☆☆☆☆☆☆
(۳۱۲)حدثنا عبداللہ بن محمد قال ثنا سفین عن ھشام عن ابیہ عن عائشۃ ان
ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے ہشام کے واسطہ سے بیان کیا وہ اپنے والد سے وہ حضرت
فاطمۃ بنت ابی حبیش کانت تستحاض فسالت النبی ﷺ فقال
عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیشؓ کو استحاضہ کا خون آیا کرتا تھا تو انھوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا، آپؐ
ذلک عرق ولیست بالحیضۃ فاذا اقبلت الحیضۃ فدعی الصلوٰۃ واذا ادبرت فاغتسلی وصلی
نے فرمایا کہ یہ رگ کا خون ہے اور حیض نہیں ہے اس لیے جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دیا کرو ور جب حیض کے دن گزر جائیں تو غسل کرکے نماز پڑھ لیا کرو
مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ وھی فی قولہ فاذا اقبلت واذا ادبرت

﴿تحقیق وتشریح﴾

الدرجۃ .ڈبیہ۔

امام بخاریؒ نے تصریح نہیں کی کہ اقبال حیض کیسے ہوتا ہے بظاہر مالکیہؒ کی تائید ہے۔

حیض میں لون معتبر ہے یا عادت: ...... **حنفیہؒ** کے نزدیک اقبال وادبار ایام وعادت کے لحاظ سے ہوتا ہے

امام مالکؒ : ...... کے نزدیک الوان کا اعتبار ہے۔

شافعیہؒ اور حنابلہؒ: ...... کے نزدیک دونوں ہیں۔ عند التعارض امام احمدؒ ایام کو اور امام شافعیؒ الوان کو ترجیح دیتے ہیں۔ مثلاً ایک عورت کو مہینے کے شروع میں سات دن کالا خون آتا ہے ایک دفعہ چھ دن کالا خون اور ساتویں دن سرخ خون آ گیا اب حیض سات دن ہے یا چھ دن۔ ہمارے نزدیک سات دن ہے اور مالکیہؒ کے نزدیک چھ دن حنابلہؒ

کے نزدیک چھ دن ۔شافعیہؒ کے نزدیک سات دن ۔جمہورؒ کے نزدیک عادت کا اعتبار ہے لہذا یہ کہنا کہ امام ابوحنیفہؒ عادت کے قائل ہیں یہ صحیح نہیں بلکہ جمہورؒ عادت کے قائل ہیں۔

القصة البيضاء .القصه الجص وهو النورة .چونا، یہ کلام تشبیہ پرمحمول ہے اس کا مشبہ محذوف ہے ای حتی ترين الماء الذى كالقصة البيضاء ۔یعنی سفید پانی۔

وعابت عليهن: ...... رات کو اٹھ کر روئی دیکھتی تھیں ۔تو حضرت زید بن ثابتؓ کی صاحبزادی نے ان کے اس غیرضروری اہتمام پر تنقید فرمائی۔

سوال: ...... یہ تو دین کی بڑی سوچ وفکر ہے اس پر حضرت بنت زید بن ثابتؓ عیب کیوں لگا رہی ہیں؟ حالانکہ جو رات کو پاک ہو جائے اس پر نماز فرض ہے اس فکر نماز پر حضرت بنت زید بن ثابتؓ عیب لگا رہی ہیں۔

جواب ۱: ...... علامہ سرخسیؒ نے جواب دیا کہ عیب اس عمل پر نہیں تھا بلکہ عیب تو تکلف پر تھا۔یعنی چراغ جلانا وغیرہ جیسا کہ اس روایت میں ہے اور دوسری روایات میں آتا ہے يدعون بالمصابيح من جوف الليل ينظرن الخ اپنے گھر نہ ہوتا تو پڑوسیوں سے مانگ کر دیکھتیں اس تکلف پر عیب لگایا۔

جواب ۲: ......عیب تعمق في الدين پر لگایا جو یسر (آسانی) کے خلاف ہے الدين يسر صبح اٹھ کر دیکھ لو اگر ایسا تعمق مناسب ہوتا تو آپ ﷺ کے زمانے میں عورتیں ایسے کرتیں یہ جواب علامہ شاطبیؒ نے دیا ہے۔(فیض الباری ج ا ص ۳۸۶)

(۲۲۲)

باب لاتقضى الحائض الصلوة وقال جابر بن عبدالله وابوسعيد عن النبى صلى الله عليه وسلم تدع الصلوة

حائضہ نماز قضا نہیں کریگی، اور جابر بن عبداللہ اور ابوسعید نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حائضہ نماز چھوڑ دے

(۳۱۳)حدثنا موسی بن اسمٰعیل قال ثنا همام قال ثناقتادة قال حدثتنی معاذة
ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، کیا ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہا مجھ سے معاذہؓ نے
ان امرأة قالت لعائشة اتجزئ احدانا صلوتها اذا طهرت
بیان کیا کہ ایک عورت نے عائشہؓ سے پوچھا کہ جس زمانہ میں ہم پاک رہتے ہیں (حیض سے) کیا ہمارے لیے اسی زمانہ کی نماز کافی ہے
فقالت احرورية انت قد كنا نحيض مع النبي ﷺ
اس پر عائشہؓ نے فرمایا کہ کیوں تم حروریہ ہو؟ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں حائضہ ہوتی تھیں اور آپؐ
فلا يأمرنا به او قالت فلا نفعله
ہمیں نماز کا حکم نہیں دیتے تھے، یا حضرت عائشہؓ نے یہ فرمایا کہ ہم نماز نہیں پڑھتی تھیں
مطابقة الحديث للترجمة في قولها ((فلا يأمرنا به)) ای بقضاء الصلوة

﴿تحقیق وتشریح﴾

یعنی حائضہ پر نماز کی نہ قضاء ہے اور نہ ادا۔ یا تو دفع حرج کی وجہ سے یا عدم اہلیت کی وجہ سے کیونکہ حرج شریعت میں مدفوع ہے۔

اتجزی ای اتقضی یعنی مسئلہ پوچھا۔

احرورية انت:......

اشکال:......سائلہ کو اتنی سختی سے کیوں ڈانٹا؟

جواب ا:......حضرت عائشہؓ کے زمانہ میں خارجیوں کا فتنہ کھڑا ہو گیا تھا سب سے پہلا اجتماع انہوں نے حرورہ بستی میں کیا تھا انہوں نے نئے نئے مسائل بھی گھڑ لئے تھے اور سب عقلی مسائل تھے۔ وہ عقل کو ترجیح دیتے تھے۔ ان مسائل مخترعہ میں سے ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ حائضہ نماز کی قضاء کرے گی۔ حضرت عائشہؓ کو یہ بات پہنچ چکی تھی تو فرمایا کہ کیا تو بھی ان میں سے ہے؟

جواب ۲ : ...... یا اس وجہ سے کہ چونکہ وہ عقل سے مسئلے گھڑتے تھے تو اس نے عقل دوڑائی کہ جب حائضہ عورت روزے قضاء کرتی ہے تو نماز کیوں نہ قضاء کرے تو اس لئے اسے ڈانٹا۔ تو پہلے جواب میں خارجیہ ہونے کی بنا پر ڈانٹا اور دوسرے جواب میں خارجیوں سے مشابہت کی بنا پر ڈانٹا۔ سب سے پہلے انہوں نے خروج مسئلۂ تحکیم (حکم بنانا) میں کیا۔ دوسرا جنگ جمل میں آپؓ کی شرکت پر۔ اس پر ان کا اعتراض تھا کہ حضرت عائشہؓ کا جنگ میں شریک ہونا دو حال سے خالی نہیں حضرت عائشہؓ مسلمہ تھیں یا کافرہ (نعوذ باللہ من ذلک) اگر مسلمان تھیں تو قتال کیوں کیا؟ کیونکہ مسلمان سے قتال حرام ہے اور اگر کافرہ تھیں تو قید کر کے ان کو باندی کیوں نہ بنایا گیا۔ حضرت ابن عباسؓ مناظرہ کے لئے گئے دلائل سے ان کو لاجواب کر دیا (نفحۃ العرب) مگر خارجیوں کے سمجھنے کی نیت نہ تھی۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مانتے ہو نبیؐ کی بیوی امت کی ماں ہوتی ہے اور جنت میں بھی زوجہ مطہرہ ہوگی کیا اپنی ماں کو باندی بناؤ گے؟ باقی تلوار ضروری نہیں کہ کافر پر ہی اٹھے کبھی بغاوت کے خلاف بھی اٹھتی ہے اور کبھی غلطی سے اٹھتی ہے اور یہاں بھی ایسے ہی ہوا [1]

(۲۲۳)

باب النوم مع الحائض وھی فی ثیابھا

حائضہ کے ساتھ سونا جب کہ وہ حیض کے کپڑوں میں ہو

(۳۱۴) حدثنا سعد بن حفص قال ثنا شیبان عن یحیی عن ابی سلمۃ عن زینب
ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، یحییٰ سے وہ ابو سلمہ سے وہ زینب بنت ابی سلمہ سے
بنت ابی سلمۃ حدثتہ ان ام سلمۃ قالت حضت وانا مع النبی ﷺ فی الخمیلۃ فانسللت
انھوں نے بیان کیا کہ ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض آ گیا، اس لیے

[1] (فتح الباری ج ۱ ص ۲۱۰)

فخرجت منها فاخذت ثیاب حیضتی فلبستهافقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انفست قلت نعم
میں چپکے سے نکل آئی، اور اپنے حیض کے کپڑے پہن لیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں حیض آ گیا؟ میں نے کہا جی ہاں
فدعانی فا دخلنی معه فی الخمیلة قالت وحدثتنی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ن یقبلها
پھر مجھے آپ نے بلایا اور اپنے ساتھ چادر میں داخل فرمالیا، زینب نے کہا کہ مجھ سے ام سلمہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
وهو صائم وکنت اغتسل انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم من انآء واحد
روزے سے ہوتے تھے اور اسی حالت میں ان کا بوسہ لیتے تھے، اور میں نے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی
من الجنا بة
برتن سے جنابت کا غسل کیا

راجع: ۲۹۸

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ:...... روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

فقهاء:...... کہتے ہیں شاب کے لئے مکروہ ہے اور شیخ کے لئے بلا کراہت جائز ہے۔

صوفیاء:...... کہتے ہیں شاب کے لئے جائز ہے اور شیخ کیلئے مکروہ۔ چونکہ شاب میں قوت مدافعت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ تو آپ حضرات چونکہ فقہاء اور صوفیاء دونوں کو مانتے ہیں۔ اس لئے ہم کہیں گے کہ دونوں کو احتراز کرنا چاہیے روایتوں میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوان کو اجازت نہ دی اور بوڑھے کو اجازت دے دی۔

اقسام قُبله:...... قبلہ چھ قسم پر ہے۔

(۱) قُبلۂ شهوت:...... جو خاوند بیوی کا لیتا ہے یا فاسق فسق کی وجہ سے اجنبیہ کا لیتا ہے۔

(۲) **قبلہ تحیہ** :...... سلام کے وقت ایک دوسرے کا بوسہ لیتے ہیں عرب میں آج بھی اس کا رواج ہے۔

(۳) **قبلۂ رافت** :...... جو باپ بیٹے کا لیتا ہے۔

(۴) **قبلہ شفقت** :...... جو یتیم کی دلداری کے لئے لیا جائے۔

(۵) **قبلہ عظمت** :...... جو شاگرد استاد کا لیتا ہے یا مرید پیر کا۔

(۶) **قبلۂ محبت** :...... بدوں شہوت بھائی کا بوسہ لیتا ہے۔

(۲۲۴)

﴿باب من اتخذ ثیاب الحیض سوی ثیاب الطهر﴾

جس نے حیض کیلئے طہر میں پہنے جانیوالے کپڑے کے علاوہ کپڑا بنایا

(۳۱۵) حدثنا معاذ بن فضالة قال ثنا هشام عن یحییٰ عن ابی سلمة عن زینب بنت ابی سلمة عن ام
ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ھشام نے یحیٰی کے واسطہ سے بیان کیا، وہ ابو سلمہ سے وہ زینب بنت
سلمة قالت بینا انا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم مضطجعة فی خمیلة حضت فا نسللت
ابو سلمہ سے وہ ام سلمہؓ سے، آپ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض آ گیا، میں چپکے
فاخذت ثیاب حیضتی فقال انفست فقلت نعم فدعانی
سے نکل آئی، اور اپنے حیض کے کپڑے بدل لیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں حیض آ گیا؟ میں نے عرض کی جی ہاں
فاضطجعت معه فی الخمیلة
پھر مجھے آپؐ نے بلا لیا اور میں آپؐ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی

راجع: ۲۹۸

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

ترجمۃ الباب:...... حدیث سے صراحۃ ثابت ہے اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ اگر وسعت ہو تو نوم کے کپڑے الگ بنانا جائز ہے۔

(۲۲۵)

باب شهود الحائض العيدين ودعوة المسلين ويعتزلن المصلّٰى

حائضہ کی عیدین میں اور مسلمانوں کے ساتھ دعاء میں شرکت اور حائضہ عورتیں عیدگاہ سے ایک طرف ہوکر رہیں

(۳۱۶) حدثنا محمد بن سلام قال اخبر نا عبد الوهاب عن ايوب عن حفصة

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوھاب نے ایوب کے واسطے سے بیان کیا وہ حفصہؓ سے انھوں نے

قالت كنانمنع عواتقناان يخرجن في العيدين فقدمت امرأة فنزلت قصر بني خلف

فرمایا کہ ہم عورتوں کو عیدگاہ جانے سے روکتے تھے، پھر ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل میں اتری، انھوں نے اپنی

فحدثت عن اختها وكان زوج اختها غزا مع النبي صلى الله عليه وسلم ثنتي عشرة غزوة

بہن کے حوالے سے نقل کیا، انکی بہن کے شوہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ غزوات میں شریک ہوئے تھے، اور خود انکی

وكانت اختي معه في ست قالت فكنا نداوي الكلمىٰ ونقوم على المرضىٰ

بہن اپنے شوہر کے ساتھ چھ غزوات میں گئی تھیں انھوں نے بیان کیا کہ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتے تھے اور مریضوں کی تیمارداری کرتے تھے

فسالت اختي النبي صلى الله عليه وسلم اعلى احدانا بأس اذالم يكن لها جلباب

میری بہن نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر جو برقعہ کے طور پر باہر نکلنے کیلئے عورتیں استعمال کرتی تھیں نہ ہوتو
ان لاتخرج قال لتلبسها صاحبتها من جلبابها
کیا اس کیلئے اس میں کوئی حرج ہے کہ وہ باہر نہ نکلے آنحضور ﷺ نے فرمایا اسکی ساتھی کو چاہیے کہ اپنی چادر میں سے کچھ حصہ اسے اڑھادے
ولتشهد الخير ودعوة المؤمنين فلما قدمت ام عطية
پھر وہ خیر کے مواقع پر اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہو، پھر جب ام عطیہؓ آئیں
سألتها اسمعت النبي ﷺ قالت بابي نعم وكانت
تو میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا آپ نے حضرت نبی اکرمؐ سے سنا تو انھوں نے فرمایا، میرے باپ آپ پر فدا ہوں (اور انکی عادت تھی
لا تذكره الاقالت بابي سمعته يقول تخرج العواتق
کہ وہ جب بھی بات کرتی تو کہتیں بابی کہ ہاں میں نے آنخضرت کو فرماتے سنا کہ نکلیں عورتیں اور پردے والیاں
وذوات الخدور و الحيض وليشهدن الخير و دعوة المؤمنين
اور حیض والی اور خیر کے مواقع اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں
وتعتزل الحيض المصلّى قالت حفصة فقلت الحيض فقالت
اور عید گاہ سے دور رہیں حفصہ نے کہا کہ میں نے کہا حائضہ عورتیں بھی تو انہوں نے کہا
اليست تشهد عرفة و كذا و كذا
کہ کیا وہ عرفہ میں حاضر نہیں ہوتیں؟ اور ایسے اور ایسے

انظر: ۳۵۱، ۹۷۱، ۹۷۴، ۹۸۰، ۹۸۱، ۱۶۵۲

تحقيق و تشريح

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

مسئلہ: ...... یہ ہے کہ حائضہ عیدین میں حاضر ہوسکتی ہے کیونکہ عیدین مسلمانوں کی دعا ہے لیکن حائضہ عیدگاہ میں صفوں سے علیحدہ ہے۔

سوال :......اعتزال عن المصلی کی کیا وجہ ہے؟

جواب :......حنفیہؒ کہتے ہیں کہ مصلی (عید گاہ) مساجد کے حکم میں تونہیں ہے مگر چونکہ حائضہ ونفساء نمازنہیں پڑھیں گی اس لیے انہیں اندر جا کر قطع صفوف کی کیا ضرورت ہے؟ [۱]

سوال :......جب نماز عید نہیں پڑھنی تو حاضر ہونے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب :......دووجہ سے حاضری کی ضرورت ہے۔

(۱) نماز میں تو شریک نہیں ہوسکتی لیکن دعا میں تو شریک ہوسکتی ہے۔

(۲) کثرت مسلمین کوظاہر کرنے کے لئے شروع شروع میں اس کی ضرورت تھی اس لئے کبھی کبھی جلوس بھی جائز ہوجاتے ہیں۔

ودعوة المسلمين:......اس سے مراد نماز استسقاء اور خطبۂ عید ہے معروف دعا مراد نہیں ۔لہٰذا اس سے معروف دعا پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ حضورﷺ سے نمازِ عید کے بعد والی دعا ثابت نہیں ہے حالانکہ نماز عید کثرت سے مروی ہے اور اس کے بعد دعا مروی نہیں اگر اس پر **دعوة المسلمين** سے استدلال صحیح ہوتا تو سلف صالحین ضرور استدلال کرتے۔لیکن کسی ایک نے بھی استدلال نہیں کیا [۲]

لتلبسها صاحبتها جلبابها:......اس کے دوترجمے اور معانی ہیں۔

(۱) اپنی چادر دے دے۔

(۲) اپنی چادر سے اس کوبھی پردہ کروائے۔

ولتشهد الخير:......نماز استسقاء ' سماع الحدیث ' عیادت مریض اور دعوت مسلمین سب اس سے مراد ہیں۔

بابی:......اس میں چار لغتیں ہیں

(۱) بابی الف کے ساتھ۔

(۲) بی بی الف کو یاء ساکنہ سے بدل کر۔

---

[۱] (تقریر بخاری ج۲ص۱۰۳) [۲] (فیض الباری ج۱ص۳۸۷)

(۳) بابا آخری یا کوالف سے بدل کر۔

(۴) بی باالف کو یا سے اور یائے ساکنہ کوالف سے بدل کر۔

تعتزل الحیض المصلی:......اگر پنج وقتہ نماز عیدگاہ میں نہیں پڑھی جاتی تو دور رہنے کا حکم تو نہیں ہے لیکن صفوں میں کھڑی نہ ہو اس لئے کہ یہ تو نماز نہیں پڑھے گی تو صفوں میں انقطاع ہوگا۔اور اگر پنج وقتہ نماز ہوتی ہے تو مسجد کا حکم ہے۔اور مسجد میں حائضہ کا دخول ممنوع ہے۔

(۲۲۶)
باب

اذا حاضت فی شهر ثلث حیض وما یصدق النساء فی الحیض والحمل فیما یمکن من الحیض لقول الله تعالی وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّکْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی اَرْحَامِهِنَّ ویذکر عن علی وشریح ان جاء ت ببینة من بطانة اهلها ممن یرضی دینه انهاحاضت ثلثا فی شهر صدقت وقال عطاء اقرآء ها ماکانت وبه قال ابراهیم وقال عطاء الحیض یوم الی خمسة عشر وقال معتمر عن ابیه قال سألت ابن سیرین عن المرأة تری الدم بعد قرء ها بخمسة ایام قال النساء اعلم بذلک

(ترجمہ) جب کسی عورت کو ایک مہینہ میں تین حیض آئیں اور حمل سے متعلق شہادت پر جبکہ حیض آنا ممکن ہو تو عورتوں کی تصدیق کی جائے گی،اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ان کے لئے جائز نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کے رحم میں پیدا کیا ہے وہ اسے چھپائیں۔حضرت علیؓ اور قاضی شریح سے منقول ہے کہ اگر عورت کے گھرانے کا کوئی فرد گواہی دے اور وہ دیندار بھی ہو کہ یہ عورت ایک ماہ میں تین مرتبہ حائضہ ہوئی تو اس کی تصدیق کی جائے گی۔عطاءؒ نے کہا کہ عورت کے حیض کے دن اتنے ہی ہونگے جتنے پہلے ہوئے تھے۔(یعنی طلاق وغیرہ سے پہلے) اور ابراھیمؒ نے بھی یہی کہا ہے اور عطاء نے کہا کہ حیض ایک دن سے پندرہ دن تک ہوسکتا ہے۔معتمرؒ اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابن سیرینؒ سے ایک ایسی عورت کے متعلق پوچھا جو اپنی عادت کے مطابق حیض

آ جانے کے بعد پانچ دن تک خون دیکھتی ہےتو آپؐ نے فرمایا کہ عورتیں اس کا زیادہ علم رکھتی ہیں۔

(۳۱۷)حد ثنا احمدبن ابی رجآء قا ل اخبر نا ابو اسا مۃقال سمعت ھشا م بن عروۃ
ہم سے احمد بن ابورجاء نے بیان کیا، کہا ہمیں ابواسامہؒ نے خبر دی کہا میں نے ہشام بن عروہ سے سنا کہا مجھے میرے
قال اخبر نی ابی عن عائشۃان فا طمۃبنت ابی حبیش سالت النبی ﷺفقا لت انی استحا ض
والد نے خبر دی عائشہؓ کے واسطے سے کہ فاطمہؓ بنت ابی حبیش نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے
فلا اطھر افادع الصلوٰۃ فقال لا ان ذٰلک عرق
اور(مدتوں) پاک نہیں ہوتی ،تو کیا میں نماز چھوڑ دیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، یہ تو ایک رگ کا خون ہے
ولکن دعی الصلوٰۃقد ر الا یا م التی کنت تحیضین فیھا ثم اغتسلی وصلیّ
ہاں ان دنوں میں نماز ضرور چھوڑ دیا کرو جن میں اس بیماری سے پہلے تمہیں حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر کے نماز پڑھا کرو
وجہ مطابقۃ ھذا الحدیث للترجمۃ انہ ﷺ وکل ذلک الی امانتھا وعادتھا قد یقل ذلک ویکثر علی قدر احوال النساء فی اسنانھن وبلدانھن

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ...... مقصود ترجمہ سے یہ بیان کرنا ہے کہ وہ امور جو نساء کے متعلق ہیں ان میں عورتوں کا قول معتبر ہے اذا حاضت فی شھر کی قید لگا کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگر چہ ایک ماہ میں تین حیض گزر جانے کا دعوی کرے تب بھی تصدیق کی جائیگی۔ ترجمۃ الباب کے دو جزء ہوئے دونوں دعووں پر الگ، الگ دلیل قائم کی ہے۔

دلائل دعوی اول: ......اس پر امام بخاریؒ نے تین دلیلیں قائم کی ہیں کہ عورتوں کے قول کا امور خاصہ (یعنی متعلقہ بالنساء) میں عورتوں کے قول کا اعتبار ہے۔

دلیل اول : ...... لَایَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ عورتیں اپنے رحم کی چیز کو نہ چھپائیں

تو معلوم ہوا کہ ان کا اظہار معتبر ہے ورنہ نہ چھپانے کے حکم کا کیا فائدہ ہے؟![1]۔

دلیل ثانی : ...... قول ابن سیرینؒ ہے **قال النساء اعلم بذلک** [2]

دلیل ثالث: ...... بڑی دلیل تو یہ حدیث ہے **دعی الصلوة قدر الایام التی کنت تحیضین فیھا ثم اغتسلی وصلی** [3]

وجہ استدلال: ...... یہ ہے کہ ان پر اعتبار ہے تو یہ حکم دے رہے ہیں۔ اس دعویٰ اول میں تو کسی کا بھی اختلاف نہیں۔

دعویٰ ثانی: ...... اب رہی یہ بات کہ جب ایک ماہ میں تین حیضوں کے گزرنے کا کوئی عورت دعویٰ کرے تو کیا حکم ہے؟ امام بخاریؒ نے قید لگا دی کہ ممکن ہوگا تو معتبر ہوگا ورنہ نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ممکن ہے یا نہیں امام بخاریؒ نے تو ممکن ہے قرار دیا ہے۔

دلیل: ...... **ویذکر عن علی وشریح ان امراة جاء ت ببینة من بطانة اھلھا ممن یرضی دینہ انھا حاضت ثلاثا فی شھر صدقت** [4]

مرفوع روایت کوئی نہیں ہے۔

مذاھب ائمہ متبوعین: ...... ایک ماہ میں تین حیض، ائمہ متبوعین میں سے کس کے ہاں ممکن ہے اور کس کے ہاں ممکن نہیں۔ جن کے ہاں ممکن ہے ان کو جواب دینے کی ضرورت نہیں اور جن کے ہاں ممکن نہیں ان کو جواب دینے کی ضرورت پڑے گی۔ اب کن کے نزدیک ممکن ہیں اور کن کے نزدیک نہیں۔ یہ اس بات پر مبنی ہے کہ اقل مدت حیض واقل مدت طہر میں ائمہؒ کے مذاہب کیا ہیں۔

المذھب الاول : ...... امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اقل مدت حیض ایک لحظہ بھی ہوسکتی ہے اس کی کوئی مقدار نہیں اور اقل مدت طہر تیرہ دن ہے اور ایک قول یہ کہ اقل مدت حیض ایک دن ہے اب کسی نے اپنی بیوی کو طہر کے آخری لحظہ میں طلاق دے دی پھر ایک دن حیض پھر تیرہ دن طہر پھر ایک دن حیض پھر تیرہ دن طہر۔ تو اٹھائیس دن اور دو لحظوں میں

---

[1] (لامع الدرای ج۱ص ۱۲۵)(فیض الباری ج۱ص ۳۸۸) [2] (ع ج ۳ص ۳۰۸)(فتح الباری ج۱ص ۲۱۲)(بخاری ج۱ص ۴۷) [3] (ع ج ۳ص ۳۰۸)(فتح الباری ج۱ص ۲۱۲)(بخاری ج۱ص ۴۷)(فیض الباری ج۱ص ۳۹۱) [4] (ع ج ۳ص ۳۰۶)(فتح الباری ج۱ص ۲۱۱)(بخاری ج۱ص ۴۷)(فیض الباری ج۱ص ۳۹۰)(لامع الدراری ج۱ص ۱۲۷)

اس کی عدت پوری ہوئی دو لحظے اس طرح ہوئے ایک تو وہ طہر کا آخری لحظہ جس میں عدت پوری ہوئی ہے۔ اور دوسرا وہ لحظہ ہے جس میں طلاق دی ہے۔

المذهب الثانی :...... امام مالکؒ کے نزدیک اقل مدت طہر پندرہ دن ہے اور اقل مدت حیض ایک لحظہ۔ تو پندرہ، پندرہ تیس دن اور چار لحظے۔ ایک وہ لحظہ طہر جس میں طلاق دی ہے پھر ایک لحظہ حیض۔ پھر پندرہ دن اقل طہر پھر ایک لحظہ حیض۔ پھر پندرہ دن طہر پھر ایک لحظہ حیض۔

المذهب الثالث:...... امام شافعیؒ کے نزدیک اقل مدت طہر پندرہ دن ہے اور اقل مدت حیض ایک دن ہے۔ تو ان کے نزدیک کم از کم انقضاء عدت کی مدت بتیس دن اور دو لحظے ہوئے اس طرح کہ ایک وہ لحظہ طہر جس میں طلاق دی پھر ایک لحظہ حیض جس کے اندر طہر ثالث ختم ہوا پھر پندرہ دن طہر پھر ایک دن حیض پھر پندرہ دن طہر پھر ایک لحظہ انقضاء عدت کے لئے۔

جواب:...... شافعیہؒ تو یہ جواب دے دیں گے کہ یہ حذف کسر پر محمول ہے اور پہلے دو مذہب والوں کو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔

المذهب الرابع :...... صاحبینؒ کے نزدیک انتالیس دن میں عدت گزر سکتی ہے ایک وہ آخری لحظہ طہر جس میں طلاق دی پھر تین دن حیض پھر پندرہ دن طہر پھر تین دن حیض پھر پندرہ دن طہر پھر تین دن حیض (اس لئے کہ عند الاحناف عدت حیضوں میں ہوتی ہے اس لئے تین حیض پورے کرنے ہوں گے یہ مسئلہ حنفیہ کے نزدیک مشکل ہو گیا۔

جواب:...... حذف کسر پر محمول ہے اگر حذف کسر پر شافعیہ محمول کر سکتے ہیں تو صاحبین بھی کر سکتے ہیں۔

المذهب الخامس :...... امام صاحبؒ کے نزدیک اکثر مدت حیض دس دن ہے اور عدت بھی حیضوں سے ہے اس طرح یہ تیس دن ہو گئے اور دو طہر پندرہ، پندرہ (تیس دن) اس طرح کل ساٹھ دنوں میں عدت گزر سکتی ہے۔ فقہی جزئیہ بھی ایسے ہی ہے کہ اگر کسی نے ساٹھ دن سے پہلے عدت گزر جانے کا دعویٰ کیا تو قبول نہیں کیا جائے گا اب حضرت امام ابوحنیفہؒ کی جانب سے جواب دینے کی ضرورت ہے۔

جواب اول:...... امام بخاریؒ نے قطعی طور پر اس کو ذکر نہیں کیا بلکہ یذکر کے کلمے سے ذکر کیا جو دال علی

الضعف ہے۔اور وجہ ضعف یہ ہے کہ مسند دارمی میں اس روایت کو شعبیؒ عن علیؓ کے واسطے سے ذکر کیا گیا ہے اور شعبیؒ کا علیؓ سے لقاء ثابت نہیں اس لئے یذکر کہا۔

جواب ثانی :...... یہ تعلیق بالمحال کے قبیل سے ہے عورت کی ثقاہت کو ثابت کرنے کے لئے کہا کہ اگر عورت یہ دعویٰ بھی کردے تب بھی بات مانی جائے گی نہ یہ کہ واقعی تین حیض ایک ماہ میں گزر جائیں گے۔

جواب ثالث:...... فقہ حنفی میں جو جزئیہ لکھا گیا ہے قضاء پر محمول ہے اور یہ بات (کہ ایک ماہ میں تین حیض کا دعویٰ) دیانت پر محمول ہے کیونکہ کسی نص سے تو اقل واکثر کی تحدید ثابت نہیں۔

اشکال :...... علیؓ اور شریحؒ بھی تو قاضی ہیں تو تم نے کیسے کہہ دیا کہ یہ قول علیؓ وشریحؒ دیانۃ ہے؟

جواب :...... کبھی قاضی دیانۃً بھی فیصلہ کر دیتے ہیں۔قرینہ اس پر **ممن یرضی دینه** ہے جیسے مفتی بھی کبھی قول دیانۃً نقل کر دیتا ہے ایسے ہی قاضی بھی کبھی دیانۃً فیصلہ کر دیتا ہے۔

تری الدم بعد قرء ها بخمسة ایام الخ:...... مطلب اس کا یہ ہے کہ ایک عورت کو حیض آتا ہے تین دن یا چار دن اس کے بعد پھر پانچ دن خون آتا ہے تو یہ حیض ہوگا یا استحاضہ؟ اس میں عورت کا قول معتبر ہوگا اور یہ ابن سیرینؒ کا فتویٰ ہے[۱]

ائمہ احنافؒ:...... کے نزدیک اس میں تفصیل ہے کہ عادت سے زائد جو خون دیکھے وہ دو قسم پر ہے۔

(۱) عادت سے زائد مگر دس دنوں سے کم۔تو کہیں گے کہ عادت بدل گئی۔

(۲) اگر دس دن سے زائد ہو تو استحاضہ ہے اب نمازیں لوٹائے گی یہ ساری تقریر اس بنا پر ہے کہ اقراء میں قرء کا معنی خون کیا جائے۔دوسرا مطلب اگر قرء کا ترجمہ طہر سے کیا جائے تو یہ طہر متخلل بین الدمین کا مسئلہ ہو جائے گا تو مسئلہ یہ ہے کہ **الطهر المتخلل بین الدمین دم** اس سے بعض صوفیاء حضرات نے وجود کی نفی پر استدلال کیا ہے **الوجود المتخلل بین العدمین عدم**۔

---

[۱] (ان ابن سیرینؒ سئل عن امراة کان لها حیض معتاد ثم رأت بعد ایام عادتها خمسة ایام او اقل او اکثر فکیف یکون حکم هذه الزیادة فقال ابن سیرین هی اعلم بذلک یعنی التمییز بین الدمین راجع الیها فیکون المرئی فی ایام عادتها حیضا وما زاد علی ذلک استحاضة فان لم یکن لها علم بالتمییز یکون حیضها ما تراه الی اکثر مدة الحیض وما زاد علیها یکون استحاضة۔(عینی ج۳ ص۳۰۸)

اشکال:...... پہلے مطلب پر اشکال ہے کہ بخمسة ایام کی قید کیوں لگائی دو دن کے بعد یا تین دن کے بعد دیکھے تو پھر کیا حکم ہے؟

جواب:...... یہ قید اس لئے لگائی کہ بعض ائمہ مجتہدینؒ حیض ختم ہونے کے بعد استظہار کی مدت کے قائل ہیں کہ حیض ختم ہوا ہے یا نہیں پھر اس مدت استظہار میں کئی قول ہیں۔

(۱) قال البعض دو دن۔

(۲) قال البعض تین دن استظہار ہوگا زیادہ سے زیادہ پانچ دن مدت استظہار ہے تو ابن سیرین کا قول پانچ دن کا ہوگا تو بخمسة ایام کی قید لگائی امام مالکؒ بھی استظہار کے قائل ہیں باقی ائمہ قائل نہیں ہیں۔ مدت استظہار کی نمازیں قضاء کی جائیں گی اگر حیض کا اعادہ نہ ہوا۔

(۲۲۷)

باب الصفرة والکدرة فی غیر ایام الحیض

زرد اور مٹیالہ رنگ حیض کے دنوں کے علاوہ

(۳۱۸)حدثنا قتیبة بن سعید قال ثنا اسمٰعیل عن ایوب عن محمد عن امّ عطیه
ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسمٰعیل نے ایوب کے واسطے سے بیان کیا وہ محمد سے وہ امّ عطیہ سے آپ
قالت کنا لا نعدّ الکدرة و الصفرة شیئا
نے فرمایا کہ ہم زرد اور مٹیالے رنگ کو کوئی اہمیت نہیں دیتیں تھیں (یعنی سب کو حیض سمجھتیں تھیں)

تحقیق وتشریح

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

غرض الباب:......اس باب کی دو غرضیں ہیں۔

غرض اول :...... غرض امام بخاریؒ مسئلہ الوان میں شافعیہؒ کی تائید ہے۔الوان کا اعتبار ہے یا نہیں جمہورؒ اعتبار کرتے ہیں حنفیہ نہیں کرتے۔تو ترجمہ میں ہدر کا لفظ محذوف ہوگا۔یعنی غیرایام حیض میں صفرہ وکدرہ کا کوئی اعتبار نہیں ہدر ہے لیکن ایام حیض میں اعتبار ہے ویسے امام بخاریؒ نے تو کوئی حکم نہیں لگایا کہ ہدر یا اعتبار ہے اگر اعتبار کا لفظ محذوف مان لیں کہ صفرہ وکدرہ کا غیرایام حیض میں اعتبار کرتے ہیں تو مفہوم مخالف کے طور پر معلوم ہوگیا کہ ایام حیض میں اعتبار نہیں کرتے تھے اس طرح یہ احنافؒ کی تائید ہوجائے گی۔

الحاصل:...... اگر اعتبار کا لفظ محذوف مانتے ہیں تو حنفیہ کی تائید ہے اگر ہدر کا لفظ محذوف مانتے ہیں تو شافعیہ کی تائید ہے جس طرح ترجمہ میں دونوں احتمال ہیں اسی طرح حدیث میں بھی دونوں احتمال ہیں تو اس طرح شافعیہؒ کی تائید بھی ہوسکتی ہے اور حنفیہؒ کی بھی [1]

ام عطیہؓ:...... فرماتی ہیں کہ ہم کدرہ اور صفرہ کا اعتبار نہیں کرتی تھیں یعنی رنگوں کا اعتبار نہ ہوا تو یہ حنفیہؒ کی تائید ہوگئی۔شافعیہؒ کے نزدیک چونکہ الوان کا اعتبار ہے تو وہ ترجمہ اس طرح کریں گے کہ کدرہ اور صفرہ کا اعتبار نہیں کرتی تھیں البتہ سواد اور حمرۃ کا اعتبار کرتی تھیں۔

حاصل:...... یہ کہ احناف وشوافع دونوں کے موافق یہ حدیث ہوسکتی ہے امام بخاری نے غیرایام حیض کی قید لگا کر بتلایا کہ غیرایام حیض میں اعتبار نہیں کرتی تھیں ایام حیض میں اعتبار کرتی تھیں تو امام بخاریؒ کا تیسرا مسلک ہوگیا کہ من وجہ اعتبار ہے اور من وجہ اعتبار نہیں ہے اس لئے ترجمہ دونوں طرف لگ گیا [2]

غرض ثانی :...... الوان حیض کتنی قسم پر ہیں۔

(۱) حنفیہؒ کے نزدیک ایام حیض میں جتنی قسم کا رنگ بھی آجائے وہ سب حیض ہے مثلاً سواد، حمرۃ، کدرۃ، صفرۃ، خضرۃ، تربیۃ

(۲) شافعیہؒ کے نزدیک صرف سواد حیض ہے اور بعض روایات میں ہے کہ حمرۃ اور سواد دونوں حیض ہیں باقیوں کو حیض شمار نہیں کرتے لیکن حنفیہ کے نزدیک یہ سب رنگ حیض کے ہیں۔

---

۱ (فیض الباری ج ۱ ص ۳۹۲) ۲ (فیض الباری ج ۱ ص ۳۹۲)

دلائل احناف:......

دلیل ۱:...... پہلے باب میں آپ نے حدیث پڑھی ہے جس کے الفاظ یہ **حتی ترین القصة البیضاء**۔اس سے معلوم ہوا کہ باقی سب رنگ حیض کے ہیں۔

دلیل ۲:......یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ ھُوَاَذًی (الآیۃ پ۲ سورۃ بقرہ) کے عموم سے استدلال ہے کہ رنگوں میں تفصیل نہیں ہے۔

اشکال:...... **حتی ترین القصة البیضاء** اور **حدیث الباب کنا لا نعد الکدرة والصفرة شیًا** میں تعارض ہوگیا۔

جواب:...... امام بخاریؒ غیرایام حیض کی قیدلگا کرتعارض کورفع کررہے ہیں اوراس طرح احنافؒ کی تائید بھی ہوگئی تو یہ باب کی دوسری غرض **رفع تعارض بین الحدیثین** ہوگئی توبات گھوم پھرکرایام پرہی آتی ہے الوان کا اعتبار کیسے کیا جاسکتا ہے ؟ پہاڑی لوگوں اورمیدانی لوگوں کے خون مین فرق ہوتا ہے بادشاہوں کا خون خاص ہوتا ہے عام خون نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا ہی اس لئے کیا ہوتا ہے بادشاہ قوم کا ڈرائیور ہوتا ہے اور بزدل آدمی ڈرائیوری نہیں کرسکتا ہمارے ہاں ایک ڈرائیور تھا اس نے کہا کہ بزدل آدمی کبھی ڈرائیوری نہیں کرسکتا دوسری بات اس نے یہ کہی کہ جوڈرائیور سوچ کرکراسنگ کرے گاوہ کراسنگ نہیں کرسکتا اس لئے کہ اس کا دل دھڑکنے لگے گا ہاتھ کانپ جائیں گے تیسری بات اس نے مسلمانوں والی کہی کہ جتنا نظام ٹریفک کا چل رہا ہے اسے خداتعالیٰ ہی چلا رہا ہے۔

(۲۲۸)
﴿باب عرق الاستحاضة﴾
استحاضہ کی رگ

(۳۱۹)حدثناابراھیم بن المنذرالحزامی قال ثنامعن بن عیسٰی عن ابن ابی ذئب
ہم سے ابراھیم بن منذر حزامی نے بیان کیا، کہا ہم سے معن بن عیسٰی نے بیان کیا، ایوب بن ابی ذئب کے واسطہ سے
عن ابن شھاب عن عروة وعن عمرة عن عائشة زوج النبی ﷺ ان ام حبیبة
وہ ابن شہابؒ سے وہ عروہ اور عمرہ سے وہ نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے اس کہ امّ حبیبہؓ

استحیضت سبع سنین فسألت رسول اللہ ﷺ عن ذٰلک فامرھا ان تغتسل
سات سال تک مستحاضہ رہیں، آپ نے نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے انھیں غسل کرنے کا حکم دیا
فقال ھٰذا عرق فکانت تغتسل لکل صلوٰۃ
اور فرمایا کہ یہ رگ کا خون ہے پس ام حبیبہؓ ہر نماز کیلئے غسل کرتی تھیں

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

غرض بخاریؒ:...... امام بخاریؒ بتلارہے ہیں کہ استحاضہ رگ کا خون ہے تو غیر ایام حیض میں جو خون آتا ہے وہ رگ کا ہوتا ہے جس کو عرق الاستحاضہ کہتے ہیں۔

مستحاضہ کا حکم:...... مستحاضہ کا حکم ہر نماز کے لئے غسل نہیں ہے بلکہ انقطاع حیض کے وقت ایک غسل کرے اور باقی معذور کی طرح وضو کرے غسل لکل صلوۃ صرف ایک صورت میں ہے اور وہ متحیرۃ مستمرۃ الدم ہے ام حبیبہؓ متحیرہ نہیں تھیں اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ کسی قسم کی بھی مستحاضہ ہو وہ ہر نماز کے لئے وہ غسل کرے گی لیکن جمہور اس کا جواب دیتے ہیں کہ تطوعاً غسل کرتی تھیں۔

(۲۲۹)

﴿باب المرأة تحیض بعد الافاضة﴾

عورت جو (حج میں) طواف زیارت کے بعد حائضہ ہو

(۳۲۰) حدّثنا عبداللّٰہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن عبد اللّٰہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہمیں مالک نے خبر دی، عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے وہ اپنے

عن ابیه عن عمرۃ بنت عبد الرحمٰن عن عائشۃ زوج النبی ﷺ انها قالت لرسول ﷺ

والد سے وہ عبدالرحمٰن کی صاحبزادی عمرہ سے وہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا

یا رسول اللہ ان صفیة بنت حیی قد حاضت قال رسول اللہ ﷺ لعلها تحبسنا

کہ یا رسول اللہ صفیہ بنت حیی کو حج میں حیض آ گیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیں روکیں گی

الم تکن طافت مع کن فقالوا بلٰی قال فاخرجی

کیا انھوں نے تم لوگوں کے ساتھ طواف (زیارت) نہیں کیا، عورتوں نے جواب دیا کہ کرلیا ہے آپؐ نے اس پر فرمایا کہ پھر چلو

راجع: ۲۹۴،

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۲۱) حدّثنا معلی بن اسد قال ثنا وهیب عن عبداللہ بن طاؤس عن ابیه عن

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا ہم سے وہیب نے عبداللہ بن طاؤس کے حوالے سے بیان کیا وہ اپنے والد سے

عبداللہ بن عباس قال رخص للحائض ان تنفر اذا حاضت

وہ عبداللہ بن عباسؓ سے آپ نے فرمایا کہ حائضہ کیلئے (جب کہ اس نے طواف زیارت کرلیا ہو) رخصت ہے کہ اگر وہ حائضہ ہوگئی تو گھر چلی جائے

وکان ابن عمر یقول فی اول امره انها لا تنفر ثم سمعته یقول

ابن عمر ابتداء میں اس مسئلہ میں کہتے تھے کہ اسے جانا نہیں چاہیے، پھر میں نے انھیں کہتے ہوئے سنا

تنفر ان رسول اللہ ﷺ رخص لهن

کہ چلی جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی رخصت دی ہے

انظر: ۱۷۵۵، ۱۷۶۰

﴿تحقیق وتشریح﴾

افاضہ سے مرادطوافِ زیارت ہے جو کہ حج کا رکن ہے وقوفِ عرفہ کے بعدوقوفِ مزدلفہ ہےاس کے بعد رمی جمرہ ہےاس کے بعددس گیارہ اور بارہ کوواپسی پر جوطواف کیا جاتا ہےاس کوطوافِ زیارت اورطواف رکن بھی کہتے ہیں یہ حیض کی وجہ سے نہیں چھوڑا جاسکتا جب تک یہ طواف نہیں کریں گےتو مرداورعورت حلال نہیں ہوں گے اس کے بعدوالاطواف،طواف وداع ہے جو کہ طواف واجب ہےاورطواف آخر ہے یہ طواف حائضہ چھوڑسکتی ہے یہی مسئلہ اس باب میں بیان کرنا چاہتے ہیں [1]

(باب ۲۳۰)

اذا رأت المستحا ضة الطهر

قال ابن عباس تغتسل وتصلی ولو ساعة من نهار ويأتيها زوجها اذاصلت الصلوٰة اعظم

جب مستحاضہ کوخون آنا بند ہوجائے ،ابن عباسؓ نے فرمایا کہ غسل کرےاورنماز پڑھے اگرچہ تھوڑی دیر کیلئے ہی ایسا ہوا ہواوراس کا شوہرنماز ادا کرلینے کے بعداس کے پاس آئے کیونکہ نماز کی اہمیت سب سے زیادہ ہے

(۳۲۲)حدّثنااحمدبن یونس قال ثنا زهير قال ثناهشام بن عروةعن عروة
ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا کہا ہم سے ھشام بن عروہ نے بیان کیا،عروہ سے وہ
عن عائشةقالت قال النبی ﷺ اذا اقبلت الحيضة فدعی الصلوٰة واذا ادبرت
حضرت عائشہؓ سے انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب حیض کا زمانہ آئے تو نماز چھوڑدواور جب یہ زمانہ گزرجائے

[1] (فتح الباری ج ۱ ص ۲۱۳)

فاغسلی عنک الدم وصلیّ

تو خون کو دھولو اور نماز پڑھو

﴿تحقیق وتشریح﴾

یعنی حیض منقطع ہوجانے کے بعد جب مستحاضہ ہوجائے پھر وہ طہر دیکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟ ابن عباسؓ فرماتے ہیں **تغتسل وتصلی ولو ساعة من نهار** تو جب نماز اس کے لئے جائز ہے جو اعظم من الوطی ہے تو وطی بدرجہ اولی جائز ہوگی استدلال اس روایت سے کیا جس میں ہے و اذاادبرت **فاغسلی عنک الدم وصلی**۔

(١) عندالجمھورؒ تو یہی حکم ہے کہ مستحاضہ سے وطی بھی جائز ہے۔ اور نماز بھی پڑھ سکتی ہے جب کہ شرعی طہارت حاصل ہوجائے۔

(٢) امام مالک استظہار کے قائل ہیں کہ حیض کے منقطع ہوجانے کے بعد جب خوب طہور ہوجائے تو نماز پڑھ سکتی ہے اور وطی بھی کی جاسکتی ہے۔ امام بخاریؒ اس مسئلۂ استظہار میں مالکیہؒ کی رد کررہے ہیں۔

فائدہ: ...... استظہار کو استطہار (بالطاء) بھی کہتے ہیں۔

(٢٣١)

﴿الصلوٰةعن النفسآء و سنتها﴾

زچہ پر نماز جنازہ اور اس کا طریقہ

(٣٢٣) حدّثنااحمد بن ابی سریج قال ثنا شبابة قال ثنا شعبة عن حسین

ہم سے احمد بن ابوسریج نے بیان کیا، کہا ہم سے شبابہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے حسین بن معلم کے واسطے سے

المعلم عن عبداللّٰہبن بریدةعن سمرةبن جندب ان امرأة ماتت فی بطن

بیان کیا وہ عبداللہ بن بریدہ سے وہ سمرہ بن جندبؓ سے کہ ایک عورت کا زچگی میں انتقال ہوگیا تو

فصلی	علیھا	النبی ﷺ	فقام	وسطھا
حضور ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی آپؐ ان کے جسم مبارک کے وسط میں کھڑے ہوئے				
انظر: ۱۳۳۱، ۱۳۳۲				

﴿تحقیق وتشریح﴾

سمرة بن جند: کل مرویات: ۱۲۳ . مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

ترجمة الباب:...... ترجمۃ الباب کے دوجزء ہیں۔

الجزء الاول:...... اگرنفاس والی عورت فوت ہوجائے تو صلاۃ جنازہ پڑھی جائے گی ائمہ کااس کے جواز پر اتفاق ہے۔

الجزء الثانی:...... دوسری غرض اس باب کی نفاس والی عورت کے نماز جنازہ پڑھنے کاطریقہ بیان کرنا ہے(۱) کہ امام اس کی کمر کے سامنے کھڑا ہو۔اس میں رد ہے ان حضرات پر جو کہتے ہیں کہ مرد کے سینے کے سامنے کھڑا ہواور عورت کی سرینوں کے سامنے کیونکہ روایت میں آیا ہے **فقام وسطها**.

(۲) امام اعظمؒ کے نزدیک مرد ہو یا عورت امام درمیان میں کھڑا ہو وفی روایۃ عورت کے سینے کے سامنے اور مرد کی کمر کے سامنے تو سینے کے سامنے کھڑے ہونے کی روایت حنفیہؒ کے ہاں ہوئی لیکن سرینوں کے سامنے کھڑے ہونے کی روایت کوئی نہیں حضرات اساتذہ سے منقول ہے کہ راجح یہی ہے کہ مرد کے لئے مائل الی الراس ہواور عورت کے لئے مائل الی الوسط ہواور وسطہا کامقصد **مابین الراس والحجيز ه** ہے تو اسکو**قام وَسَطَهَا (بالفتح)** پڑھیں گےاور اگر بالجزم پڑھیں تو عین وسط میں کھڑا ہونا پڑے گا [۱]

۱(لامع الدراری ج۱ص۱۳۱)(فیض الباری ج۱ص۳۹۳)

(۳۲۴)حدّثناالحسن بن مدرک قال ثنا یحییٰ بن حما د قا ل انا ابو عوانه
ہم سے حسن بن مدرک نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہمیں ابوعوانہ نے اپنی کتاب سے دیکھ کر
من کتابه قال اخبرنا سلیما ن الشیبا نی عن عبد الله بن شدا د قال سمعت
خبر دی، انھوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی سلیمان شیبانی نے عبداللہ بن شداد کے حوالے سے کہا کہ میں نے اپنی پھوپھی
خالتي میمونة زوج النبی ﷺ انها کانت تکون حآئضا لا
میمونہؓ سے جو نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں سنا کہ میں حائضہ ہوتی تو نماز نہیں پڑھتی تھی اور یہ کہ وہ رسول
تصلی وهي مفترشةبحذآء مسجد رسول اللهﷺوهو یصلی علی خمرته
اللہ ﷺ کے (گھر میں) نماز پڑھنے کی جگہ کے قریب لیٹی ہوئی تھی آپ ﷺ نماز اپنی چٹائی پر پڑھتے تھے، جب آپؐ
إذا سجد اصا بني بعض ثوبه
سجدہ کرتے تو آپؐ کے کپڑے کا کوئی حصہ مجھ سے چھو جاتا

انظر: ۳۷۹، ۳۸۱، ۵۱۷، ۵۱۸

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب: ...... اس باب کی غرض میں دو تقریریں کی جاتی ہیں۔

(۱) ایک حدیث میں آتا ہے تقطع الصلاۃ امرأۃ والکلب تو اس باب سے غرض یہ بتلانا ہے کہ جب حائضہ عورت سامنے ہو تو نماز نہیں ٹوٹتی تو غیر حائضہ عورت سامنے ہو تو کیسے ٹوٹ جائے گی؟

(۲) دوسری غرض پہلے باب کا تتمہ ہے کہ جیسے نفاس والی عورت پر نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے اسی طرح اگر حائضہ فوت ہوجائے تو اس پر بھی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے لیکن روایت میں موت کا ذکر نہیں ہے بلکہ زندہ سامنے لیٹی ہوئی ہونے کی صورت میں پڑھنے کا ذکر ہے تو زندہ پر مردہ کو قیاس کرلیا جائیگا۔

یصلی علی خمرته:......یعنی وہ کپڑا وغیرہ جو جبہ کو مٹی سے بچائے۔ مصداق اس کا چٹائی، جائے نماز، اور کوئی بھی کپڑا جو بچھالیا جائے۔ **کتاب الصلوات** میں اس کا باب قائم کریں گے **الصلوة علی الخمرة** تو یہ **صلوة علی الارض** کے منافی نہیں ہے۔ تو اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ ایسی چیز جس پر نماز پڑھنا پیشانی کو زمین پر لگنے سے بچائے جائز ہے۔ لیکن رافضیوں نے افراط کیا انہوں نے کہا کہ اس کا مصداق وہ چیز ہے جو ماتھے کو بھی نہ لگنے دے اور سجدہ بھی مٹی پر ہوجائے اس لئے وہ اپنے پاس مٹی کی ٹھیکری رکھتے ہیں اس سے جہاز کا حکم بھی معلوم ہوگیا لیکن علماء نے لکھا ہے کہ ہوائی جہاز کا بوجھ ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہوا کثیف ہوجاتی ہے تو اس طرح گویا اتصال بالارض ہوجاتا ہے تو یہ تخت پوش کی طرح ہوگیا علماء نے جزئیہ لکھا ہے کہ اگر کسی تختہ کو ہوا میں چار کونے باندھ کر لٹکا دیا تو اس پر نماز نہیں ہوتی [۱]

[۱] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۳۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
کتاب التیمم
تیمّم کا بیان

(۲۳۳)

وقول اللہ عزوجلّ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ

اور خداوند تعالیٰ کا قول ہے، پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو پاک مٹی کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے

(۳۲۵)، حدّثنا عبداللہ بن یوسف قال انا مالک عن عبدالرحمٰن بن القاسم

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہمیں خبر دی مالک نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے وہ اپنے والد سے وہ نبی

عن ابیه عن عائشةؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے آپ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض سفر (غزوہ بنی المصطلق)

اسفاره حتّٰی اذا کنا بالبیداء او بذات الجیش انقطع عقد لی فاقام رسول

میں گئے، جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ہار گم ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں وہیں

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی التماسه واقام الناس معه ولیسوا علی مآء فاتی الناس الی ابی بکرؓ الصدیق

ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپؐ کے ساتھ ٹھہر گئے لیکن پانی کہیں قریب نہیں تھا لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور

فقالوا الا تری ما صنعت عآئشة اقامت برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس ولیسوا علی مآء

کہا، عائشہؓ کی کارگزاری نہیں دیکھتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام لوگوں کو ٹھہرا رکھا ہے اور پانی بھی قریب نہیں اور نہ

ولیس معهم مآء فجاء ابوبکرؓ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واضع رأسه علی فخذی

ہی لوگوں کے پاس پانی ہے، پھر حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری ران پر رکھ کر

قد نام فقال حبست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس ولیسوا علی مآء

سو رہے تھے، آپؓ نے فرمایا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام لوگوں کو روک لیا حالانکہ قریب میں کہیں پانی نہیں

ولیس معهم مآء فقالت عآئشة فعا تبنی ابوبکرؓ وقال مآشا ء اللہان یقول

اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے، عآئشہؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ مجھ پر بہت غصے ہوئے اور اللہ نے جو چاہا انھوں نے مجھے کہا

وجعل یطعننی بیدہٖ فی خا صرتی فلا یمنعنی من التحرک الا مکا ن رسول

اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچو کے لگائے، رسول اللہ ﷺ کا سر میری ران پر ہونے کی وجہ سے میں حرکت

اللہ ﷺ علی فخذ ی فقام رسو ل اللہ ﷺ حین اصبح علی غیر مآء فا نزل اللہ عز وجل ایۃالتیمم

نہیں کر سکتی تھی، رسول اللہ ﷺ جب صبح کے وقت اٹھے تو پانی موجود نہیں تھا، پھر اللہ تعالی نے تیمّم کی آیت نازل فرمائی

فتیمموا فقال اُسَید بن الحُضیر ما ھی باوّل برکتکم یا اٰل ابی بکر قالت

اور لوگوں نے تیمّم کیا، اس پر اسید بن حضیر نے کہا، اے اٰل ابی بکر یہ تمھاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے، عائشہؓ نے فرمایا پھر ہم

فبعثنا البعیر الذی کنت علیه فا صبنا العقد تحته

نے اسؓ اونٹ کو ہٹایا جس پر میں (سوار) تھی تو ہار اسی کے نیچے سے ملا

انظر: ۳۳۶، ۳۶۷۲، ۳۷۷۳، ۴۵۸۳، ۴۶۰۷، ۴۶۰۸، ۵۱۶۴، ۵۲۵۰، ۵۸۸۲، ۶۸۴۴، ۶۸۴۵،

(۳۲۶) حدّثنامحمد بن سنان ھو العوقی قال حدّثناھشیم ح قال وحدّثنی

ہم سے محمد بن سنان عوقی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا ح کہا اور مجھ سے سعید بن نضر نے بیان کیا کہا ہم

سعیدبن النضر قال اخبر نا ھشیم قال اخبرنا سیار قال حدّثنایزید الفقیر قال

ہشیم نے کہا، ہمیں خبر دی سیار نے، کہا ہم سے یزید الفقیر نے بیان کیا کہا ہمیں جابر بن عبداللہؓ نے اطلاع دی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے

اخبرنا جا برؓ بن عبداللہان النبی ﷺ قال اعطیت خمسا لم یعطھن احدقبلی

پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں عطا کی گئی تھیں، ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعے

نصرت بالرعب مسیرۃشھر وجعلت لی الارض مسجد ا وطھو را فایما

میری مدد کی جاتی ہے اور تمام زمین میرے لیے مسجد (سجدہ گاہ) اور پاکی کے لائق بنائی گئی، پس میری امت کے جس فرد کو

رجل من امتی ادرکته الصلوٰة فلیصل واحلت لی المغانم ولم تحل
نماز کا وقت (جہاں بھی) پالے اسے نماز ادا کرلینی چاہیئے اور میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا، مجھ سے پہلے
لاحدقبلی واعطیت الشفاعةوکان النبی علیہ صلی اللہ وسلم یبعث الٰی قومه خآصةو بعثت الی
یہ کسی کے لیے بھی حلال نہیں تھا اور مجھے شفاعت عطا کی گئی اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوئے تھے لیکن
الناس عامةً
میری بعثت تمام انسانوں کے لیے عام ہے
انظر: ۴۳۸، ۳۱۲۲ مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

﴿تحقیق و تشریح﴾

تیمم: ......یم سے لیا گیا ہے **الیم القصد** اور اصطلاح میں **القصد الی التراب او الی جنس التراب بطریق مخصوص لاستباحة مالا یحل الا بالطهارة۔**

لغوی اور اصطلاحی معنی میں مطابقت: ......لغوی اور اصطلاحی معنی میں مطابقت ظاہر ہے۔ کہ تیمّم میں تراب کی نیت کی جاتی ہے حنفیہؒ کے نزدیک تیمّم میں نیت شرط ہے (۱) اس لئے کہ اس کے لغوی معنیٰ میں قصد اور نیت ہے اور لغوی معنی کا لحاظ اصطلاحی معنی میں ہوتا ہے (۲) دوسری وجہ تیمّم میں نیت کے شرط ہونے کی یہ ہے کہ پانی بطبعہ طہور ہے قرآن پاک میں ہے وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا ۔لیکن مٹی تو بطبعہ طہور نہیں ہے لہذا اس کو طہور بنانے کا قصد کیا جائے گا۔

طریقه تیمم: ......تیمّم کی دو ضربیں ہیں (۱) چہرہ کیلئے (۲) ہاتھوں کے لئے۔[۱]

الآیة: ......اس کو درمیان میں اختلاف نسخ کی وجہ سے لائے ہیں۔ دو نسخے جمع کردیئے۔ آیت کو استدلال کے لئے ذکر کیا ہے کیونکہ یہی دلیل ہے۔

---

[۱] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۳۲)

سوال:...... یہ آیت سورۂ مائدہ کی ہے یا نساء کی؟ کیونکہ یہ آیت تو دونوں سورتوں میں ہے۔

جواب:...... امام بخاریؒ کے نزدیک راجح سورۂ مائدہ کی آیت ہے کیونکہ آیت سورۂ نساء کا نام آیت سورۂ وضو رکھا جاتا ہے اور آیت سورۂ مائدہ کا نام آیت سورۂ تیمّم۔ اس پر دو قرینے ہیں۔

القرینة الاولی :...... کتاب التیمم قائم کر کے اس آیت کو ذکر کرنا قرینہ ہے کہ یہ آیت سورۂ مائدہ کی ہے۔

القرینة الثانیه:...... منہ کا لفظ بھی اس پر قرینہ ہے کیونکہ آیت نساء میں منہ کا لفظ نہیں ہے۔

بعض اسفاره :...... (۱) غزوہ بنی المصطلق مراد ہے جس کا دوسرا نام غزوہ مریسیع ہے۔ غالب اور مشہور یہی ہے اور یہ چھ یا سات ہجری کو پیش آیا (۲) **عند البعض اخر.**

بالبیداء او ذات الجیش:...... مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان یہ دو جگہیں ہیں کسی روایت میں صرف بیداء ہے اور کسی روایت میں صرف ذات الجیش ہے اور اس روایت میں شک کے ساتھ ہے۔ معلوم ہوا کہ ان دونوں کے درمیان جنگل میں پیش آیا۔

قرینہ:...... اس پر یہ ہے کہ اس کے آگے یہ الفاظ ہیں **لیسوا علی ماء** اور یہ دونوں (بیداء اور ذات جیش) آبادیاں ہیں اور آبادیوں میں تو پانی ہوتا ہے لہذا تعارف کے لئے مشہور جگہ کو ذکر کر دیا گیا ورنہ واقعہ جنگل میں پیش آیا۔

فتیمموا :...... دو طرح پڑھا گیا ہے (۱) آیت تیمّم میں تیمّم کا حکم نازل ہوا (۲) یا ماضی کا صیغہ ہے کہ آیت نازل ہوئی اور انہوں نے تیمّم کیا۔ **فا صبنا العقد تحته:**......

سوال :...... اس سے معلوم ہوا کہ اونٹ کے نیچے سے مل گیا۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے آدمی تلاش کے لئے بھیجا۔ اور اس نے پالیا۔

جواب:...... **لاتناقض بینهما**۔ ہوسکتا ہے کہ جس کو بھیجا ہو اسی نے لوٹ کر اونٹ کے نیچے سے پالیا ہو[۱]

اعطیت خمسا لم یعطهن احدنصرت بالرعب مسیرة شهر:......

سوال :...... جب آپ ﷺ کا رعب ایک ماہ کی مسافت پر قائم ہو جاتا تھا تو کفار کیسے حوصلہ کر کے احد میں آئے اور

---

[۱] (فتح الباری ج ا ص ۲۱۶)

جنگ احزاب میں آپ ﷺ کو گھیر لیا۔

جواب:……مرعوبیت دل کی کیفیت ہے خارجی عوامل خارجی اعتبار سے ہو سکتے ہیں۔غزوہ بدر،احد،خندق خارجی اسباب کے تحت تھے کہ اگر ہم نے حملہ نہ کیا تو یہ ہمارے اوپر چڑھ آئیں گے جیسے امیہ بن خلف آ بھی رہا تھا اور ڈر بھی رہا تھا۔آج کے دور میں آپ کو خبر ملتی ہے کہ آپ کے فلاں آدمی کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا ہے اور وہ مسلح ہیں تو وہ ڈر کے باوجود غیرت کی وجہ سے جاتا ہے اور مرتا ہے۔

ادرکته الصلوة:……ای وقت الصلوة ۔یہ بھی محاورہ میں استعمال ہوتا رہتا ہے اس سے امر لسواک عندکل صلوة کی حقیقت بھی معلوم ہوگئی۔

وبعثت الی الناس عامة.:……

اعتراض:……اس خصوصیت پر نوح علیہ السلام کے واقعہ سے اعتراض ہوتا ہے رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا (سورہ نوح پ۲۹) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام سب دنیا کی طرف مبعوث تھے اور ان کی بددعا سے سب قوم ہلاک ہوئی اگر نوح علیہ السلام سب دنیا کی طرف مبعوث نہیں تھے تو کیسے روئے زمین پر بسنے والوں میں سے ہر ایک کی ہلاکت کی بددعا کی؟

جواب اول:……بعثت علیٰ نوعین ہے اصول کے لحاظ سے اور فروع کے لحاظ سے۔اصول کے لحاظ سے بعثت عامہ ہوتی ہے تو دعاء نوح علیہ السلام بھی اس لحاظ سے ہے یعنی جنہوں نے اس اصول کو نہیں مانا ان کے لئے بددعا کی ہے

جواب ثانی:……بعثت دو قسم پر ہے (۱) وجوبی (۲) استحبابی۔ہر نبی اپنی قوم کی طرف وجوبا اور غیروں کی طرف استحبابا مبعوث ہے آپ ﷺ پوری دنیا کی طرف وجوبا مبعوث ہیں اور دعاء نوح علیہ السلام بعثت استحبابی کے لحاظ سے ہے۔

جواب ثالث:……بعثت دو قسم پر ہے (۱) مکانی (۲) زمانی۔حضرت نوح علیہ السلام مبعوث تھے عمومیت مکانی کے لحاظ سے کہ جب تک زندہ ہیں تمام دنیا کے لئے مبعوث ہیں اور آپ ﷺ کی بعثت زمانی ومکانی ہر لحاظ سے عام ہے ای مکان کان وای زمان کان تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس جہاں کے اندر کوئی نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتا یا تو وہ متنبی کرہ ارض سے نکلے یا پھر مرنے کے بعد دعویٰ نبوت کرے۔ (فیض الباری ج۱ ص۳۹۹)

مسئلہ : ...... ختم نبوت جیسے زمانی اور مکانی ہے ایسے ہی مرتبی بھی ہے تو سب سے اونچا درجۂ نبوت حضور ﷺ کو دیا گیا ہے تو اب اگر کوئی دعویٰ کرے تو وہ اگرچہ جھوٹی نبوت ہوگی مگر آپ ﷺ کی ختم نبوت پر اثر انداز نہ ہوگا کیونکہ آپ ﷺ کی نبوت کامل تھی مکان، زمان اور مرتبہ کے لحاظ سے۔ یہی بات مولانا قاسم نانوتویؒ نے لکھ دی تو بریلویوں نے آسمان سر پر اُٹھالیا کہ ختم نبوت کے منکر ہو گئے حالانکہ آپ نے یہ بطور فرض کے کہا یہ ایسے ہی ہے جیسے آج کل کہتے ہیں کہ فلاں نے دوڑ کا ریکارڈ قائم کر دیا تو جب تک کوئی اس سے آگے نہ بڑھے تو وہ ریکارڈ نہیں ٹوٹ سکتا یہی مثال آپ ﷺ کی ختم نبوت کی ہے اور پھر تحذیر الناس میں بالفرض کا لفظ موجود ہے۔

جواب رابع : ...... ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا ایسے ہی حضرت نوح علیہ السلام بھی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے لیکن یہ امر اتفاقی ہے کہ اس وقت کوئی اور قوم موجود ہی نہ تھیں۔

مسائل مستنبطه

(۱) مرد اپنی بیٹی کے پاس اُس کے شوہر کی موجودگی میں جا سکتا ہے جب اُس کی رضامندی کا علم ہو اور حالت مباشرت بھی نہ ہو۔

(۲) باپ اپنی شادی شدہ کبیرہ لڑکی کی تادیب کر سکتا ہے اگرچہ شوہر کے گھر بھی کیوں نہ ہو۔

(۳) وضو کے لئے پانی کی تلاش دخول وقت کے بعد واجب ہے۔

(۴) صحیح، مریض، مُحدِث اور جنبی تمام کے لئے تیمم کا ایک ہی طریقہ ہے۔

(۵) سفر میں پانی نہ ملنے کی صورت میں بالاجماع تیمم جائز ہے اور حضر میں اختلاف ہے۔

(۲۳۴)

باب اذالم یجد مآء ولا ترابا

جب نہ پانی ملے اور نہ مٹی

(۳۲۷)حدثنا زکریا بن یحییٰ قال ثنا عبداللہ بن نمیر قال ثنا بن ھشام بن عروۃ عن

ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ھشام بن عروہ نے بیان کیا، وہ

ابیہ عن عآئشۃ انھا استعارت من اسمآء قلادۃ فھلکت

اپنے والد سے، وہ حضرت عآئشہؓ سے کہ انھوں نے حضرت اسماءؓ سے ہار مانگ کر پہن لیا تھا وہ ہار (سفر میں) گم ہو گیا

فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا فوجدھا فادرکتھم الصلوٰۃ و لیس معھم مآء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اسکی تلاش میں بھیجا انھیں وہ مل گیا، پھر نماز کا وقت آ پہنچا اور لوگوں کے پاس (جو ہار کی تلاش میں گئے تھے) پانی نہیں تھا

فصلوا فشکوا ذٰلک الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ اٰیۃ التیمم

لوگوں نے نماز پڑھ لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق آ کر کہا، پس خداوند تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل فرمائی

فقال اسید بن حضیر لعائشۃ جزاک اللہ خیرا فواللہ

اس پر اسید بن حضیر نے حضرت عائشہ سے کہا آپ کو اللہ تعالیٰ بہترین بدلہ دے، واللہ جب بھی آپ کے ساتھ کوئی ایسی بات

ما نزل بک امر تکرھینہ الا جعل اللہ ذٰلک لک وللمسلمین فیہ خیرا

پیش آئی جس سے آپ کو تکلیف ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے اس میں خیر پیدا فرمادی

راجع: ۳۳۴ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض الباب:...... مقصود مسئلہ فاقد الطھورین کا بیان ہے اجمالی طور پر اس مسئلہ میں پانچ مذہب ہیں۔

(۱) یصلی ولا یقضی یہ حضرت امام احمدؒ کا مذہب ہے۔

(۲) دوسرا اس کے مقابلے میں ہے امام اعظمؒ فرماتے ہیں لا یصلی ویقضی۔

(۳) یصلی ویقضی یہ امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔

(۴) لا یصلی ولا یقضی یہ امام مالکؒ کا مذہب ہے۔

(۵) یتشبه بالمصلی ویقضی یہ صاحبینؒ کا مذہب ہے۔امام بخاریؒ نے امام احمدؒ کی تائید کی ہے یعنی یصلی ولا یقضی ۔استدلال روایة الباب سے ہے اس میں ہے فصلو یعنی بغیر وضو اور تیمم کے انہوں نے نماز پڑھ لی۔[۱]

سوال :......فاقد الماء تو تھے کیونکہ لیسوا علی ماء کی صراحت ہے لیکن فاقد التراب کیسے؟

جواب :......استعمال تراب کا ابھی حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے حکماً فاقد التراب بھی ہو گئے۔اور دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا تو مذہب امام احمدؒ ثابت ہوا۔

(۲۳۵)

﴿التیمم فی الحضر اذا لم یجد المآء وخاف فوت الصلوٰة﴾

اقامت کی حالت میں تیمّم ،جب کہ پانی نہ ملے اور نماز فوت ہو جانے کا خوف ہو

وبه قال عطآء وقال الحسن فی المریض عنده المآء ولا یجد من یناوله یتیمم
عطاء کا یہی قول ہے حسن نے فرمایا کہ اگر مریض کے پاس پانی ہو لیکن کوئی ایسا شخص نہ ہو جو اسے پانی دے سکے تو تیمّم
واقبل ابن عمر من ارضه بالجرف فحضرت العصر بمر بد النعم
کرنا چاہیے ،ابن عمرؓ جرف کی اپنی زمین سے واپس آرہے تھے کہ مقام مربد النعم میں عصر کا وقت ہو گیا آپ نے عصر کی
فصلّٰی ثم دخل المدینة و الشمس مرتفعة فلم یعد
نماز پڑھ لی اور مدینہ پہنچے تو سورج ابھی بلند تھا (عصر کا وقت باقی تھا) لیکن آپ نے نماز نہیں لوٹائی

[۱] (فتح الباری ج ۱ص ۴۱۹) (تقریر بخاری ج ۲ص ۱۰۹)

(۳۲۸)حدثنا یحیی بن بکیر قال ثنا اللیث عن جعفر بن ربیعة عن الا عرج قال
ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے جعفر بن ربیعہ کے واسطے سے بیان کیا، وہ اعرج سے انھوں نے
سمعت عمیرا مولی ابن عبا س قال اقبلت انا و عبداللّٰہ بن یسار مو لی میمونة
کہا میں نے ابن عباسؓ کے مولیٰ عمیر سے سنا، انھوں نے بیان کیا کہ میں اور حضرت میمونہ زوجہ مطہرہ نبی کریم ﷺ کے
زوج النبی ﷺ حتی دخلنا علی ابی جھیم بن الحا رث بن الصمة الا نصا ری فقال
مولیٰ عبداللہ بن یسار ابوجہیم بن حارث بن صمہ انصاری کی خدمت میں حاضر ہوئے ابوجہیم نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ
ابو جھیم اقبل النبی ﷺ من نحو بیر جمل فلقیه رجل فسلم علیه فلم یرد
بئیر جمل کی طرف سے تشریف لا رہے تھے راستے میں ایک شخص نے آپؐ کو سلام کیا لیکن آپؐ نے جواب نہیں دیا
علیه النبی ﷺ حتی اقبل علی الجدار فمسح بو جھه ویدیه ثم رد علیه السلام
پھر دیوار کے پاس آئے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح (تیمّم) کیا، پھر ان کے سلام کا جواب دیا
ابو جھیم : بضم الجیم وفتح الهاء وسکون الیاء : نام: عبداللہ بن حارث صحابی خزرجی ہیں.

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض الباب :......اس سے ان لوگوں پر رد مقصود ہے۔ جو حضر میں تیمّم کے عدم جواز کے قائل ہیں (۱) امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ تیمّم **فاقد الماء** کے لئے جائز ہے اور حضر میں ماء موجود ہوتا ہے۔ (۲) جمہورؒ ائمہ کا اس کے جواز پر اتفاق ہے۔ جمہور ائمہؒ فرماتے ہیں کہ فاقد الماء یا غیر واجد الماء کے لئے حضر میں بھی تیمّم جائز ہے [۱]

فقدان ماء کی صورتیں۔

(۱) پانی نہ ہو۔

(۲) پانی ہو لیکن نکالنے کے لئے آلہ نہ ہو۔

(۳) پانی بھی ہو آلہ بھی ہو لیکن پانی پر کسی ظالم کا قبضہ ہو۔

---

[۱] (لامع الدراری ج ۱ ص ۱۳۴)

(۴) نکال نہ سکتا ہو کہ پانی پر سانپ یا کوئی درندہ وغیرہ بیٹھا ہو۔

(۵) پانی بھی ہے رسی بھی ہے ڈول بھی ہے قبضہ بھی کسی کا نہیں ہے، سانپ اور درندہ وغیرہ بھی نہیں ہے لیکن نکالنے کی استطاعت نہیں ہے۔

(۶) یا سب کچھ ہے مگر مرض بڑھ جانے کا خطرہ ہے تو ان تمام صورتوں میں حکما فاقد الماء ہے۔

وبه قال عطاء. هذا التعليق رواه ابن ابی شيبة فی مصنفه موصولا عن عمرؓ عن ابن جريجؒ عن عطاءؒ قال "اذا كنت فی الحضر وحضرت الصلاة وليس عندک ماء فانتظر الماء فان خشيت فوت الصلاة فتيمم وصل (ع ج ۴ ص ۱۳) وقال الحسن ای الحسن البصری. واقبل ابن عمر من ارضه بالجرف... ان هذا التعليق فی مؤطا مالک عن نافع انه اقبل هو وعبدالله من الجرف الخ (ع ج ۴ ص ۱۳) الجرف. بضم الجيم والرائوقد تسکن الرائو هو ماتجری فيه السيول واكلته من الارض وهو جمع جرفة بكسر الجيم وفتح الراء وزعم الزبير ان الجرفة علی ميل من المدينة وقال ابن اسحاقؒ علی فرسخ. (ع ج ۴ ص ۱۴)

مربد :...... اونٹ بٹھانے کی جگہ۔ مدینہ طیبہ سے دو تین میل کے فاصلے پر ہے۔

جرف :...... یہ مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے **(وزعم ابن قرقول انه علی ثلاثة اميال الی جهة الشام به مال عمرؓ واموال اهل المدينة ويعرف ببئر جشم وبئر جمل** [۱]

ابی جهیمؓ :...... یہ لفظ مصغر ہے ابواب سترہ میں بھی آتا ہے اور ابواب لباس میں جو آتا ہے وہ مکبر ہے

ابوجهیم:...... **فقال ابو الجهم والصحيح مصغر.**

نحو بير جمل :...... یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ ترجمۃ الباب ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ نے آبادی میں تیمّم کیا [۲]

سوال :...... حضور ﷺ نے جو تیمّم کیا یہ مفید للطہارت تھا یا نہیں؟ اگر کہا جائے کہ یہ مفید للطہارت نہیں تھا تو فائدہ کیا؟ اور اگر کہتے ہو کہ مفید تھا تو واجد الماء کے لئے بھی تیمم کرنا ثابت ہو گیا۔

جواب اول :...... محققینؒ نے یہ جواب دیا کہ عبادات علی نوعین ہیں۔ یعنی عبادات کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مشروط بالطہارت

(۲) غیر مشروط بالطہارت جو عبادت غیر مشروط بالطہارت ہے اس کے لئے تیمّم کیا جائے تو مفید للطہارت نہ بھی ہو تو مضر نہیں ہے۔ صرف ہیئت حسنہ اور صورۃ طہارت حاصل کرنے کے لئے تیمّم کیا گیا۔

[۱] (ع ج ۴ ص ۱۴) [۲] (فیض الباری ج ۱ ص ۴۰۱ حاشیہ)

جواب ثانی :...... عبادت دوقسم پر ہے۔

(۱)**فائت الی خلف**

(۲)**فائت الی غیر خلف** ردسلام اسی وقت آپ علیہ پرواجب تھا۔ اگر اس وقت سلام نہیں کیا تو بعد کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے آنحضرت علیہ نے تیمم کرکے ردسلام کیا۔ تو مفید للطہارت ہے لیکن عبادت **فائت لا الی خلف** تھی جیسے نماز جنازہ

(۲۳۶)

﴿باب هل ینفخ فی یدیه بعد ما یضرب بهما الصعید للتیمم﴾

کیا زمین پر تیمم کیلئے ہاتھ مارنے کے بعد ہاتھوں کو پھونک لینا چاہیے

(۳۲۹)حدثنا ادم قال ثنا شعبة قال ثنا الحکم عن ذر عن سعید بن عبد الرحمٰن
ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حکم نے بیان کیا ذر کے واسطے سے وہ سعید بن عبدالرحمٰن
بن ابزی عن ابیه قال جآء رجل الی عمر بن الخطاب فقال انی
بن ابزی سے وہ اپنے والد سے، انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص عمر بن خطابؓ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا
اجنبت فلم اصب المآء فقال عمار بن یاسر لعمر بن الخطاب اما تذکر انا
کہ ایک مرتبہ مجھے غسل کی ضرورت ہوگئی اور پانی نہیں ملا اس پر عمار بن یاسرؓ نے عمر بن خطابؓ سے کہا آپکو یاد ہے وہ
کنا فی سفر انا وانت فاجنبنا فاما انت فلم تصل واما انا فتمعکت
واقعہ کہ جب میں اور آپ سفر میں تھے، ہم دونوں کو غسل کی ضرورت ہوگئی آپ نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں لوٹ پوٹ گیا
فصلیت فذکرت ذلک للنبی ﷺ فقال النبی ﷺ انما کان یکفیک هکذا
اور نماز پڑھ لی، پھر میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمھارے لیے بس اتنا ہی کافی تھا

فضرب النبی ﷺ بکفیه الا رض ونفخ فیهما ثم مسح بهما وجهه وکفیه
،اور آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انھیں پھونکا اور دونوں سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا
انظر: ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷

﴿تحقیق و تشریح﴾

سوال: ...... نفخ یدین جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ...... حدیث میں **نفخ فیهما** ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے۔

سوال: ...... جب ترجمۃ الباب صراحۃً ثابت ہے تو ہل کیوں بڑھایا؟ اس سے تو تردد معلوم ہوتا ہے۔

جواب: ...... **هل** بڑھا کر تردد کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ اس کے معارض روایت موجود ہے جس میں آتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں جو غبار لگتا ہے وہ جنت میں لے جاتا ہے یعنی اس غبار کا صلہ جنت ہے تو آیا اس کو اتارنا چاہئے یا نہیں تو امام بخاریؒ نے فرمایا میں فتویٰ نہیں دیتا فتویٰ تم دو۔ تو ہم یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ اگر مٹی اتنی زیادہ ہو کہ مُثلہ ہی ہو جائے یعنی چہرہ بگڑ جائے تو جھاڑ دو۔ ورنہ نہیں۔

جاء رجل: ......

سوال اول: ...... جب حضرت عمرؓ و عمارؓ کا واقعہ اتنا مشہور تھا تو جنبی کو حضرت عمرؓ کیوں تیمّم کرنے سے روک رہے ہیں کیا اپنا واقعہ یاد نہ تھا؟

جواب: ...... واقعہ یاد تھا لیکن حضرت عمرؓ **سياسة وسدا للذرائع** منع فرماتے تھے تاکہ جنبی معمولی معمولی عذر کی وجہ سے ہی تیمّم کرنے پر جری نہ ہو جائے۔

سوال ثانی: ...... یہ واقعہ قبل نزول آیت تیمّم کا ہے یا بعد کا۔ اگر بعد کا ہے تو پورا جسم کیوں رگڑا؟ اور اگر پہلے کا ہے تو ان کو کیسے معلوم ہوا کہ تراب بھی مطہر ہے؟

جواب:...... واقعہ بعد نزول آیت تیمّم کا ہے اور کیفیت تیمّم بھی معلوم تھی لیکن وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ طریقہ حدث اصغر کے لئے ہے اور ان کو حدث اکبر لاحق تھا اس لئے انھوں نے پورے جسم پر مٹی مل لی۔

ان البخاریؒ لم یسق ھذاالحدیث بتمامه والائمة الستة اخرجوا مطولا ومختصرا وروی ابو داودمن حدیث عبد الرحمن بن ابزیٰ "قال کنت عند عمرؓ فجاء ه رجل فقال انا نکون بالمکان الشهر او الشهرین فقال عمرؓ اما انا فلم اکن اصلی حتی اجدالماء قال فقال عمارؓ یا امیر المؤمنین اماتذکر اذ کنت انا وانت فی الابل فاصابتنا جنابةفاما انا فتمعکت فاتینا النبی ﷺ فذکرت ذلک له فقال انما کان یکفیک ان تقول هکذاوضرب بیدیه الی الارض ثم نفخها ثم مسح بهماوجهه ویدیه الی نصف الذراع فقال عمرؓ یا عمارؓ اتق الله فقال یا امیر المؤمنین ان شئت والله لم اذکر ه ابدا فقال عمرؓ کلا والله لنولینک ماتولیت،(ع ج ۴ص ۱۹)

(٢٣٧)

﴿باب التیمم للوجه والکفین﴾

چہرے اور دونوں ہاتھوں کا تیمّم

(۳۳۰)حدثنا حجاج قال ثنا شعبة قال اخبر نی الحکم عن ذر عن سعید بن

ہم سے حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا مجھے حکم نے خبر دی ذر کے واسطے سے وہ سعید بن عبد الرحمٰن

عبدالرحمٰن بن ابزی عن ابیه قال قال عمار بهذا وضرب شعبة بیدیه الارض ثم

بن ابزیٰ کے واسطے سے، وہ اپنے والد سے کہ عمار نے یہ واقعہ بیان کیا (جو اس سے پہلے کی حدیث میں گزر چکا) اور شعبہ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا

ادنا هما من فیه ثم مسح بهما وجهه وکفیه وقال النضر انا شعبة

پھر انھیں اپنے منہ سے قریب کرلیا اور ان سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا اور نضر نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی

عن الحکم سمعت ذرا عن ابن عبد الرحمٰن بن ابزیٰ قال الحکم

حکم کے واسطے سے کہ میں نے ذر سے سنا اور ابن عبد الرحمٰن بن ابزیٰ کے حوالے سے حدیث روایت کرتے تھے حکم نے کہا

وقد سمعته من ابن عبد الرحمٰن ابن ابزی عن ابیه قال عمار

میں نے یہ حدیث ابن عبدالرحمٰن بن ابزی سے سنی وہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے تھے کہ عمار نے کہا

راجع:۳۳۸ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۳۱)حدثنا سلیما ن بن حرب قال حدثنا شعبةعن الحکم عن ذر عن ابن

ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا ہم سے شعبہ نے حکم کے واسطے سے بیان کیا وہ ذر سے وہ

عبد الرحمٰن بن ابزی عن ا بیه انه شهد عمر و قال له عما ر کنا

ابن عبدالرحمٰن بن ابزی سے، وہ اپنے والد سے کہ وہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر تھے اور حضرت عمار نے ان سے کہا

فی سرية فاجنبنا وقال تفل فيهما

تھا کہ ہم ایک سریہ میں گئے ہوئے تھے اور ہم دونوں جنبی ہو گئے اور (اس روایت میں ہے کہ) کہا تفل فیھما (بجائے نفخ فیھما کے)

راجع:۳۳۸ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۳۲)حدثنا محمد بن کثیر قال اخبرنا شعبةعن الحکم عن ذر عن ابن

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے حکم کے واسطہ سے بیان کیا، وہ ذر سے، وہ ابن عبدالرحمٰن بن ابزی سے

عبدالرحمٰن بن ابزیٰ عن ابیه عبد الرحمٰن قال قال عمار لعمر تمعکت

وہ اپنے والد عبدالرحمٰن سے انھوں نے بیان کیا کہ عمار نے ان سے کہا کہ میں تو زمین میں لوٹ پوٹ گیا، پھر نبی کریم ﷺ

فاتیت النبی ﷺ فقال یکفیک الوجه والکفین

کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صرف چہرے اور ہاتھوں کا مسح کافی تھا

راجع:۳۳۸ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۳۳) حدثنا مسلم بن ابراهيم قال حدثنا شعبةعن الحکم عن ذر عن ابن

ہم سے مسلم بن ابراھیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے حکم کے واسطے سے بیان کیا، انھوں نے ذر سے وہ ابن

عبد الرحمٰن ابن ابزی عن عبد الرحمٰن قال شهدت عمر قال له عمار
عبدالرحمٰن بن ابزی سے عبدالرحمٰن سے، انھوں نے کہا کہ میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں موجود تھا کہ عمار نے ان سے کہا
وساق الحديث
پھر انھوں نے پوری حدیث (جو اوپر مذکور ہے) بیان کی
راجع: ۳۳۸ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۳۳۴)حدثنا محمد بن بشار قال ثنا غندر قال ثنا شعبة عن الحكم عن ذر
ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا حکم کے واسطہ سے وہ ذر سے وہ
عن ابن عبد الرحمٰن ابن ابزی عن ابيه قال عمار فضرب النبی ﷺ بيده
ابن عبدالرحمٰن بن ابزی سے وہ اپنے والد سے کہ عمار نے بیان کیا، پس نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا
الارض فمسح وجهه و كفيه
اور اس سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا
راجع: ۳۳۸

﴿تحقیق و تشریح﴾

تیمّم کے بارے میں دو مسئلے اختلافی ہیں

(۱)ضربات تیمّم (۲)محل تیمّم۔

مسئلہ اختلافیہ اولی:......ضربات کے بارے میں چار مذہب ہیں۔

(۱) امام احمدؒ کے نزدیک ایک ہی ضرب ہے۔

(۲) امام مالکؒ کے نزدیک دو ضربیں ہیں (ان عند مالک الی الکوعین فرض والی المرفقین اختیار، ع ج ۴ ص ۱۹)

لیکن واجب ایک ہی ہے دوسری کرو نہ کرو۔

(۳) ابن سیرینؒ کے نزدیک تین ضربیں ہیں ۱. ضربة للوجه. ۲. ضربة للكفين ۳. ضربة للذراعين پہلی وجہ کے لئے دوسری کفین کے لئے اور تیسری ذراعین کے لئے [۱]

(۴) چوتھا مذہب جمہور ائمہؒ کا ہے جو یہ ہے کہ دوضربیں ہیں (۱) ضربةللوجه (۲) ضربة للذراعين

جمہور ائمہؒ کی دلیل: ...... مستدرک حاکم کی روایت ہے جو کہ دارقطنی نے نقل کی ہے حضرت جابرؓ سے مروی ہے التيمم ضربة للوجه وضربة للذراعين الى المرفقين [۲] ومنها حديث ابن عمرؓ رواه الدارقطني مرفوعا من حديث نافعؒ عن ابن عمرؓ عن النبي ﷺ قال" التيمم ضربتان ضربة للوجه وضربة لليدين الى المرفقين [۳]

مسئلہ اختلافیہ ثانیہ:...... محل تیمم:

۱۔ امام احمدؒ کا مذہب کفین کا ہے۔

۲۔ جمہورؒ کا مذہب الی المرفقین فرض ہے۔

۳۔ اور امام زہریؒ کا مذہب الی الآباط ہے۔

۴۔ ایک شاذ مذہب نصف ساعدین کا ہے۔

۵۔ مالکیہؒ کے نزدیک کفین کا مسح فرض ہے اور الی المرفقین کا سنت ہے [۴]

جمہور ائمہ کی دلیل: ...... مذکورہ روایت جابرؓ ہی ہے۔

مذہب البخاریؒ: ...... امام بخاریؒ دونوں مسئلوں میں امام احمدؒ کی تائید فرمارہے ہیں۔ التیمم للوجه والکفین کا اکٹھا ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ دونوں کے لئے ضربہ واحدہ ہے۔ اور کفین سے معلوم ہوا کہ کفین تک ہے۔ امام بخاریؒ نے پانچ سندوں سے ایک ہی روایت نقل کی ہے۔ امام بخاریؒ نے پانچ سندیں ذکر کیں اور پھر

---

[۱] (ع ج ۴ ص ۱۹) [۲] (ع ج ۴ ص ۲۰) [۳] (ع ج ۴ ص ۱۹) [۴] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۱۱۱)

بخاری کی سندیں۔ تو جمہورؒ پر افسوس ہے کہ وہ نہ مانیں۔ تو معلوم ہوا کہ فقہ کے لئے اس سے بھی زیادہ علم اور فہم کی ضرورت ہے۔ امت نے آئمہ اربعہؒ کو مجتہد متبوع مانا امام بخاریؒ کو نہیں مانا محدثینؒ نے بھی ائمہ اربعہؒ کی تقلید کی ہے۔ امام بخاریؒ کی نہیں [۱]

جواب:...... حضرت عمارؓ سے جو تیمّم کی روایات ہیں ان کے تین مواقع ہیں۔

موقعہ اول:...... ایک وہ موقعہ جبکہ آیت تیمم نازل ہوئی، اور حضور ﷺ نے تیمّم کا طریقہ سکھلایا۔

موقعہ ثانی:...... حضرت عمرؓ اور حضرت عمارؓ جنبی ہوئے اور حضرت عمارؓ زمین پر لوٹ پوٹ ہو گئے، حضرت عمارؓ فرماتے ہیں **فتمرغت فی الصعید کما تمرغ الدابة** [۲]

موقعہ ثالث:...... جب کہ حضرت عمرؓ سے جنبی نے مسئلہ پوچھا حضرت عمرؓ نے انکار کیا تو حضرت عمارؓ نے حدیث سنائی اور وہ واقعہ یاد دلایا۔

سوال:...... پہلے موقع پر عمارؓ کی روایت کیا ہے؟

جواب ۱:...... مسند بزاز میں صاحب سنن آثار نے نقل کیا ہے، کہ اس وقت کی روایت یہ ہے **التیمم ضربتان ضربة للوجه وضربة للذراعین**۔

جواب ۲:...... دوسرے موقعہ پر ان سے جو روایت ہے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا **انما یکفیک هکذا** اس میں تیمّم کی تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ تیمّم معہود کی طرف اشارہ ہے۔

جواب ۳:...... تیسرے موقعہ پر بھی حضرت عمارؓ نے وہی بات یاد دلائی تو دونوں آخری موقعوں پر اشارہ **الی التیمم المعهود** ہے۔ اور پہلے موقع پر تعلیم ہے اس کو یوں بھی کہہ دیتے ہیں کہ پانچ طریقوں سے استدلال ہے۔ باقی یہاں پر دو اشکال ہیں جنکے جواب پہلے باب کے اخیر میں ذکر کئے جا چکے ہیں۔

---

۱ (فیض الباری ج ۱ ص ۴۰۶) ۲ (ع ج ۴ ص ۳۶)

(۲۳۸)

باب الصعيد الطيب وضوء المسلم يكفيه من المآء

پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے جو پانی نہ ہونے کی صورت میں کفایت کرتی ہے

وقال الحسن يجزيه التيمم ما لم يحدث وام ابن عباس وهو متيمم وقال يحيىٰ

اور حسن نے فرمایا کہ جب تک وضو توڑنے والی کوئی چیز نہ پائی جائے تیمّم اس کیلئے کافی ہے اور ابن عباسؓ نے تیمم

بن سعيد لابأس بالصلوٰة على السبخة والتيمم بها

کر کے امامت کی اور یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ زمین شوروالی زمین پر نماز پڑھنے اور اس پر تیمّم کرنے میں کوئی حرج نہیں

☆☆☆☆☆☆☆

(۳۳۵) حدثنا مسدد قال ثنا يحيى بن سعيد قال ثنا عوف قال ثنا ابو رجآء

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابورجاء نے بیان کیا

عن عمران قال كنا في سفر مع النبي صلى الله عليه وسلم وانا اسرينا حتى كنا في اخر الليل

عمرانؓ کے حوالہ سے، انھوں نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ہم چلتے رہے اور جب رات کا آخری حصہ آپہنچا

وقعنا وقعة و لا وقعة احلٰى عند المسافر منها

تو ہم نے پڑاؤ ڈالا، اور مسافر کیلئے اس وقت کے پڑاؤ سے زیادہ لذت والی اور کوئی چیز نہیں ہوتی تو (ہم اس طرح غافل ہو کر سوئے)

فما ايقضنا الا حرالشمس فكان اوّل من ا ستيقظ فلا ن ثم فلان ثم فلان

کہ ہمیں سورج کی تپش کے سوا کوئی چیز بیدار نہ کر سکی، سب سے پہلے بیدار ہونے والا شخص فلاں تھا، پھر فلاں بیدار ہوا پھر فلاں

یسمیهم ابو رجآء فنسی عوف ثم عمر بن الخطاب الرابع
ابورجاء نے ان سب کے نام لیے لیکن عوف کو یہ نام یاد نہیں رہے تھے پھر چوتھے نمبر پر جاگنے والے عمر بن خطابؓ تھے
وکا ن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذانا م لم نو قظه حتی یکو ن هو یستیقظ لا نا لا ندری
اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما ہوتے تو ہم آپکو جگاتے نہیں تھے، آپؐ خود بیدار ہوتے تھے کیونکہ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا
ما یحدث له فی نو مه فلما ا ستیقظ عمر ورأی ما اصاب النا س و کان رجل جلیدا
کہ آپؐ پر خواب میں کیا نازل ہو رہا ہے، جب حضرت عمرؓ جاگ گئے اور لوگوں کی حالت دیکھی، اور عمرؓ ایک دبنگ آدمی تھے
فکبرور فع صو ته بالتکبیر فمازال یکبرو رفع صوته بالتکبیر حتی
زور زور سے تکبیر کہنے لگے، اسی طرح باآواز بلند آپ اس وقت تک تکبیر کہتے رہے جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
استیقظ لصوته النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما استیقظ شکوا الیه الذی اصابهم
انکی آواز سے بیدار نہ ہو گئے جب آپؐ بیدار ہوئے تو لوگوں نے پیش آمدہ صورت کے متعلق آپؐ سے عرض کیا
فقال لا ضیر اولا یضیر ارتحلوا فارتحل فسار غیر بعید ثم نزل
اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نقصان نہیں۔ سفر شروع کرو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلنے لگے اور تھوڑی دور چل کر آپؐ ٹھہر گئے
فدعا بالوضوء فتوضأ ونو دی بالصلوٰةفصلی بالنا س فلما ا نفتل من صلوٰته
پھر وضو کیلئے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا، اور اذان کہی گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی، جب آپؐ نماز ادا فرما چکے
اذا هو برجل معتزل لم یصل مع القوم قال ما منعک یا فلان
تو ایک شخص پر آپؐ کی نظر پڑی جو الگ کھڑا تھا اور اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے فلاں
ان تصلی مع القوم قال اصابتنی جنابة و لا مآء
تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہونے سے کون سی چیز مانع ہوئی؟ انھوں نے جواب دیا کہ مجھے غسل کی حاجت ہوگئی ہے اور پانی موجود نہیں

قال علیک با لصعید فانہ یکفیک ثم سار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فا شتکی الیہ النا س من العطش

ان سے آپ نے فرمایا کہ پاک مٹی سے کام نکال لو، یہی کافی ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر شروع کیا تو لوگوں نے پیاس کی شکایت کی

فنزل فدعا فلانا کان یسمیہ ابورجآء نسیہ عوف و دعا علیا

آپؐ ٹھہر گئے اور فلاں کو بلایا، ابو رجاء نے ان کا نام لیا تھا لیکن عوف کو یاد نہیں رہا اور علیؓ کو بھی طلب فرمایا

فقال اذھبا فابتغیا المآء فانطلقا فتلقیا امرأۃ بین

ان دونوں صاحبان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ پانی کی تلاش کرو، یہ تلاش میں نکلے۔ راستہ میں ایک عورت ملی

مزادتین او سطیحتین من مآء علی بعیر لھا فقال لھا این الماء

جو پانی کے دو مشکیزے اپنے اونٹ پر لٹکائے ہوئے سوار جارہی تھی۔ انھوں نے ان اس سے پوچھا کہ پانی کہاں ہے؟

قالت عھدی بالماء امس ھذہ الساعۃ ونفرنا خلوفا

تو اس نے جواب دیا کہ کل اس وقت میں پانی پر موجود تھی اور ہمارے قبیلے کے افراد پیچھے انتظار میں ہیں

قالا لھا انطلقی اذا قالت الی این قالا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت الذی

انھوں نے اس سے کہا، اچھا ہمارے ساتھ چلو، اس نے پوچھا کہاں تک؟ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

یقال لہ الصا بیٔ قالا ھو الذی تعنین فانطلقی فجآء ا بھا الی رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم

اس نے کہا اچھا وہی جسے صابی کہا جاتا ہے؟ انھوں نے کہا یہ وہی ہیں جسے تم مراد لے رہی ہو، اچھا اب چلو، یہ حضرات اس عورت کو

وحدثاہ الحدیث قال فاستنزلوھا عن بعیرھا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں لائے اور واقعہ بیان کیا۔ عمرانؓ نے بیان کیا لوگوں نے اسے اونٹ سے اتارا

ودعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بآنا ء ففرغ فیہ من افوا ہ المزادتین او السطیحتین واو کأ افواھھما واطلق العزالی

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن طلب فرمایا اور دونوں مشکیزوں کے منہ اس میں کھول دیئے، پھر ان کے منہ کو بند کردیا اسکے بعد نیچے کے حصے کے سوراخ کو کھول دیا

ونو دی فی الناس ا سقوا وا ستقو ا فسقٰی من سقٰی واستقٰی من شآء و کان

اور تمام لشکر میں منادی کردی گئی کہ خود بھی سیر ہو کر پئیں اور جانوروں وغیرہ کو بھی پلائیں۔ پس جس نے چاہا سیر ہو کر پانی پیا اور پلایا

آخر ذاک ان اعطی الذی اصابته الجنا بۃاناءً من مآء قال اذهب فافر غه علیک

آخر میں اس شخص کو بھی ایک برتن میں پانی دیا گیا جسے غسل کی ضرورت تھی، آپ ﷺ نے فرمایا لے جاؤ اور غسل کر لو

وهی قائمة تنظر الی ما یفعل بماء ها وایم الله لقد اقلع عنها وانه

وہ عورت کھڑی دیکھ رہی تھی۔ کہ اس کے پانی کا کیا حشر ہو رہا ہے، اور خدا کی قسم جب پانی کا لیا جانا ان سے بند ہوا تو

لیخیل الینا انها اشد ملئة منها حین ابتدأ فیها فقال النبی ﷺ اجمعو ا لها

ہم دیکھ رہے تھے کہ اب مشکیزوں میں پانی پہلے سے بھی زیادہ ہے، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ اسکے لئے جمع کرو

فجمعوا لها من بین عجوة و دقیقة وسویقة حتٰی جمعوا لها طعاما فجعلوه

(کھانے کی چیز) لوگوں نے اس کیلئے (عجوہ کھجور کا) آٹا اور ستو اکٹھا کر دیے جب خاصی مقدار میں یہ سب کچھ جمع ہو گیا

فی ثوب وحملوها علی بعیر ها ووضعو الثو ب بین یدیها فقا ل لهاتعلمین

تو اسے لوگوں نے ایک کپڑے میں کر دیا، عورت کو اونٹ پر سوار کر کے اس کے سامنے وہ کپڑا رکھ دیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا

مارزئنا من مآئک شیئا و لکن الله هو الذی اسقانا فاتت اهلها

کہ تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے تمہارے پانی میں کوئی کمی نہیں کی لیکن خداوند تعالیٰ نے ہمیں سیراب کر دیا، پھر وہ اپنے گھر آئی

وقد احتبست عنهم قالوا ما حبسک یا فلانة قالت العجب

کافی دیر ہو چکی تھی اس لیے گھر والوں نے پوچھا کہ فلانی! اتنی دیر کیوں ہوئی؟ اس نے کہا ایک حیرت انگیز واقعہ ہے

لقینی رجلان فذهبا بی الی هذاالرجل الذی یقال له الصا بیٔ ففعل کذا و کذا

مجھے دو آدمی ملے اور وہ مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے صابی کہا جاتا ہے وہاں اس طرح کا واقعہ پیش آیا

فواللہ انہ لا سحر الناس من بین ھذہ وھذہ وقالت باصبعیھا الوسطی والسبابۃ فرفعتھما الی السمآء
خدا کی قسم وہ تو اس کے اور اس کے درمیان سب سے بڑا جادوگر ہے اور اس نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر اشارہ کیا
تعنی السماء والارض اوانہ لرسول اللہ حقا فکان المسلمون بعد یغیرون علی من حولھا من المشرکین
اسکی مراد آسمان، اور زمین سے تھی، یا پھر وہ واقعی اللہ کا رسول ہے اس کے بعد جب مسلمان اس قبیلہ کے قرب وجوار کے مشرکین پر حملہ آور تھے
ولایصیبون الصرم الذی ھی منہ فقالت یوما لقومھا ما اری
لیکن اس گھرانے کو جس سے اس عورت کا تعلق تھا کوئی نقصان نہیں پہنچاتے تھے۔ایک دن اس نے اپنی قوم کے افراد سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ
انّ ھؤلآء القوم قد یدعونکم عمدا فھل لکم فی الاسلام فاطاعوھا
یہ لوگ تمہیں قصداً چھوڑ دیتے ہیں تو کیا اسلام کی طرف تمھارا کچھ میلان ہے؟ قوم نے عورت کی بات مان لی،
فدخلو فی الاسلام قال ابو عبد اللہ صبأ خرج من دین الیٰ غیرہ
اور اسلام لے آئے ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ صبأ کے معنی ہیں اپنا دین چھوڑ کر دوسرے کا دین اختیار کر لینا
وقال ابو العالیۃ الصابئین فرقۃ من اھل الکتاب یقرؤن الزبور
اور ابوالعالیہ نے کہا ہے کہ صابی اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے۔یہ لوگ زبور پڑھتے تھے
انظر: ۳۴۸، ۳۵۷۱ عمران بن حصین: کل مرویات: ۱۸۰
مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ((علیک بالصعید فانہ یکفیک))

تحقیق وتشریح

صعید طیب: ......یعنی پاک مٹی، مسلمان کے لئے پانی کی جگہ کافی ہے۔امام بخاریؒ اس باب میں دو مسئلوں میں جمہورؒ کی تائید فرمارہے ہیں۔

مسئلہ اولیٰ: ......تیمم کے لئے جنس ارض ہونا کافی ہے یا ارض منبت؟ امام شافعیؒ ثانی کے قائل ہیں۔جمہورؒ کہتے کہ ہر

مٹی سے تیمم ہوسکتا ہے۔

دلیل امام شافعیؒ : ......**فتیمموا صعید اطیبا** (پ۵سورۃ النساء) طیب سے استدلال ہے۔

جواب: ......جمہورؒ کہتے ہیں طیب سے مراد پاک ہے۔

جمہور ائمہؒ کے دلائل: ......

دلیل اول : ......امام بخاریؒ نے یحییٰ بن سعیدؒ کے قول سے استدلال کیا **لاباس بالصلوة على السبخة والتيمم بها** [1]

دلیل ثانی: ......حضرت عمرانؓ کی طویل حدیث میں جس میں یہ الفاظ ہیں **عليك بالصعيد** طیب کی قید نہیں ہے۔

مسئلہ ثانیہ: ......تیمم طہارت مطلقہ ہے یا طہارت ضروریہ؟ امام شافعیؒ ثانی کے قائل ہیں۔ کہ اگر ایک نماز پڑھ لی ہے تو دوسری نماز نہیں پڑھ سکتے۔ ایک وقت کی پڑھ لی ہے تو دوسرے وقت کی نہیں پڑھ سکتے۔

امام صاحبؒ طہارت مطلقہ کے قائل ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی دلیل: ...... **وقال الحسنؒ يجزئه التيمم مالم يحدث** [2]

مسئلہ ضمنیہ: ...... جمہورؒ کے نزدیک متیمم متوضی کا امام بن سکتا ہے۔ بخلاف امام محمدؒ کے۔ امام محمدؒ کے نزدیک امام نہیں بن سکتا۔ امام بخاریؒ نے اس پر استدلال کیا **وام ابن عباسؓ وهو متيمم** ۔

سوال: ...... حدیث الباب میں مذکور واقعہ کہاں کا ہے؟ اور کہاں پیش آیا؟ اور کیا ایک ہی واقعہ ہے یا متعدد مرتبہ پیش آیا؟

جواب: ......اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔

(۱) بعض کہتے ہیں کہ خیبر سے واپسی کا ہے اور یہ روایت مسلم شریف میں ہے۔

(۲) **قال البعض ليلة التعريس** کا واقعہ ہے۔

(۳) ابوداؤد میں ہے کہ حدیبیہ سے واپسی کا ہے۔

---

[1] (فتح الباری ج ا ص ۳۴۲) (بخاری ج ص ۴۹) [2] (فتح الباری ج ا ص ۳۴۲) (بخاری ج ا ص ۴۹)

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ تبوک کے راستے کا ہے۔

(۵) بعض نے کہا جیش الامراء کا ہے۔ راجح یہ ہے کہ یہ واقعہ جو یہاں بیان ہو رہا ہے خیبر سے واپسی کا ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ متعدد مرتبہ پیش آیا ہے۔

کنا فی سفر مع النبی ﷺ :......اختلفوا فی تعیین هذاالسفر ففی صحیح مسلم من حدیث ابی هریرةؓ انه وقع عند رجوعهم من خیبر وفی حدیث ابن مسعودؓ رواه ابوداود اقبل النبی ﷺ من الحدیبیة لیلا فنزل فقال من یکلونا فقال بلالؓ انا وفی حدیث زید بن اسلمؓ مرسلا اخرجه مالکؒ فی الموطا "عرس رسول الله ﷺ لیلا بطریق مکة ووکل بلالاً "،وفی حدیث عطاءؒ بن یسار مرسلا رواه عبد الرزاقؒ ان ذلک کان بطریق تبوک وکذا فی حدیث عقبة بن عامرؓ رواه البیهقیؒ فی الدلائل وفی روایت لابی داودؒ کان ذلک فی غزوة جیش الامراء (ع ج۴ص۲۷)ووقعنا وقعة:......ای نمنا نومة کانهم سقطوا عن الحرکة .
فنسی عوف:......لیس من کلام عمران بن حصینؓ وانما هی من کلام الراوی وعوف هو عوف الاعرابی المذکور فی الاسناد (ع ج۴ص۲۷)فکان اول من استیقظ ابوبکرؓ:......فعلی هذا فابوبکر هو احد المستیقظین من الاربعة اولا والرابع هو عمرؓ بن الخطاب وبقی اثنان من الذین عد هم ابو رجاء ونسیهم عوف الاعرابی وبعضهم عین الثانی والثالث بالاحتمال فقال یشبه ان یکون الثانی عمران راوی القصة والثالث من شارک عمرانؓ فی روایة هذه القصة وهوذومخبرؓ فانه قال فی حدیث عمر بن امیة رواه الطبرانی (ع ج۴ص۲۷)اذاهوبرجل :......لم یعلم اسمه وقال صاحب التوضیح هو خلادؓ بن رافع بن مالک الانصاری اخورفاعةؓ(ع ۲۹)فدعا فلان:...... هو عمرانؓ بن حصین راوی الحدیث .من بین عجوة :......العجوة تمرمن اجود التمر بالمدینة. (ع ج۴ص۳۰)مارزئنامن ماء ک شیئا :......بفتح الراء وکسر الزای ای مانقصنا (ع ج۴ص۳۱)الصرم:...... بکسر الصاد المهملة وهو ابیات من الناس مجتمعة والجمع اصرام وقال ابن سیدةؒ الصرم الابیات المجتمعة المنقطعة من الناس والصرم ایضا الجماعة بین ذلک والجمع اصرام واصاریم وصرمان والاخیرة عن سیبویه (ع ج۴ص۳۱)ذکراستنباط الاحکام منه :......الاول :......فیه استحباب سلوک الادب مع الاکابر کما فی فعل عمرؓ فی ایقاظ النبی ﷺ.
الثانی:...... فیه اظهار التاسف لفوات امر من امور الدین .الثالث:......فیه ان من اجنب ولم یجد ماء فانه یتمم لقوله ﷺ"علیکم بالصعید ،،الرابع:......فیه ان العالم اذارای امرمجملا یسال فاعله عنه لیوضحه فیوضح له هو وجه الصواب . الخامس:...... فیه استحباب الاذان للفائتة .السادس :......فیه جواز اداء الفائتة بالجماعة۔(ع ج۴ص۳۱)
السابع:...... فیه مشروعیة قضاء الفائت الواجب وانه لایسقط بالتاخیر .فائده:......فیه من دلائل النبوة حیث توضؤاوشربوا وسقوا واغتسل الجنب مماسقط من العزالی وبقیت المزادتان مملوء تان ببرکته وعظیم برهانه ﷺ وکانوا اربعین (عمدة القاری ج۴ص۳۲) کیونکہ روایات مختلف ہیں کسی میں ہے کہ آپ پہلے جاگے اور کسی میں ہے کہ ابوبکرؓ پہلے جاگے (ع ج۴ص۲۷)
وقال الحسن:......ای قال الحسن البصری یکفیه التیمم الواحد ما لم یحدث ای مدة عدم الحدث .والقصد ان التیمم حکمه حکم الوضؤ فی جواز اداء الفرائض المتعددة به والنوافل مالم یحدث باحدالحدثین وهو قول اصحابنا وبه قال ابراهیمؒ وعطاء

وابن المسیب والزهری والليث والحسن بن حيي وداود بن علي وهو المنقول عباس وقال الشافعي يتمم لكل صلاة فرض وبه قال مالك واحمد واسحاق وهو قول قتادة وربيعة ويحيى بن سعيد الانصاري وشريك والليث وابي ثور .ثم ان البخاري ذكر عن الحسن معلقا ووصله ابن ابي شيبة حدثنا هشيم عن يونس عن الحسن قال "لا ينقض التيمم الا لحدث ،،وحكاه ايضا عن ابراهيم وعطاء ووصله ايضا عبد الرزاق ولفظه "يجزى التيمم مالم يحدث ووصله ابو منصور ايضا ولفظه "التيمم بمنزلة الوضو اذا توضات فانت على وضؤ حتى تحدث (ع ج ۴ ص ۲۴) وام ابن عباس وهو متيمم (ع ج ۴ ص ۲۴)(فتح الباری ج ۱ ص ۲۲۲)(بخاری ج ۱ ص ۴۹)(فیض الباری ج ۱ ص ۴۰۹)هذاالتعليق وصله ابن ابي شيبة والبيهقي ايضا باسناد صحيح ثم وجه مناسبة هذاللترجمة من حيث ان التيمم وضؤ المسلم فاذا كان كذلك تجوز امامة المتيمم للمتوضى كا مامة المتوضى فدل ذلك على ان التيمم طهارة مطلقة غير ضرورية اذلو كان ضروريا لكان ضعيفا ولو كان ضعيفا لما ام ابن عباس وهو متيمم بمن كان متوضا وهذا مذهب اصحابنا وبه قال الثوري والشافعي واحمدو اسحاق وابو ثور وعن محمد بن الحسن لا يجوز وبه قال الحسن بن حيي وكره مالك وعبد الله بن الحسن ذلك فان فعل اجزأه وقال ربيعة لا يؤم المتيمم من جنابته الامن هو مثله وبه قال يحيى بن سعيد الانصاري وقال الاوزاعي لا يؤم الا اذا كان اميراكذا قاله ابن حزم .فان قلت قد روى عن جابر مرفوعا "لايؤم المتيمم المتوضئين ،،وعن علي بن ابي طالب موقوفا "لايؤم المتيمم المتوضنين ولا لمقيد المطلقين ،،قلت هذا ن حديثان ضعيفان ضعفهما الدار قطني وابن حزم وغيرهما(ع ج ۴ ص ۲۴) وقال يحيى بن سعيد .... (ع ج ۴ ص ۲۴) (فتح الباری ج ۱ ص ۲۲۲)(بخاری ج ۱ ص ۴۹)(فیض الباری ج ۱ ص ۴۰۹)السبخة بفتح حروفها كلها واحدة السباخ فاذا قلت ارض سبخة كسرت الباء وقال ابن سيدة هي ارض ذات ملح ونزوجمعها سباخ وقد سبخت سبخا فهي سبخة واسبخت وقال غيره هي ارض تعلوها ملوحة لا تكاد تنبت الا بعض الشجر (ع ج ۴ ص ۲۵)حدثنا مسدد .-(ع ج ۴ ص ۲۵)(فتح الباری ج ۱ ص ۲۲۲)(بخاری ج ۱ ص ۴۹)مطابقة الحديث للترجمة في قوله "عليك بالصعيد فانه يكفيك ،،عمران بن حصين :....بضم الحاء المهملة وفتح المهملة ايضا اسلم عام خيبر وروى له عن رسول الله ﷺ مائة حديث وثمانون حديثا للبخاری منها اثنی عشر بعثه عمر الى البصرة ليفقههم وكانت الملائكة تسلم عليه وكان قاضيا بالبصرة ومات بها سنة اثنتين وخمسين (ع ج ۴ ص ۲۶)

سوال:...... حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ خلاصہ کائنات ہیں اور صافی القلوب ہیں کتنے تعجب کی بات ہے کوئی بھی نہیں جاگا۔

جواب :...... یہ نوم تشریع احکام کے لئے تھی[۱] جیسا کہ تشریع احکام کے لئے آپ ﷺ پر سہو طاری ہو جاتا تھا چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے میں بھولتا نہیں بھلایا جاتا ہوں۔

سوال:...... آپ ﷺ کا ارشاد ہے ان عيناى تنامان ولاينام قلبى[۲] یہ واقعہ اس حدیث کے خلاف ہے۔

جواب اول:...... سورج کے طلوع وغروب کا تعلق آنکھوں سے ہے دل سے نہیں[۳]

جواب ثانی:...... ولاينام قلبى ایک عمومی حالت تھی کوئی حالت اس سے تشریع احکام کے لئے مستثنیٰ بھی ہو سکتی ہے[۴]

ارتحلوا:......

---

[۱](من اثبات حکم واظہار شرع ۔ع ج ۴ ص ۲۸) [۲](ع ج ۴ ص ۲۸) [۳]۔(فتح الباری ج ۱ ص ۲۲۳) [۴](فتح الباری ج ۱ ص ۲۲۳)

سوال :...... آپ ﷺ نے چلنے کا حکم کیوں فرمایا؟

جواب :...... اس تعلیل میں احنافؒ وشوافعؒ کا اختلاف ہے احنافؒ کراہت وقت کو علت قرار دیتے ہیں اور شوافع کراہت مکان کو علت بتاتے ہیں [1]

ففرغ من افواہ الزادتین:......

سوال:...... اجنبیہ کا جبراً پانی روک لیا گیا تو تصرف فی ملک الغیر کیسے جائز ہوا؟

جواب اول:...... یہ مضطر کیلئے جائز ہے۔ جبکہ ادائیگی ضمان کا بھی خیال ہو لیکن **غیر باغ ولا عاد** ۔یعنی نہ حد سے تجاوز کرنے والا ہو اور نہ لذت حاصل کرنیوالا ہو۔

جواب ثانی:...... تصرف فی ملک الغیر للاضرار جائز نہیں للنفع جائز ہے۔ دیوار گر رہی تھی آپ نے سیدھی کر دی، کپڑا کسی کا پھٹا ہوا تھا آپ نے سی دیا، برتن ٹوٹا ہوا تھا آپنے جوڑ دیا تو اس عورت کا نفع مقصود تھا، پانی بھی اسے زیادہ مل گیا کھانا بھی مل گیا۔

جواب ثالث :...... تلافی کے ساتھ تصرف فی ملک الغیر جائز ہو جاتا ہے، جبکہ اس کو راضی کرلیں اور وہ خوش ہو جائے تو یہاں بھی ایسے ہی ہے۔

الصابئین :...... اسکی تشریح میں چار اقوال ہیں۔

القول الاول:...... بعض کہتے ہیں کہ مجوس نصاری کے درمیان ایک قوم ہے،

القول الثانی:...... بعض کہتے ہیں کہ ایک فرقہ ہے جس کا دین نوح علیہ السلام کا ہے ۔

القول الثالث:...... بعض کہتے ہیں کی فرشتوں کی پوجا کرنے والے۔

القول الرابع :...... بعض کہتے ہیں کہ ستاروں کی پوجا کرنے والے امام بخاریؒ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہاں صابی اس

---

[1] (فان قلت ما كان السبب في امره ﷺ بالارتحال من ذلك المكان قلت بين ذلك في رواية مسلم عن ابي حازم عن ابي هريرة "فان هذا منزل حضر فيه الشيطان "،وقيل كان ذلك لاجل الغفلة وقيل لكون ذلك وقت الكراهة (عینی ج۴ص۲۹)(فیض الباری ج۱ص۴۱۰)

معنی میں نہیں کہ وہ شخص ان فرقوں میں سے کسی کا ہے، بلکہ خروج من دین الی غیرہ کے معنی میں ہے۔

اصب امل : ...... انتقال مادہ الی مادہ کیا کہ چلتے چلتے اس کو بھی بتلا جاؤں۔ **صبا یصبو** بمعنی **مال یمیل**[1]

(۲۳۹)

باب اذا خاف الجنب علی نفسه المرض او الموت او خاف العطش تیمم

جب جنبی کو (غسل کی وجہ سے) مرض یا جان کا خوف ہو یا پیاس کا اندیشہ ہو (پانی کے کم ہونے کی وجہ سے) تو تیمم کر لے

ویذکر ان عمرو بن العاص رضی اجنب فی لیلة باردة فتیمم وتلا وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ
کہا جاتا ہے کہ عمرو بن العاص کو ایک سرد رات میں غسل کی ضرورت ہوئی تو آپ نے تیمم کیا اور یہ آیت تلاوت کی ''اپنی
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا: فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یعنف
جانوں کو ضائع نہ کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑا مہربان ہے'' پھر اس کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نکیر نہیں فرمائی
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
(۳۳۶) حدثنا بشر بن خالد قال اخبرنا محمد هو غندر عن شعبة عن سلیمان
ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا۔ کہا ہمیں خبر دی محمد نے جو غندر کے عرف سے مشہور ہے۔ شعبہ کے واسطے سے وہ

[1] (فیض الباری ج ۱ ص ۴۱۰) قال ابو عبداللہ صبا خرج من دین الی غیرہ (ع ج ۴ ص ۳۲) (بخاری ج ۱ ص ۴۹) (فتح الباری ج ۱ ص ۲۲۶) وقد هذا التعلیق ابن ابی حاتم من طریق الربیع بن انس عنه وعن مجاهد لیسوا بیهود ولا نصاری ولا دین لهم ولا تؤکل ذبائحهم ولا تنکح نساؤهم وکذا روی عن الحسن وابن نجیح وقال ابن زید الصابئون اهل دین من الادیان کانوا بالجزیرة جزیرة الموصل یقولون لا اله الا الله ولیس لهم عمل ولا کتاب ولا نبی ولم یؤمنوا بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن قتادة وابی جعفر الرازی هم قوم یعبدون الملائکة ویصلون الی القبلة ویقرءون الزبور (عمدة القاری ج ۴ ص ۳۳) (بخاری ج ۱ ص ۴۹) (فتح الباری ج ۱ ص ۲۲۶) (فیض الباری ج ۱ ص ۴۱۱)

عن ابی وا ئل قال ابو موسی لعبداللہبن مسعود اذا لم یجدالما ء لا یصلی

سلیمان سے وہ ابووائل سے کہ ابوموسیٰؓ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ اگر (غسل کی ضرورت ہو) اور پانی نہ ملے تو

قال عبداللہنعم ان لم اجد المآء شھرا لم اصل لو رخصت لھم فی ھذا کا ن

نماز نہ پڑھی جائے عبداللہؓ نے فرمایاہاں اگر مجھے ایک مہینہ تک پانی نہ ملے تو میں نماز نہ پڑھوں گا۔ اگر اس میں بھی

اذا وجد احدھم البرد قال ھٰکذایعنی تیمم وصلی قال قلت

لوگوں کواجازت دی جائے تو سردی محسوس کر کے بھی لوگ تیمم کرلیا کرینگے اور نماز پڑھ لینگے۔ ابوموسیٰؓ نے فرمایا" میں نے

فاین قول عمار لعمر قال انی لم ار عمر قنع بقول عمار

کہا پھر حضرت عمرؓ کے سا منے حضرت عمارؓ کے قول کا کیا جواب ہوگا ،انھوں نے جوا ب دیا
کہ مجھے تو معلوم نہیں کہ حضرت عمرؓ عمارؓ کی بات سے مطمئن ہو گئے تھے

راجع:۳۳۸☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۳۷)حدثنا عمر بن حفص قال ثنا ابی قال ثناالاعمش قال سمعت شقیق بن

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا کہا میں نے شقیق

سلمة قال کنت عند عبداللہوابی موسٰی فقال لہٗ ابو مو سٰی ارأیت یاابا

بن سلمہ سے سنا انھوں نے کہا میں عبداللہ (بن مسعودؓ) اور ابوموسیٰ اشعریؓ کی خدمت میں حاضر تھا ابوموسیٰؓ نے پوچھا کہ

عبدالرحمٰن اذا اجنب فلم یجد مآء کیف یصنع فقا ل عبداللہ

اے ابوعبدالرحمٰن آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کسی کو غسل کی ضرورت ہو اور پانی نہ ملے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔ عبداللہؓ نے فرمایا

لا یصلی حتی یجد الماء فقال ابو مو سیٰ فکیف تصنع بقول عمار حین قال

کہ اسے نماز نہ پڑھنی چاہیے تا آنکہ پانی مل جائے۔ اس پر ابوموسیٰ نے کہا کہ پھر عمارؓ کی اس روایت کا کیا ہوگا کہ جب نبی

له النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یکفیک قال الم تر عمر لم یقنع بذالک منه

کریم ﷺ نے ان سے کہا تھا کہ تمہیں صرف (ہاتھ اور منہ کا تیمّم) کافی تھا، ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ تم عمرؓ کو نہیں دیکھتے

فقال ابو موسیٰ فدعنا من قول عمار کیف تصنع بهذه الاٰية

کہ وہ عمار کی اس بات پر مطمئن نہیں تھے پھر ابوموسیٰؓ نے فرمایا کہ اچھا عمارؓ کی بات کو چھوڑ دو، لیکن اس آیت کا کیا جواب

فما دریٰ عبدالله ما یقول

دو گے (جس میں جنابت میں تیمم کرنے کی طرف واضح اشارہ موجود ہے) عبداللہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکے

فقال انا لو رخصنا لهم فی هذا لا وشک اذابرد علی احدهم المآء ان یدعه ویتیمم

انھوں نے کہا کہ اگر اسکی بھی لوگوں کو اجازت دے دیں تو لوگوں کا کیا حال ہوجائے گا کہ اگر کسی کو پانی ٹھنڈا محسوس ہوا

فقلت لشقیق فانما کره عبدالله لهذا فقال نعم

تو وہ اسے چھوڑ دیا کرے گا اور تیمّم کرے گا (اعمش کہتے ہیں کہ) میں نے شفیق سے کہا کہ گویا عبداللہؓ نے اس وجہ سے یہ صورت نا پسند کی تھی تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں

راجع: ۳۳۸

﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض باب: ......اس باب میں امام بخاریؒ جمہورؒ کے مسلک کی تائید کررہے ہیں اور جمہورؒ کا مسلک یہ ہے کہ جنبی آدمی کو غسل کرنے کی وجہ سے مرض بڑھ جانے یا جان چلے جانے کا خوف ہو تو وہ تیمّم کرسکتا ہے۔ بعض صحابہؓ سے مروی ہے کہ خوف ہلاکت کی وجہ سے تیمّم نہیں کرسکتا عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عمرؓ کی طرف بھی اس قول کی نسبت کی گئی ہے پھر اس میں بحث ہے کہ ان حضرات کا مسلک تھا یا سیاستہ روکتے تھے دونوں قول ہیں البتہ تفصیلی روایتوں سے معلوم ہوجائے گا کہ سدًا للذرائع تھا۔

تیمم: ...... ای هذا باب یذکر فیه اذا خاف الجنب الخ وقد ذکر فیه حکم ثلاث مسائل، الاولی: ...... اذاخاف الجنب علی نفسه . المرض یباح له التیمم مع وجود الماء وهل یلحق به خوف الزیادة فیه قولان للعلماء والشافعیؒ والاصح عنده نعم وبه قال مالک وابو حنیفةؒ والثوریؒ وعن مالکؒ روایة بالمنع

وقال عطاء والحسنؒ البصری فی روایة لا یستباح التیمم بالمرض اصلا وکرهه طاوس وانما یجوز له التیمم عند عدم الماء واما مع وجوده فلا وهو قول ابی یوسف ومحمدؒ ذکره فی التوضیح وفی شرح الوجیز اما مرض یخاف منه زیادة العلة و بطء البرء فقد ذکروا فیه ثلاث طرق اظهرها ان فی جواز تیممه قولان احدهما المنع وهو قول احمدؒ واظهرها الجواز وهو قول الاصطخریؒ و عامة اصحابه وهو قول مالکؒ وابی حنیفة۔(عمدۃ القاری ج۴ ص ۳۳)الثانیة:...... اذا خاف الجنب علی نفسه الموت یجوز له التیمم بلا خلاف وفی قاضیخان الجنب الصحیح فی المصر اذا خاف الهلاک للبرد جاز له التیمم واما المسافر اذا خاف الهلاک من الاغتسال جاز له التیمم بالاتفاق و اما لحدث فی المصر فاختلفوا فیه علی قول ابی حنیفة فجوزه شیخ الاسلام ولم یجوزه الحلوانی.(عمدة القاری ج۴ ص ۳۳)

الثالثة:...... انه اذا خاف علی نفسه العطش یجوز له التیمم وکذا عندنا اذا خاف علی رفیقه او علی حیوان معه نحو دابته وکلبه وسنوره وطیره وفی شرح الوجیز لو خاف علی نفسه او ماله من سبع او سارق فله التیمم ولو احتاج الی الماء لعطش فی الحال او توقعه فی المآل اولعطش رفیقه او لعطش حیوان محترم جاز له التیمم وفی المغنی لابن قدامة او کان الماء عند جمع فساق فخافت المرأة علی نفسها الزنا جاز لها التیمم۔ (عمدۃ القاری ج۴ ص ۳۳)

ویذکر ان عمرو بن العاص اجنب فی لیلة باردة :...... عمروؓ بن العاص القریشی السهمی ابو عبدالله قدم علی النبی ﷺ فی سنة ثمان قبل الفتح مسلما وهو من زهاد من زهاد قریش ولاه النبی ﷺ علی عمان ولم یزل علیها حتی قبض النبی ﷺ روی له سبعة وثلاثون حدیثا للبخاری ثلاثة مات بمصر عاملا علیها سنة ثلاث واربعین علی المشهور یوم الفطر صلی علیه ابنه عبدالله ثم صلی العید بالناس .ویذکر .تعلیق بصیغة التمریض ووصله ابو داؤد وقال حدثنا ابن المثنیؒ قال حدثنا وهبؒ بن جریر قال حدثنا ابیؒ قال سمعت یحیی بن ایوب یحدث عن یزیدؒ بن ابی حبیب عن عمرانؒ بن ابی انس عن عبدالرحمن بن جبیر عن عمرو بن العاصؓ قال "قال احتلمت فی لیلة باردة فی غزوة ذات السلاسل فاشفقت ان اغتسلت ان اهلک فتیممت ثم صلیت باصحابی الصبح فذکروا ذلک للنبی ﷺ فقال یا عمروؓ صلیت باصحابک وانت جنب فاخبرته بالذی منعنی من الاغتسال وقلت انی سمعت الله تعالی یقول ولا تقتلوا انفسکم ان الله کان بکم رحیما فضحک النبی ﷺ ولم یقل شیئا ورواه الحاکم ایضا .فی غزوة ذات السلاسل وهی وراء وادی القری بینها وبین المدینة عشرة ایام وقیل سمیت بها لانها بارض جذام یقال له السلسل وکانت فی جمادی الاولی سنة ثمان من الهجرة (ع ج۴ ص۳۴)

حدثنا بشر بن خالد :...... اذا لم یجد الماء هذا علی سبیل الاستفهام و السئوال من ابی موسیٰ الاشعریؓ عن عبد اللهؓ بن مسعود

لو رخصت:......ای قال عبدالله لابی موسیٰ لو رخصت لهم فی هذا ای فی جواز التیمم للجنب اذا وجد احدهم البرد وفی روایة الحموی اذا وجد احدکم البرد (ع ج۴ ص۳۴)کان یکفیک :......ای مسح الوجه والکفین .فدعنا من قول عمارؓ ای اترکنا وکلمة دع امر من یدع واماب العرب ماضیه والمعنی اقطع نظرک عن قول عمارؓ فماتقول فیما ورد فی القرآن وهو قوله تعالی فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا .اذا برد .بفتح الباء والراء وقال الجوهری بضم الراء والمشهور الفتح .فقلت ای قال الاعمش قلت لشقیق .فان قلت الواو لا تدخل بین القول ومقوله فلم قال وانما کره قلت هو عطف علی سائر مقولاته المقدرة ای قلت کذا وکذا ایضا انتهی قلت کانه اعتمد علی نسخة فیها وانما بواو العطف والنسخ المشهورة فانما بالفاء (ع ج۴ ص۳۵)وان کنتم جنبا فاطهروا(الایة پ۶) .قال ابن بطال فیه جواز التیمم للخائف من البرد قلت یجوز التیمم للجنب المقیم اذا خاف البرد عند ابی حنیفة خلافا لصاحبیه (ع ج۴ ص۳۶)

(۳۳۸)حدثنا محمد بن سلام قال اخبرنا ابومعاویة عن الاعمش عن شقیق

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہمیں ابومعاویہ نے خبر دی اعمش کے واسطے سے وہ شقیق سے انھوں نے بیان کیا

قال کنت جا لسا مع عبداللہ وابی موسیٰ الاشعری فقال لہ ابو موسیٰ لوان

کہ میں عبداللہ اور ابوموسیٰ اشعری کی خدمت میں حاضر تھا۔ابوموسیٰؓ نے عبداللہؓ سے کہا کہ اگر ایک شخص کو غسل کی

رجلا اجنب فلم یجد الماء شھرا اماکان یتیمم ویصلی قال فقال عبداللہ لا

ضرورت ہو اور وہ مہینہ بھر پانی نہ پائے تو کیا وہ تیمّم کر کے نماز نہیں پڑھے گا، شقیق کہتے ہیں کہ عبداللہ نے جواب دیا کہ

یتیمم وان کان لم یجد شھرا فقال لہ ابوموسیٰ فکیف تصنعون بھذہ الایۃ فی

وہ تیمّم نہ کرے اگر چہ ایک مہینہ تک پانی نہ ملے، ابوموسیٰؓ نے اس پر کہا کہ پھر سورۃ مائدہ کی اس آیت کا کیا کریں گے

سورۃ المائدۃ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فقال عبداللہ لو رخص فی

''پس اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو'' عبداللہ نے جواب دیا کہ اگر لوگوں کو اس کی اجازت دے دیجائے تو جلد

ھذا لھم لاوشکوا اذا ابرد علیھم الماء ان یتیمموا الصعید قلت وانما کرھتم

ہی یہ حال ہو جائیگا کہ پانی اگر ٹھنڈا محسوس ہوا تو مٹی سے تیمّم کرلیں گے میں نے کہا گویا آپ لوگوں نے یہ صورت

ھذا لذا قال نعم فقال ابو موسیٰ الم تسمع قول عمار لعمر بن الخطاب بعثنی

اس وجہ سے ناپسند کی ہے انھوں نے جواب دیا کہ ہاں، ابوموسیٰ نے فرمایا کہ کیا آپ کو عمارؓ کا عمر بن خطابؓ کے سامنے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حاجۃ فاجنبت فلم اجد الماء

یہ قول نہیں معلوم نہیں ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کیلئے بھیجا تھا سفر میں مجھے غسل کی ضرورت پیش آگئی لیکن پانی نہیں ملا

فتمرغت فی الصعید کما تمرغ الدآبۃ فذکرت ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال

اس لیے میں نے جانوروں کی طرح لوٹ پوٹ لیا، پھر میں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انماکان یکفیک ان تصنع ھکذا وضرب بکفہ ضربۃ علی الارض

کہ تمہارے لیے صرف اس طرح کرنا کافی تھا اور آپؐ نے ہاتھوں کو ایک مرتبہ زمین پر مارا پھر ان کو جھاڑ کر بائیں ہاتھ

ثم نفضھا ثم مسح بھا ظھر کفہ بشمالہ اوظھر شمالہ بکفہ ثم مسح بھما وجھہ

سے داہنے کی پشت کا مسح کیا یا بائیں ہاتھ کا داہنے ہاتھ سے مسح کیا، پھر دونوں ہاتھوں سے چہرے کا مسح کیا

فقال عبداللہ فلم تر عمر لم یقنع بقول عمار وزاد یعلیٰ عن الاعمش

عبداللہ نے اس کا جواب دیا کہ آپ عمرؓ کو نہیں دیکھتے کہ وہ عمار کی بات سے مطمئن نہیں ہوئے تھے اور یعلی نے

عن شقیق قال کنت مع عبداللہ و ابی موسیٰ

اعمش کے واسطے سے شقیق سے روایت میں یہ زیادتی کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں عبداللہؓ اور ابوموسیٰ کی خدمت میں تھا
فقال ابوموسیٰ الم تسمع قول عمار لعمران رسول اللہ ﷺ بعثنی انا وانت
اور ابوموسیٰؓ نے فرمایا تھا کہ کیا آپ نے عمارؓ کا یہ قول نہیں سنا جو انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور آپ کو بھیجا پھر مجھے
فاجنبت فتمعکت باالصعید فاتینا رسول اللہ ﷺ فاخبرناہ
غسل کی ضرورت ہوگئی اور مٹی میں لوٹ پوٹ لیا۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے صورت حال کے متعلق کہا
فقال انما کان یکفیک ھکذا ومسح وجھہ وکفیہ واحدۃ
تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں صرف اتنا کافی تھا اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا ایک مرتبہ مسح کیا

﴿تحقیق و تشریح﴾

(ضربۃً منصوب علی الحال والتقدیر ھذا باب فی بیان صفۃ التیمم حال کونہ ضربۃ واحدۃ وفی بعضھا بالرفع لانہ خبر والتیمم مبتداء (ع ج ۴ ص ۳۶)

غرض باب: ......امام بخاریؒ، امام احمدؒ کے مذہب کی تائید فرمارہے ہیں کہ ایک ضرب ہے۔

حدثنا محمد بن سلام: ......اس حدیث میں الفاظ یوں ہیں ضرب بکفہ ضربۃ علی الارض ایک ہی ہتھیلی ماری اور یہ کسی کا بھی مذہب نہیں معلوم ہوا کہ تعلیم سابق کی طرف اشارہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ تیمم جب وضوء کا خلیفہ ہے تو جب وضوء میں الی المرفقین ہے تو اس میں بھی الی المرفقین ہوگا

افلم تر عمر لم یقنع بقول عمار رضی اللہ عنھما. ووجہ عدم قناعتہ بقول عمار ھو انہ کان معہ فی تلک القضیۃ ولم یتذکر عمر ذلک اصلا ولھذا قال لعمار فیما رواہ مسلم عن عبد الرحمن بن ابزی "اتق اللہ یاعمار فیما ترویہ وتثبت فیہ فلعلک نسیت اواشتبہ علیک فانی کنت معک ولا اتذکر شیئا من ھذا (ع ج ۴ ص ۳۷) وزاد یعلی عن الاعمش وحدۃ:...... یعنی ضربۃ واحدۃ وھذا التقدیر ھو المناسب لغرض البخاری لانہ ترجم الباب بقولہ باب التیمم ضربۃ ویحتمل ان یقدر مسحۃ واحدۃ وھو الظاھر من اللفظ قال الکرمانی فیکون التیمم بالضربتین (عمدۃ القاری ج ۴ ص ۳)

---

(۲۴۱)
باب

(۳۳۹) حدثنا عبدان قال انا عبداللہ قال اخبرنا عوف عن ابی رجاء قال ثنا
ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی کہا ہمیں عبداللہ نے خبر دی، کہا ہمیں عوف نے ابورجاء کے واسطے سے خبر دی کہا ہم
عمران بن حصین الخزاعیؓ ان رسول اللہ ﷺ رای رجلا معتزلا لم یصل
سے عمران بن حصین خزاعی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ الگ کھڑا ہے اور لوگوں کے ساتھ

فی القوم فقال یافلان ما منعک ان تصلیّ فی القوم
نماز میں شریک نہیں ہوا آپؐ نے فرمایا کہ اے فلاں تمہیں لوگوں کیساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روک دیا ہے
فقال یا رسول اللہ ﷺ اصابتنی جنابة ولا مآء قال
انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے غسل کی ضرورت ہوگئی اور پانی نہیں ہے ،آپ نے ارشاد فرمایا
علیکَ بالصعید فانه یکفیک
پھر پاک مٹی سے تیمّم ضروری تھا تمھارے لیے یہی کافی ہے
راجع: ۳۴۴ تنبیہ: نمبروں کی یہ ترتیب" صحیح البخاری مطبوعه دارالسلام للنشروالتوزیع الریاض" کے مطابق درج کی گئی ہے جوکہ ہمارے دیے گئے احادیث مبارکہ کے نمبروں سے قدرے مختلف ہے۔

تحقیق وتشریح

یہ باب بلاترجمہ ہے۔حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ باب کا لفظ یہاں صحیح نہیں اس لیے کہ یہ روایت پہلے باب کی ہے اوردوسرے شراح بخاریؒ کی رائے یہ ہے کہ چونکہ آنے والی روایت سے ضربة واحدة صراحة ثابت نہیں ہوتا،اس لیے امام بخاریؒ نے باب باندھا اور مقصود وہی ضربة واحدة ہے۔ (تقریر بخاری ج۲ص۱۱۶)

وقع هکذاباب مجردا عن الترجمة فی روایة الا کثرین ولیس بموجود اصلا فی روایة الاصیلی فعلی روایته یکون الحدیث الذی فیه داخلا فی الترجمة الماضیة(ع ج۴ص۳۸)۔

حدثنا عبدان:......وهذاالحدیث مختصر من الحدیث الطویل الذی مضی فی باب الصعید الطیب ۔ فان قلت هذا لا یطابق الترجمة لانه لیس فیه التصریح بکون الضرب فی التیمم مرة واحدة قلت ان کان لفظ باب موجودا علی رأس الحدیث فلا یحتاج الی الجواب لانه حینئذ لا اختصاص له بذلک بل للاشارةالی ان الصعید کاف للجنب وغیره وان کان غیر موجود فجوابه انه اطلق ولم یقید بضربة ولا ضربتین واقله یکون مرة واحدة فیدخل فی الترجمة فافهم فانه دقیق (ع ج۴ص۳۸) مکتبه دارالفکر بیروت۔

تمت بعون اللہ تعالیٰ الجزء الثانی من الخیرالساری فی تشریحات البخاری
ویتلوہ الجزء الثالث ان شاء اللہ تعالیٰ نسأل اللہ الاعانة والتوفیق لاتمامه